

مطبوعات مؤتمر المصنفين (۱)

دعوات حق

افادات

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ
بانی دارالعلوم حقانیہ

جلد دوم

ضبط و ترتیب

مولانا سمیع الحق

مؤتمر المصنفین

دارالعلوم حقانیہ کوڑہ خٹک (پشاور)

پاکستان

نام کتاب _____ دعوات حق (جلد دوم)
 افادات _____ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح
 مرتب _____ مولانا سمیع الحق مدظلہ
 ضخامت _____ ۵۲۰ صفحات
 مطبع _____
 طبع بار سوم _____ جولائی ۲۰۰۰ء
 ناشر _____ مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ
 قیمت _____ ۱۶۵ روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

الحمد لمن هو اهله والصلوة على من لا نبتى بعده

ربیع الاول ۱۳۹۶ھ میں دعواتِ حق جلد اول کی اشاعت سے مؤتمرِ مصنفین نے محض خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم کے بھر و سر پر اپنے اشاعتی کام کا آغاز کیا۔ اگرچہ وسائل ناپید تھے اور فقارِ کار عتقا مگر کسی منصوبہ بندی اور پیشگی سکیم اور ارادے کے بغیر خداوند تعالیٰ نے مؤتمرِ مصنفین کو اس عرصہ میں کئی اہم اور مفید چھوٹی بڑی تصانیف کی اشاعت کی توفیق بخشی جسے ملک و قوم کے دینی، علمی اور صحافتی حلقوں میں سراہا گیا، اس سلسلہ کی آخری کڑی، ”قادیان سے اسرائیل تک“ کا بھی افادیت، جدت، جامعیت اور ضرورت و اہمیت کے لحاظ سے زبردست خیر مقدم ہوا جس پر ہم خداوند قدوس کے شکر گزار اور آئندہ کے لیے بھی توفیقِ ایزدی کے خواستگار ہیں کہ جو کچھ کہ ہوا، ہو اکرم سے اُس کے۔ اور۔ جو کچھ کہ ہو گا اُسی کے کرم کا منت پذیر ہو گا۔ دعواتِ حق کی جلد اول کے فوراً بعد جلد ثانی کی ترتیب و اشاعت کا اندازہ تھا مگر کل امیر مرہون باوقاف کی بنا پر کئی عوارض و مشاغل اور رکاوٹوں سے یہ کام اب تک مؤخر ہوتا گیا اور اس سلسلہ کے سارے عزم اور ارادے ٹوٹ ٹوٹ کر مشیتِ ایزدی کی برتری اور بالادستی کی شہادت بنتے رہے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم۔

دعواتِ حق کی سادہ اور بے تکلف زبان علمی دقیق لطائف و نکات اور بھاری بھر کم اصطلاحات سے اس کا یکسر عاری ہونا اور با محاورہ عبارات اور جملوں کی ناپیدگی یہ سب چیزیں بظاہر اس بات کی غماز تھیں کہ اسے علمی و دینی حلقوں میں پذیرائی نہ مل سکے گی مگر حقیقت یہی باتیں اس کی دلپذیری اور دلآویزی کا موجب بن گئیں اور علم و ادب، دین و شریعت، اخلاق و تصوف سے شغف رکھنے والے ہر طبقہ نے ان سادہ مواعظ کو از دل خیز و بردل ریز و کامصدق قرار دیا اور اصلاح و تاثیر کے لحاظ سے زبردست اثرات کا حامل، اس طرح ہمارا حوصلہ بڑھتا گیا کہ ایسے اور مواعظ بھی تلاش کر کے مرتب اور جمع کیے جائیں گو اس خیال سے کہ بھی عجاظ

دامت برکاتہم نے خطاب فرمایا کہ کبھی یہ مرتب ہو کر ایک وسیع حلقہ کو مخاطب بنانے کا ذریعہ بنیں گے اور نہ کبھی ضبط و ترتیب کا التزام ہوا۔ عموماً اپنی مسجد میں نماز جمعہ سے قبل ایک محدود حلقہ، سیدھے سادے مہمانی مخاطب، گھنٹہ اور عموماً پون گھنٹہ کا قلیل وقت، نہ کسی خاص موضوع اور بحث پر خطاب مقصود، مگر اب جب اسکی افادیت سامنے آئی تو رہ رہ کر افسوس ہوتا ہے کہ کاش اس طرح کے سارے مواعظ محفوظ ہو سکتے تو کتنا بڑا ذخیرہ سامنے آجاتا۔ اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قیام پاکستان پر گزرے ہوئے ۳۳ برس میں دو تین سال نکال کر (جو حضرت کے ضعف و کمزوری کا عرصہ ہے) تقریباً ۳۰ سال مسلسل ہر ہفتہ نماز جمعہ سے قبل تو خطاب فرماتے ہی تھے۔ اس کے علاوہ ہر ہفتہ میں کسی نہ کسی اجتماع، جلسہ مجلس وعظ، جنازہ وغیرہ میں ایک آدھ دفعہ خطاب بھی کرنا پڑتا۔ اس طرح ایک سال میں کم از کم ایک سو مرتبہ تقریر و خطاب کی نوبت آتی۔ گزشتہ تیس سالوں میں یہ تعداد تین ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ پیش نظر دونوں جلدیں سو کے لگ بھگ چھوٹے بڑے ارشادات کو سمیٹی ہوئی ہیں تو اس حساب سے صرف قیام پاکستان کے بعد کے افادات وعظ کے لیے دعوات حق کی موجودہ ضخامت کی تیس جلدیں درکار ہوتیں۔ یعنی ۲۰، ۱۵ ہزار کے لگ بھگ صفحات قیام پاکستان سے قبل کے دس بیس سال کا عرصہ اس کے علاوہ ہے۔ گو مخاطبین کی استعداد اور اصول دعوت و معظمت کی بنا پر ان مواعظ و خطبات کے مرکزی مباحث میں تکرار و تصریف محسوس ہوتا ہو مگر ہر وعظ میں کوئی نہ کوئی جدت اور نئی افادیت بھی محسوس ہو جاتی ہے۔ افسوس کہ جلد اول کی طرح اپنے گونا گوں مشاغل اور پرگندہ مصروفیات کی وجہ سے مرتب کتاب کو اس جلد پر بھی تحقیقی کام کرنے کا موقع نہ مل سکا کہ احادیث و آثار اور احوال و وقائع کی مراجعت ہو سکتی نہ صاحب مواعظ دامت برکاتہم کو نظر ثانی کا موقع ملا، مگر مزید یا بغیر و تعویق نہ شائقین کتاب کو گوارا تھی نہ مجھے یہی حال عبارت کی روانی، بندش اور تذکیر و تانیث کو ملحوظ رکھنے کا ہے کہ اس طرح کی تصنیع اور تکلف سے قصداً گریز کیا گیا ہے تاکہ حتی الامکان صاحب خطبات کے الفاظ و کلمات اپنی اصل شکل میں قارئین و سامعین تک پہنچ سکیں۔ آخر میں ہم اپنے قارئین کو یہ مشورہ سنائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حضرت مدظلہ کے کچھ مزید مواعظ و خطبات بھی جو ابھی زیر ترتیب و تصویر ہیں جسے ہم تیسری جلد کی شکل میں انشاء اللہ پیش کر سکیں گے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴	رضائے خداوندی کیلئے محنت	۳	پیش لفظ از مولانا سمیع الحق
۳۵	امدادِ خداوندی کی ایک مثال	۲۱	تقاریط
۳۶	آج کے یہود	۲۳	باب حقیقت، ایمان جامعیت و محاسن اسلام
۳۷	ہوشیار قوموں کا شیوہ		[۱]
۳۸	عبرت کے تازیانے		
۳۹	انابتِ عملی کی ضرورت	۲۵	اسلام کی عمارت، عقیدہ اور اعمال
	[۳]		
	نعتِ اسلام کے تقاضے	"	یہ حدیث ایک کھسوٹی
		"	اسلام کی ایک قصر سے تشبیہ
۳۹	قانُونِ خداوندی کی نافرمانی	۲۶	عمارتِ اسلام کی تکمیل کا فکر اور حسن بصری
۴۰	قوم کو تباہ کرنے والے	۲۷	عمودِ ایمان کلمہ شہادت کی حقیقت
۴۱	بنی اسرائیل سے نصیحت	"	سچی اور جھوٹی شہادت
۴۲	عباد صالحین کی وراثت	۲۹	خدا اور رسول میں تفریق
۴۲	قرآن مجید کا حقیقی مطالعہ	"	حدیث من قال لا الہ الا اللہ کی حقیقت
۴۳	حقوق والدین اور جہاد سے گریز	۳۰	شہادت اور ذکر میں فرق
"	توحید		[۲]
۴۴	ترقی کا معیار	۳۲	نقصِ میثاق کا وبال
"	شرق وسطیٰ		
۴۵	اسلام اور ترقی	۳۳	بنی اسرائیل پر رحمتوں کی بارش
		۳۴	نا فرمانی اور سرکشی
		۳۵	اسلام کا معنی
		۳۶	نصرتِ خداوندی کے ثمرات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۴		۴
	اسلام میں اتحاد اور اجتماعیت کی اہمیت		حسنہ دنیا و آخرت
۶۲	دین کی تبلیغ	۴۷	حسنہ دنیا کی حقیقت
"	نبی کی طاقت	۴۸	دنیا و آخرت کا ملازمہ
۶۳	اسلام اور جمیعت جاہلیت	"	مدار مال ہے حال نہیں
۶۴	صحابہ کرام کا باہمی حسن معاشرت	۴۹	دنیا اور دین میں مطمح نظر
"	معاشرے کا حقیقی انقلاب	"	مکاناتِ عمل کا قطعی اصول
۶۵	عبادات اور اجتماعیت	"	حسنہ کا مطلب
۶۶	حضورؐ کی نظروں میں اجتماعیت کی اہمیت	۵۰	دین اور دنیا کا باہمی تعلق
۶۷	خرابی کا منشاء تکبر		۵
"	خود نمائی اور ہوس		دین کی جامعیت
۶۸	فتح مکہ اور حضورؐ کی شانِ تواضع	۵۲	
"	اتفاق کی برکات	۵۳	دین مخدوم اور دنیا خادم
۶۹	استغفار	"	نصرۃ دین کی برکات
	۷		رسوماتِ جاہلیت
	اجتماعی مرض اور اس کا علاج	۵۴	گھر سے اصلاح
۷۰	باہمی عناد و عداوت کی دواء	۵۵	سود کی تباہ کاری
۷۱	رحمۃ للعالمینؐ کی شانِ رحمت	"	صدقات کی برکت
۷۲	خرابی یوم القیامۃ	۵۶	تجدید عہد
۷۳	شفاعتِ کبریٰ	۵۷	دین پر شعبۂ زندگی پر حاوی ہے۔
۷۴	غزوہ و نجاتِ ابلیس کا شیوہ	"	عند اللہ معیار قبولیت
۷۵	تکبر یا خود داری	۵۸	حرمتِ بنی آدم
"	پاکستان اور مشکلات	۵۹	اسلامی معاشرہ
۷۶	عید اور لہو و لعب	"	حضورؐ کا دشمنوں سے سلوک

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۹	باب ۲ عقیدہ آخرت، فتنہ دنیا، فکر آخرت	۷۶	حقوق نسواں کمیٹی کی رپورٹ
		۷۷	جمہوریت کی لغت
		"	اسلام اور حقوق
		۷۸	اجتماعی وعدہ خلافی اور اسکی تلافی
۹۰	السان امانت خداوندی کو فانی دنیا پر	"	اللہ کی شان رحمانہ
	ضائع نہ کرے	"	اجتماعی استغفار
"	مخلوقات کو امانت الہی کی پیشکش		۸
۹۱	ظلم و جہول کا مطلب		گناہ اور معصیت کے برے اثرات
۹۲	امانت کی ذمہ داریاں		
۹۳	کائنات کی تسخیر	۸۰	زبان کو قابو رکھنے کی ضرورت
"	دنیا کی حقیقت اور بے ثباتی	۸۱	اطاعت و ایمان سے بریز کلمات
"	مناصب دنیوی، سچ ہیں	۸۲	حسن بصری کا فکر آخرت
۹۴	رازق اور مسبب حقیقی کون ہے؟	۸۳	لیلة القدر کی عظمت
۹۵	اللہ کی ربوبیت عامہ کی مثال	"	قبولیت دعا کی مثالیں
"	حضرت ابراہیم کی قربانیوں کا صلہ	۸۴	اصل کامیابی
۹۶	میاں بیوی ایک دوسرے کی اصلاح کریں	۸۵	علم کا مقصد رضاء الہی
"	فانی اور غیر فانی چیزیں	"	عود الی المقصود
	۱۰	۸۶	گناہ کے اثرات
	فتنہ مال و دولت اور اس کا علاج	۸۷	بعض اعمال بد کی تباہ کن خاصیت
۹۸	حضور سے نبی اور روحانی رشتہ	"	بدعت
۹۹	حضرت علی و حضرت عمر کا باہمی رشتہ	۸۸	حب مال
۱۰۰	اسلام کی مادی بکیتیں	"	معاصی
"	مال کا فتنہ		خلاصہ بحث
۱۰۱	گورنر شام ابو عبیدہ کی حالت		
۱۰۱	شان ایازی		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۹	روح کے ہسپتال	۱۰۲	تین بنی اسرائیلیوں کا قصہ
	۱۲	"	مال و دولت کا فتنہ
	محبت موت	۱۰۳	فتنوں کا علاج
		"	تہجد کی برکت
۱۲۰	قربانی کے بغیر کوئی چیز نہیں ملتی	۱۰۴	عورتوں کی عزائی پر وعید
۱۳۱	رستم کے دربار میں صحابہ کی حق گوئی	"	باس عمل
۱۲۲	ایک جاہلانہ بات	۱۱	
"	موت ذریعہ وصال محبوب		موت و مابعد الموت
۱۲۳	شہادت - حقیقی کامیابی	۱۰۶	عقیدہ آخرت
"	امت محمدیہ کے برکات	۱۰۷	نافرمانی کے دو اسباب
۱۲۴	چار بائی کی موت پر صحابہ کو صدمہ	۱۰۸	حضرت عائشہ کے درجات اور فکدہ آخرت
"	لاش کی منتقلی ایک جاہلانہ رسم	۱۰۹	قیامت کی رسوائی
"	حضرت خالد بن ولید کی تلوار	"	عقل مند اور احمق
"	موت اٹل ہے۔	۱۱۰	ہر چیز سعی اور عمل سے وابستہ ہے۔
۱۲۶	آپ نے اولاد اور صحابہ کے بچنے کی دعا فرمائی	۱۱۱	قبر کی زندگی
۱۲۷	شہادت پر قائم کرنے والوں کو سبق	"	عہد عمر کی ایک خدا ترس لڑکی
"	شاہ عبدالعزیز کے الزامی جوابات	۱۱۲	حضرت عمرؓ کا معیار شرافت
۱۲۸	حضرت مسیحؑ کی نہیں حضورؐ کی پیروی	۱۱۳	موت، وصال حقیقی
	۱۳	"	مسلمانوں کی کامیابی حضورؐ کی پیروی میں ہے
	جزا و سزا اور محاسبہ اعمال کا دن	۱۱۴	صحابہ کرامؓ اور تکوینی سنتوں کی پیروی
۱۳۰	عقیدہ قیامت	۱۱۵	مرنے والوں کا ذکر خیر
"	منکر قیامت اقوام	۱۱۶	اہل جنت و دوزخ
۱۳۱	محاسبہ قیامت کے گواہ اور شواہد	"	دنیا ایک خواب
"	شہادت اعضاء و جوارح	۱۱۷	حسن بصری کا فکدہ آخرت
۱۳۲	اللہ تعالیٰ کی بیشمار نعمتیں	۱۱۸	روحانی صحت کا فکدہ
		"	دینی خسارے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۲	باب ۳ عبادات و اعمال	۱۳۲	منعم اور خالق کے حقوق
۱۳۳	۱۵	۱۳۳	قیامت کی ضرورت
۱۳۴	نماز اسلام کا امتیازی فریضہ	۱۳۴	ظہور عدل و انصاف کا دن
۱۳۸	گناہ کی عادت	۱۳۴	یوم الفصل اور ایک شبہ
۱۳۹	اسلام میں طہارت کی اہمیت	۱۳۴	ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ
۱۴۰	زبان کی ہلاکت آفرینی	۱۳۴	۱۳۴
۱۴۱	طہارت ظاہری اور جسمانی صفائی	۱۳۸	شدائد یوم القیامت سے بچنے والے اعمال
۱۴۲	نماز کی وجہ سے رزق میں آسائش	۱۳۸	قیامت کی گرمی
۱۴۲	قتل اولاد	۱۳۸	جن پر عرش کا سایہ ہوگا۔
۱۴۲	۱۶	۱۳۹	جوانی اور عبادت
۱۴۲	اہمیت صلوٰۃ	۱۳۹	الحب فی اللہ
۱۴۳	کتاب و سنت میں نماز کی تاکید	۱۴۰	اخلاص نیت سے دنیا بھی دین بھی
۱۴۳	ائمہ دین کی تاکید	۱۴۱	بچوں کے صدمہ پر اجر کی زیادتی کی وجہ
۱۴۶	حضرت عمرؓ کی تمنائے شہادت و شہیدینہ	۱۴۲	خفیہ اتفاق فی سبیل اللہ
۱۴۶	امام مالکؒ کا خواب	۱۴۳	سجدے و بستگی
۱۴۷	حضرت عمرؓ اور مرض و فتنہ میں نماز کا اہتمام	۱۴۳	گناہ سے بچنے والا
۱۴۸	بے ستون عمارت	۱۴۴	سورج کہاں ہے۔
۱۴۸	ازالہ ذنوب اور وضوء	۱۴۴	قیامت کی گرمی اور پسینے کا تفاوت
۱۴۸	فتح کے اسباب معنوی	۱۴۴	رسوائی اور ذلت کی روحانی اذیت
۱۴۹	مال کی لالچ	۱۴۵	تشکیل اعمال
۱۵۰	تقرب الی اللہ کا احوط ترین راستہ	۱۴۵	حضور اقدسؐ روحانی والد
۱۵۱	سنت وضوء مسواک کی برکت	۱۴۵	ضرورت قیامت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۲۲		۲۰
	مسئلہ قربانی - حقیقت و احکام		عبدیت و اطاعت، خداوندی کا مظاہرہ
۲۰۹	بعض مقامات کی ادواروں پر فضیلت	۱۹۳	رمضان کی فضیلت
۲۱۰	بعض ایام و اوقات کی فضیلت	"	عبد کا کام تعمیل حکم خداوندی
"	عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت	۱۹۴	محمود و ایاز
۲۱۱	کر وڑوں روپے قربانی کے قائم مقام نہیں	۱۹۵	بلاچون و چراغ انقیاد و عبادت کا نمونہ
"	آخرت کی سواری	۱۹۶	اطاعت خداوندی میں عقل بگھارنا ابلیل کا طیرہ
۲۱۲	قربانی کا صلہ	۱۹۷	رمضان کی سب سے بڑی حکمت
۲۱۳	امام الانبیاءؑ کی قربانی	"	تعمیل حکم اور رحمت خداوندی پر یقین کے نمونہ
۲۱۳	سنت ابراہیمؑ	۱۹۸	روزے کا مقصد اور برکات
"	تکبیرات تشریف		۲۱
۲۱۴	قربانی کا اجر		رمضان، شانِ رحمت کا ظہور
"	وجوب قربانی کا نصاب		
۲۱۵	قربانی کا روح اور گوشت کا مصرف	۱۹۹	رحمان و رحیم کی شانِ رحمت و شفقت
۲۱۶	بالغ اولاد اور بیوی پر قربانی	۲۰۱	مقصد تخلیق کائنات
"	والدین کے لئے سیت	۲۰۲	استحضار نعم خداوندی
۲۱۷	حضرت ابراہیمؑ کے امتحانات	۲۰۳	اللہ تعالیٰ کا قبضہ قدرت
"	دوسرا امتحان	"	شیاطین اور سرکش جنات کی بندش
۲۱۸	حضرت ابراہیمؑ کی شانِ توحید و توفیق	۲۰۴	صدائے عام وقتِ سحر
۲۱۹	نارمرو، گل و گلزار	۲۰۵	وقتِ مرگ کلمہ طیبہ
"	فتنوں کی آگ اور ہمارا کردار	"	آغاۓ زندگی بھی اللہ کے نام سے
۲۲۰	امتحان کا تیسرا مرحلہ (ترک وطن)	۲۰۶	عبداللہ بن مبارک کی مرض و وفات
"	تعمیر کعبہ کا مقصد	۲۰۷	روزہ ایک دائمی عبادت
۲۲۱	سب سے نازک امتحان	"	اعلیٰ علیین اور سجدین کی مثال
"	حجرات	۲۰۸	وقتِ افطار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۳	اہل بیت کی گھریلو حالت	۲۲۱	اولاد کی قربانی
۲۴۴	حضرت موسیٰؑ کا زہد و قناعت	"	آج بھی اولاد کی قربانی کا حکم
۲۴۵	حضرت عمرؓ کے ہاں عزت و کامرانی کا معیار	۲۲۲	اولاد کے معاملہ میں حضرت ابراہیمؑ سے سبق
۲۴۶	جہل مرکب اور جہل بسیط	"	اولاد کے لئے سبق
۲۴۷	تعلیم یافتہ طبقہ کا جہل	۲۲۳	عیدین کی بنیاد - عبادت
۲۴۸	تعلیم سے پہلے تزکیہ	"	قربانی کی حقیقت
"	قانونی مساوات کی روشن مثال	۲۲۵	حکمت قربانی
۲۵۰	بیان حدسارق و زانیہ کی تربیت میں نکتہ	"	عید الاضحیٰ کا سبق
۲۵۳	قرآن کی حقیقی تفسیر	۲۲۶	حج کی ایک حکمت
	۲۵	"	خطبہ حجۃ الوداع
		۲۲۸	قربانی اور معاشی امور
	سورہ بقرہ کی اختتامی تقریر		
۲۵۴	سورہ کے احکامات کا خلاصہ	۲۳۱	باب ۲ قرآن حکیم - علوم و معارف
۲۵۵	حاکمیت خداوندی کا بیان		۲۳
"	اللہ کی صفت رحم و کرم کا بیان	۲۳۲	قرآن کریم کی تشریح و تفسیر
۲۵۶	حقیقی عزت حاملین قرآن کی ہوگی		۲۴
۲۵۷	توبہ		حفاظت قرآن
"	رحمت خداوندی کا ایک واقعہ		اللہ کی نعمتیں
"	دوسرا عجیب واقعہ	۲۳۸	تلاوت قرآن کی نعمت خصوصی
۲۵۸	شرک و بدعات سے بچیں	"	صرف وحی غلطی سے پاک ہے
	۲۶	۲۴۰	لہجہ الفاظ اور رسم الخط کی حفاظت
	سورۃ العصر کی روشنی میں	"	ایک انگریزی تعلیم یافتہ کا لطیفہ
۲۵۹	رویت خداوندی	۲۴۱	امیین میں بعثت رسول کا نکتہ
۲۶۰	اللہ تعالیٰ سے فطری محبت	۲۴۳	حضرت عمرؓ کا زہد و قناعت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷۶	تعلیم کتاب	۲۶۰	فجر و عصر کی اہمیت
۲۷۷	اس کے خلاف شیطان کی کوششیں	۲۶۱	فرشتوں کے معائنہ اور رپورٹ کا وقت
۲۷۸	روح کی قوت	"	دنیا کی بے ثباتی اور شدائد کا واقعہ
۲۷۸	خدمت قرآن کا مقام اور برکات	۲۶۳	اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بے نیازی
۲۷۹	معوذتین کی تشریح	۲۶۴	شان ربوبیت
۲۸۰	خدا کی پہچان کی تعلیم	"	حقیقی کامیابی
۲۸۱	اطاعت کی وجوہات	۲۶۵	قبر والوں کی حالت
	۲۸	۲۶۶	امت کے بارے میں حضور کی دعائیں
	اسرار و معارف تعویذ و فضائل قرآن	۲۶۷	بے حیائی اور فحاشی کا وبال
۲۸۲	مسلمانوں کے دشمن	"	ملاوٹ اور ناپ تول
۲۸۳	روحانی روشنی کا پاور ہاؤس	۲۶۸	حضور کی دعاؤں کا اثر
۲۸۴	قرآنی خدام کی فضیلت	۲۶۹	ناشکری کا نتیجہ
"	ایک مکمل ضابطہ حیات	۲۷۰	بابی قتل و قتال
۲۸۵	قرآن حکیم کا مطلب	"	تباهی اور افراتفری کی وجہ
"	شیخ التفسیر لاسورجی کا مقام	۲۷۱	والعصر کا خلاصہ
۲۸۶	شیاطین سے بچنے کا طریقہ		۲۷۲
"	مردودیت شیطان کی وجہ غرور		درس قرآن کی اختتامی تقریب
۲۸۷	دوسری وجہ، حسد	۲۷۳	ابلیس مومن کی روح کا دشمن ہے۔
"	تیسرا سبب، اعتراض و تنقید	"	قرآن اور ایمان روح الروح ہے۔
۲۸۸	چوتھی وجہ گستاخی و بے ادبی	۲۷۴	دین کے بارے میں ابلیس کی دوسرا انداز
۲۸۹	جھوٹے اعمال و لمے گناہ	۲۷۵	بعض آدم روا ابلیس
"	درس قرآن روحانیت کی غذا	۲۷۶	دین میں تحریف
"	روح کی شادابی کیلئے مظاہر رحمت	"	حدیث رسول کی حیثیت
۲۹۰	مبلغین قرآن، دریا ہیں۔	۲۷۷	تلاوت و تلفظ آیات بھی تو قیچی ہے
۲۹۱			تذکرہ نفوس

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۸	رخ موڑنے کا نتیجہ برزخ میں	۲۹۲	تذکار رسول اکرمؐ وحی و رسالت
۳۰۹	کلمات اولین و آخرین کی جامع ذات		باب سیرۃ مطہرہ، تعلیمات و اسوۃ حسنہ
۳۱۰	ربوبیت خداوندی کا اولین معلم		۲۹
۳۱۱	امت محمدیؐ کی شانِ حمد		وحی و رسالت اور نورِ نبوت
۳۱۲	حضورؐ سے امت کا تعلق اور حقوقِ نبوت کی روشنی	۲۹۴	کائنات اور اللہ کی تسبیح
۳۱۳	حضورؐ کا انبیاء سے حلف و فاداری	۲۹۵	ہر چیز میں شعور و احساس
	دجال دور اور حضرت عیسیٰؑ	۲۹۶	تکذیبِ نبیؐ تسبیح
	مقامِ شفاعتِ کبریٰ	۲۹۷	داخلی اور خارجی روشنی
	۳۱		نورِ نبوت کے بغیر روشنی
	عقیدہ ختمِ نبوت اور مرزائیت	۲۹۸	ضرورتِ وحی و رسالت
۳۱۴	ذکر و درود		عصر حاضر پر اتمامِ حجت
۳۱۵	نعمتِ اسلام کی بے قدری کا وبال	۲۹۹	امر و حکم کا حق صرف اللہ کو
	دشمن سے اسلام کی تائید		کاپاپلیٹ انقلاب
۳۱۷	ختمِ نبوت اساسِ دین	۳۰۲	عالمِ اکبر کے شعور و ادراک کا کمال
	امتیں بنیوں سے بنتی ہیں	۳۰۳	اکتشاف و اکتشاف کی تکمیل کا زمانہ
۳۱۸	قومی اسمبلی میں مرزا ناصر سے مباحثہ	۳۰۴	مقصدِ بعثت
۳۱۹	آئین میں مسلم کی تعریف		صحابہ کرامؓ کا بے مثال تزکیہ
۳۲۰	غیر قادیانیوں کی تکفیر		۳۰
	لاہوری مرزائیوں سے پارلیمنٹ میں مباحثہ		سرچشمہ نور و ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم
	۳۲		سید الکائنات روشنیوں کا سرچشمہ
۳۲۳	حضورِ اقدسؐ کا اسوۃ حسنہ	۳۰۶	صحابہِ نجومِ ہدایت
۳۲۴	اللہ تک رسائی کا ذریعہ		توہینِ صحابہؓ کا انجام
	حضورؐ اور حقیقی مساوات		کعبہٴ عام و کعبہٴ خاص

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۴	سیرت سے حقیقی تعلق	۳۲۵	حضرت عمرؓ اور اسوہ حسنہ
۳۲۵	امریکہ تماشگاہِ عبرت		شانِ رسالتؐ
"	بڑے عذاب اور گرفت کا خطرہ		تکمیلِ نبوت سے مقصدِ تخلیقِ آدمؑ کی تکمیل
۳۲۶	سنتِ نبویؐ معاشرہ اسلامی کی اساس	۳۲۸	عبادتگاہ اور عبادت
"	معاشرتِ اسلامی	"	حضورؐ قبلہ عالم ہیں۔
۳۲۸	اعجازِ قرآنی کا ظہور مخالفین پر	۳۲۹	ابراہیمؑ نے تعمیر کے ساتھ قبلہ حقیقی کی دعا کی
۳۵۰	وضوح حق کے باوجود حمیتِ جاہلیت	۳۳۰	معاشری مساوات نہیں مساوات
۳۵۰	حضورؐ کے طریقوں کی پیروی	۳۳۱	مال و جان کی حرمت
۳۵۰	فرض نماز کی اہمیت	۳۳۲	اتباعِ سیرت ذریعہ نجات
۳۵۱	امارتِ اسامہؓ کے ذریعہ امت کا امتحان		تقریرِ سیرت
۳۵۱	بنی الرحمۃ اور صحابہ کی شانِ رحمت	۳۳۳	خریدارانِ یوسف علیہ السلام
۳۵۳	رحمۃ للعالمین	۳۳۴	محبت سے محبوب
۳۵۴	صحابہ میں آپؐ کی شانِ رحمت کا ظہور	۳۳۵	شانِ رسالت
۳۵۶	دیگر عصری قوانین سے موازنہ	۳۳۶	دردِ شریف
۳۵۷	حضرت عثمانؓ کی شانِ رحمت	۳۳۷	پیغمبر کی ادائیں بھی محبوب
"	ہر حالت میں عدل کے تقاضوں کا لحاظ	"	معرفۃ حق و باطل
۳۵۸	قوم و وطن کے بدبودار نعرے	۳۳۸	حضورِ اقدسؐ کا جذبہ قربانی
"	مسلمانوں کو کلچر و فام سونگھایا گیا	۳۳۹	حضرت موسیٰؑ اور ساجدین کا مقابلہ
"	اسلامی آداب اور طریقے	۳۴۰	اسلام سے مذاق
۳۵۹	قرآن میں حضورؐ کی شان	۳۴۱	ہر قوم اور ہر شعبہ حیات میں پابندیاں
۳۶۰	الصادق الامین	۳۴۲	تشبہ بالانبیاء کی برکت
"	شیطانی اسکیموں کی ناکامی	"	دین کی حفاظت اور سخت جانی
		۳۴۳	اسلام کی تاریخ
		"	سیرت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۲	باب ۴ ہجرت و شہادت اور جہاد	۳۶۲	ایک جن کا واقعہ
۳۸۲	۳۷	"	ابوبکرؓ کی ایک رات کا وزن
۳۸۲	حقیقت ہجرت و شہادت	۳۶۳	اجتماع سیرت مظفر آباد
"	مسلمانوں کے قومی اور انفرادی کارنامے	"	نصرت خداوندی کا ذریعہ
۳۸۵	ہجرت کا معنی	۳۶۵	صحابہ کرام کی قربانیاں
۳۸۶	اسلام کے تقاضے	"	ذلت و ادبار کا غلبہ
"	خداوند کریم کی شان کریبی	۳۶۶	فتح و کامرانی کے اصل اسباب
۳۸۷	ایشاد اور قربانی کا سبق	۳۶۷	بدر میں صحابہ کی اطاعت کیشی
۳۸۷	گناہوں سے اجتناب کا سبق	۳۶۸	سنت و اطاعت رسولؐ
۳۸۸	دوسرا سبق	"	یوم الميثاق
۳۸۹	سلام کرنے کے مواقع	۳۶۹	انکار حدیث کا بانی خسرو پرویز
"	کھیلوں میں بے حیائی	"	حکمران کی مثال
۳۹۰	یوم عاشورہ کی فضیلت	"	اسوۂ حسنہ سے عشق
"	جہاد اور ہجرت	۳۷۰	۳۶
۳۹۱	روئے پٹنے کا یا فخر کا مقام	۳۷۱	تجلیات وحی
"	صحابہ میں شہادت کا ذوق و شوق	۳۷۲	حدیث موقوف و مرفوع
۳۹۲	جہاد کی فرضیت	"	محدثین کا وجدان باطن
"	تزکیہ نفس اور جہاد	۳۷۳	شیخ عبدالعزیزؒ
۳۸	۳۷	"	گنج مراد آبادی کی وصیت
۳۹۳	نگاہ مؤمن میں جہاد و شہادت	۳۷۴	امام رازی کا سفر سلوک
"	بارگاہ خداوندی میں شہید کا مقام	"	بیعت کی حقیقت
۳۹۴	شہادت ذریعہ نجات	۳۷۵	ایمان محکم
۳۹۵	ہماری دنیاوی مشکلات کا حل	۳۷۶	امام مالکؒ اور سکرات موت
۳۹۸		۳۷۷	انصاف
		۳۷۸	انفاق

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱۴	طلب علم کی راہ کے شرائط	۳۹۸	اللہ کی نصرت
۴۱۵	صحابہ کرام کی حالت	۳۹۹	جہاد بالمال اور دعا کی ضرورت
"	اکابر امت کی حالت	"	جہاد کی حقیقت
۴۱۶	واقعہ موسیٰ و خضرؑ میں سبق	۳۹	
۴۱۹	خشیت و تواضع	۴۰۱	شہادۃ حسینؑ و یوم عاشوراء
۴۲۰	علم کی حقیقت	"	یوم عاشوراء کے فضائل
"	علم حقیقی و بصیرت	۴۰۳	روئے پیٹھے کا نہیں فخر کا مقام
۴۲۱	علم نافع و غیر نافع	۴۰۴	حضورؐ کی شان عبدیت
"	پہلی منزلِ خود خداوندی	۴۰۵	خاندان نبوتؑ شہیدوں کا گھرانہ
۴۲۲	تواضع و سادگی	۴۰۶	عمر و عثمانؓ کی شہادت
"	مولانا مدنیؒ	۴۰۷	اہل سنت ماتم نہیں کرتے
"	خود داری	۴۰۸	شہادت حسینؑ کا سبق
"	مخصوص دراشت	۴۰۹	شیعوں نے منہ پھیر لیا
۴۲۳	علمی نخوت و غرور	"	یزیدیوں نے جلوس نکالا
۴۲۴	علم ضروری و غیر ضروری	۴۱۰	دشمنوں کا سامانِ تضئیک
۴۲۵	اجرت علیٰ التعلیم		
"	عالم کے متعدی اثرات		
"	علماء کی قدر و منزلت کا عینی نظم		
۴۲۶	علم سراسر ادب	۴۱۱	باب العلم والعلماء
"	برکات ادب		آداب علم و عمل
			دارثین علوم نبوت کا مقام
			اور ذمہ داریاں
۴۲۷	العلم والعلماء — علم و عمل	۴۰	
۴۲۸	نئی زندگی نئی ذمہ داریاں	۴۱۳	علم اور علم والوں کی قدر و منزلت
"	ادائے امانت	"	علم اور جہاد میں کونسا افضل؟
"	علماء محدثین کو بشارت	۴۱۴	وجہ خلافت آدم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۰	اتباع سنت	۲۲۹	احادیث ، دل کی روشنی
۲۲۱	قارون کا انجام	"	فضلاء اور دینی مشاغل
"	ادب و احترام شیخ	"	علم کی پختگی تدریس سے
"	مدرسہ کی حقیر خدمات	۲۳۰	علم کے لئے سفر
"	طلباء کی کثرت	"	پرچھوٹے بڑے سے تحصیل
۲۲۲	طلباء کے ساتھ شفقت	۲۳۱	علم کی بھوک
"	وقت کا تقاضا	"	رفع علم و اشاعت جہل
"	آخری نصیحت	۲۳۳	حالات کی ناسازگاری
"	ناز کا اہتمام	۲۳۴	حضور کی بلا اور خدمت
۲۲۳	علم دین اور علماء حق	۲۳۵	تحمل و بردباری
"	ایمانی زندگی کی حفاظت کا غیبی نظم	"	حسن نیت
۲۲۴	علماء کنواں نہیں دریا ہیں	۲۳۶	طلباء علوم نبوت کے درجات و فرائض
۲۲۵	علم حقیقی انانیت نہیں تواضع کا موجب	"	خدا کا احسان
"	امام رازی اور شیخ نجم الدین کا واقعہ	"	حق و باطل کی جنگ
۲۲۶	امام مالک کا خواب اور تعبیر ابن سیرین	"	انسان کے دو قسم
۲۲۸	استدلال نہیں وجدان	۲۳۷	خیر کی افضل ترین کڑی
"	دلائل نہیں ایمان کی لاکھٹی	۲۳۷	علوم مدونہ کی تعلیم بھی خدمت
۲۲۹	حفاظت قرآن کے شعبے اور علوم	"	حضور اقدس کی دعا
۲۵۰	طالب علم کی قدر و قیمت	۲۳۸	علماء کا مقام حدیث شریف میں
۲۵۱	وراثت انبیاء	۲۳۸	علماء کی ذمہ داری
۲۵۲	علم دین اور علماء حق تعالیٰ عالم کا ذریعہ	"	اہل مکہ کی اصلاح
۲۵۳	مقصد تخفیف کے حصول کا ذریعہ	۲۳۹	صحابہ کا مقام
۲۵۴	مادی عروج کے باوجود زوال	۲۴۰	جنید بغدادی کا شوق اتباع سنت
۲۵۶	اتمام حجت	"	مسلمانی کا لیل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵۶	۴۷	۴۵۶	دین کی برکات
۴۵۷	۴۸	۴۵۷	علم کی نعمت اور اس کے تقاضے
۴۵۸	۴۹	۴۵۸	طلباء پر اللہ کی نعمتیں
۴۵۹	۵۰	۴۵۹	آدمؑ مدرسہ علم کے پہلے طالب العلم
۴۶۰	۵۱	۴۶۰	طلبہ کی خصوصیت کیا ہے۔
۴۶۱	۵۲	۴۶۱	دنیا کی آسودگی
۴۶۲	۵۳	۴۶۲	مرحبا اور خوش آمدید
۴۶۳	۵۴	۴۶۳	دارالعلوم حقانیہ کی خصوصیت
۴۶۴	۵۵	۴۶۴	غریبوں کی امداد اور مدارس
۴۶۵	۵۶	۴۶۵	۴۵
۴۶۶	۵۷	۴۶۶	فضیلت علم
۴۶۷	۵۸	۴۶۷	اصل روح علم اور تعلیم ہے۔
۴۶۸	۵۹	۴۶۸	پاکیزہ دینی ماحول
۴۶۹	۶۰	۴۶۹	محبت اور ماحول کے اثرات
۴۷۰	۶۱	۴۷۰	سکون و اطمینان کا غیبی نظم
۴۷۱	۶۲	۴۷۱	رب کا ممنون ہونا چاہیئے۔
۴۷۲	۶۳	۴۷۲	طلب علم اور جہاد کی فضیلت
۴۷۳	۶۴	۴۷۳	مجاہد اور طالب علم کا ہر لحظہ عبادت
۴۷۴	۶۵	۴۷۴	مقام وراثت بنوت
۴۷۵	۶۶	۴۷۵	۴۶
۴۷۶	۶۷	۴۷۶	دین کی حفاظت اور علماء کی ذمہ داری
۴۷۷	۶۸	۴۷۷	ڈھاکہ میں خطاب
۴۷۸	۶۹	۴۷۸	
۴۷۹	۷۰	۴۷۹	
۴۸۰	۷۱	۴۸۰	
۴۸۱	۷۲	۴۸۱	
۴۸۲	۷۳	۴۸۲	
۴۸۳	۷۴	۴۸۳	
۴۸۴	۷۵	۴۸۴	
۴۸۵	۷۶	۴۸۵	
۴۸۶	۷۷	۴۸۶	
۴۸۷	۷۸	۴۸۷	
۴۸۸	۷۹	۴۸۸	
۴۸۹	۸۰	۴۸۹	
۴۹۰	۸۱	۴۹۰	
۴۹۱	۸۲	۴۹۱	
۴۹۲	۸۳	۴۹۲	
۴۹۳	۸۴	۴۹۳	
۴۹۴	۸۵	۴۹۴	
۴۹۵	۸۶	۴۹۵	
۴۹۶	۸۷	۴۹۶	
۴۹۷	۸۸	۴۹۷	
۴۹۸	۸۹	۴۹۸	
۴۹۹	۹۰	۴۹۹	
۵۰۰	۹۱	۵۰۰	
۵۰۱	۹۲	۵۰۱	
۵۰۲	۹۳	۵۰۲	
۵۰۳	۹۴	۵۰۳	
۵۰۴	۹۵	۵۰۴	
۵۰۵	۹۶	۵۰۵	
۵۰۶	۹۷	۵۰۶	
۵۰۷	۹۸	۵۰۷	
۵۰۸	۹۹	۵۰۸	
۵۰۹	۱۰۰	۵۰۹	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۰۶	جہاد اور دینی تعلیم و مدارس کی اہمیت	۲۸۸	مقامی علماء کی قدر کرو
۵۰۹	نظام تعلیم مدارس عربیہ	۲۸۹	شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ
۵۱۲	ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری اور خطاب	۲۹۰	حضرت مدنیؒ کا درس
		۲۹۱	اخلاق کا عالم
		۲۹۲	روٹی کا مسئلہ
		۲۹۳	میرؒ سند حدیث
		۲۹۴	خدا کا حدیث کے لئے بشارتیں
		۲۹۵	ختم بخاری شریف کی برکات
		۲۹۶	دعا
		۲۹۷	باب ۹ مدارس عربیہ کی ضرورت و اہمیت
۵۱۶	تجارت کی اہمیت اور اصول	۵۰	برصغیر کا دینی تشخص اور مدارس عربیہ
۵۱۷	صحابہ کرامؓ اور تجارت	۵۱	تخلف و اتحاد مدارس عربیہ
۵۱۸	اسلام اور ترقی	۵۲	مدارس عربیہ اور اس کے بورسین
۵۱۹	تجارت میں کامیابی کا گر		مولانا احمد علی لاہوریؒ کا دارالعلوم حقانیہ
۵۲۰	امانت و دیانت کی ایک عجیب مثال		سے تعلق
	اشاعت اسلام میں تجارت کا حصہ	۵۰۳	اکابر کی جدوجہد کا نتیجہ
	مال رضائے آخرت کا ذریعہ	۵۰۴	برصغیر کے دینی حصار

چند تقاریر و آراء کے اقتباسات

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مدظلہ دارالعلوم دیوبند، کتاب کے پیش لفظ میں فرماتے ہیں :

”کتاب کی قدر و قیمت کے لیے یہ حجتہ کافی ہے کہ مولانا ممدوح کے افکارِ عالیہ کا ذخیرہ ہے قدر المشاہدۃ قدر المشہود۔ مولانا کے کمالاتِ باطنی کتاب کی سطر سطر سے عیاں ہیں۔ احقر نے چند سوانح کا مطالعہ کیا تو خاص اثر قلب میں محسوس کیا۔“

علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ دیباچہ میں فرماتے ہیں :

”یہ مجموعہ خطبات، اسرارِ عبادات و اخلاص و نواہیس، اصلاحِ معاشرہ و اصلاحِ ظاہر و باطن و نکاتِ سیاستِ اسلامیہ کا ایک مستند مخزن ہے، صحیح مسلمان اور بندہ خدا بننے کے لیے اس مجموعہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ خواص ہوں یا عوام۔“

روزنامہ ”مشرق“ ۱۸ اپریل ۱۹۷۶ء کے طویل تبصرہ کا اقتباس :

”زیر نظر کتاب میں مولانا کے ممتاز عالمِ دین، مبلغ اور معلم کی حیثیت سے شخصیت تینوں زاویوں سے بھرپور نظر آتی ہے۔ کتاب میں ایسی دلکشی پیدا ہو گئی ہے کہ قاری و غلط و تلقین کی اس مجلس میں اکٹا ہٹ محسوس نہیں کرتا بلکہ شوق و توجہ سے اخذِ مطالب کرتا جاتا ہے۔ عالموں، واعظوں، خطیبوں اور مبلغوں کے علاوہ عام آدمی بھی اس کتاب سے احکامِ دین کو عملی زندگی میں بروئے کار لانے میں مدد لے سکتا ہے۔“

”پٹان“ لاہور، ۷ جون ۱۹۷۶ء

”اسلامی مسائل پر اگرچہ صدیوں سے بہت کچھ لکھا جاتا رہا ہے اور عصرِ حاضر میں بھی لیکن مولانا عبدالحق کا انداز منفرد و یگانہ ہے وہ عوام سے عوام کی زبان میں نہایت دلنشیں انداز میں بات کرتے ہیں۔ ان کی باتیں دل

میں ترازو ہوتی جاتی ہیں اور دینی موقف سمجھ میں آ جاتا ہے۔“

”خادم الدین“ لاہور، ۱۴ مئی ۱۹۷۶ء

”یہ کتاب ملت کے ہاتھوں اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ باید شاید مختلف عنوانات سے اتنا کچھ ملے گا کہ آپ کئی ضخیم کتابوں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔“

”سیارہ ڈائجسٹ“ لاہور، جون ۱۹۷۶ء

”دعواتِ حق“ ایک بڑے عالم اور بڑے انسان کے خیالات و افکار کا مجموعہ، دینی کتب میں ایک اہم اضافہ اُن تمام موضوعات پر اسلام کی روشنی میں خیالات کا اظہار جو نہ صرف مذہب کی بنیادی روح بلکہ انسانی بہبود سے گہرا واسطہ رکھنے والے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔“

”السلام“ کراچی۔ رجب ۱۳۹۶ھ

”اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف کو دلوں پر اثر انداز ہونے کی خاص توفیق عطا فرمائی ہے، ان کے مواعظ سے قلب میں سوز و گداز، ایمان میں سختگی اور زندگی کے ہر شعبہ میں دین کی تعلیمات و ہدایات اور ان کے اسرار و حکم ملتے ہیں۔“

”المعارف“ لاہور، جون ۱۹۷۶ء

”یہ کتاب نصیحت آموز اور بہترین تذکار و مواعظ کا دلاویز مجموعہ نہایت سلیقہ سے بکھرے ہوئے جواہر پاپے پیش کیے گئے ہیں، عبادات و معاملات وغیرہ سب چیزیں بڑی اچھی ترتیب کے ساتھ۔“

”قومی زبان“ کراچی، جون ۱۹۷۶ء

”اسلامی افکار و تعلیمات کا ایسا خزانہ جس کی مثال موجودہ دور میں اردو زبان میں نظر نہیں آتی۔ افادہ کا حلقہ اور فیضانِ عام مسلمانوں سے لے کر طلبہ، اساتذہ، ائمہ مساجد، خطباء، علمائے اہل سنت، اربابِ سیاست و حکومت تک پھیلا ہوا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کے قلب کے سوز و ملت کی دردمندی، اصلاحِ اُمت کے جوش و ولولہ مزاج و مسلک کے اعتدال نے اس مجموعہ کو اور بھی پُر تاثر بنا دیا ہے۔“

باب

حقیقتِ ایمان جامعیتِ محاسنِ اسلام

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا
إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي
مِنَ الْمُسْلِمِينَ - (آل عمران - ٣٢)

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا
يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ - (قصص - ١٨٣)

اسلام کی عمارت عقیدہ اور اعمال

خطبہ جمعہ المبارک ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

(خطبہ مسنونہ کے بعد) عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ و اقام
الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و الحج و صوم رمضان۔ رادکما قال علیہ السلام۔

یہ حدیث ایک کسوٹی ہے | محترم بزرگوار! یہ حدیث مبارک بخاری شریف کی حدیث
ہے اور اس میں اسلام اور ایمان کے بنیادی امور بیان
ہوئے ہیں۔ ایک شخص کہے کہ میں مسلمان ہوں مومن ہوں اور میں نے اسلام کا محل اسلام کا قصر اپنے
لئے بننا رکھا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو اس حدیث کے معیار پر رکھ لے کہ اس حدیث میں جو امور
ذکر ہیں اس میں موجود ہیں یا نہیں؟ اگر یہ امور نہ ہوں تو سمجھو کہ برائے نام اور رسمی مسلمان ہے۔ اور
اگر یہ امور ہوں تو خدا کی حمد و شکر ادا کر دے کہ الحمد للہ کہ اسلام تو ہے۔ اور آج یہ
حقیقت ہے کہ ہم اسلام کے بنیادی امور سے اور اسلام کے الف باء سے بھی خبر نہیں ہیں
اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام کیا چیز ہے۔ اسلام کن اعمال و افعال سے انسان میں موجود اور
منتقل ہوتا ہے؟ ان باتوں سے ہم بالکل غافل ہیں۔

اسلام کی ایک قصر سے تشبیہ | حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ۔ بنی الاسلام علی خمس
اسلام کو ایک خیمہ سے ایک مکان سے ایک قصر
سے تشبیہ دی کہ جیسے خیمہ میں مکان میں انسان با دو باران گرمی سردی سے محفوظ رہتا ہے۔ باہر
کے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔ تو حفاظت کا ایک بڑا ذریعہ دنیا میں مکان ہے
تو جب اسلام کے قصر میں داخل ہو گئے اسلام کا مکان بنو الیا تو دنیا میں بھی کامیاب و محفوظ

اور آخرت کے عذاب سے جہنم کے عذاب سے وہاں کی سردی و گرمی سے اس مکان کے ذریعہ سے بچ جائیں گے۔ اور گویا یہ بھی فرمایا اس تشبیہ کے ذریعہ کہ جیسا کہ خیمہ کے درمیان ایک ستون عمود کھلتا ہے، جس پر وہ سارا خیمہ کھڑا ہوتا ہے اور چاروں اطراف خیمے کی رسیاں کھنڈے اور پمچ ہوتے ہیں جس سے وہ بندھا رہتا ہے۔ اس طرح ہمارے مکانات میں ایک درمیانی ستون اور شہتیر ہوتا ہے۔ اور دوسرے چاروں طرف کی دیواریں۔ تو اگر ایک دیوار نہ ہو تو وہ جانب گر جائے گا۔ چاروں طرف کی دیوار نہ ہو تو ویسے سا شہبان اور خیمہ تو ہو گا مگر انتفاع کے قابل نہ ہو گا۔ اگر ایک طرف کسی گوشہ میں نقص ہو گا۔ باقی درست بھی ہوں مگر وہ جانب ناقص رہے گا۔

عمارت اسلام کی تکمیل کا فکر اور حسن بصریؒ | توہم اور آپ تو دنیا کے مکانات کا کو نہ بھی ٹوٹ جائے تو پھر آرام نہیں آتا کہ بارش آندھی آجائے تو اس کو نہ سے نقصان پہنچے گا۔ اور جب تک وہ شکاف اور نقص ٹھیک نہ ہو تو ہم آرام نہیں کرتے۔ اسی طرح اسلام کا بھی ایک تو بنیادی اصول ہے جس پر اسلام کا نفس وجود قائم ہے۔ اور چاروں طرف چار ایسے امور ہیں اور اعمال ہیں جس پر سارا خیمہ ایستادہ ہو گا۔

حضرت حسن بصریؒ کی مشہور شاعر فرزندِ ذوق سے ایک جنازہ میں ملاقات ہوئی تو بات چیت ہوئی حضرت حسن نے اس سے پوچھا بھائی موت تو حق ہے۔ تم بھی مرو گے، یہ تو تیرا دو کہ تم نے آخرت کے اس سفر کے لئے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے۔ یہ دن تو سب پر آنے والا ہے۔ آج کسی کے جنازہ میں شریک ہیں تو آج یا کل یہی حالت ہماری بھی ہونے والی ہے۔ تو اس کے لئے کچھ تیاری کی ہے۔ فرزندِ ذوق رحمۃ اللہ نے عرض کیا کہ۔۔۔ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ۔۔۔ تو ہے مگر اور تو کچھ نہیں یہ کلمہ شہادت حاصل کر لیا ہے۔۔۔ تو حسن بصریؒ نے کہا۔۔۔ ہذا العمود۔۔۔ یہ تو خیمہ کا درمیانی ستون ہو گیا۔ اس کے اوتار اور رسیاں کدھر گئیں۔ خیمہ تو اس پر کھڑا نہیں رہ سکتا اس سے تو قائمہ تپ حاصل کر سکو گے کہ چاروں طرف رسیاں ہوں کیلوں سے باندھی ہو، مضبوط ہو تب اندر جا کر آرام

حاصل کرنے کے قابل ہوگا۔ فرمایا: فما الادوات دوما الا طناب! — اس عمارت کی رسیاں اور کیل کہاں گئے۔ صرف شہادت تو نمود ہے۔ مگر اس سے تو گھر قابل انتفاع نہیں ہو جاتا، چاروں طرف سے کمرہ اٹھانا ہوگا، تو فرزدق خاموش ہو گئے۔

عمود ایمان کلمہ شہادت کی حقیقت | میرے بھائیو! یہ بنیادی عمود تو کلمہ شہادت ہے مگر اس میں اتنا یاد رکھیے کہ کلمہ شہادت کا بھی

کم از کم معنی اور مفہوم ہمیں معلوم ہونا چاہئے۔ دیکھو یہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ شہادت یہ ترجمانی ہے دل کی اور مافی الضمیر کی۔ تمہارے دل کے اندر کیا ہے، کون سا ایمان اور کون سا یقین کون سا تسلیم و انقیاد تیرے دل میں ہے؟ تو اس شہادت میں اس یقین کا اظہار ہے کہ اللہ معبود برحق ہیں اس کا کوئی شریک نہیں، دل میں یقین ہے۔ کہ حضور اللہ کی جانب سے رسول برحق ہیں اور دل میں ہے کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی غلامی اور بندگی نہیں کروں گا۔ اور اسی طریقہ پر چلوں گا جو طریقہ اور تدبیر عبادت کا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا ہے۔ — یہ دل کی بات ہے دل کا عقیدہ ہے۔ اگر دل میں یہ نہ ہو تو ایمان نہیں اب دل کے اس مخفی مضمون کی تعبیر اس کلمہ شہادت سے کلمہ طیبہ سے کرتے ہیں۔ اَشْهَدُ میں اعتراض کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں، میرا دل اس کا قائل ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہی میرا خالق ہے وہی رازق ہے وہی مالک ہے وہی نفع دیتا ہے، وہی عزت اور وہی دولت دیتا ہے وہ سب کچھ کرتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ایک خدا ہی خالق ہے، کار ساز بھی وہی ہے، عزت و دولت دینے والا بھی وہی ہے، اور دل میں یہ ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بھیجا ہے۔ اور خدا نے ان کو اپنی طرف سے قانون ہدایت بندوں کے لئے دیا ہے اور میں ان کے ہر حکم کا فرمانبردار ہوں۔ ہر حکم بلا چوں و چرا مانوں گا۔ شریعت کی رسی اور میری گردن ہوگی۔ دل کا یہ سبق کلمہ کے ذریعہ زبان سے ظاہر کرتا ہے۔

پسچی اور کھوٹی شہادت | تو بھائیو! جس کے علم میں یہ بھی نہ ہو کہ میرے دل میں ہے کیا اور میں کلمہ شہادت سے کس مفہوم کی ترجمانی کرتا ہوں۔ یا دل میں کچھ

اور ہے زبان سے شہادت اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اس ترجمانی دعویٰ سے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ سے فرمایا ہے۔

اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك
لرسول الله والله يعلم انك لرسوله
والله يشهد ان المنافقين لكاذبون۔
جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم شہادت
دیتے ہیں کہ اللہ کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ
جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ
گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنے اس دعویٰ اور گواہی میں جھوٹے ہیں۔

یہ منافق آکر بڑے بڑے دعوے اور واضح کلمات اور فصاحت و بلاغت سے
کلمہ پڑھتے تھے۔ مگر شہدا تک رسول اللہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ دل کی بات کا اظہار کرنا ہو
اب ان کے دلوں میں تو یہ بات تھی نہیں منافق تو اسلام کو دل سے حق نہیں سمجھتا وہ تو کہتا
ہے کہ کیونرم حق ہے۔ سوشلزم حق ہے، اشتراکیت حق ہے، دل میں تو ان چیزوں کو حق
سمجھتا ہے اور زبان سے اگر کلمہ پڑھتا بھی ہے تو اس لئے کہ مسلمانوں کی جماعت سے نہ نکال
دیا جاؤں۔ مدینہ کے منافق یہ سمجھتے تھے کہ مدینہ میں مسلمانوں کا زور اور غلبہ ہے، پھر تو ہمیں
کوئی قیمت میں حصہ نہیں دے گا۔ شہر سے نکال دیئے جائیں گے۔ تو اس وجہ سے ظاہر کلمہ
پڑھتے تھے، ان کا دل زبان سے موافق نہیں تھا، اور زبان دل کی ترجمان نہیں تھی۔ تو اللہ
نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ شہادت کا معنی تو زبان کی موافقت
دل کے ساتھ ہونا ہے۔ اور منافقوں کی زبان دل کے موافق نہیں، اور نفس الامر میں حقیقت
میں قلب میں وہ اعتراف و یقین اور تسلیم نہیں، تو کذبون بیشک یہ لوگ قطعی جھوٹے
ہیں۔ تو جب مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں تو دل میں یہ مفہوم اور یہ معنی لائیں کہ اے اللہ میں گواہ ہوں
کہ دوسرا معبود لائق عبادت سوائے تیرے کوئی نہیں۔ تو وحدہ لا شریک لہ ہے اور محمد الرسول
اللہ آپ کے رسول ہیں اور میں ہر حکم کی تابعداری اور انقیاد کروں گا۔ تو ایمان قائم ہو گیا۔
اب جن غریبوں کا یہ حال ہے کہ انہیں کلمہ شہادت بھی نہ آئے یا ان الفاظ کا مطلب و مفہوم
بھی معلوم نہ ہو، تو تم بتاؤ کہ ان کی بنیاد اور عمود ہی سالم ہے یا نہیں؟

اور تجربہ کر لو گلی کوچوں میں دیہات میں بازاروں میں یا جب کبھی نکاح پڑھو اور
اس سے کلمہ سنو اور تب پتہ چلے گا کہ کلمہ کیسے پڑھتے ہیں۔؟ تو یہ بات کہ کلمہ شہادت ہے

کیا اور اس سے کس بات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ تو اسلام کی پہلی بنیاد کلمہ شہادت ہے۔ اسے سیکھ لو اور صرف الفاظ نہیں بلکہ تمہاری زبان تمہارے دل کی تعبیر کرنے والی بن جائے۔ اب یہ تعبیر زبانی شہادت کہلائے گی اور اس کلمہ شہادت کا مقصد اظہار عقیدہ ہے، ترجمانی ہے عقیدہ کی۔

خدا اور رسول میں تفریق | اور اتنا یاد رکھئے کہ عقیدہ کے لحاظ سے ایک شخص لا الہ الا اللہ اور جو محمد رسول اللہ کہہ دے، مگر محمد رسول اللہ کا عقیدہ نہیں تو کافر ہے اور جو محمد رسول اللہ کہہ دے مگر لا الہ الا اللہ نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ دونوں باتوں پر ایک ساتھ یقین و اذعان کرو گے تب اسلام آئے گا۔ اللہ واحد اور لا شریک لہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر اور آخری نبی ہیں۔ ان دونوں کا اعتراف ایمان ہے۔ پچھلے زمانہ میں حضور کے زمانہ میں بھی بعض لوگ ان میں سے ایک بات کو مانتے دوسری کو نہیں۔ تو اللہ نے فرمایا:۔

وَالَّذِينَ يَفْتَرُونَ بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ | | | | |
يَقُولُونَ نُوْمَنُ بَعْضُ وَنُكْفَرُ بِبَعْضٍ۔
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول میں تفریق کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض پر نہیں۔

حدیث من قال لا الہ الا اللہ کی حقیقت | جیسا کہ آج بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ مودی صاحب دین کو تنگ کر بیٹھے ہو، بس جو لا الہ الا اللہ کہہ دے اُسے مسلمان کہا کر۔ محمد رسول اللہ ماننے یا نہ ماننے انہیں خاتم النبیین سمجھے یا نہ سمجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ دین کا دائرہ اتنا کیوں تنگ کہتے ہو اور پھر یہ بھی کہتے ہو کہ میں کہے کہ۔۔۔ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة بس جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا جنت میں داخل ہوگا۔۔۔ تو طلباء سے عرض کر دوں کہ اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ لا الہ کہہ دیا محمد رسول اللہ کی ضرورت بھی نہیں لا الہ کہہ دو اور جنت داخل ہو جاؤ تو ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ نے خود فیصلہ دے دیا ہے۔ کہ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔۔۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول میں تفریق تفرقہ پیدا کرتے ہیں کہ اللہ کو مانیں گے رسول کو نہیں۔۔۔ وَيَقُولُونَ نُوْمَنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفَرُ بِبَعْضٍ ایک پر ایمان ایک پر کفر۔۔۔ بعض کو مان لیں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو تو خدا

کہتا ہے: اولئك هم الکفرون — یہ تو ایسا ہے کہ پاکستان کو تو مانیں گے مگر اسکے وزیراعظم کو نہیں مانیں گے وزیراعلیٰ انہیں مانیں گے آئین و دستور نہیں مانیں گے تو ایسے شخص کو گولی سے مارو گے یا نہیں تو یہ کہنا کہ خدا کو مانیں گے اور اس کے رسول کو نہیں مانیں گے جنہیں اس نے بھیجا ہے، تو اس طرح جب خدا کی کتاب کا حکم خدا کا قانون نہیں مانو گے۔ تو اللہ کو کس طرح مان لیا۔ یہ عجیب ہے کہ صرف خدا کو ماننا کافی ہو جائے، جبکہ خدا تو کہتا ہے کہ ہم الکفرون حقا بیشک اللہ اور رسول میں تفریق کرنے والے بلاشبہ کافر ہیں اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ حدیث میں ہے کہ — من قال لا اله الا الله دخل الجنة — کہ صرف لا اله الا الله کہنے سے جنت کا داخل ہو جائے گا۔

شہادت اور ذکر میں فرق | تو ایک نقطہ یاد رکھیں کہ توحید کا جہاں بھی عنوان اور تعبیر شارع نے لفظ شہادت سے کیا وہاں محمد الرسول اللہ بھی ضرور یا ضرور ذکر ہے۔ اس لئے کہ شہادت کا معنی اظہار عقیدہ ہے، باطن کی ترجمانی کرنا یہ معنی ہے شہادت کا اور باطن میں جب تک خدا اور رسول دونوں پر ایمان نہ ہو تو وہ کافر ہے۔ تو تمام احادیث دیکھ لو۔ جہاں عنوان شہد اور شہادت کا ہے تو وہاں لا اله الا الله کے ساتھ محمد الرسول اللہ بھی ہے، عقیدہ ہے تو اس میں دونوں لازمی ہوتے ہیں اور جہاں عنوان شہادت کا نہیں اور شارع نے کلمہ شہادت سے تعبیر نہیں کی وہاں مقصد صرف ذکر ہے وہ عقیدہ نہیں اگرچہ احتمال عقیدہ کا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر وہاں اجمالی ذکر الہی بھی کافی ہے من قال لا اله الا الله میں لا اله الا الله ذکر ہے۔ لا اله الا الله۔ خدا کی یاد ہے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا نام زبان سے بار بار لیں کہ اس نام کی برکات و انوار دل میں سما جائیں یہ تم جو سو دفعہ ہزار دفعہ لا اله الا الله کہتے ہو اذ انکر تقریر، تکرار سے ایک بات دل میں قرار پکڑ لیتی ہے، بار بار دہراؤ تو دل میں راسخ ہو جاتی ہے۔ تو اللہ اللہ اللہ ہزار دفعہ کہو تو زبان کی تکرار کی وجہ سے اس کی نورانیت اور اللہ کی عظمت دل میں راسخ ہو جائے گی — تو ذکر کا مطلب یہ ہے کہ ذکر اپنے دل کو غیر اللہ سے منقطع کر دیتا ہے۔ پس ایسا شخص جنت میں کیوں نہیں داخل ہوگا۔ بہر حال

عقیدہ کے بعد اعمال ہیں۔ اقامتِ صلوٰۃ، رمضان کے روزے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور فریضہ حج ادا کرنا ان سب باتوں پر اسلام کی غارت قائم ہوتی ہے۔ صرف عقیدہ بھی کافی نہیں نہ صرف اعمال بموجب نجات بن سکتے ہیں دونوں لازمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مکمل اسلام پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

واللہ اعلم بالصواب

نقض میثاق کا وبال

خطبہ جمعۃ المبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُخَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ

بنی اسرائیل پر رحمتوں کی بارش | اس آیت کریمہ میں خداوند تعالیٰ ایک قوم کا ذکر فرماتے ہیں جو نہ صرف اپنے زمانے میں بلکہ دنیا کی

تاریخ میں بے نظیر تھی۔ خداوند کریم کا اس کے بارے میں ارشاد ہے وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ اس وقت کی روئے زمین پر رہنے والی اقوام پر ان کو فضیلت دی گئی تھی۔ میری مراد بنی اسرائیل سے ہے۔ بنی اسرائیل کا لفظی ترجمہ "اولاد یعقوب" ہے۔ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ ان کو خداوند تعالیٰ نے بڑی ترقی دی تھی۔ قرآن مجید میں ان کی تاریخ موجود ہے اور ایک قوم تب ترقی کر سکتی ہے جب وہ اپنے مالک اور خالق کے راضی کرنے والے کاموں میں لگ جائے۔ اسے خداوند تعالیٰ زندگی دیتا ہے اور ترقی بھی۔ حضرت یعقوب کی اولاد کی ابتداء بھی بڑی تکلیفوں سے ہوئی جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے قوانین کی پیروی کی اور انبیاء کا اتباع کیا تو خداوند تعالیٰ کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی۔ بادشاہت اور دولت ان کے ہاتھ میں آئی۔ انبیاء ان کے خاندان میں مبعوث ہوئے علماء ان کے ہاں پیدا ہونے لگے۔ ہر طرح کی دولت و شوکت انہیں حاصل ہوئی جسم اور صحتیں تندرست و توانا ان کو عطا ہوئیں۔ مگر جب حکومت و دولت کے مغرور نشہ میں احکام خداوندی سے روگردانی

اختیار کی گلی بازار شہروں اور آبادیوں میں شرفساد پھیلانے لگے، میلے، ٹھیلے، تماشا عیاشی
 ونگاساد، قتل و قتل ان کے محبوب مشعل بنے تو خداوند تعالیٰ نے اس قوم سے اپنی رحمت
 ہٹا دی۔ اُولَئِكَ لَهُمُ الْعَذَابُ ان لوگوں کے لیے عذاب نار ہے۔

ان کی نافرمانی اور سرکشی | بنی اسرائیل نے اپنے مذہب سے انکار نہیں کیا
 انکار مرتد نہیں ہوئے، مذہب مانتے تھے۔ پیغمبر

مانتے تھے۔ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ کا کلمہ بھی پڑھتے تھے مگر کام مذہب کا نہیں کرتے
 تھے۔ قوانین شرعی نہیں مانتے تھے ان کے تمام افعال خواہشات کے تابع تھے۔ دل میں آیا
 تو زکوٰۃ دی۔ نماز پڑھی ورنہ نہیں دل میں آیا مسلمان کی ہمدردی کی ورنہ اسے قتل کر دیا اور جب
 خواہش ہوئی تو زنا کاری، سود خوری، چوری اڈا کر زنی کو اختیار کیا۔ انہوں نے مذہب سے کفر
 و ارتداد نہیں اختیار کیا مگر عہد خداوندی کی ایفانہ کی۔

التّٰذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ جَوَ تُوڑتے ہیں خدا کے معاہدہ کو مضبوط کرنے
 بَعْدَ مِیْثَاقِهِ و یَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ
 بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ و یُفْسِدُوْنَ فِی نے فرمایا ملانے کو اور فساد کرتے ہیں ملک
 الْاَرْضِ اُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ میں وہی ہیں ٹوٹے ہوئے۔ (موضع القرآن)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے ساتھ ملو تو یہ شیطان سے ملے خدا نے فرمایا پیغمبر سے ملو یہ خواہشات
 کے تابع ہوئے۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمانوں سے ملو تو وہ کفار سے ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھائی
 حسن سلوک کرو۔ انہوں نے اسے دشمن بنایا غرض خدا نے جن چیزوں کو جوڑنے کا حکم دیا
 انہوں نے منقطع کیا۔ اور جن سے انقطاع کا حکم دیا اسے جوڑ دیا اور خدا سے کئے ہوئے سب
 وعدے توڑ ڈالے تو جب ایک قوم کی یہ حالت ہو تو خدا کی رحمت کب ساتھ دے سکتی ہے کیا
 تم اس خادم اور غلام کو روٹی دے سکتے ہو جو تمہارا حکم توڑتا ہو۔ تم اسے ایک کہو وہ دوسری کہتا
 رہے نہیں بلکہ آپ اسے نوکری سے الگ کر دیں گے۔ گھر سے نکال دیں گے تو ایک قوم کو
 بادشاہت کیوں نہ ملی ہو مگر جب وہ اپنے ایمان و اعتقاد کے خلاف عمل کے میدان میں جھوٹی
 ہو تو خدا اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں ایک نعت پڑھتے ہیں اور گویا پکا

وعدہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بندگی کا کرتے ہیں اور پھر اسی نماز ہی میں اس عہد کو توڑتے ہیں۔ اگر موقع ملا تو کسی کار و مال کسی کا جو تا بغل میں دبا کرے جائیں گے۔

اسلام کا معنی | میرے بھائیو! اللہ کا قانون یہ ہے کہ جب ایک قوم مسلمان کہلائی اور لازماً اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور تابعدار رہے گی۔ اسلام کا معنی یہی تابعداری اور انقیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لائے گی تب اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ ہوگا۔

ویرزقہ من حیث لا یحتسب اور روزی دے اس کو جہاں سے اس کو خیال (الآیۃ) بھی نہ ہو۔ (موضع القرآن)

نصرت خداوندی کے ثمرات | جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ہو جائے تو پھر دریاؤں پر ان کا حکم چلتا ہے اور وہ انہیں راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ بادل سے صاف آسمان کو اشارہ کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برسے گی۔ سمندر تک کے سینے پر قدم رکھ بچاؤ گزرتے ہیں۔ تاریخ اس کی شاہد ہے غالباً قبرص کے علاقہ میں مسلمانوں کی راہ میں ایک جنگل حائل تھا۔ اسلام کے پھیلانے کے لیے یہاں سے فوجوں کے گزرنے کی ضرورت تھی مگر جنگل شیر و درندوں اور سانپوں سے بھرا ہوا تھا۔ لوگوں نے انہیں جنگل سے گزرنے سے منع کیا مگر صحابہ کرام کے امیر نے ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ کر آواز دی اے سانپ اور درندہ اور بھیر لویا گاہ ہو جاؤ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لیے یہاں آئے ہیں تم اپنی مرضی سے اس علاقہ کو خالی کر دو ورنہ پھر جو خدا کا حکم ہو ہم وہی کریں گے۔ روایت ہے کہ سانپ شیر اور سب درندے ریوڑ کے ریوڑ جنگل سے بھاگ نکلے اور راستہ صاف کر دیا جنگل خالی ہو گیا۔ یہ تھے مسلمان حضرات حق کی حمایت و نصرت جن کے ساتھ تھے۔

رضائے خداوندی کیلئے محنت کی ضرورت | میرا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کے بندوں پر مصائب نہیں آتے۔ خدا کے بندوں

۱۔ یہ واقعہ افریقیہ کا ہے حاکم عقبہ بن نافع فہری صحابی تھے۔ (س)

پڑ نکالیف بھی آتی ہیں مگر وہ نکالیف نکالیف نہیں ہوتیں درحقیقت وہ مسلمانوں کے لیے ترقی کا ذریعہ بنتی ہیں اور اللہ کے بندوں کو ان نکالیف سے صدمہ نہیں ہوتا بلکہ خوشی ہوتی ہے۔ یہ کارخانے ہیں مزدور اس میں آٹھ آٹھ گھنٹے مزدوری اور رحمت اٹھاتے ہیں تب تنخواہ ملتی ہے اور کبھی کبھی وقت سے زائد بھی کام کرتے ہیں تاکہ مزید تنخواہ مل جائے پسینہ چھوٹا ہوتا ہے محنت و مشقت میں لگا رہتا ہے مگر اسے اس حالت میں خوشی ہوتی ہے۔ اگر کوئی اسے دیکھ کر دعا کرے کہ خدا تجھے اس مصیبت سے نجات دے تو وہ خوش ہونے کے بجائے اس کا دشمن ہو جائے گا کہ مجھے اتنی محنت سے نوکری ملی ہے اور یہ اس کے چھوٹنے کی دعا کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب کل مجھے چار سو روپے تنخواہ ملے گی اور تمہاری جیب میں خاک ہوگا تب نہیں اس محنت اور مشقت کی قدر آئے گی۔ گویا قیامت کے دن ان بے کار اور بید اعمال لوگوں کو اپنے خسارے اور بربادی کا اندازہ ہوگا جب دنیا میں محنت اور مزدوری کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ انعام و ثواب سے مالا مال کرے گا۔ اضعافاً مضاعفاً اجر دے گا۔ ایسی مصیبتیں جو درحقیقت راحتیں ہوتی ہیں افراد پر آتی ہیں ساری قوم نہیں ساری قوم پر مصیبت تب آتی ہے جب قوم کی اکثریت بے دین ہو جائے پھر اجتماعی آفات اور مصائب آجاتے ہیں نعمت چھین جاتی ہے اس لیے کہ قوم نے رب سے وعدہ توڑ دیا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے وعدہ توڑ دیا تو ذلیل کر دیئے گئے۔ بڑے بڑے انبیاء اور لقمان حکیم جیسے حکماء اطباء سب ان سے چھین گئے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ۔ (الآیۃ) بنی اسرائیل کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی۔ (موضح)

حسّی بن اخطب امدادِ خداوندی کی ایک مثال | بھائیو! تم لا الہ الا اللہ کہہ کر ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے وعدے کرتے

ہو اور اسے روزانہ توڑتے ہو تو خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی رحمت اور دردم سے روک دی۔ اب دنیا میں کوئی علاج ہمارے زوال اور بیماری کا نہیں رہا۔ کل ایک حدیث پڑھا رہا تھا۔ حسّی بن اخطب جبرادر لسان آدمی تھا مسلمانوں کے خلاف اس نے قریش کو ابھارا غطفان قبیلہ کو آمادہ کیا جو عرب بھر میں بہادر اور جنگجو قبیلہ تھا۔ یہود کو ابھارا جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے جنگ نہ لڑنے کے وعدے بھی کئے تھے مگر حتیٰ جادوگر شخص تھا۔ ایک پاؤں پھرا اور لوگوں کو اکٹھا کیا۔ ایک روایت کی بناء پر ۲۴ ہزار کفار مسلمانوں کے خلاف اس نے جمع کئے اور کم از کم روات دس ہزار کی تعداد کی ہے۔ مدینہ منورہ جو اس وقت ایک چھوٹا سا قصبہ تھا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ہر طرف سے محاصرہ ہوا۔ ان لوگوں کا یہ تھا کہ مسلمانوں کا نشان ہی نہ رہے۔ مسلمانوں پر ایسی حالت کہ زندہ درگور خندقوں میں گھسے پھرتے اور اتنے گہرے خندق کہ زمین کی تری تک کھودے گئے تھے۔ اور ۲۴ ہزار تیر انداز ارد گرد سرچمچ ہیں۔ چونتیس بیس دن کفار نے محاصرہ رکھا۔ مسلمان مورچوں سے مدافعت کرتے اور تیروں سے انہیں روکتے۔ کفار تنگ آ گئے ان میں بعض بہادر بھی تھے جو تیروں سے بے پرواہ ہو کر گھوڑوں پر بیٹھ کر خندق پر چڑھ آتے مگر حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ جیسے بہادر خندقوں ہی میں گھوڑوں سمیت ان کا کام تمام کر دیتے۔ عرضِ رحمتِ خداوندی شامل ہوئی۔ اندھی آئی اور کفار بھاگ اٹھے۔ محاصرہ ختم ہوا اب مدینہ کے اطراف کے یہود وعدہ خلافی کی سزا بھگتے لگے۔ حتیٰ بن الخطیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا اس نے کہا میں دو باتیں عرض کرتا ہوں ایک یہ کہ میں نے جو کچھ کیا اور تمام لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا اس پر پشیمان نہیں ہوں۔ اور نہ معافی کا خواستگار ہوں۔ خیر یہ تو اس نے خدا اور عناد کی بات کی۔ دوسری بات یہ کہی کہ یا رسول اللہ اگر خدا تعالیٰ کسی کی مدد نہ کرے تو کوئی اس کی مدد نہیں کر سکتا اور جن کی مدد خدا کرتا ہے تو کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں نے سارے کافروں کو اکٹھا کیا مگر آج خود تمہارے سامنے قیدی بن کر کھڑا ہوں۔

آج کے یہود | آج وہی یہودی ہیں جن سے ساری دنیا تنگ ہے سمٹ سمٹا کر ایک نقطہ فلسطین پر جمع ہیں وہ بھی اوروں کی مدد اور سہارے سے۔ خدا نے مسلمانوں کو تقیر رسید کرنے کے لیے انہیں مہلت دی ہے کہ مسلمان عبرت پکڑیں، ہوش میں آئیں ورنہ فلسطین کے علاوہ ان کا سارا غلطہ اور دیدہ بختم ہو گیا۔

ہوشیار قوموں کا شیوہ | میرے بھائیو غلطی تو سب کرتے ہیں مگر تنبیہ کے بعد ہوشیار قومیں فوراً خدا کی طرف لوٹ آتی ہیں۔ معافی مانگتی ہیں۔ نافرمانیوں سے تائب ہو جاتی ہیں کر لے اللہ آج کے بعد تیرے دین کی پیروی کریں گے اور پھر خداوند تعالیٰ

انہیں معاف فرادیتے ہیں اور ترقی دوبارہ عطا فرماتے ہیں لیکن جو قوم بدقسمت ہو ان کے دل تھپڑوں کی طرح سخت اور مسخ ہو جاتے ہیں خدا کی تلوار ان کے سر پر لٹکتی ہے اور یہ اور بھی متمر و اور سرکش ہو جاتے ہیں۔

ترکی میں پچھلے سال بعض وزیروں کو پھانسی پر لٹکایا گیا ایک وزیر کا فوٹو اخبار میں چھپا تھا کہ پھانسی سے چند منٹ قبل دائرہ منڈانے (شیو کرنے) میں مشغول تھا۔ ایسے نازک وقت میں بھی اللہ کی طرف متوجہ ہونے اور گناہ ترک کرنے کی توفیق نہ ملی۔ _____ الغرض جو قوم آفات و مصائب کے باوجود اپنی حالت نہ بدے وہی خباثت وہی بد خلقی اور بد دینی اختیار کئے ہوئے تو سمجھے کہ اب یہ قوم نہیں بچ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بدقسمت اقوام میں ایک بھی ایسی قوم نہ تھی کہ عذاب دیکھ کر توبہ کر لیتی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے گڑا گڑا قی الا قوم لوئس مگر قوم لوئس تو یہ حالت بہت خطرے کی ہے۔

عبرت کے تازیانے | اس وقت پاکستان میں بہت خطرے ہیں۔ عذاب خداوندی کے آثار نمایاں ہیں مشرقی پاکستان میں طوفان اور بارش سے تباہی ہوئی۔ بیس بیس فٹ سمندر کا پانی اٹھا۔ اور ایک ضلع میں ۱۰ ہزار افراد غرق ہوئے۔ لاکھوں مولیشی ہلاک ہوئے۔ ہزاروں ایکڑ زمین تباہ ہوئی۔ یہاں ہمارے علاقے کی فصلیں تیار ہیں مگر بارشوں سے تباہ ہو رہی ہیں۔ آندھیاں چل رہی ہیں۔ آسمانی آفات کا نزول ہے ابھی ریپوں قاہرہ کے قریب پاکستان کا جہاز گر کر تباہ ہو گیا قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ ادھر دشمن ہماری سرحدات پر کھڑا ہے۔ امریکہ وغیرہ سارے اہل کفر سے ہمارے خلاف اسلحہ جمع کیا جا رہا ہے یہ سب ہمارے لیے تازیانے عبرت ہیں مگر لوگوں کو احساس ہی نہیں رہا۔ تمام بے نمازوں میں ایک فیصد ہی بھی اپنے گناہ سے تائب نہیں ہوئے۔ کتنے ہیں جنہوں نے جوا قتل، ظلم وغیرہ گناہ چھوڑ دئے۔ آخرت سے سب غافل ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ یہ سب اتفاقات زمانہ ہیں۔ وہی رقص و سرور، وہی تھیٹر اور سینما چل رہے ہیں۔ وہ ہی جنگ و جدل، قتل و اغوا۔ _____

انابت عملی کی ضرورت | اللہ کے بندو کچھ تو اللہ سے ڈرو۔ سختی اور مصیبت میں خدا کی جانب لوٹ آؤ۔ اپنی گندگی کو آنسوؤں سے دھو لو کہ اللہ کی

رحمت ہمارے اور پر متوجہ ہو۔ جو بغیر انابت اور توبہ کے ہوتا نہیں۔۔۔۔۔ صرف زبانی جمع
 شرح سے کام نہیں چلتا کہ مولوی کو رفع آفات کے لیے دعا کا کہہ دیا۔ تم خود تو اللہ کی دعوت قبول نہ
 کرو نہ حمد چھوڑو، نہ بے حیائی اور بے علی اور صرف مولوی صاحب کی دعا سے کام چلے لیا نہیں ہو سکتا۔
 اس لیے خدا کا ارشاد ہے فلیستجیوا کہ تم سب اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول کرو تب تمہاری
 دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کو مان کر اس کے دربار میں آجاؤ تب رحمت بھی
 آئے گی۔ بددینی کے تمام کام ترک کرنے ہوں گے تب ملک کو ترقی اور بقا ملے گی ورنہ اور
 بھی دل مسخ ہو جائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یلوس ہو کر دعا کی کہ اب ان لوگوں کے
 دل پتھر کی طرح سخت کر دیجئے کہ توبہ نہ کر سکیں۔۔۔۔۔ جس قوم کے دل سخت ہوئے تو
 سمجھو کہ یہ جہنمی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اس امت میں صحیح مسلمان نہ رہیں تو سمجھو کہ قیامت قائم ہو
 والی ہے بے شک قوم میں جو دیندار ہیں انہیں اس کا اجر قیامت میں ملے گا مگر دنیا کا قانون مکافات
 اکثریت کی تابع ہے۔ دنیاوی عذاب میں سب شامل ہوتے ہیں۔

وَالْقَوُفِیَّتَةُ لَا تُصِیْبُ الْذِیْنَ
 ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً
 اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم
 میں سے خاص ظالموں ہی پر (موضع)

آج کل دو ٹوں کا زمانہ ہے اس میں تو اکثریت کا اعتبار کرتے ہو اور دین میں نہیں اگر
 آج ہم سب مرد و عورت گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے تائب ہوں تو دیکھئے کہ حالات
 کیسے بدلتے ہیں۔ نہ یہ عذاب ہوں گے نہ طوفان اور سیلاب کی آفتیں۔۔۔۔۔

اب اخلاص سے دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کفار کے شرور سے محفوظ رکھے
 اور آسمانی دارضی آفات دور فرمائے۔۔۔۔۔ اے اللہ تیری رحمت ہمارے گناہوں سے
 بڑھ کر وسیع ہے۔ ہمارے گناہوں اور اعمال کی وجہ سے ملک پر عذاب نازل نہ فرما اور اسلام
 کی پائیدار دولت و نعمت ہمیں نصیب فرما۔ آمین

والآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

نعمتِ اسلام کے تقاضے

رخطبہ عید الفطر ۱۴۱۸ھ عید گاہ اکوڑہ خٹک

محترم بھائیو! رمضان المبارک کا مہینہ ہزار بارکات کے ساتھ گزر گیا۔ کتنے لوگ تھے جنہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ رمضان کا مہینہ کیسے کہا جاتا ہے۔ ابھی ابھی کسی نے ایک شخص کے بارے میں کہا کہ وہ کرتا تھا کہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کون سا مہینہ ہے۔

آج مسلمان سگریٹ پی کر بازار میں جاتے ہیں، یہ دین کی توہین کہاں ہو رہی ہے؟ اس ملک میں جس کو لا الہ الا اللہ معتمد رسول اللہ کے لئے حاصل کیا گیا تھا آج ۲۰ برس کے بعد آوازیں اٹھتی ہیں کہ ہم نے پاکستان اسلام کے لئے حاصل نہیں کیا ہم نے تو اس لئے حاصل کیا تھا کہ ہم ہندو اور سکھ کے اقتصادی اور معاشی دباؤ سے بچھوٹ جائیں، مطلب یہ کہ ہمیں تو پیسے کی ضرورت ہے، ہمیں تو روٹی کی ضرورت ہے ہم مذہب کو کیا کریں گے، ہم لاندہیب ہیں، ہماری اقتصادی حالت درست ہو، معاشی حالت درست ہو۔

بھائیو! اگر آج دفعہ ملک نافذ ہو تو ہے کوئی بہادر خدا کے قانون کی نافرمانی جو اس کی مخالفت کرے؟ اور اگر کسی نے کی تو حکومت کے تمام قوانین، پولیس اور فوج اس کے پیچھے لگ جاتی ہے یا کہ نہیں؟ کہ تم نے کیوں اس کو توڑا، اس کے لئے ہتھکڑیاں بھی ہیں، زہریلی گیس بھی ہے، گولی بھی اس پر چلائی جاتی ہے۔

مگر آج مسلمان بر ملا روزے کی توہین کر رہا ہے کیا آدھے کے قریب لوگوں نے بر ملا روزے نہیں کھائے؟ دن بھر کھانا پکھتارہا اور چائے پکاتے رہے، بھلا ان کے لئے

آج کے دن کیا اجر ہے، ایسے لوگوں کی وجہ سے قوم کے غرق ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، یہ طوفانِ نوحؑ کا نمونہ خدا نے آخری عشرہ میں دکھا دیا، ہم جیسے گناہ گاروں کی وجہ سے قوم غرق ہو رہی تھی، ایسے لوگ تو قوم کے لئے تباہی کا باعث بنیں گے، جیسا کہ فرعون کے بارے میں ہے۔

يقدم قومہ يوم القيامة فاردھم النار وبئس الورد المورودہ
آگے ہو گا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر
پہنچا دے گا ان کو آگ پر اور بُرا گھاٹ ہے
جس پر پہنچے۔ (ترجمہ موضح القرآن)
خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں:-

المترا الى الذين بدلوا نعمة الله
كفراً واحلوا قومهم دار البوار۔
تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت
کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت اور
رسولہ ابراہیم آیت ۲۸) تباہی کے گھر میں اتار دیا۔
ہر قوم کے اندر دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں بعض تو وہ ہیں کہ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں وہ
قوم کو زندہ کرتے ہیں اور قوم کو ترقی دیتے ہیں۔

قوم کو تباہ کرنے والے بعض ایسے ہیں کہ خدا کی نعمت کو ناشکری کے ساتھ بدل دیتے
ہیں، دیکھئے مکہ معظمہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے، قرآن مجید نازل ہوا، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی،
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم جیسے بزرگ بھی موجود ہیں، لیکن اس میں ابو جہل بھی ہے
خدا کی نعمت کی ناشکری اس نے کی، قوم کا لیڈر تھا، حکومت کا مالک تھا ابو جہل، اس کو
ابو الحکم کہتے تھے نہ صرف سرمایہ دار بلکہ حکومت کرنے والا، قوم کو کہا نکلو میرے پیچھے، جھنڈا اس
کے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ بدر کے کنارے پہنچ کر خود بھی جہنم میں گرا اور قوم کو
بھی لے ڈوبا۔ فاردھم النار وبئس الورد المورود۔

محترم بزرگو! آج ہم اس شکر یہ کی ادائیگی کے لئے عید گاہ میں جمع ہوئے ہیں کہ خدا نے
ہمیں بندگی کی توفیق دی، یہ دن معمولی دن نہیں اس کو سمجھ کر یہاں سے جانا چاہیے، آج کے

دن سے پہلے رمضان کا مہینہ تھا جس میں قرآن پاک اتارا گیا اور اس سے قبل مسلمان کو کوئی نہیں پہچانتا تھا، مسلمان کا نام و نشان نہ تھا۔ دنیا میں اگر ڈنکا تھا، شہرت تھی، سیاست اور عظمت تھی، حکومت اور سلطنت تھی تو کس کی تھی؟

بنی اسرائیل سے نصیحت | بنی اسرائیل کی ہضرت اسحق علیہ السلام کی اولاد کی، دو ہزار برس بنی اسرائیل نے زمین پر حکومت کی سلطنت کی، ان میں بڑے بڑے فلاسفر، بڑے بڑے حکیم گذرے۔ وہ شام کے رہنے والے تھے، وہ سرسبز باغوں کے مالک تھے، دولت کے مالک تھے، لیکن اللہ جل مجدہ نے ہر قوم کو کامیابی اور تباہی کے اصول بتلا دیئے ہیں۔ خدا کا کسی کے ساتھ رشتہ نہیں ہاں کوئی صرف یہودی کے نام سے یا کوئی صرف مسلمان کے نام سے یا کوئی مولوی یا تاجر ہونے کے نام کچھ کما نہیں سکتا۔ وہاں عمل سے ایمان سے کمائی ہوتی ہے۔ ہم سب اللہ کی مخلوق ہیں اور تعلق کا ذریعہ صرف ایمان اور عمل ہے۔ تو یہ دن اور مہینہ مسلمان کا تاریخ بننے کا دن اور مہینہ ہے، یہ اُسی ایمان اور عمل کے جلاء اور ترقی کا ذریعہ ہے جس سے ہماری تاریخ بنتی ہے۔ ہمارے سے پہلے اس دنیا پر کس کس قوم نے حکومت کی؟ بنی اسرائیل سے خطاب تھا۔

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الّتی میں نے تمہارے اوپر کتنے انعامات کئے اور انعمت علیکم واتی فضلکم علی میں نے اپنے زمانہ کے تمام باشندوں (العالمین) پر بقرہ ۱۷۴

بڑے بڑے پیغمبر گذرے اور ہر ایک نے انہیں تلقین کی کہ اے قوم اپنی دولت اور فاسقوں پر غور و مت کرنا، اقتصادیات کے فریب میں نہ آنا۔

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ہم نے زبور میں بھی لکھ دیا تھا کہ یہ زمین ان الارض میرثھا عبادی الصّٰلِحون نیک لوگوں کے لئے ہے گندے لوگوں (والانبیاء ۷۵) کے لئے نہیں۔

کچھ جہت مل بھی جائے مگر بالآخر اس کو ختم کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک

سبزہ زار کے اور ریگستان کے باشندے برابر ہیں، شام کی سرسبز و شاداب اور آباد
زمینوں کو بنی اسرائیل اور دوسری قوموں نے گندہ کر دیا۔ اَتَشْبِدُوْنَ اَلَّذِي هُوَ اَدْنٰى
بِاَلَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

عباد صالحین کی وراثت | تو اللہ جل جلالہ نے اعلان کر دیا کہ اس سبزہ زار سے یہ نعمت
ختم اب ریگستان کی باری ہے، وادی غیر ذی زرع کی
باری ہے کہ آج تک اس میں غلہ نہیں اُگا۔ وہ سرزمین عرب، وہ کوہ فاران وہاں پر اللہ تعالیٰ
نے قرآن شریف نازل کیا اور اسی رمضان کے مہینہ میں، شہر رمضان اَلَّذِي اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ
اس رمضان کے مہینہ میں اللہ نے زمین کی وراثت اپنے عباد صالحین کو منتقل کر دی، جو
حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے ام سے مشہور ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ بھی کیا
کہ اگر تم اس نعمت کی قدر کرو گے اس کو مانو گے، اگر تم یہود و نصاریٰ کی طرح نہیں بنو گے
تو یاد رکھو کہ فرشتے تمہاری مدد کریں گے، حیوانات تمہارے اشاروں پر چلیں گے، ہوائیں
تمہارے ہاتھ میں ہوں گی یہاں تک کہ چاند اور سورج اور ستاروں کی طرف اگر تم اشارہ
کرو گے تو وہ اللہ کے فضل اور امداد سے تمہاری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور یہ ایک
واعظانہ بات نہیں اپنی تاریخ کو دیکھئے، اور ابھی قریب ہی میں جنگ تمبر میں ہمارے
مجاہدین نے اور اونچے محلات سے لے کر جھونپڑیوں تک سب نے اللہ تعالیٰ
کا نام لیا اور لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا تو خدا کی امداد شامل حال ہوئی، بادل ساتھ
رہے ہوائیں ساتھ رہیں۔

قرآن مجید کا حقیقی مطالبہ | تو یہ اس قرآن کریم کی برکت تھی کہ اس ریگستان کے
باشندوں نے جن میں سیدنا ابو بکرؓ، سیدنا عمرؓ،
سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ جیسے اولوالعزم بزرگ صحابہ گزرے ہیں، جہاں خاندان
بنو امیہ نے حکومت کی جہاں خاندان بنو عباس نے حکومت کی یہ اسی نزول قرآن اور اس
پر عمل کا کرشمہ تھا۔

مگر آج تو ہم سیاست کے لئے قرآن کو استعمال کرتے ہیں، اوپر کے زمانہ میں، ہم

اس کا نام لیتے ہیں، مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہم اس کا نام لیتے ہیں، مگر یا جب قوم پر نزاع کی حالت طاری ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ مولوی کو بلاؤ کہ سورۃ یس پڑھ لے۔
بھائیو! یاد رکھیں اگر یہ قرآن ہمارے اخلاق کو بدلے گا، ہماری سیاست ہمارا کم کیٹر، ہمارا تمدن اگر اس کے ماتحت آئیں گے تب ہم قرآن کے ماننے والے ہوں گے۔
قرآن کا ماننا کوئی آسان بات نہیں،

مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ایک توحید کا مسئلہ ہے کوئی مسلمان جب تک متحد نہیں ہوگا اس کی کوئی نیکی اسے کام نہیں دے گی۔

عقوق والدین اور جہاد سے گریز | ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس میں تین کام ہیں سے کوئی ہو تو اس کو نیکی کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ (۱) جس شخص سے اس کے ماں باپ ناراض ہوں اور وہ والدین کا عاق ہو۔
آج ہر گھر میں بیٹا باپ کا اور بڑی ماں کی دشمن ہے، ملعون ہے وہ شخص جو اپنے باپ پر لعنت کرتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی کی زبان بند ہو گئی جبکہ ماں اس سے ناراض تھی، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اس کی زبان کھل گئی جبکہ ماں نے اسے معاف کر دیا، تو فرمایا کہ جس سے ماں باپ ناراض ہوں اس کی نیکی قبول نہ ہوگی۔

توحید | (۲) دوسرا وہ شخص جو میدانِ جہاد سے بھاگتا ہے کفار کا سامنا نہیں کرتا اس کی نیکی قبول نہیں (۳) اور جو مشرک ہوا اس کی نیکی بالکل قبول نہیں ہوگی، دن بھر خیرات کرتا رہے، کپڑے روٹی دیتے رہیں، سڑکیں اور پل بناتے رہیں، لیکن جب ایمان اور توحید نہیں تو کچھ فائدہ نہیں۔ اگر کوئی کہہ دے کہ توحید تو کلمہ پڑھنا ہے آسان بات ہے مگر ایک جاہل کی توحید آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

اکبر بادشاہ یا کوئی اور مغل بادشاہ شکار کو گیا، اس دوران ایک دیہاتی گنوار کے گھر پہنچا اُس نے دیکھا کہ کوئی ثقہ آدمی ہے تو اس نے اس کی بڑی خدمت کی، اکبر نے بعد میں اس سے کہا کہ میرا نام ہے اکبر، میں تمام ہندوستان کا بادشاہ ہوں، تمہیں جب کبھی ضرورت

پڑے تو دہلی آنا، گویا تعارفی کارڈ بھی دے دیا۔ چند دن کے بعد وہ گنوار دیہاتی آیا تو دیکھا کہ بادشاہ نماز پڑھ رہا ہے اور نازکے بعد اس نے دعا مانگی، یہ بدگنوار دیکھ رہا ہے نماز کے بعد اُس نے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے تھے؟ اُس نے کہا میں تو اللہ جل مجدہ سے اپنی حاجتوں کو مانگ رہا تھا، اس گنوار نے کہا کہ اچھا جب اللہ تعالیٰ تمہاری شایانہ حاجتوں کو پورا کر رہا ہے کیا وہ مجھ غریب کی غریبانہ حاجتوں کو پورا نہیں کرے گا؟ مجھ پر لعنت ہو کہ میں تجھ سے مانگوں، بس واپس روانہ ہو گیا۔ بھائی تو حیدر ایسی چیز ہے اور جس میں تو حیدر نہ ہو اس کا کوئی عمل قبول نہیں، تو ایک توحید کے رکتے تقاضے ہیں۔

ترقی کا حقیقی معیار | بھائیو! آج ہم بڑی آزمائش کے مقام پر ہیں دنیا آج یہ سمجھتی ہے کہ جہاں کارخانے زیادہ، جہاں سڑکیں زیادہ ہوں، جہاں دولت و طاقت زیادہ ہو وہی کامیاب نہیں، یہ حقیقی کامیابی نہیں۔ دیکھو آندلس، جہاں ہم نے سینکڑوں سال حکومت کی، ابن عربی، ابن رشد اور ابن خلدون جیسے حکماء و علماء وہاں پیدا ہوئے۔ زراعت، معدنیات، صنعتوں کی غنمی چیزیں ہیں انہی لوگوں کی ایجاد تھیں، لیکن وہ جب عیاشی میں لگ گئے تو اسی قصر الحمراء اور الزہراء میں انہی عمارتوں اور محلات میں ان کی تباہی ہوئی اور قبروں سے مردوں کی ہڈیوں کو بھی نکالا گیا، دولت اور خوشحالی نے انہیں نہ بچایا۔

مشرق وسطیٰ | دیکھو مشرق وسطیٰ کی حالت ہمارے سامنے ہے، ہمارے عزیز عرب بھائیوں پر جو مصیبت آئی ہوئی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ نے ایک ٹھیسٹر انہیں دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آفاقی دی اور انہوں نے اس کی بے قدری کی، آج دنیا کی ذلیل ترین قوم، بدترین قوم یہود جو ہے انہیں عربوں پر غلبہ ملا، یہ ٹھیک ہے کہ اُن کی پشت پر انگریز ہے، امریکہ ہے، اور پشت پر ہونے والا اگر ہم خود ٹھیک ہوتے تو یہ مل کر بھی کچھ نہ کر سکتے۔ ہمارے لئے تو رونے کا مقام ہے کہ ہماری مسجد اقصیٰ پر انہوں نے قح کا جھنڈا گاڑ دیا، ہمارے لاکھوں عرب بھائی یہود کے تسلط میں آ گئے۔ ہمارے پاس میزائل بھی ہیں، بم اور راکٹ بھی ہیں، مگر ایمان اور روح کی زندگی پر قرآن سے

غور کرو کہ ہے یا نہیں۔

اس ہندوستان پر ہم نے آٹھ سو برس تک حکومت کی مگر ہمارے لال قلعہ پر کیوں ہندو کا جھنڈا کھڑا ہے؟ آگرہ کا تاج محل کیوں ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے؟ ہم جب بارہ فیصدی تھے تو ہم نے آسام سے لے کر ہرات تک اسلام کا جھنڈا لہرایا، اور آج ہم سمٹ گئے، سارا ہندوستان چھوڑ کر ایک ٹھوڑے سے خطے میں سمٹ گئے۔

اسلام ترقی سے نہیں روکتا | الحمد للہ مسلمانوں کے پاس آج مادی طاقت بھی ہے اور مادی طاقت سے ہم منع نہیں کرتے، یہ جو بدنام کرتے ہیں کہ مولوی مادی طاقت اور ترقی سے منع کرتا ہے، تو یہ غلط ہے، خدا کا حکم ہے کہ :-

واعوذ اللہ ما استطعتم جتنی بھی ہو سکے ان کے مقابلہ میں تیاری کرو۔ (الآیۃ)

پریکٹس، ٹریننگ کرو، مشقیں جاری رکھو، تم مجاہد امت ہو، تمہارا ہر قدم جہاد ہونا چاہیے۔

اسلام کہتا ہے کہ تم متفق رہو مگر ہمارے اندر افتراق و انتشار ہے، گھر گھر مخالفت ہے، باپ بیٹا مخالف، محلہ اور گاؤں اختلاف کا شکار ہے، شہروں میں آدھا شہر روزے کھا رہا ہے، یہ کہاں سے شیطان آگیا کہ اوپر سے نیچے تک دین کا ایک ایک شعبہ ختم کر رہے ہیں، ظاہری نمائش اور ٹیپ ٹاپ کے پیچھے ہم لگ گئے ہیں حالانکہ اصل چیز ایمان ہے، روحانی قوت ہے، عمل ہے۔

آج کا مبارک دن بھی ان چیزوں کے مظاہرہ کا دن ہے کہ خدا تعالیٰ نے عبادت کی توفیق دی اس کا شکریہ ہم عید گاہ میں ادا کرنے جمع ہوئے ہیں، ہم کو

سوچنا ہے کہ ہمیں اپنے گمروں میں اسلام پھیلانا چاہیے، اپنی بیوی بچوں کی اصلاح کرنی ہے، آپس میں جو برائیاں ہیں، جھگڑے ہیں، منّت سماجیت کے ساتھ ان کو ختم کرنا چاہیے تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس نعمتِ قرآن میں اور ترقی عطا فرماوے، ورنہ

وان تتولوا یستبدل قومًا
اگر تم نے منہ پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری
غیر کمہ
جگہ کسی اور قوم کو کھڑا کر دے گا۔
کے مصداق بن جائیں گے۔

واللہ اعلم بالصواب

حسنہ دنیا و آخرت

ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ المبارک

(خطبہ مسنونہ کے بعد) ربنا آتانی الدینا حسنۃً وفی الآخرة حسنۃً وقناعذاب النار۔
محترم بھائیو! اسلام دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ایک جامع مذہب ہے، دنیا میں ہم پر اللہ تعالیٰ کی لائٹنہی رحمتیں ہیں اور آخرت میں بھی اللہ جل جلالہ کا کرم اور رحمت مسلمانوں اور مومنین پر ہوگا۔ یہ دعا ربنا آتانی الدینا حسنۃً وفی الآخرة حسنۃً۔ ہم اور آپ پر نماز میں قاعدہ آخرہ میں سلام پھیرنے سے قبل کرتے ہیں کہ اے ہمارے پالنے والے رب آپ کے ہم پر احسانات ہیں، آپ نے ہمیں پیدا کیا ہے، آپ نے روزی دی ہے، آپ نے کپڑا دیا ہے۔ آپ نے جسم اور اعضاء و جوارح دئے ہیں، آپ نے غیر متناہی احسانات ہم پر کئے۔ اور ہماری پرورش بھی اے خدا آپ ہی کرتے ہیں۔

حسنہ دنیا کی حقیقت | اے خدا ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آتانی الدینا حسنۃً۔ اے خدا دنیا میں بھی ہیں حسنہ دے اور آخرت میں بھی حسنہ دے نواز، اس کا ترجمہ تو آج کل لوگ بڑی دولت بڑی دنیا سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھئے نا اسلام نے دنیا کی ترغیب دی ہے۔ تو بھائیو! اس آیت میں پہلے دنیا کا ذکر ہے، اس لئے کہ زندگی کے مراتب میں دنیا کی زندگی آخرت پر مقدم ہے تو ترتیب ذکر میں ترتیب وضع کے تقاضا کے مطابق ہے۔ آج ہم کسی کا تعارف کراتے ہیں تو پہلے داد کا نام لیتے ہیں، پھر والد کا۔ تو دادا مقدم ہے، پھر باپ پھر پوتا۔ اسی طرح دنیا ہر شخص کے لئے مقدم ہے۔ اور آخرت اس کے بعد۔ اور بھائیو! دنیا ذریعہ ہے کمال کا اگر ایک شخص کامیابی چاہتا ہے، نجات و نلاح مانگتا ہے، جنت مانگتا ہے۔ اللہ کی رضا کا طالب ہے، قرب خداوندی چاہتا ہے تو ان سب کی کامیابی کا زمانہ بھی یہی دنیا ہے۔ لیکن اس آیت کا یہ ترجمہ ہرگز نہیں کہ اے اللہ مال و دولت بہت دیدے۔ اس لئے کہ ربنا آتانی الدینا۔ نہیں ہے۔ ربنا آتانی الدینا حسنۃً ہے۔ یہ دنیا کی زندگی آپ نے دی ہے اس میں جو چیز مانگتے ہیں وہ دنیا اور دولت نہیں بلکہ حسنہ مانگتے

ہیں۔ حسنہ عربی میں نیکی کو کہتے ہیں۔ اے خدا دنیا میں نیکی کی توفیق دیدے ہم اور آپ جب ہر نماز کے اختتام میں یہ دعا پڑھتے ہیں تو ہم کو اس دولت یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں نیکی کی توفیق دیدے۔ یہ نہیں کہ مال و دولت بلکہ حسنہ کا سوال ہے دنیا کی زندگی ہر ایک کی جو ہے اے اللہ اس میں عبادت بندگی نیکی کی توفیق دیدے۔ سنت کی پیروی کریں، دینہ کی کچھ خدمت کریں، اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو جائے، ایسے اعمال و افعال جو اللہ کی رضا اور قرب کا باعث بن جائیں کہ جب اس مسجد سے نماز پڑھ کر باہر نکلیں تو یا اللہ بھلائی کی توفیق نصیب ہو اور میرے ہاتھوں سے کسی پر ظلم نہ ہو، میرے ہاتھ پاؤں زبان کسی کی اذیت کا باعث نہ بنیں ایسا کوئی کام مجھ سے سرزد نہ ہو جو آپ کے حکم کے خلاف ہو۔ یہ سنیۃ ہے۔ تو اے خدا ہمیں سنیۃ سے حسنہ اور بدی سے نیکی کی طرٹ پھیر دے۔ دنیا کی یہ زندگی نیکی میں خرچ کر دے اور آخرت میں ان نیکیوں کی زندگی کو قبول فرمانے کی مہربانی کر دے۔

بھائیو! ہمارے اپنے قبضہ میں کوئی شے نہیں۔ یہ اپنی جان بھی ہمارے قبضہ میں نہیں میری یہ اپنی روح جسے میں اپنی روح اپنا جسم اپنے ہاتھ پاؤں کہتا ہوں یہ بھی میرے نہیں اللہ کے دیئے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کی رضا اور مرضی سے زندگی ہے۔ اور اسی کی مرضی سے موت ہے وہ چاہے تو بیمار کر دے۔ اللہ کی مرضی سے غنا ہے اور فقر ہے وہ چاہتا ہے تو غنی کر دیتا ہے۔ نہیں تو فقیر۔ اگر ہماری مرضی پر ہوتا تو کون فقر چاہتا ہے۔ کون بیماری اور موت پسند کرتا ہے۔ اگر ہم کچھ نیکی اور عبادت کر بھی لیتے ہیں تو اپنے سے کیا دیا، اسی کی دی ہوئی توفیق، اسباب، اور توفیق عمل بھی تو اے اللہ اب تو عرض اپنے کرم سے ہمارے اس عمل نماز روزہ حج کو قبول فرما دے۔ دینی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار۔

دنیا اور آخرت کی ملازمت | بھائیو! آخرت اور دنیا کے درمیان بالکل ملازمت ہے۔ اور ہم اور آپ سب آخرت کی فکر میں ہوتے ہیں کہ کیسا رہے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ کہ ایمان میں الخوف والرجاء ہونا چاہئے اور ایک شخص کو ہر وقت خوف میں رہنا چاہئے کہ انجام کیا ہوگا۔؟

مادر مال پر ہے حال پر نہیں | میں نے پچھلے جمعہ عرض کیا تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مسلمان ہے تو کیا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں فلاں کافر سے بہتر ہوں۔ یعنی ایک تو یہ بات مطلق مسلمان مطلق کافر سے بہتر ہے یہ تو ٹھیک بات ہوگی مگر یہ کہ ایک مسلمان کسی کافر کو شخص کر کے کہے کہ میں اس سے بہتر ہوں تو ایسا کہتے یا نہ کہتے۔؟ تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تم مسلمان اس کافر سے بہتر ہو، حال تو بہتر ہے مگر اعتبار مال (انجام) اور عاتقے کا ہے کیا معلوم کہ ایک شخص موت سے پہلے عیسائی ہو جائے یا قادیانی یا پر دیزئی ہو جائے، یہودی ہو جائے یا کوئی اور؟

بلا ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ کیا کوئی اعتبار اور یقین ہے انما الاعتبار للمخواتیم۔ خاتمہ کے لئے اعتبار ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ نلال کافر موت سے قبل مسلمان ہو جائے تو ایک شخص اپنے بارے میں خوش فہمی اور غرور میں ہرگز مبتلا نہ ہو اور اس میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان میں کبر و غرور نہیں آئے گا۔ اپنے کو کمتر سمجھے گا تو نیکی اور بھلائی میں اور بھی بڑھنے کی سعی کرے گا۔ دیکھے ہر دنیا دار، دکان دار، تاجر (الامثال اللہ) دن رات اس کوشش میں ہے کہ اوروں سے بڑھ جاؤں، کسی کے دس ہنگلے یا باغات ہیں تو میرے بیس ہو جائیں۔

دنیا اور دین میں مطیع نظر کیا ہونا چاہیے | اس لئے ہمیں کہا گیا اور علاج کے طور پر کہ دنیا کے معاملات میں حرص اور لالچ بہتر نہیں بلکہ اپنے سے کم شخص سے اپنا موازنہ کرتے رہو اور دین کے معاملہ میں اپنے سے زیادہ صالح اور بہتر سے موازنہ کر دو تم کو جو کمٹی کی روٹی ملی ہے تو کہتے ہو کہ مجھ پر اللہ کی کوئی نعمت ہے۔ اس شخص کو دیکھو جو بیچارہ ایک ہفتہ سے بھوکا ہے۔ کچھ بھی نہیں کھایا غالباً حافظ شیرازی کے بارہ میں ہے کہ جوتے نہیں تھے جمعہ کی نماز کے لئے، باہر آنے سے جھجک رہے تھے کہ بغیر جوتوں کے کیسے جاؤں۔ باہر آئے تو دیکھا کہ ایک فقیر میٹرھیوں پر بیٹھا ہے، اور دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں، دیکھ کر ثابت اور نام ہو گئے۔ کہ یا اللہ میرے جوتے نہیں تو کیا ہٹا اسکی تو ٹانگیں ہی نہیں۔ تو تیرا مجھ پر کرم ہے۔ تو دنیا کے معاملات میں اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھا کرو۔ اور موجود نعمتوں کے نشہ گزار بن جاؤ اور دین کے معاملات میں اپنے سے کم کو نہیں بلکہ اپنے سے بہتر اور برتر کو دیکھا کرو تم سمجھتے ہو کہ میں عالم ہوں۔ تو ارے بھائی تم کیا عالم ہو، صاحب ہدایت عالم تھے امام ترمذی عالم تھے امام بخاری عالم کہلانے کے مستحق تھے، قاضی اور صدرائے مصنفین عالم تھے پھر سمجھو گے کہ ہم میں تو علم کی بو بھی نہیں علم اور دین میں اعلیٰ معیار کو مطیع نظر رکھو۔ تب پتہ چلے گا کہ میں تو بالکل خالی ہوں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ایمان تب کامل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید اور بایوس نہ ہوں مگر مطمئن بھی نہ ہو اپنے حال سے بلکہ خوف و رجاء و دونوں کی حالت ہونی چاہیے، تب ایمان پائدار اور مضبوط ہوگا۔

مکافات عمل کا قطعی اصول | مگر یہ یاد رکھو کہ دنیا اور آخرت کے درمیان ملازمہ ہے۔ بالکل جیسے کاشتکار گندم بولیتا ہے۔ تو چند ماہ بعد وہ کھیت سے گندم ہی کاٹ لے گا۔ اور اگر کسی نے جو بویا ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جو کی بجائے گندم کاٹ لے اگر کانٹے برائے ہیں تو کانٹے ہی کاٹے گا۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم برآید جو نہ جو

دیکھیے عمل کے بدلے کے اصول سے غافل رہنے میں وہی خدا ہے۔ جو اس دنیا کو چلاتا ہے وہی خدا آخرت کو بھی چلائے گا۔ تو اگر یہاں نیکی اور حسنہ میں زندگی گذاری تو وہاں بھی ایسا ہی ہوگا۔

حسنہ کا مطلب | اس لئے نماز میں دعا کرتے ہیں کہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة — الآیۃ نیکی کی توفیق

دنیا میں دیدے نہ یہ کہ بہت مال و دولت ہی اس دعا سے مراد لیا جائے۔ فی الدنیا ظرف ہے، خدا سے دنیا نہیں بلکہ دنیا میں حسنہ مانگتے ہیں۔ پھر حسنہ بھی عجیب لفظ ہے۔ ہر امر شرعی، کہ موافق شرع ہو وہ حسنہ ہے خواہ وہ دنیا کا کام ہو یا آخرت کا اور ہر امر جو شریعت کے خلاف ہے وہ سیئہ ہے۔

— تو بھائیو! اگر ہم نے بویا گناہ کا تخم زندگی ظلم رشوت جوا بازی فساد حرام خور می میں گزاری نہ پیغمبر سے تعلق رہا نہ خدا سے نہ خدا کی کتاب سے تعلق رہا بس اپنی جہانی اپنی عزت اور وقار اپنی پشتہ اپنی قومیت اور انانیت ہی میں گئے رہے، بھٹی عزت بہتر ہے مگر شرع کے مطابق وقار اور پشتہ اور غیرت و حمیت بہتر ہے مگر شرع کے مطابق —۔

ہم تو شرع کے پابند نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے پابند ہیں۔ تو بوئے عمر بھر کانٹے بھول اور نہ ہم ہے کہ آنکھیں بند ہوتے ہی سیدے جنت میں پہنچ جائیں گے۔ تو کیسے جنت جا سکو گے؟ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایک انڈا اندر سے خراب ہے باہر چھلکا بہت صاف اور ستھرا ہے۔ سفید خول ہے جب توڑ دو تو گندہ بدبودار غلیظ پانی اس سے برآمد ہوگا۔ اگر دنیا کی زندگی گندی ہے۔ بد دینی اور بدی سے بھری ہوئی ہے تو جب زندگی کا یہ انڈا جو کتنا ہی صاف ستھرا کیوں نہ تھا جب ٹوٹ جائے گا تو وہی خون پیپ بدبودار غلاظت اس سے برآمد ہوگی۔ سانپ، بھجوں کل آئیں گے۔ کانٹے بوئے تھے کانٹے کاٹ دیے گئے۔ لیکن اگر یہاں دنیا کی زندگی قانون خداوندی اور شریعت کے مطابق بسر کر دی ہے۔ تو انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جب ایمان پر خاتمہ ہو جائے گا تو وہاں پھول ہی پھول ہوں گے۔ جنت اور باغات ہوں گے۔ اور برا کر دیے تو برا بدلہ پاؤ گے۔ اگر حسنہ اور بھلائی شیوہ بنالیا ہے۔ تو خدا کی رحمت اور اجر و ثواب سے پھر مایوس مت ہونا جو تخم کاشت کیا ہے وہی کاٹو گے، اور بڑے بڑے افاضوں کیساتھ۔

دین اور دنیا کا باہمی تعلق | بھائیو! اتنا یاد رہے کہ اسلام دنیا کے خلاف نہیں ایک حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کی مثال دریا اور پانی کی طرح ہے۔ پانی نہ ہو تو کشتی اور جہاز کیسے چلے گا؟ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد اب تک اور موت تک سفر حیات جاری ہے تو تک موت تک ہر مرد و عورت مسافر ہے۔ تو یہ مسافر یہ سفر پانی پر کرتا ہے جسے دنیا کہا جاتا ہے اور یہ دل ایک کشتی ہے۔

تو بھائیو! اسلام دنیا کا مخالف نہیں مگر وہ دنیا جس سے دین کو مجروح کر دیا زخمی کر دیا دین کو گنوا دیا اور خلاف کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ ہم دریا میں کشتی میں بیٹھے ہوئے جا رہے ہوں اور کشتی کو نیچے سے توڑ دیا اس میں سوراخ کر دیا، پانی اندر آگیا۔ تو ظاہر ہے کہ نتیجہ ڈوبنے ہی کا نکلے گا۔ تو بھائیو! جس نے اس سفر میں دین کی کشتی کو چھلنی کر دیا دنیا کے ذریعہ اور دنیا کو دل کی کشتی میں بھر دیا تو جیسے قوم نوح غرق ہو گئی، عاود و ثمود تباہ ہو گئے اور دنیا

میں بہت سے امراء اور دولتمند دنیا پرست اسی طرح تباہ ہو گئے، جس نے دنیا کو دین کے مقابلہ میں زیادہ معزز سمجھ لیا وہ غرق ہو گیا۔ ہاں اگر کشتی محفوظ ہے اندر پانی نہیں آ رہا پھر حفاظت سے اطمینان سے پانی پر سو کرتے رہو، کراچی اور جتہ تک اس پانی کو سفر کا ذریعہ بنا کر۔ دولت ہے مگر دین کو اس سے زخمی نہ کیا دل کی کشتی کو اس سے نہیں چھیدا، دل میں آخرت ہے خوف خدا ہے، اللہ اللہ ہے۔ تو بغیر خوف و خطر اور فکر کے سفر حیات جاری رکھو یہی پانی آپ کو منزل مقصود تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔

پس دنیا ہو یا آخرت، عبادات ہوں یا معاملات سمان کے تمام کام دین کے ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ خیال رکھے کہ یا اللہ تو نے تجارت اور سعی رزق کا حکم دیا ہے تو نے کہا کہ دھوکہ اور فریب مت کرو۔ تو نے کہا کہ ضرورت کی اشیاء خلق خدا کے لئے فراہم کر کے خرید و فروخت کیا کرو۔ تو یہ سب ثواب ہو گا دینا آتھنا فی الدینا حسنة۔ اے اللہ دنیا میں نیکی کی توفیق دے اور آخرت میں ہماری اس نیکی کو قبول کر دے اس پر ثواب اور اجر دے۔ و قنا عذاب النار۔ اور اے اللہ ہمیں مذاب نار سے بچا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

دین کی جامعیت

اسلام ہر شعبہ زندگی میں انقلاب چاہتا ہے

خطبہ عید الاضحیٰ ۱۳۹۷ھ - عید گاہ اکوڑہ خشک - حاضری تقریباً ۱۵ ہزار

خطبہ مسنونہ کے بعد (اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله عبداً بعفو إلا عداً وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله) اوما قال عليه الصلوة والسلام۔

محترم بزرگوار! میری آواز سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں، قلب کی کمزوری اور عام ضعف کی وجہ سے بھی، پھر قابلیت و اہلیت بھی ایسی نہیں کہ پھر آپ کے سامنے بیان کر سکوں البتہ ایک آیت کریمہ اور ایک حدیث شریف تبرکاً پیش کر دی ہیں۔

اليوم اكملت لكم دينكم۔ الآية انبیاء کی بعثت کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوا اور خاتم الانبیاء سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال تک پہنچ گیا۔ جیسا کہ یہ سورج چلنے سے تو ستارے اپنی اپنی جگہ قائم ہیں مگر ان کی روشنی ماند ہو چکی ہے۔ چراغ جلاؤ، لائیں جلاؤ، بجلی جلاؤ و مگر دن کو روشنی نہیں کر سکتے رات کو کر سکتے ہیں دن کو ضرورت ہی نہیں رہی۔ ایسا ہی سمجھ لیں کہ دین کو خدا نے کمال تک پہنچانا تھا، اس دین میں عبادات بھی موجود ہیں، اس دین میں معاشرت بھی ہے، اس میں معاشیات بھی موجود ہیں، اس دین میں حکومت کرنے کا بھی طریقہ ہے اور رعایا پروری کا بھی رعیت پر سلطان کا کیا حق ہے؟ یہ بھی ذکر ہے، والد کا بیٹے پر کیا حق ہے، بیٹے کا والد پر کیا حق ہے

دین کی جامعیت

بیوی کا شوہر، برکیا حق ہے اور شوہر کے بیوی پر کیا حقوق ہیں۔
 الحمد للہ آج مسلمانوں کا اتنا ربط اور تعلق تو ہے کہ کبھی عید یا جمعہ کے موقع پر مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں، عبادات کا ایک حصہ روزہ یا حج یا نماز اس تھوڑے حصہ پر عمل کچھ نہ کچھ تو مسلمانوں میں ہے، مگر دیکھئے صرف عبادات مکمل دین نہیں، مکمل دین اس وقت ہوگا کہ ہمارا معاشرہ بھی اسلام کے مطابق ہو جائے۔ شادی، ہنوشی، موت، غم، صنعت و حرفت، تجارت، معیشت سب قانونِ شرع کے ماتحت ہو جائیں تب دین آئے گا۔

دینِ مخدوم اور دنیا خاوم | اور میرے بھائیو! جب دین ایک مرتبہ آجائے کسی جگہ پر وہاں دنیا بھی آجاتی ہے، دین مخدوم ہے اور دنیا خاوم ہے۔
 دیکھئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، آپ ایک دن مسجد میں تشریف لائے ایک ہاتھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ ہے اور دوسرے میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ ہے اور فرمایا یہ دست بدست جیسے میرے ساتھ مسجد میں آئے ہیں ایسے ہی جنت میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ حدیث پاک میں ہے ابو بکرؓ فی الجنة، عمرؓ فی الجنة، عثمانؓ فی الجنة، علیؓ فی الجنة۔ اور وہ پندرہ صحابہؓ جنہوں نے بیعت رضوان کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارہ میں اعلان فرمایا کہ لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة رضى الله عنهم ورضوا عنه رسوله ﷺ آیت ۱۸، اللہ ان صحابہؓ سے راضی ہے اور صحابہؓ تو خود اللہ سے خوش اور راضی ہیں دین بھی آگیا اور دنیا بھی آگئی۔

نصرتِ دین کی برکات | جس جگہ پر دین موجود ہوگا اور لوگوں میں نصرتِ دین کا مادہ ہو گا صرف انسان ہی نہیں پانی اور ہوا بھی اس کے مستخر ہو جاتے ہیں، عناصر اربعہ اس کے مستخر ہو جاتے ہیں، دین آیا تو دنیا بھی آئی، دین آجائے تو قبضہ و کسریٰ کا تاج و تخت قدموں میں ہوگا اور اگر دین پر عمل کیا تو یہ زمین اور یہ بادل اور یہ دریا بھی مستخر ہوں گے۔ اپنے طور پر نہیں کہہ رہا آپ کو معلوم ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو دریائے نیل سال میں ایک بار خشک ہو جاتا پانی اتر جاتا جسکی وجہ سے کھیت سیراب نہ ہو سکتے، تو لوگوں کی یہ رسم تھی کہ ایک جوان لڑکی کو شادی کا لباس پہنا دیتے ایک جلوس کی

شکل میں اسے لاکر ایک خونی گرداب پانی کی گہرائی میں اتار دیتے تو دریا جوش میں آجاتا۔ مسلمانوں کی حکومت آئی تو حضرت عمرو بن العاصؓ کو اس رسم کا علم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ یہ رسم روک دو، میں امیر المؤمنین سے دریافت کروں گا کہ کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے؟

رسومات جاہلیت | بھائیو! آج کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں اعلان فرمادیا تھا کہ جاہلیت کی تمام رسومات اور طریقے میرے قدموں کے

نیچے پاٹمال ہو گئے ہیں میں نے انہیں کچل دیا ہے۔ آج ہمارے محلہ کی رسومات ہیں، علاقائی رسومات ہیں، پشتون قوم کی رسومات ہیں، یہ ساری رسومات جو جاہلیت کی ہیں ناروا ہیں اسلام سے فیصلہ مانگو گے جنہیں حضور علیہ السلام نے پاؤں میں کچل دینے کا اعلان فرمایا یہاں تک کہ فرمایا امام الانبیاء نے کہ اے مسلمانو! ایک دوسرے سے قتل مقاتلے کے انتقام اور بدلے سارے آج سے معاف، خواہ جاہلیت کے دور میں ہوئے یا اسلام کی آمد کے بعد، جاہلیت کے انتقامی طریقے کہ ایک کے قتل کا بدلہ دوسرے سے اور کئی کئی نسلوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، اسے اسلام نے ختم کر دیا ہے فرمایا: **اللا یجنی جان و لدہ** ۶۔

یاد رکھو کہ اگر والد مجرم ہے تو بیٹا نہیں پکڑا جائے گا، باپ نے قتل کیا تو بیٹے کے پیچھے پستول نہیں اٹھائے پھرو گے اور اگر بیٹے نے جرم کر دیا تو بڑا والد گنہگار نہیں کہ اسے قتل کر دو، قاتل باپ کے معصوم بچے کو راستہ میں پکڑ کر قتل کر دیا اور فرمایا کہ بدلہ لے لیا ہے؟ یہ بدلہ نہیں یہ ظلم ہے، یہ جاہلیت کی باتیں ہیں۔

گھر سے اصلاح | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے گھر سے اصلاح شروع کرتا ہوں حضور علیہ السلام کے خاندان میں

بنو ہاشم میں بیعت بنی الحارث کے خون کا بدلہ باقی تھا، فرمایا میں نے اسے معاف کر دیا۔ اور جب واعظ اور مبلغ خود عمل شروع کر دے تب اور بھی عمل کریں گے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان اپنے بنو ہاشم کا خون معاف کر دیا تو ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ اور انصارؓ نے بھی معاف کرنے کا اعلان کر دیا پھر والد کا قاتل، بیٹے کا قاتل شاذیہ بنہ چلتا رہا۔ ابو جہل کو آپ جانتے ہیں بدیہ میں ضرور ہوا اور مسلمانوں کے ہاتھوں، مگر اس کا

بیٹا حضرت عکرمہؓ مسلمان ہوتے ہیں تو نمازوں میں صحابہؓ کے شانہ بشانہ شریک ہیں، یہود میں صحابہؓ کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں۔ پھر یہ نہیں کہ یہ پشتون والی کے خلاف ہے، میرے خیال میں پشتون والی اور جہنم والی مترادف ہیں، کچھ مناسبت تو ہے ان میں یہ ہم پہچان ہیں؟ فلاں نے ہمیں گالی دی، اس نے مجھے اونچا دیکھا؟ کیا میں اب اتنے غیرت ہو جاؤں کہ بدلہ لئے بغیر مونچھ اونچی رکھوں گا؟ نہیں، میں بدلہ لوں گا، تو کیسے کیا یہ اسلام ہے یا یہ جہنمیت ہے؟ اور بدلہ بھی مجسم اور قاتل سے نہیں بلکہ اس کے خاندان سے۔

سود کی تباہ کاری | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرماتے ہیں کہ سود حرام ہے، بحق اللہ الربوا ویربى الصدقات، (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۲) دیکھئے سود خور مٹتا ہے پانچ سال دس سال اس کے باغات بن گئے اور جائداد کی رونق رو بہ ترقی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حلیم ہے جلد ہی گردن نہیں دیو چتے، اس کے سامنے مزار کے لئے قبر ہے، دوزخ ہے قیامت ہے، پھر اس دنیا میں بھی کچھ نہ کچھ سزا مل کر رہتی ہے۔ تو سود خواروں کو دیکھا ہے کہ خود تو کچھ عرصہ مزے اڑا لیتا ہے پھر بڑھاپے میں در بدر پھرتا رہتا ہے، اس کی اولاد اور پوتے پڑ پوتے در بدر کی بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ برطانیہ کی سلطنت میں سود خ نہیں غروب ہوتا تھا، آج برطانیہ ایک جزیرہ میں بند ہو گیا بحق اللہ الربوا، سود کو خدا مٹا کر چھوڑتا ہے۔

صدقات کی برکات | ویربى الصدقات، صدقات کو خدا بڑھاتا ہے آج جنہوں نے اپنی اپنی ہمت کے مطابق قربانی کے جانور خریدے ہیں کسی نے دو سو روپے کا کسی نے پانچ سو روپے کا، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے قربانی کی اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ دیں گے، اسے اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے قربانی جس نے اللہ کی رضا کے لئے کی وہ کل پرسوں دیکھ لے کہ اس کے جیب بھر گئے ہیں یا نہیں، اول تو یہ دنیا دار الخیراء ہے نہیں لیکن ہمارے جیسے ضعیف اور کمزوروں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتے ہیں اور دنیا میں بھی ثمرات دکھلا دیتے ہیں۔ تو حضور علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ ایک

دوسرے سے سود نہیں لوگے نہ قرض پر منافع لوگے۔

آج یار لوگ اسے منافع کا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سود کو تھوڑا دینا آسان کام نہیں بڑا مشکل کام ہے، یہ ہم آسانی میں تھے تو سود کے خاتمہ کے بارہ میں بل پیش کر دیا لیکن اکثریت کی وجہ سے رد ہو گیا۔ اور جو قوم سودی کاروبار کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا اس قوم کے ساتھ اعلان جنگ ہے فاذا جازا بحرب من اللہ (الآیت) یہ یورپ آج تباہ ہے اس قوم کی ظاہری نمائش کو نہ دیکھیں اس سے دھوکہ نہ کھائیں۔

آج کے دن کے لئے یہ اعلان بھی اعتبارات میں آپ نے پڑھ لیا ہے کہ تجدیدِ عہد ہم ان سب باتوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے تجدیدِ عہد کریں جو ہم نے پہلے بھی کیا تھا کہ ہم پاکستان اس لئے مانگتے ہیں کہ وہ اسلامی حکومت کا ایک نمونہ ہوگا اور ہم یورپ کو بتلا سکیں گے کہ اسلامی نظام ایسا ہوتا ہے، ایسا آرام و اطمینان ہوتا ہے ہم ایسا معاشرہ قیام پاکستان کے وقت مانگ رہے تھے جہاں بھوکا نہ ہو، جہاں پیاسا نہ ہو، جہاں شگاف نہ ہو، جہاں زمانہ ہو، جہاں فحش نہ ہو، جہاں برائیاں نہ ہوں، جہاں جوا نہ ہو، وہ سب کام جو جان و مال کے لئے نقصان دہ ہوں وہ نہیں ہونے دیں گے، پاکستان نہ ہوتا تب بھی ہم نماز روزہ کر سکتے تھے، ہندو اور انگریز ہمیں نماز سے نہیں روکتا تھا، کمرہ طیبہ پڑھنے سے نہیں روکتے تھے، حج سے بھی اور اب بھی نہیں روک رہے۔ پاکستان اسلئے مانگا تھا کہ اس میں اسلامی معاشرہ قائم کر کے دنیا کو ایک نمونہ دکھا سکیں گے کہ اس معاشرہ میں کتنی عافیت اور سہولت ہے۔ معاشرہ کی تفصیلات بیان کرنے کا وقت نہیں، البتہ وہاں روٹی، کپڑے، مکان کا کوئی محتاج نہیں رہے گا، کیا ایسی سلطنت ہو سکتی ہے؟ ہاں! حضرت عمرؓ خلیفہ ہیں، حضرت عمرؓ خلیفۃ المسلمین ہیں، یہ کابل تک حضرت عثمانؓ کے عہد میں اسلامی فتوحات پہنچیں، تو ان کے دور میں پیدا ہوتے ہی معصوم بچوں کی تنخواہ اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ کئی اب اسلام جہاں آیا معاشرہ جہاں کا بہتر ہوا وہاں پریشانی اور حاجت مندی باقی رہ گئی ہے؟ آج ہم یہاں عید گاہ میں ۳۰ سال قبل کے عہد ویشاق پر غور کریں کہ پاکستان کا معنی کیا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورا کلمہ پڑھ لیا کریں کہ پاکستان کا معنی یہ ہے کہ یہاں سب کچھ

خدا اور اس کے رسول کی مرضی پر ہوگا۔ آج میں عید گاہ میں پھر اقرار کرتا ہوں کہ میرا چلتا پھرتا، تجارت و معیشت سب کچھ اسلام کے ماتحت ہوگا یہ تجدید کرنا اور کرنا تو کام ہی ہے مسلمانوں کا، تو آج بھی اس کی تجدید ہوتی چاہیے۔

انقرض حضور علیہ السلام نے سود کی حرمت کا اعلان کیا تو ساتھ عملاً حضرت عباسؓ اپنے چچا کے بارہ میں اعلان کر دیا کہ اس کا سود واصل سرمایہ بھی سوختہ ہو گیا ہے۔ فرض کیجئے کہ ۵ کروڑ روپے ہوں ۵ لاکھ روپے سود ہوں وہ سب سوختہ کر دیئے گئے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک میں بھی اقتصادیات کا ایسا نظام لے آئے جو سود سے خالی ہو، کوششیں جاری ہیں چونکہ دنیا بھر میں ایک سمندر سودی نظام کا بہہ رہا ہے اس لئے اس نظام سے بٹنا کچھ مشکل لگ رہا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہو اور عزم ہو تو مشکل بھی نہیں۔

دین ہر شعبہ زندگی پر حاوی | تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا: الیوم اکملت لکم دینکم والایتیم اور دین صرف نماز کا نام نہیں، وہ بھی دین ہے جس نے مانہ پڑھ لی اُس کے لئے حجت بھی ہوگا، روشنی بھی ہوگا اور بُرہان بھی اور جس نے نماز چھوڑ دی ہو اس کو نہ روشنی ہوگی نہ دلیل اور نہ بُرہان اُس کے پاس ہوگا۔ وہ فرعون و ہامان، قارون اور اُکی بن صلف کے ساتھیوں میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے، آمین۔ نماز تو ضروری اور لازمی چیز ہے لیکن صرف اس نماز سے بچھوٹ نہیں سکتے کہ مسجد سے نکلے تو بکتر شروع کیا، ایک دوسرے کے دست و گریبان ہو گئے، قتل و قتال ہونے لگا۔ یہ دین نہیں دین پر یہ عمل نہیں۔

عند اللہ معیار قبولیت | حضور علیہ السلام حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے وجعلناکم شعوباً وقبائل۔ قبیلے اور خاندان اس لئے پیدا کئے کہ معاملات و معاشرت میں ایک دوسرے کی جان پہچان قائم رکھی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ دولت کے قدردان نہیں نہ وہ مشکل و صورت کی قدر کرتے ہیں نہ حکمرانوں اور خزانوں کی قدر کرتے ہیں، خدا نے پاک تقویٰ

کی قدر فرماتے ہیں: اِنَّ اَعْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ”تم میں سے مکرم اور محترم وہ ہیں جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہوں“ جو جتنا زیادہ متقی ہے، پرہیزگار ہے وہ اللہ کے نزدیک معزز و مکرم ہے۔ ابو لہب کیسے خاندان سے تھا مگر نماز میں پڑھتے ہو کہ تبت ید ابی لہب و تبت ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو جائیں، وجہ کیا تھی؟ یہ کہ ایمان اور تقویٰ نہیں تھا رنگ اچھا تھا، شکل اچھی تھی، دولت بھی تھی، عزت بھی تھی، مگر تقویٰ نہیں تھا اور حضرت بلالؓ کا چہرہ انور جلشی، سیاہ ہونٹ، ناک بھی جیشیوں جیسی، مگر امیر المومنین حضرت عمرؓ جن سے قیصر و کسریٰ کانپتے تھے وہ فرماتے تھے کہ ابو بکر سیدنا و اعتق سیدنا کہ ابو بکرؓ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار (حضرت بلالؓ) کو آزاد فرما چکے ہیں حضرت عمرؓ حضرت بلالؓ کو سیتہ کہتے ہیں وجہ یہی تقویٰ اور ایمان کی فیصلت تھی۔

یہ آج جو ہم حضرت ابراہیمؑ کی یاد تازہ کرتے ہیں، تو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھ میں فوج نہ تھی دولت نہ تھی مگر آج ہم جان کی قربانی دے رہے ہیں اور ان کی سنت کو زندہ رکھنے کے لئے جان کے بدلے جانوروں کی قربانی دے رہے ہیں، اگر خدا نے جان کی قربانی سے روکا نہ ہوتا تو آج ہم جان پیش کرتے، یہ عزت کس بات کی ہے؟ یہ تقویٰ کی عزت ہے واللہ العزّة ولسولہ ولسوۃ المومنین ولكن المنافقین لا یعلمون (آیت ۸) عزت اللہ اور رسول اور مومنین کی ہے منافق اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ان کی نظر ظاہری باتوں پر ہوتی ہے۔ فرمایا اے مسلمانو! تم ایک دوسرے کو معاف کرتے رہو۔

حُرْمَتِ بنی آدم تمہارے اموال، تمہارے خون اور جان و عزت ایک دوسرے پر ایسے محترم اور حرام ہیں جیسے آج کے دن آج کا مہینہ اور یہ مقام مقدس ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسلمان کا خون، مسلمان کا مال اور مسلمان کی آبرو، جان اور عزت یہ تم سب پر ایسے واجب الاحترام ہیں ایسے عزیز ہیں ایسے محترم ہیں جیسے یہ سب چیزیں مقدس ہیں۔

ایک روایت میں حضرت ابن عمرؓ کا اور ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا اے خانہ کعبہ تم بلاشبہ بے حد محترم ہو مبارک ہو، مقدس ہو مگر ایک مومن کی حرمت تم سے بھی بڑھ کر ہے کسی نے ایک مسلمان کو تباہ کر دیا

گویا اس نے خانہ کعبہ کو آسمان اور زمین سب کچھ تباہ کر دیا۔
 تو بھائیو! کسی نے عبادات پر نماز پڑھیں کیا تو عبادت ادا ہو گئی، مگر آپ کا معاشرہ کیسا
 ہو گا؟ ایسا نہیں کہ تلوار چھری اور بندوق اٹھائے مسلمانوں کو قتل کرتے پھرو گئے۔

اسلامی معاشرہ | جبرائیل علیہ السلام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر فرماتے ہیں
 صل من قطعك: ایک شخص آج تم پر سلام کہہ دے اور تم اس سے
 منہ پھیر لو تو یہ اسلام نہیں، جو تم سے کاٹتا ہے تم اس سے جوڑو گے اس نے تجھے کسی موقع پر یاد
 نہیں کیا مگر تم اسے یاد کرو، وہ قیری دعوت اور خوشی و غمی میں شریک نہیں ہوگا مگر تم اسے یاد کرو
 شریک ہو جاؤ: صل من قطعك جو تم سے قطع صلہ رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔
 واعف عن ظلمك جو تم پر ظلم کرے، زیادتی کرے تم اس سے درگزر کرو، اسے معاف
 کرو، بدلہ انتقام کے پیچھے مت پڑو۔

حضور علیہ السلام کا دشمنوں سے حسن سلوک | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲ سال بعد
 بیت اللہ پر مکہ معظمہ پر اور جزیرۃ العرب
 پر حکومت آئی، سب مخالف قیدیوں کی شکل میں سر جھکائے بیٹھے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اب
 حضور ہماری گردنیں کاٹ دینے کا حکم دیں گے، مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر فرمایا
 انتم اطلقوا سب آزاد ہو جو راستہ اپنا چاہو اپنا لو، جو مذہب اختیار کرنا چاہو اختیار کر
 لو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ دیکھئے یہ تھا داعف عن ظلمك، یہ تو قریش تھے جن سے
 معافی کا معاملہ فرمایا۔

اور ابو جہل کو جانتے ہو وہ تو سب سے بڑھ کر آپ کا دشمن تھا اسے ہر موقع پر آپ
 کو ایذا و ساری کی فکر رہتی۔ ایک دفعہ حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے اسے یہ سوچھی کہ
 گھربلا کر دعوۃ اللہ آپ کو قتل کر دیا جائے۔ یہ اُسے معلوم تھا کہ امام الانبیاء صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کسی بھی شخص کی بیماری واری اور بیمار پسی ضرور فرماتے ہیں، تو چھوٹا بھانہ اپنی
 بیماری کا بنالیا، بستر پر دراز ہو گیا اور راستہ ہی میں ایک گڑھا کھود دیا اوپر سے چٹائی اور گھاس
 وغیرہ سے اسے ڈھانپ دیا یقین تھا کہ حضور علیہ السلام میری بیماری کا سن کر عیادت کے لئے

تشریف لائیں گے۔ باہر اپنی بیماری کی شہرت کرادی کہ حضور آجائیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ابوہبل کی عیادت کرتے آتے ہیں، دروازہ میں داخل ہوئے تو حضرت جبرائیل نے ابوہبل کی سازش کی اطلاع دے دی کہ بستر کی راہ میں اس نے گڑھے کو ڈھانپ دیا ہے کہ آپ اس میں گر پڑیں اور اہل بیت یہ پتھر مارے تو جب حضور اقدس واپس ہونے لگے ادھر ابوہبل سمجھ گیا اور گھبرا کر اٹھا کہ ہاتھ آیا ہوا شکار اب بچ کر جا رہا ہے اکیسے میرے گھر پڑے ہیں گڑھے کے قریب ہیں اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے، اب دوڑ کر دروازہ بند کرنے لگا کہ آپ کو گھیر لیا جائے اسی جلدی میں خود اپنے ہی کتوں میں گر پڑا۔ چاہے چاہے درپیش نہ خود گڑھے میں پھنس گیا، اب جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو محسوس ہوا کہ ابوہبل گر پڑا ہے تو واپس ہو گئے کوئی دوسرا ہوتا تو بھاری پتھر اٹھا کر دے مارتا کہ یہ تو میرے ختم کرنے کے درپے تھا۔ مگر حضور اقدس نے یہ کیا کہ اپنی گپڑی اور چادر مبارک ہاندھ کر کتوں میں لٹکا دی کہ اسے پکڑ لو کہ کھینچ کر نکال دوں اسے نکال دیا تو پھر اس کی تیمارداری کی، فرمانے لگے سر پر پاؤں پر تو جھوٹ نہیں لگی۔

یہ تھا عملی نمونہ صل من قطعك کا کہ جو تم پر دشمنی کرے تم پر ظلم کرے، تم دشمنی مت کرو ظلم مت کرو، جیسا کہ امام الانبیاء نے فرمایا: واحسن الی من اساء الیک؛ کسی نئے تیرے سے بُرا کیا، اب تمہارے ہاتھ میں حکومت آگئی، تجارت آگئی، طاقت آگئی تو یہ مت کرنا کہ اس سے فلاں فلاں اوقات کے سلوک بدکا بدلہ لینے لگ جاؤ۔ یہ تو ایسا ہے کہ کوئی کتا کسی کو کاٹ کھائے تو وہ انسان بھی کتے کو کاٹنے کے درپے ہو جائے، ایسا نہیں کرنا چاہیئے بُرے کے مقابلہ میں اچھا کرو۔ بہتر تقدیر یہ دوچار چمکے اس خطبہ مبارک کے بیان کر دیئے۔ ایک تو یہ کہ اے لوگو! تم سب ایک والد کی اولاد ہو، ذات اور نسب پر فخر مت کرو۔ اور خدا کے نزدیک حضرت بلالؓ کی حیثیت ابوہبل اور ابولہب سے بہت بڑھ کر ہے، اس لئے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

دوسری بات یہ ہے کہ ان ایام کے احترام کی طرح ایک دوسرے کی جان و مال، عزت و آبرو کا سارا سال احترام کرو گے۔

تیسری بات یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بھی باپ عزت دار ہوگا، معزز ہوگا تو اولاد کی برائیوں سے، رسوائیوں سے اسے ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ والد بزرگ ہیں اور بیٹا جوئے باز اور

قاتل اور مجرم ہے، پولیس اس کے درپے رہتی ہے تو باپ ذلت محسوس کرتا ہے۔
 تو حضور علیہ السلام کی خوشنقبت و محبت ہے ہمارے ساتھ، ہزار باپ اور ماں کی شفقت و
 محبت اس پر قربان ہو جائے وہ ہمارے روحانی والد ہیں، تو وہ فرماتے ہیں کہ اے قوم! میری اُمت
 ایک بات کا خیال ہے کہ میدانِ محشر میں ساری اقوام جمع ہوں گی، ہر شخص کی گردن پر اعمال کا پلندہ ہوگا
 ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی گردن پر حج و روزے، زکوٰۃ، نماز اور عبادات کی گھڑیاں ہوں اور تم میری اُمت
 ہو کر کسی کا چرایا ہوا اونٹ، کسی کی چرائی ہوئی بکری اور زمین سر پر لا دے پھرو۔
 صرف دنیا کی زندگی زندگی نہیں آخرت کی زندگی کے لئے لوگ آخرت کے اعمال لائیں گے
 ایسا نہ ہو کہ مہلکے ساتھ کچھ نہ ہو صرف دنیا کے اعمال ہوں۔

بہر تقدیر وقت مختصر ہے، آپ کا عزیز وقت لیا۔ اب ہم ٹہہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم پورے
 اور مکمل اسلام کی پیروی کریں گے اور ہماری زندگی معیشت، تجارت، سیاست، تمدن، ہماری
 موت زندگی کے سب رسم و رواج شریعت کے ماتحت ہوں گے، قرآن کی پیروی کریں گے،
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے، اگر ایسا کر لیا تو جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دیئے
 نیل میں خط ڈال دینے سے وہ تعمیل حکم کرنے لگ گیا اور آج تک جاری ہے، تو انشاء اللہ
 اسی طرح کائنات پر آپ کی بات بھی چلے گی اور دنیا خدا تمہاری تابع کر دے گا۔ ورنہ اگر
 وہی رواجی اور رسمی اسلام ہی رہا تو پھر ہمارے لئے اعلانِ خداوندی یہ ہے کہ وان تتولوا
 یستبدل قومًا غیرکم: تم نے روگردانی کر لی تو تمہاری جگہ کوئی اور آجائے گا۔ اور ایمان
 سے کہیے کہ اس پاکستان میں اس ۳۰ سال کے عرصہ میں کتنی گرسبیاں اُلٹ دی گئیں، کیسے
 کیسے انقلابات آئے، تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین۔

والآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۵

اسلام میں اتحاد اور اجتماعیت کی اہمیت

(خطبہ عید الفطر، سنہ ۱۴۰۹ھ عید گاہ اکوڑہ خٹک)

خطبہ مسنونہ کے بعد) واذکرو انعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فآلف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمته احراراً وکنتم علی شفا حفرة من النار فالیقذکم منها۔
محرم بزرگوار وقت بہت کم ہے۔ مگر پھر بھی لوگوں کے انتظار میں چند منٹ دو چار
باتیں عرض کرتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں معذور اور بیمار ہوں، لیکن شریعت کے احکام
پر عمل کے لئے معذور اور بیمار کے لئے طریقہ تو بدل جاتے ہیں حکم نہیں بدلتا۔ وضو پر
مکلف شخص اگر معذور ہے تو نماز معاف نہیں ہوگی۔ بلکہ تیمم کرے گا۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے
سے معذور ہے تو نماز معاف نہیں بلکہ بیٹھ کر یا بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم ہے۔
عذر کی وجہ سے حکم کی نوعیت اور طریقہ بدل جاتا ہے۔

دین کی تبلیغ | محترم بھائیو! دین کی تبلیغ اور دین کی نصرت اور کوشش پر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت مکلف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
اور ان کے بعد دوسرا پیغمبر آنے والا نہیں تو اللہ تیمم اور آپ سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی روحانی اولاد بنا دے۔ اب ہمیں اپنے روحانی والد کے فرائض ادا کرنے ہوں گے،
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے جاتے، طائف سے واپسی میں جوتے مبارک خون سے بھر گئے
مگر نصرت دین کے لئے وہ تکالیف برداشت کرتے فوج ان کے ساتھ نہ تھی اور بظاہر قوت
اور طاقت نہ تھی۔

نبی کی طاقت | اور یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ پیغمبر کی طاقت خدا کے بعد سب سے زیادہ
ہوتی ہے۔ اگر نبی کے پاس فوج اور پولیس نہیں، دولت نہیں مگر اس

کی زبان کا ہلنا ایٹم بم سے زیادہ ہے اور میں یہ اپنے طور پر نہیں کہتا نہ تفصیل کا وقت ہے
 عزرائیل علیہ السلام جو ہر شخص کا ہمان بنے گا، سب کی ارواح قبض کرے گا۔ وہ حضرت
 موسیٰ کے پاس تشریف لائے مگر قانون کے مطابق نبی کے پاس آنا خیال میں نہ رہا، اگر کہا کہ
 ابھی آپ کو مارنا ہے، جیسے دشمن کسی شخص سے کہہ دے کہ مجھے قتل کر رہا ہوں۔ تو حضرت موسیٰؑ
 اس وقت مراقبہ میں تھے، انہوں نے ایک چپٹ رسید کر دی، تو حضرت عزرائیل علیہ السلام
 کی آنکھ نکل گئی، بخاری شریف کی حدیث ہے تفصیلات اس کے درس میں بیان ہوتی ہیں۔
 تو نبی پر بظاہر دشمنوں کے پتھر برستے ہیں مگر یہ بے دست دیا ہوا نہیں، طاقت کا استعمال
 پیغمبر نہیں فرماتے فرشتہ کی آنکھ ایک چپٹ سے نکال سکتے ہیں، حضرت موسیٰؑ سے حضور اقدسؐ
 درجہ و مرتبہ میں زیادہ ہیں تو آپ کی طاقت تو ان سے بھی بڑھ کر تھی مگر اس اسلام اور اس دین
 کے لئے حضورؐ گلیوں میں پلتے پھرتے ہیں۔ اور ادباش لوگ پتھر مارتے ہیں۔ مگر جواب میں آپؐ
 دعا فرماتے ہیں: اللھم احد قومی فانھم لا یعلون اے اللہ یہ مجھ پر پتھر پھینکنے والے
 جو ہیں ان کو توبہ دیتا فرما کہ مجھے پہچان لیں۔ یہ مجھے جانتے نہیں تا سمجھ ہیں ان کی سفارش فرماتے
 کہ اللہ کا عذاب اور قہر جوش میں نہ آجائے۔

اسلام حمیت جاہلیہ مٹاتا ہے | بھائیو! اسلام ملانے کے لئے آیا ہے۔ اسلام دو فریقوں
 دو مسلمانوں، باپ اور بیٹے، میاں اور بیوی، دو بھائیوں

دو حکمرانوں، رعایا اور داعی کے درمیان ملاوٹ پیدا کرتا ہے۔ آمیزش چاہتا ہے، اسلام جوڑنے
 کے لئے ہے توڑنے کے لئے نہیں، اسلام توڑتا نہیں، اسلام کا کام ملانا اور بنانا ہے۔ جسے
 خاص طور سے آپ عید کے دن آج یہاں جمع ہیں جو قوم بے اتفاقی کے مرض میں مبتلا ہو
 جاتی ہے، وہ قوم جہنم اور ہلاکت کے کنارے پہنچ جاتی ہے اور میں نہیں خدا کے پاک فرماتے
 ہیں: واذکروا اذ کنتم اعداء۔ اے مہاجرین اور انصار اے نبی کریمؐ کے امتیو! یاد
 کرو وہ وقت جب تم آپس میں دشمن تھے اور دشمنی بھی ہم پٹھانوں کی طرح معمولی معمولی بات
 پر ایک شخص ایک میلہ میں اپنے خیمے سے باہر نکل کر اپنے پاؤں راتے ہیں پھیلا کر بیٹھ جاتا ہے۔
 اور چیلنج دیتا ہے کہ ہے کوئی بہادر کہ میرے یہ پاؤں سمیٹ سکے، ایک دوسرا جاہل آیا کھڑا

ساتھ تھی پاؤں پر دسے ماری اور ٹانگیں کاٹ کر کہا کہ چلے میں نے سمیٹ دیں، اب تم اسے پھیلادو۔ اس پر فریقین میں مدتوں قتل و قتل جاری رہا تو ایسی جہالتوں میں مبتلا لوگ جب اسلام لائے تو عدل نے فرمایا کہ باہمی دشمنیوں اور رنجشوں کا وقت یاد کرو پھر تمہارے دلوں میں محبت اور الفت کس نے ڈال دی؟ خداوند کریم ہی نے پیدا فرمادی۔

صحابہ کا باہمی معاشرت | بھائیو! پھر ایسی محبت آگئی کہ ایک شخص بھوکا ہے، اس کے گھر کھانے کی کوئی چیز آجاتی ہے تو وہ خود نہیں کھاتا

پڑوسی کے گھر لے جاتا ہے، ایک شخص میدان جنگ میں زخموں سے چور ہے، پیاس سے مر رہا ہے پانی اس کی طرف بڑھایا گیا تو دوسرے کسی زخمی کی آواز نہ کان میں پڑی۔ واعطشا۔ لائے پیاس تو یہ مسلمان منہ بند کر لیتا ہے کہ نہیں پہلے دوسرے پیاس کو اس طرح سات زخموں کے ساتھ ہوتا ہے، اور جب پہلے کے پاس پانی آجاتا ہے تو وہ وفات پا چکا ہوتا ہے، اس طرح ساتوں پیاسے شہید ہو جاتے ہیں۔ یا تو یہ حالت تھی کہ ڈمکے قتل و قتل اور لوٹ مار ہی پر زندگی چل رہی تھی، اور اب یہ قرآن مجید کی برکت دیکھئے۔ کہ باپ کے قاتل بھائی کے قاتل سے بھی بے غلیظ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کا اپنے ماموں سے کوئی معاملہ تھا، حضرت ابو بکرؓ اپنے بھائی سے کیسا سلوک کرتے؟ حضرت صہیبؓ کا اپنے بھائی سے کیسا معاملہ رہا؟ مگر پھر ایک دوسرے سے نزار اور نثار ہو رہے ہیں۔ یہ الفت کس نے پیدا فرمائی؟ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا احسان جتلاتے ہیں۔ قرآن کی ایک برکت کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔ اور کروڑوں برکات میں سے یہ ایک برکت تھی، برکات تو آپؐ نے رمضان میں انشاء اللہ حاصل کر لیں۔

معاشرہ کا حقیقی انقلاب | ایک برکت یہ کہ آپؐ کی یہ قومیت، عصبیت، خاندانی، امتیازات، عربی اور عجمی کے جھگڑے اور فضیلت کے

معیار ختم کر دیئے۔ یوم عرفہ میں حج کے میدان میں صحابہؓ کے سامنے حضورؐ فرماتے ہیں:

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی کلکم بنو آدم و آدم من تراب۔ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور وہ مٹی سے پیدا کئے گئے۔ آپؐ کے فتنے اور فسادات اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مٹا دیئے۔ والف بین قلوبکم خود پیاسے بھوکے نہ کر دوسرے مسلمانوں کو کھلاتے بلاتے

اور پہناتے ہیں۔ حالت بدل گئی۔ انقلاب زندہ باد۔ یہ ہے حقیقی انقلاب آج بھی لوگ انقلاب انقلاب

کرتے ہیں۔ مگر وہ جھگڑے فسادات وہ بد خلقی وہ عداوتیں یکسر ختم ہو گئیں اور الفت و محبت حسن خلق اور ایثار کا انقلاب آیا۔ فاصبح محتہ بیعتہ اخوانا اسلام کی برکت سے بھائی بھائی اور آپس میں شیر و شکر ہو گئے، در نہ اس سے قبل تو بے اتفاقی نے تمہیں تباہ کر ڈالا تھا جہنم کے کنارے پہنچا دیا تھا وکتتم علی شفا حفزہ من النار فانقذکم منہا مگر قرآن کریم کی برکت سے ملاوٹ آئی بھائی بن گئے اجتماعیت آگئی، اسلام ہمیں جوڑنا چاہتا ہے۔ توڑنا نہیں۔

اسلام کی عبادات کو دیکھیں یہ نماز ہے یہ روزہ ہے

عبادات اور اجتماعیت

یہ حج ہے بھائیو! یہ نماز تو گھر میں بھی پڑھی جاسکتی تھی۔

مگر ہم سب کو عید گاہ میں اکٹھا کر دیا گیا جہاں آج سفید کپڑوں والے بھی ہوں گے۔ خاک کپڑوں والے بھی، نئے کپڑوں والے بھی اور پرانے کپڑوں والے بھی ہوں گے، بھوکے بھی ہوں گے پیاسے بھی ہوں گے، صدر بھی ہو گا، وزیر اعظم بھی، گورنر بھی اور ایک عام شہری اور فقیر بھی ہوں گے۔ اور مجھ جیسا خوار غریب شخص بھی ہو گا، سب ایک جگہ کھڑے ہیں، اس اگلی صف میں رکن لیجئے، اس میں فقیر و امیر قوم اور پیشے کی تیز نہیں سب کو کا ندھ سے کا ندھا ملا کر جمع کر دیا ہے۔ کہ باطل کے مقابلہ میں حق کی خاطر ایک مٹھی کی طرح ہو جاؤ۔ پارٹی بازیاں جماعت بدلیاں تعصبات اور فسادات چھوڑ دو یہ تو اس قوم کا خاصہ ہے جسے خدا ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے ہمارے نمازیں پانچ ہیں، پانچ وقت مسجدوں میں جمع ہو کر ہم اہل محلہ اور پڑوسیوں کے حالات سے یا خبر ہو جاتے ہیں۔ فلاں بیمار ہے، اس لئے نماز میں شریک نہیں ہوا۔ جمعہ کو سارے گاؤں کے حالات سے یا خبر ہو جاتے ہیں۔ عید کے دن سارے شہر اور گرد و نواح کی خبر گیری ہو جاتی ہے۔ کل اگر کسی نے روزہ نہ رکھا تو شیطان عمل تھا آج اگر کوئی روزہ رکھتا ہے تو شیطانی فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ کل امساک اکل و شرب عبادت تھی آج معصیت ہے۔ تو اسلام اس حد تک ملاوٹ اور اجتماعیت چاہتا ہے۔ کہ عبادات میں بھی برابری ہے۔ تمہارا روزہ بھی ایک اور تمہاری عید بھی ایک ہونی چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے طور پر شرعی قانون اور شرائط کے مطابق علماء عید کرائیں گے، آج کسی نے عید کرائی تو وہ بھی شرعی طور پر کرائی گئی۔ اور کل کوئی منائیں گے تو وہ اپنے طور پر شرعی آداب و شرائط کے مطابق

ایسا کریں گے۔ یا زاروں میں اس مسئلہ پر عوام کے بحث مباحثوں کو جانے دیجئے ایسی صورتوں میں عید پر اختلاف کوئی مضر نہیں۔

بہر تقدیر اسلام کہتا ہے کہ ایک مٹھی ہو جاؤ، ایک جسم بن جاؤ اگر سر میں درد ہے تو پاؤں تکلیف محسوس کرے پاؤں میں تکلیف ہو تو سر سے محسوس کرے۔

چنانچہ معاملات سیاسیات بحثیں ہیں انہیں چھوڑ کر عبادات کو دیکھئے نماز کو لیجئے، حج کو، روزہ کو، سب میں اجتماعت اور یکجہتی، اتفاق ملحوظ ہے۔

حج میں ساری دنیا کے مسلمان ایک ہی حالت میں جمع ہوں گے۔ اگر ملک کے سربراہ جنرل ضیاء الحق ہیں تو وہ بھی کفنی لباس میں ہوں گے ملک کے سربراہ اور بادشاہ بھی وہاں شہوار قمیض نہیں بلکہ دو چادروں میں بلبوس ہوں گے اور مجھ جیسے فقیہ فیضی نوابی اسی حالت میں ہوں گے۔ وہی کفن کا لباس دو رنگیاں لباس ہوگا۔

حضور کی نظروں میں اجتماعیت کی اہمیت | خدا تو ہر جگہ موجود ہے مگر مسلمانوں کی یہ اجتماعیت

اور اتفاق خدا کو اتنی ملحوظ ہے۔ کہ حضور اقدسؐ نے ایک دفعہ نماز باجماعت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ نماز باجماعت کے وقت گھروں میں حاضری لوں۔ اور جو لوگ بلا عذر جماعت میں شریک نہیں ہوتے ان کے گھروں کو میں جلا ڈالوں مگر گھروں میں عورتوں اور بچوں کی موجودگی کی وجہ سے ایسا کرنا مشکل ہے۔ حضورؐ نے کسی کے گھر کو نہیں جلا یا کہ وہاں خواتین اور بچے بھی تھے اور ان پر جماعت میں حاضری لازم نہ تھی پھر بھی رحمتہ للعالمین اور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جماعت کے بارہ میں اپنا غصہ ظاہر فرمایا اور غصہ بھی معمولی غصہ نہیں تھا۔

آپ اپنی اولاد کے والدین ہیں مگر کبھی یہ نہ سوچیں گے کہ اپنے گھر یا اولاد کو جلا ڈالیں مگر جو ذات ساری کائنات کی رحمت اور ہزار باپ اور ماں سے زیادہ شفیق ہیں۔ مگر رحمتہ للعالمین اجتماعیت اور جماعت سے گریز کرنے والوں کے بارہ میں جب اتنا سخت لہجہ اختیار کرتے ہیں تو معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی نظروں میں اتفاق اور اجتماعی زندگی دین

کی خاطر کتنی پسندیدہ اور اہم ہے۔ میں بہت افسوس کرتا ہوں کہ وقت کم ہے۔

خرابی کا منشاء تکبر | مگر ایک بات بتلا دوں کہ اس ساری خرابی کا منشاء تکبر ہے۔ ہر محلہ بگڑا ہوا ہے، باپ بیٹا دشمن ہے۔ عزیز داریاں ختم ہیں، ان سب کی وجہ عدم تواضع اور تکبر ہے ہر ایک مونچھ پرتاؤ دیتا ہے۔ کہ بس میں ہی ہوں ہندوستان میں ایک ہندوستانی پٹھان نے مونچھ رکھے تھے ہر ایک تاؤ دیتا، ایک دن ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ دونوں کیا تاؤ پرتاؤ دیتے رہیں گے چلے جس نے اپنے بیوی بچے ذبح کر ڈالے وہ بہادر ہو گا۔ اور اس کی مونچھ اُدچی رہے گی دوسرا مونڈھ دے گا۔ پٹھان تو کم عقل تھا بھاگ دوڑ اپنے ذبح کردے باہر آکر ہندوستانی کو کہا کہ اپنی مونچھوں کو اسی نیچے کہ دو۔ میں نے بچوں کو ذبح کر ڈالا۔

ہندوستانی نے فٹ اپنی مونچھیں نیچے کر دیں کہ چلے تم بہادر رہی مجھے نہیں چاہئے یہ بہادری۔ دیکھئے جہالت اور تکبر کا کرمہ کہ کس کا سر اُدچا ہے گا؟ کس کا کوٹ اور لباس اُدچا ہو گا؟ ہمیں اسی تکبر نے غرق کر دیا۔ میں پٹھان ہوں، میں مالدار ہوں، میں امیر ہوں، میں صاحبزادہ اور سیّد زادہ ہوں، میں طاقت والا ہوں، دوسرا کون ہے جو میرے سامنے آئے۔؟ دوسرے کی کیا حیثیت ہے؟ اسی چیز نے ہمیں ڈبو دیا۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں: لا یسخر قوم من قوم۔ ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے ایک محلہ دوسرے محلہ کا ٹھٹھا نہ اڑائے۔ لا یفتب بعضکم بعضاً دیکھئے ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔ ہم مسجدوں میں آ جاتے ہیں، تو ہمارے مساجد غیبت سے بھر جاتے ہیں۔ فلاں کی ہنسی اڑائی۔ فلاں کا تمسخر کیا، تو خدا ہر حالت میں مسلمانوں کو ایک رکھنا چاہتا ہے کہ حج بھی مانا بھی ایک ہو تو جیسا کہ عبادات میں کرتے ہو تو معاملات میں بھی اتفاق و اتحاد قائم رکھو۔

خود نمائی اور ہوس | دوسری چیز تکبر غرور خود نمائی اور ہوس ہے کہ مال بڑھ جائے طاقت بڑھ جائے، دیکھئے ایازہ قدر خود بشتناس۔ ایازہ محمود کا محبوب

تھا۔ محمود غزنوی ولی گذرے ہیں وہ ایازہ کو بے حد عزیز رکھتے۔ تو ایک دن اوروزیروں نے شکایت کی کہ بادشاہ ایک غلام سیاہ فام کو اتنا محبوب رکھتے ہیں۔ اس میں کون سی ایسی

خوبیاں ہیں اس وقت بادشاہ نے جواب نہ دیا۔ دربار ختم ہوا تو ایاز جاتے ہیں اپنے کمرے میں اور یہ طریقہ تھا اصلاح نفس کا کہ وزیر اعظم کی حیثیت سے ہیں مگر تنہائی میں جا کر شاہانہ لباس اتار دیتے ہیں، لعل و جواہر اور شاہی تمنے ہٹا دیتے اور اپنے ابتدائی زمانہ میں پاٹنڈی قلی تھے۔ پوریوں سے بنا ہوا لباس پہن لیتے، شیشہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے کہ ایاز قدر خود بشتاس یہ ایک جملہ ہے مگر کافی ہے۔ تم آج جو کچھ بھی ہو تمہارے مقام کے برابر محمود غزنوی کی نظروں میں کوئی نہیں۔ تو یہ اللہ کا کرم اور محمود کی مہربانی ہے۔ تمہارا کوئی کمال نہیں، تم تو خود ایک قلی اور مزدور تھے، تمہاری حیثیت کیا تھی۔ یہ اس لئے کرتے کہ تکبر نہ آجائے۔ تو ہم میں نفاق بوجہ تکبر کے ہے۔

فتح مکہ کے وقت حضور کی شان تواضع | دیکھئے جناب نبی کریم کو اہل مکہ نے طالب میں مجوس رکھا ہر طرح کی آفتیں دیں مگر جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا اور مکہ کی بادشاہ، ہاتھ آگئی تو اہل مکہ، سردار اور رؤساء نے درخواستیں پیش کیں کہ حضور ہمارے مکان میں قیام فرمائیں، جیسا کہ آج کل بادشاہ اور حاکم کو ہر شخص اپنے گھر جہاں بنانے کی کوشش کرتا ہے تو فتح مکہ کے قبل کے رؤساء نے خواہش ظاہر کی کہ آپ کو جہاں بنائیں ہمارے مکان کو مشرف فرمائیں حضور نے فرمایا نہیں میں اس جیل خانہ میں قیام کر مل گا، جہاں تین سال تک قید رہا یعنی شعب ابی طالب میں۔ اور مکہ یہی تھا کہ اس پاس نظر ڈالوں تو مشکلات کا وہ دور، سامنے رہے گا۔ کہ ہم تو وہی قیدی لوگ تھے۔ آج اگر ہم مکہ مکرمہ کے فاتحین ہیں تو یہ محض خداوند کریم کی مہربانی ہے تو صحابہ بزرگے اور محلات چھوڑ کر شعب ابی طالب میں ٹھہرے کہ وہاں بھوک پیاس تکالیف کا دور لگا ہوں میں رہے کہ آج کی بادشاہت رب کریم کی مہربانی اور کرم ہے۔

اتفاق کے برکات | تو دو باتیں عرض کیں کہ جس قوم میں نفاق پیدا ہوا وہ ہلاکت کے قریب ہو گئی اور جس میں اتفاق آیا وہ قوم کامیاب ہو گئی اور ایسی کامیاب کہ ہوا بھی پانی بھی اس کے لئے مسخر ہو گا۔ حضرت عمرؓ دریا ئے نیل کے نام فرمان

جاری کرتے ہیں کہ اسے نیل خدا کی مرضی سے چلتا ہے تو چلتے رہو ورنہ ہمیں تمہاری کوئی قدرت نہیں۔ اس وقت سے نیل رواں دواں ہے، تو آج تک اسی مالت میں ہے۔ خدا کی قسم اطاعت رسول اگر اختیار کر لی تو یہ یاد دل یہ ہوا یہ زمین یہ آسمان یہ سورج یہ ستارے سب آپ کے مسخر ہوں گے، تم اشارہ کرو گے اور خدا اسے پورا فرمائے گا۔

گناہوں سے استغفار | شیطان تمہیں درغلانا ہے کہ تم کیا گناہ ہو تمہاری کیا حیثیت اور پوزیشن ہے مگر آنا یاد رکھو کہ اللہ سے زیادہ رحیم کوئی

نہیں، اللہ باپ سے مہربان ہے، داد اسے زیادہ مہربان ہے، ماں سے زیادہ مہربان ہے وہ فرماتا ہے: یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم اے میرے بندو! کہ آج عید گاہ میں جمع ہو گئے ہو۔ اے اکوڑہ اور گروہ و نواح کے باشندو! اے حضور کے امتیو! دوسرا تو تمہارا نہیں سوائے میرے در کے، تم نے جو اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں گناہ کئے ہیں۔

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ میری رحمت سے ناامید مت ہو۔ انہ یعصوا الذنوب جمیعاً۔ آج اگر ہم تے توبہ کی کہ یا اللہ اس میدان میں آج آپ کے دربار میں توبہ ناثب ہیں تو حدیث میں آتا ہے کہ پورے رمضان میں اللہ نے جتنے جہنمی بخش دئے تھے ان سب کے برابر عید کی رات بخش دیے جاتے ہیں۔ تو آئیے آج اللہ کے سامنے روئیں، توبہ کریں۔ اور اس کی رحمت کے مستحق اور طلب گار بن جائیں۔ آمین

واللہ اعلم بالصواب ان الحمد للہ رب العالمین

اجتماعی مرض اور اس کا علاج

علاات کی وجہ سے ایک عرصہ کے بعد یکم شوال ۱۳۹۶ بروز ہفتہ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۷۶ء عید گاہ اکوڑہ ٹھک میں نماز عید سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حسب ذیل خطاب فرمایا۔ پورے اکوڑہ ٹھک میں مدت مدید سے صرف ایک ہی جگہ نماز عید ہوتی ہے۔ اس وقت بھی شہر اور اس پاس سے حاضرین کی تعداد ۱۵ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

نحمدہ و فصلی علی رسولہ الکریم۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ۔

میرے بزرگوار بیماری اور ضعف کی وجہ سے میری آواز شاید آپ تک نہ پہنچ سکے
ہم اور آپ سب ایک ایسی کشتی میں سوار ہیں کہ اس کا نہ ملاح ہے نہ چپو درست ہیں
نہ سبیاں ٹھیک ہیں۔

میرے بھائیو! آج ہماری ہر ادا ایک مرض ہے۔ یعنی سنت کے خلاف شریعت
کے خلاف، ہماری ہر رائے ہمیں باطل کی طرف کھینچ رہی ہے۔ تو اب ہم روئیں تو کس کس
بات پر؟ اور شکوہ کریں تو کس کس بات کا۔؟

تنہم داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

آج اپنوں سے ہمارا مقابلہ ہے، پرائیوں سے ہماری
یا، بھی عناد اور دشمنی کی ویاء | دشمنی ہے۔ کیونکہ ہم بڑے پہاڑ ہیں جتنا بھی کوئی

اپنے اتنی اُس سے دشمنی ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ پھر چچا زاد بھائی دشمن ہے۔ پھر عزیز واقارب دشمن ہیں، پھر محلہ والوں سے دشمنی ہے۔ پھر کاؤں کے باشندوں سے دشمنی ہے۔ پھر ملک کے مسلمانوں سے دشمنی ہے۔ بڑے پشتون بنے پھرتے ہیں اور پشتون پشتون کا دشمن ہے۔ پشتون ہونے کی بات پر یاد آیا حضرت موسیٰ کوہ طور پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ اللہ جل مجدہ سے راز دنیا کرنا ہے تو ایک جگہ ابلیس سامنے آیا، کہا صاحب آپ تو نبی ہیں۔ بھائیو! پیغمبر کا دھود تو رحمت ہوتا ہے۔ خصوصاً رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ایک بہت بڑی رحمت ہیں امت کے لئے، امت کی دو قیں ہیں، ایک امت دعوت ہوتی ہے۔ ایک امت اجابت امت اجابت وہ جس نے نبی کی دعوت قبول کی۔ اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمدٌ عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم نے قبول کر لی۔ تو اسے امت اجابت کہتے ہیں اور امت دعوت وہ ہے جس کی پیغمبر نے رہنمائی دلائی علی الخیر کیا ہدایت اور نصیحت اور وعظ اسے ہوئی اسے دعوت کہتے ہیں، کوئی ملنے یا نہ ملنے کو آپ انہیں مخاطب کرتے ہیں۔ وہ ساری امت دعوت ہے۔

رحمۃ للعالمینؐ کی شانِ رحمت | اور بھائیو! پیغمبرؐ ہم سب کے روحانی والد ہیں
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَإِذْ جَاءُوهَا تَهْتَدُونَ**
حضرتؐ کی بیویاں حضرت عائشہؓ حضرت خدیجہ ام المومنینؓ حضرت زینب ام المومنینؓ یہ ہم
سب کی مائیں ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت میں ہے: **وَهَوَاتٍ لَهُمْ** اور نبی کریمؐ
امت کے والد ہیں تو میرے محترم بھائیو! پیغمبرؐ کا سینہ محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ کسی
مسلمان کو دوزخ میں جانے نہیں دیتا۔ مگر کافر کو بھی نہیں لے جانا چاہتا۔ کافر کے بارے میں یہی
ہمارے نبی نہیں چاہتے کہ دوزخ میں چلا جائے۔ ایک دو واقعے آپؐ کو معلوم ہیں ایک اُس
وقت کا ہے جب کہ نبی کریمؐ کا جسد مبارک اُحد میں زخمی ہو گیا۔ دانت مبارک شہید ہو گئے
رخسار مبارک پر زخم آئے۔ اور پیغمبرؐ سے قربان جائیں کہ ہاتھ میں رومال ہے جہاں سے
خون نکلتا ہے، بلدی سے اُسے رومال میں جذب فرماتے ہیں، پیشانی کا خون رخساروں کا

خون۔ اس لئے کہ یہ خون کہیں زمین پر گر کر اُمت کے لئے عذاب کا باعث نہ بن جائے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان لوگوں کے ہاتھوں ہمارے شتر صحابہؓ شہید ہو گئے۔ شتر زخمی ہو گئے۔ کوئی بھی تندرست نہ رہا، آپ زخمی ہو گئے۔ آپ ان کے بارہ میں بددعا فرمائیں اور نبی کی بڑی طاقت ہوتی ہے۔ بظاہر وہ بغیر دولت کے ہوتا ہے، بغیر فرج و پولیس کے ہوتا ہے۔ مگر درحقیقت ان کے پاس اتنی طاقت ہوتی ہے کہ ایمم ہم اور ہائیڈروجن بم بھی مقابلہ میں بھیج دیں۔ ہمارے اور آپ کے جد امجد حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی: رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دِيَارًا یہ ایک لفظ تھا ایک بول تھا تو نہ بم پھینکا نہ ہائیڈروجن بم، نہ توپ چلائی، مگر طوفان آیا اور ایسا طوفان کہ بڑے سے بڑے پہاڑ پر بھی ۴۰، ۴۰ گز پانی چڑھ گیا۔ تو نبی کمزور نہیں ہوتا۔ بڑی طاقت خدا نے دی ہوتی ہے۔ اور ایک بات سے دوسری بات یاد آئی — حضور اقدسؐ کی طاقت بتلا دوں ہر نبی کی ایک دعا اُمت کے بارہ میں مقبول ہوتی ہے تو قیامت کے دن جب محشر میں ساری قومیں جمع ہوں گی جیسے ہم یہاں عید گاہ میں جمع ہیں۔ تو ساری اقوام عرصہ محشر میں جمع ہوں گے ان میں انبیاء بھی ہوں گے اولیاء بھی اور ہر قسم کی قومیں ہوں گی۔ تو اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب نبی کریمؐ کی شان دکھانی منظور ہوگی، تو ایک وفد اقوام سے مرتب ہو کر انبیاء کرام کے پاس جائے گا کہ ہول محشر سے نجات ملے اور جلد حساب شروع ہو۔

خسری یوم القیامتہ | اور یہ ایسا ہے کہ کسی کو تنہائی میں مار پیٹ لو، گالی گلوچ بھی دیدو تو برداشت کر لیتا ہے۔ مگر کسی مجمع میں بازار میں لوگوں کے سامنے اس کا جرم ظاہر ہو تو ذلیل ہوتا ہے کہ اب لوگوں کے سامنے عزت گئی تو اب سارے لوگوں کے سامنے مجرموں کا پردہ اٹھے گا، چور نے چوری کا مال اٹھایا ہوگا۔ بکری چوری کی تو سر پر ہے، پکڑا چرایا تو اس کا جھنڈا پشت پر لہرا رہا ہے۔ جیسے آج کل عدالت میں چوری کا سامنا بھی چور کے ساتھ کبھی کبھی پیش کیا جاتا ہے۔ تو یہاں دنیا میں تو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں کتنا گنہ گار ہوں۔ پردہ اللہ نے ڈالا ہے تو مولوی اور مولانا کہتے ہیں وہاں ایسا نہ ہوگا۔ یوم تبلی السرا سر چوری کا مال ظاہر ہوگا

زمین غضب کی تو وہ گلے کا طوق ہوگی۔ دو جہاد و ماعلو حاضراً اگر نہ کیا تو زانیہ سر پہ بیٹھی ہوگی و دو جہاد و ماعلو حاضراً۔ جو کچھ عمل کیا ہوگا اسے وہاں حاضر پائیں گے۔
— تو قیامت کا دن بہت سخت ہے۔ کافروں کو بھی معلوم ہے کہ قیامت کے دن ایک دوسرے کی حقیقت سب پر ظاہر ہو جائے گی، شیخی ملائی سب وہاں ختم ہو جائے گی۔ یہ چور ہے۔ یہ زانی ہے۔ یہ جڑا باز ہے۔ اس نے گالی گلوچ کی ہے۔ تو سب کے سامنے یہ رسوائی سب کے لئے ایک بہت بڑا عذاب ہوگا، اور سب چاہیں گے کہ جلدی حساب شروع ہو اور اس مجمع سے الگ ہو جائیں۔

شفاعت کبریٰ | تو وفد جا کر ہرنی سے درخواست کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ پرٹے یہ شفاعت کبریٰ ہے، تو ہرنی کہے گا کہ — ات رتی غضب الیوم غضباً آج ہمارا رب جلال اور غضب میں ہے اور اتنے جلال میں ہمیں شرم آتی ہے کہ سفارش کریں۔ جیسا کہ دنیا میں کسی کے پاس جو گمراہے جائیں کسی قاتل مجرم کے حق میں سفارش کے لئے توڑے یہی کہے گا کہ مولوی صاحب ذرا توسل چ لیٹنے کہ یہ معاملہ کیسا ہے۔ آپ کیسے جو گمراہے آئے ایسے ظالموں کے حق میں تو عقلمند کے لئے اتنا جملہ بھی کافی، ہوتا ہے تو قیامت کے دن ان اقوام میں فرعون بھی ہوگا، نمرود بھی ہا مان بھی اور شداد بھی۔ اور اس طرح اولیاء بھی ہوں گے، نیکو کار اور بزرگ بھی اور اللہ کے مقرب بھی، تو اللہ کا ہرنی یہ خیال کرے گا کہ اللہ ہمیں یہ نہ کہہ دے کہ بھلا ایسے لوگوں کیلئے سفارش کرنے آئے ہو، اللہ کا اتنا کہنا اور شکوہ بھی بڑی چیز ہے۔ تو ہرنی کے لئے خوف کا باعث ہوگا۔ ہرنی کہے گا کہ میں معذور ہوں۔
ات رتی غضب الیوم غضباً میرا رب آج نہایت غضب میں ہے، ایک کے بعد دوسرے نبی کے پاس تمام انبیاء کے پاس لوگ چلے جائیں گے سب معذرت ظاہر کر دیں گے۔ کہ ہمیں اس کی ہمت نہیں، اب آپ اپنے نبی کا مقام دیکھیں کہ یہ اقوام مل کر حضور کے پاس جائیں گے۔ اور چوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے دنیا میں وعدہ کیا ہے کہ لیغفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخرو۔ کہ آج صلح حدیبیہ اور اس میں آپ کے تحمل کے صلہ

میں یہ سرفیکریٹ مل رہا ہے۔ کہ ما تقدم بھی تمام معاف اور مآثر بھی جس میں قیامت کا دن بھی ہے۔ تو ہرنی کے لئے ما تقدم من ذنبک کا اعلان تو ہے۔ مگر حضور اقدس کے لئے مآثر کا بھی اعلان ہے۔ اور تراویح میں تلاوت میں متبرد محراب پر لوگ یہ آیت پڑھتے اور سنتے آئے ہیں۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ اللہ آئندہ بھی حضور اقدس سے خفا نہیں ہوں گے۔ تو حضور کے پاس جائیں گے اور آپ ایک طویل عرصہ کے لئے جو اللہ کے علم میں ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں سر بسجود ہو جائیں گے۔ اور جو حمد و ثناء اللہ القاء کریں گے اُس سے اللہ سے مناجات کریں گے اور دعا کریں گے کہ یا اللہ اب حساب کتاب شروع فرما دے۔

— تو آپ اکیلے اپنی اُمت کے لئے رحمت نہیں ساری اُمتوں کے لئے رحمت ہیں۔ طائف کے پہاڑوں میں اُحد کے میدان میں زخمی زخمی ہیں، حضور بد دعا کر دیں، آپ دعا کرتے ہیں اللہ ماہد قومی فاتمہم لایعلمون ہم ایسے نبی کے اُمتی ہیں۔ اللہ ان کی راہ پر ہمیں چلا دے۔

کار لائل ایک انگریز کہتا ہے کہ میں حیران ہوں ایک طرف پتھر برستے ہیں۔ مگر دوسری طرف سے جواب میں پھول برسائے جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کہیں جا رہے تھے انہیں گالیاں دی گئیں انہوں نے جواب میں دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخشدے۔ واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلبا۔

غرور و نخوت ابلیس کی پیروی | آج جتنا بڑا پشتون ہو گا کہے گا: مجھ میں ڈنگر نیست۔ میرے جیسا دوسرا جانور کوئی نہیں میں خود دار ہوں، میری بھی کوئی پوزیشن ہے تم نے تو مجھے گرا دیا میری حیثیت سے خبر نہیں ہو تم نے تو مجھے نیست و نابود کر دیا۔ تو ایسے جملے ابلیس کا سکھا یا سبق ہے۔ اُس نے بھی کہا تھا انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ آج ہم بھی ذرا سی بات کا جواب گولی سے دیتے ہیں۔ عجیب مسلمان ہیں کسی نے گالی دی اور پتھر کا جواب پستول سے دیا گیا تو وہ بڑا غیرتی ہے۔ وہ بڑا پٹھان ہے۔

الغرض پشتون ہونے کی بات چلی تو اس ضمن میں یہ باتیں آگئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں

حضور کی اُمت میں محسوب فرما دے اور حضور کی شفاعت سے مشرق فرما دے۔
 نبی کسی کا بدخواہ نہیں ہوتا۔ ابلیس ہمارا بڑا دشمن ہے۔ حضرت موسیٰ کو سلام کیا اور پھر
 کہا کہ آپ تو اللہ کے بڑے مقرب ہیں۔ تیری ہر درخواست قبول ہوتی ہے تو میرے لئے
 بھی دعا کر لو خدا مجھے بھی بخش دے حضرت موسیٰ نے فرمایا بہت بہتر کوہ طور گئے تو کہا کہ ابلیس
 کی ایک درخواست بھی لایا ہوں کہ خدا مجھے بخش دے۔ فرمایا بہت اچھا مہی پُرانی بات ہے
 اب آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیں، یعنی رخ اس کی طرف کر لے سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا
 تعمیل حکم کرانا تھا۔

تکبر یا خودداری | تو ہائے اکوڑہ خشک کے پشتوں۔ ابلیس کتنے بڑے پٹھان
 بنے یہ بات سنی تو کہا کہ یہ مونچھو مجھ سے نیچے نہیں ہو سکتے، جنت
 نہیں درکار، امانیت نہیں چھوڑ سکتا، اس کو تیار نہیں ہوں۔ تو آج ہم سمجھتے ہیں کہ پٹھانیت
 عبارت ہے تکبر سے اور اسے نام دیتے ہیں خودداری کا۔ ہاں یہ خودداری اچھی ہے۔ کہ
 بھوکے بھی ہو تو کسی سے سوال مت کر دو۔ مگر یہ کہ میں نیگلا اور جائیداد کا مالک ہوں میرے پاس
 علم ہے میرے پیچھے قوم ہے، پولیس ہے فوج ہے تو ایسی خودداری اور تکبر شیطان کی
 شان ہے۔ شیطان بڑا عالم تھا قارون بڑا دولت مند تھا فرعون بڑا بادشاہ تھا۔ کہاں گئے
 یہ سب لوگ؟ کدھر گئے؟

تو آج ہماری ہر ادا مرض، ہمارا ہر خیال باطل، رات سو کر سوچتے ہیں کہ دوسرے بھائی
 کو کیسے کنواں کھود دیں گے، فلاں نے وہ زمین خرید لی یہ کام کیا وہ کام کیا میں کیسے نیچا دکھا
 سکوں گا۔

الغرض کس کس بات کا رونا رویا جائے۔ ہر بال شکوہ کرتا ہے۔ ہر چیز روتا ہے؟
 (ایک پرچی میں جو اُکی بات کی گئی تھی کہ عید کے دن لوگ جوا کھلتے ہیں۔)

پاکستان اور منکرات | بھائیو پاکستان اور جوا۔ پاکستان اور کھیلنا۔
 پاکستان اور رقص و سرود؟ ذرا گریبان میں منہ ڈال
 کراہیاں سے کہہ دو کہ قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں قوم کا نعرہ یہ تھا یا نہیں کہ پاکستان

کا مطلب لا الہ الا اللہ ہے۔ اور یہ کہ ہم ایک اسلامی مملکت قائم کریں گے۔ شریعت کا نفاذ کریں گے۔ قال اللہ اور قال الرسول کا چرچا ہوگا۔ اور دنیا کو بتلائیں گے کہ حضورِ اقدس کے قدموں کے گرد وغبار کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

عید اور لہو و لعب | مگر آج تو عبادت کا دن ہے۔ جتنے مجرم اللہ تعالیٰ رمضان میں بخشا ہے اتنے ہی عید کی رات بخشا ہے۔ اور جب نماز عید سے فارغ ہو کر جاؤ گے تو اعلان ہوگا کہ جتنے بھی بُرے تھے آج دعاؤں اور توبہ کے بدلے معاف کر دیئے گئے۔ مگر آج اس پاک دن میں تم ایمان سے کہہ دو کہ انگریز کا زمانہ ہندو کا زمانہ آپ نے اور ہم نے دیکھا ہے۔ اور الحمد للہ اب پاکستان بنے ۳۰ سال ہو گئے ایمان سے کہہ دو کہ عید گاہ سے باہر ہندو اور انگریز کے دور میں جو ہوا ہوتا تھا وہ زیادہ تھا، یا اب زیادہ ہے۔ یہ ڈھول تماشے پہلے بہت تھے یا اب بہت ہیں۔ (آدائیں اب بہت بڑھ گئی ہیں)

اس وقت مسلمان میں کچھ غیرت ہوتی تھی کہ انگریز سے مقابلہ ہے، ہندو سے مقابلہ ہے۔ ایسے کام کرنے میں شرم محسوس ہوتی تھی۔ مسلمان کہ ہندو سے کچھ رفاقت اور غیرت ہوتی تھی۔ ہم کچھ نہ کچھ دینی اقتدار کی حفاظت کرتے تھے، اب رہ گئے ہم اور آپ سائے مسلمان ہی مسلمان۔

حقوق نسواں کمیٹی کی رپورٹ | آزادی کا دور آیا، عورتوں کی آزادی، ہر چیز کی آزادی اب عورتوں کے حقوق کا مسئلہ سامنے آ رہا ہے سال دو سال بعد تپہ چلے گا جب عورتیں تنہا سگے میں رسیاں ڈال کر جب چاہیں گی طلاق دیں گی۔ یہ عورتوں کے حقوق ہیں۔ یہ فلاں کے حقوق ہیں۔ یہ فلاں قوم کے حقوق ہیں حقوق کا یہ دور ایسا چلا ہے کہ اس میں اسلام بیچارے کے سارے حقوق تلف کر دیے گئے۔ اتنا عرض کروں کہ اسلام کسی سے جبراً بلا معاوضہ کوئی چیز غصب کرنے کا روادار نہیں، کسی سے زیادتی کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

لیکن آج ہم جمہوریت کے دور میں ہیں دس آدمی ایک طرف دلائل ان کے پاس ہیں
دو دن بحث مباحثہ میں بے کار ضائع کر دو پھر ادھر دس آدمی ہیں ادھر ایک سو دس فیصلہ
ادھر والوں کا ایسے میں بحث مباحثہ اور دلائل پر وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟
عورتوں کے حقوق بھی وہی صحیح حقوق ہیں جو خدا اور رسول نے دیے
اسلام اور حقوق | اور مردوں کو بھی دئے، یتیموں کو بھی دئے، فقیروں کو بھی دیئے
اور محتاجوں کو بھی دیئے، خدا اور رسول نے تو چھوٹی کو بھی حقوق دیئے کہ راستہ چلتے
چھوٹیوں کو قدموں میں نہ روند ا جائے، اونٹنی کا بھی حق ہے۔ اسلام میں تو سارے حقوق
جمع ہیں بات ان حقوق کو پورا کرنے اور اسلام پر عمل کرنے کی ہے ہم کہیں اسمبلی میں کہا کرتے
ہیں کہ ہمارا آئین اسلامی ہے ہمارا مذہب اسلام ہے تو یہ بنکوں کا سسٹم سود پر کب تک
چلے گا۔ یہ فحاشی کب تک رہے گی۔

اجتماعی وعدہ خلائی اور اس کی تلافی | مگر ہم تو ۳۰ سال تک من حیث القوم
 ہے کہ جو قوم وعدہ خلائی کرتی ہے۔ خدا اس پر مصیبت لے آتا ہے۔ تو آج یہ روزِ روز کے
 مصائب اُسی وعدہ خلائی کا ظہور ہے۔ ساری قوم وعدہ خلائی میں مبتلا ہے تو کبھی آفاتِ
 سماوی ہیں کبھی ارضی، کبھی مہنگائی، ایک مصیبت اور ایک تکلیف تو نہیں اس کا علاج یہ
 ہے کہ توبہ الی اللہ جمیعاً ایھا المؤمنون کہ سب کے سب اللہ کی طرف لوٹ جاؤ۔
 سارے کے سارے مسلمان جمع ہو کر توبہ کریں۔ یہ علاج ہے ۱۹۷۵ء میں ساری قوم
 اللہ اکبر کے نعرہ پر متفق ہو گئی تو خدا نے کامیابی دی۔ اب بظاہر سب مسلمانوں کا توبہ کرنا مشکل
 معلوم ہوتا ہے۔ تو شریعت نے اس مشکل کا حل پیش کر دیا ہے۔ کہ یہ لاکھوں لوگ جو جڑا میں مبتلا
 ہیں، لہو و لعیب میں مشغول ہیں، معاصی میں ڈوبے ہوئے ہیں مگر یہ دس پندرہ ہزار جو عید گاہ
 میں جمع ہیں جو نماز جمعہ میں جمع ہوتے ہیں، ان میں سے ہر ایک صدق دل سے اللہ کے سامنے
 رُوئے توبہ کرے اور کہے کہ یا اللہ میری قوم مجرم ہے اور میں ان سب سے بڑا مجرم ہوں
 مگر یا اللہ میں ان کا نایب ہوں کر آیا ہوں اپنے لئے بھی اور اپنی قوم کے لئے بھی نادم ہو کر
 تائب ہوتا ہوں۔ یا اللہ یہ جو بد عملی میں رہوا میں گناہوں میں مبتلا ہیں۔ خدا یا ان کے گناہ بھی معاف
 کر دے اور ان کی حالت بھی بدل دے۔

اللہ کی شانِ رحیمانہ | اللہ تعالیٰ سے قربان ہائیں عجیب رحیم و کریم ہستی ہے۔ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے فرمایا فمأرجعہ من اللہ لنت لہم
 اللہ کی رحمت سے آپ صحابہؓ کے لئے اتنے نرم دل ہو گئے ہیں۔ ایک موقع پر صحابہؓ نے
 مشورہ دیا۔ اس پر عمل ہوا تو کامیابی نہ ہوئی تو خدا نے فرمایا، فاعف عنہم و استغفر لہم
 وشاورہم فی الامر خدا کتنا نہربان ہے۔ اپنے حبیب سے فساتے ہیں کہ اس امت سے
 تخفا نہ ہونا، عفو و درگزر کرنا۔ میرے درمیان ان کی بخشش کی درخواست کرتے رہنا اور رائیڈ
 بھی ان کی توجہ افزائی کرتے ہوئے مشورہ ان سے کرتے رہنا۔

اجتماعی استغفار | آج ہماری ایک مصیبت ایک تکلیف اور مشقت
نہیں ایک مرض نہیں جتنے بھی امراض باطنی ہیں اس کا علاج

یہی ہے کہ تم لوگ یہاں سب کے لئے کفارہ بن جاؤ۔ صرف اپنے لئے نہیں سارے
اکوڑہ کے لئے سارے علاقہ تنک کے لئے سارے پاکستان کے لئے جتنے بھی
مصیبت زدہ ہیں جتنے بھی مصیبت زدہ ہیں۔ ان سب کے حق میں دعائے استغفار
کہو اگر ہر شخص قوم کا نمائندہ بن کر ان کے حال پر روئے سحری کے وقت روئے
استغفار کرے، فرض نماز کے بعد روئے جمعہ کی نماز کے بعد دعا کرے، اصلاح کی دعا
کرے۔ تو انشاء اللہ انشاء اللہ خدا سب پر رحمت کر دے گا۔

واحد دعوات الحمد للہ رب العالمین۔

گناہ اور معصیت کے بُرے اثرات

خطبہ جمعۃ المبارک

خطبہ مسنونہ کے بعد!

عن عبادۃ بن صامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرجت لآخرکم بلیلة القدر فتلا حی فلان وفلان فرفعت رادکما قال علیہ السلام (ترجمہ: عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں لیلۃ القدر کے بارہ میں خبر دینے نکلا مگر فلاں اور فلاں کے جھگڑے کی وجہ سے اس کا علم اکٹھا گیا۔ محترم بزرگو! انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت اپنی طرف بھیج سکتا ہے جب اس میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور تالبعدارسی ہو اور ہر لحظہ اور ہر سکیٹہ اس کی بندگی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے۔ بسا اوقات انسان سے غلطی ہوتی ہے اور وہ اسے معمولی سمجھ کر اس کی پرواہ نہیں کرتا مگر وہی بات اس کی تباہی کا سبب بن جاتی ہے۔ معمولی زکام میں بے احتیاطی کی تو وق بن کر جسمانی طور پر سوجب ہلاکت ہو جاتی ہے ایسے ہی گناہ کا معاملہ ہے گناہ صغیرہ پر دوام اور لا پرواہی جہنم میں داخلہ کا سبب بن جاتی ہے۔

زبان کو قابو رکھنے کی ضرورت | حضورؐ فرماتے ہیں کہ ایک شخص منہ سے مذاق یا خوش طبعی یا بے پرواہی میں ایک کلمہ نکال دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے جہنم کے نچلے طبقہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک بات اور جملہ سے جنت کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ مسلمان جمع ہوں دین کے لیے باتیں ہو رہی ہوں مثلاً کسی نے مسجد بنانے کی تحریک کی، مساکین کی امداد کی طرف رغبت دلائی دین کے طلبہ کی کفالت کرنے کی طرف توجہ دلائی، اب کسی نے ازراہ مذاق یا بے پرواہی میں کہا کہ ان امور سے لوگوں کا کیا فائدہ۔ اور یہ دین کے طلبہ دنیا کے کس کام

کے ہیں۔ قوم پر بار ہیں جیسا کہ اس جمل کہا جاتا ہے۔ تو گویا اُس شخص نے ایک بات سے سب کے دل ٹوڑ دیئے اور دوسرے شخص نے ان کاموں کی حوصلہ افزائی کی کہ ان کی امداد بہت ضروری ہے۔ اس لیے کہ قیامت تک ان کے ذریعہ دین کا سلسلہ چلتا رہے گا۔

رازق تو درحقیقت خدا ہے ان کی امداد سے ہم پر کوئی خاص بوجھ نہ ہوگا۔ وغیرہ اب اس کی چند باتوں سے سب کے دل مضبوط اور دین کے کام پر آمادہ اور پختہ ہو جائیں گے تو ایک بات سے دل ٹوٹ جاتے ہیں اور ایک بات سے سمجھل جاتے ہیں۔

اطاعت و ایمان سے لبریز کلمات | بدر کے موقع پر صحابہ کرام بے سرو سامان نکلے جنگ کا ارادہ نہ تھا لگے پیش آیا حضور اقدسؐ نے صحابہؓ سے

مشورہ طلب کیا کہ جنگ کی جائے یا نہ۔ بظاہر تو دشمن کی طاقت تعداد اور اسلحہ ہر چیز میں زیادہ تھی۔ ایک صحابی حضرت مقدادؓ نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہؐ اس سے بہتر موقعہ لڑائی اور

جہاد کا کب نصیب ہوگا قربانی کا موقعہ خدا نے دیا ہے نہ معلوم پھر ایسا موقعہ ملے یا نہ ملے اگر ہم یہ جان و مال جان آفریں کو سپرد کر دیں تو اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوگی۔ اور کہا کہ یا رسول اللہؐ ہم اور قوموں کی طرح نہیں اور نہ بنی اسرائیل کی طرح کہ آرام اور راحت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی رہے اور جب عمالقمہ سے جہاد کا موقع آیا اپنے نبی کو کہا کہ اذهب انت

وربک فقاتلانا ہذا قاعدون (تو اور تیرا رب جا کہ لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے) انا نقاتل عن یمینک و یسارک وقد لک دخل فلہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے لڑتے رہیں گے، ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں کہ سمندر میں کود جائیں تو ہم تعمیل حکم کریں گے۔

تو اس صحابیؓ کی اس ایک بات سے تمام صحابہ کا ایمان اور عزم مضبوط ہوا کہ اگر پیغمبر کی رائے اور مرضی ایک بات کی ہو اور اُمت کم ہمت ہو ساکت نہ دے تو ایمان نہ رہے گا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میری ساری عبادت ایک طرف اور حضرت

سے حضرت سعد بن معاذؓ کے بھی زاد العاد میں اطاعت و جان نثاری کے ایسے ہی کلمات منقول ہیں کہ فرمایا بخدا اگر آپ ہر کھانا تک چلے جائیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ چلی پڑیں گے اور خدا کی قسم اگر آپ سمندر میں گھوڑا ڈال دیں گے تو ہم

بھی اسی میں کود پڑیں گے۔ (رسخ الحق)

رحمت کی ظاہر فرمائی تھی اور وہ تھی لیلة القدر کی رات کا علم کہ اس رمضان میں لیلة القدر فلاں رات کو واقع ہوگی۔

لیلة القدر کی عظمت اور فضیلت | علم تو دلیے بھی بڑی نعمت ہے پھر یہ علم تو بڑی نعمت تھی کہ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے یعنی چوراسی سال کی عبادت ایک طرف اور لیلة القدر کی ایک طرف پھر اتنی عمر کس کو ملتی ہے اگر مل بھی جائے تو زمانہ قبل از بلوغ اور دیگر ضروریات کا وقت وضع کرنے کے بعد عبادت کے لیے ایک تہائی سے بھی کم مدت رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لیلة القدر خیر من الف شھر۔ (لیلة القدر ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے) پھر بہتر ہونے کی بھی کوئی حد نہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کتنا خیر ہے۔ دنیا کا خیر تو اس کے علاوہ ہے کہ اس رات جو دعا کی جائے وہ مقبول ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کی چند مثالیں | کئی بزرگوں اور خوش نصیبوں کی اس رات کے علم کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے جو دعائیں کیں وہ قبول ہوئیں۔ بے شمار واقعات منقول ہیں۔ ہمارے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مصر میں ایک بوڑھی عورت کسی ضرورت کے لیے رات کو باہر نکلی باہر اس نے علامات قمرائین سے لیلة القدر کو پہچان لیا اور دعا کی کہ یا اللہ میری عمر اور مال و اولاد میں برکت دے جتنا بچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کی اولاد اتنی پھیل گئی کہ تین میل کے اندر اندر ان کے باغات و مکانات پھیلے ہوئے تھے۔

ابھی برسوں مدینہ طیبہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ اس سال ایک عمر رسیدہ بزرگ لے ج کرنے گئے غالباً گلگت کے رہنے والے ہیں۔ عمران کی ۵۴ سال ہے۔ اور یہ ان کا چھپنواں چھ تھا۔ انہیں لیلة القدر ملی اور انہوں نے عمر میں برکت کے لیے دعا کی یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھے خلفاء اور مریدین میں سے ہیں۔ اس خط میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت حاجی صاحب مرحوم کے سامنے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا۔

سہ حضرت مولانا عبدالمجید نانائی ایک بزرگ کی طرف اشارہ ہے جو بعد میں پاکستان آئے۔ اخبارات و جرائد میں ان کا ذکر آتا رہا۔ (ادارہ)

اصل کامیابی | اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ اگر کسی کو دس ہزار برس عمر بھی ملی اور پھر معاذ اللہ اسے ایک غوطہ بھی جہنم میں دیا گیا تو یہ دنیا کی تمام زندگی کو بھول جائے گا اور فرشتوں سے کہے گا کہ میں نے ہرگز کوئی خوشی دیکھی ہی نہیں گو یا کہ یہ ایک لحظہ بھی دنیا میں خوشی سے نہیں رہا تھا دنیا کی آگ پر وہاں کی آگ قیاس نہ کرو۔۔۔۔۔ حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ جہنم کی آگ دنیا سے سو گناہ زیادہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر بالفرض تمہیں دنیا کی بادشاہی بھی مل جائے اور موت کے بعد لحظہ کے لیے بھی جہنم میں گئے تو سب کچھ بھول جاؤ گے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

لنوتعلمون ما اعلم لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيراً۔
اور فرمایا کہ میرے سامے جو کچھ ہے اگر تم اسے دیکھ پاؤ تو آبادیاں چھوڑ کر دشت و صحرا اور جنگلات کی طرف بھاگ نکلو گے۔

بہاؤیو جب ہمارے سامنے ایک مقدمہ ہوتا ہے اور اس میں ہماری پیشگی ہوتو ہمیشہ کا وقت جتنا ہی قریب آتا ہے اتنی عدالت میں جواب دہی کے لیے ہم تیاری کرتے ہیں اور خوب سے بہتر ہوتے ہیں تو انڈی عدالت تو سب سے بڑی عدالت ہے۔ پیشگی اس ذات کے سامنے ہے جس سے کوئی بات چھی نہیں ایک معمولی عدالت اور مقدمہ کے لیے تو ہر وقت فکر مند ہوتے

ہیں اور آخرت سے اتنی غفلت۔

تو اس چرواہے نے ایمان کی دعا مانگی جو اصل چیز ہے چنانچہ صبح نماز پڑھ کر اس کا انتقال ہوا۔ اس کی دعا قبول ہوئی اتنا ایمان اس کے چہرے نمایاں تھے۔ اور اس عالم نے دعا کی کہ استنبول میں میرا حلقہ درس سب سے زیادہ ہو تو اس کی دعا قبول ہوئی اور اس عالم نے کہا کہ استنبول میں میرا اتنا حلقہ درس ہے کہ کسی اور عالم کا نہیں۔ مگر آخرت کا حال معلوم نہیں کہ خاتمہ کس حال میں ہوگا۔ اس لیے روتا ہوں کہ چرواہے نے مجھ سے بہتر دعا کی۔ جیسا کہ ہر طالب علم کی تمنا ہوتی ہے کہ تدریس میں مجھے کامیابی ہو بلکہ صرف اسے ہی مقصد عقلی بنالیا گیا ہے۔

حالانکہ علم کا مقصد صرف تدریس ہی نہیں کہ بس اسے ہی مقصد علم کا مقصد رضائے الہی | علم بنالیا جائے علم میں تدریس زمینداری، زراعت، کسب معاش، سیاست، جہاد سب کچھ آجاتا ہے۔ اور ماہر الاشتراک سب میں رضائے الہی ہے۔ اگر خدا نے تمہیں جہاد کا موقع دیا تو وہاں اپنے عمل سے کتاب الجہاد کا نقشہ پیش کر دو۔ زمینداری کا موقع ملے تو باب الزراعة کا عملی نمونہ بن جاؤ اور تجارت و سیاست میں ہوں اس میں دین کے احکام پیش کرو۔ زندگی کے جس شعبہ میں بھی خدا تمہیں کام کرنے کی توفیق دے اسی شعبہ ہی میں دین کی اشاعت کو اپنا مقصد بناؤ اس میں دین کے مبلغ بن جاؤ صرف درس و تدریس ہی منتہائے حیات نہیں اور نہ صرف یہی خدمت دین ہے۔ گویہ بھی بہترین شعبہ ہے کہ اگر اخلاص و لٹھیت سے تعلیم و تعلم میں لگا رہے تو ٹھیلیاں اور چوٹییاں بھی علماء کے حق میں استغفار کرتی ہیں۔

الغرض لیلة القدر بڑی فضیلتوں کی رات ہے۔ ہمارے امام ابو حنیفہ عود الی المقصود | کے نزدیک لیلة القدر سارے سال میں دائر ہے۔ کبھی رمضان اور کبھی دوسرے مہینوں میں ہوتا ہے اور پوشیدہ ہے۔ جیسے کہ جمعہ کے دن ایک خاص مخفی وقت ہے جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایسے باہمت لوگ تو بہت کم ملتے ہیں کہ سال بھر ساری رات بیٹھ کر عبادت کریں البتہ علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص سے سال بھر عشاء

اور فجر کی نماز باجماعت قضا نہ ہوئی ہو تو اس کو لیلۃ القدر کا ثواب اور اجر مل جائے گا۔
 تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات کے علم سے بڑی خوشی ہوئی مسجد میں تشریف
 لائے کہ صحابہؓ کو بھی یہ نعمت معلوم ہو جائے۔ باہر اتفاق سے دو مسلمان آپس میں کسی معاملہ پر
 گرم تھے۔ تیزی تک بات پہنچی ایک دوسرے پر آدازیں اونچی ہوئیں اور جھگڑے کی ایک شکل
 بن گئی تھی۔ حضورؐ نے ان کو حسن معاشرت کی تلقین کی۔ معاملہ رفع دفع ہوا۔ اب
 جب فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے کہ لیلۃ القدر کو بیان کر دیں تو کھول گئے اور فرمایا
 کہ وہ دولت علم اس جھگڑے کے بڑے اثر کی وجہ سے سینہ سے اٹھ گئی اور فرمایا کہ اس
 میں خیر ہوگا۔ تو گویا بڑے عمل کے اثرات معصوم اور بے گناہ حضرات پر بھی ہو جاتے ہیں۔
 روایات میں آتا ہے کہ حجر اسود پہلے دو درہ کی مانند سفید تھا طوافین
 گناہ کے اثرات کے گناہوں کے جذب کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا تو اس
 نے گناہ کوئی نہیں کیا۔ مگر گناہوں کے اثر بد سے پتھر محفوظ نہ رہ سکا۔ امام بخاریؒ فرماتے
 ہیں کہ علم دین کے طالب کے لیے گناہ کی نحوست سے اجتناب ضروری ہے اور بجا فرمایا کہ

فان العلم فقل من الله وفضل الله لا يعطى لعاص

تو حجر۔ علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور خدا کا فضل گنہگاروں کو نہیں ملتا
 تو یاد رکھو جہاں دو مسلمان باہمی جنگ و جدال اور جھگڑے میں لگے ہوں خدا تعالیٰ
 ان سے ناراض ہوتا ہے اور رحمت خداوندی ہٹ جاتی ہے۔ گناہ اور رحمت خداوندی
 دونوں جمع نہیں ہوتے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص کا سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے کسی بات
 پر جھگڑا ہوا حضرت صدیقؓ خاموش رہے اور حضورؐ مسکراتے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت
 ابو بکرؓ کو بھی غصہ آیا اور جواب دنیا شروع کیا تو حضورؐ نے چادر لی اور اٹھ کر مجلس سے
 روانہ ہوئے۔ ابو بکر صدیقؓ نے اس کی تسکایت کی حضورؐ نے فرمایا کہ جب تک تم خاموش تھے
 فرشتے آپ کی طرف سے جواب دیتے رہے۔ جب تم نے خود مدافعت شروع کی شیطان
 بیچ میں آگیا۔ اس لیے میں اٹھ کر چلا گیا۔

بعض اعمال بد کا تباہ کن خاصہ | ایک حدیث میں ہے: سبب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔ مسلمان کو گالیاں دینا فسق اور اس کے ساتھ لڑنا۔

کفر ہے، اس حدیث کے بارہ علماء مختلف توجہات کرتے ہیں جو بھی ہو امام بخاری نے اس سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے کہ گناہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اس سے بچتے رہنا چاہیے۔ اس حدیث کی ایک توجہ حضرت شاہ صاحب و مولانا نور شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کی ہے کہ ایسا شخص تکوینی طور پر کفر پر مرنے کے خطرہ میں ہے یعنی اس عمل کا خاصہ ایسا ہے کہ اس کا خاتمہ بالکفر ہونے کا خطرہ ہے۔ اور یہ خطرہ کے مقام پر کھڑا ہے۔ گویا تثنیٰ یعنی طور پر حکم کفر نہیں مگر تکوینی طور پر رفتہ رفتہ کفر کی طرف جا رہا ہے اور تکوینی کفر پر اس کے خاتمہ کا امکان ہے۔

امام غزالی نے بھی دو چار چیزیں ایسی بیان کی ہیں کہ جن کی وجہ سے کفر بد خاتمہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

بدعت — کہ ایک شخص ایسی چیزوں کو دین اور ثواب سمجھ کر کرتا ہے جو درحقیقت بدعت ہیں۔ ایسے لوگ بدعتی ہیں کہ بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں خود تو علم حاصل نہیں کرتے کہ دین اور غیر دین سمجھ لیں۔ ایسے شخص کا خاتمہ ایمان پر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بوقت نزاع وہی اعمال اس کے سامنے بشکل عذاب سامنے آجاتے ہیں جو اس نے بنیت عبادت کئے تھے۔ اس نے تعزیئے اٹھائے تھے۔ امام باڑے بنائے تھے۔ سینہ کو بی کرتا رہا۔ جسے بظاہر عبادت سمجھتا تھا۔ اسی طرح جلوس نکاے تھے۔ محرابوں، کاغذی جھنڈیوں، مقموں اور بھلیوں سے راستے اور گلیاں سجائی جاتیں اور سب کچھ نیک خیال سے کیا تھا۔ اب وہاں یہ انجام بد دیکھ کر سمجھ بٹھتا ہے کہ میرے تمام اعمال غلط تھے۔ اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت حضور اقدس کی رسالت اور اصول دین میں تردید اور شک پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید یہ بھی درست نہ ہوں تو خاتمہ بالکفر ہونے لگتا ہے۔ اس لیے عبادت اور دین کے ارادے سے جو بھی کام کر د علماء حق سے پہلے پوچھ لیا کرتا کہ صحیح اعمال اور عبادت اختیار کر سکوں شیطان انہی راہوں سے اکثر گمراہ کرتا ہے اور تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ آج لوگ خود علم حاصل نہیں کرتے اور علماء کے پاس جانے میں بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ کیا دین اور احکام شریعہ صرف علماء کا ٹھکانہ ہیں؟

حب مال ایسا شخص جس کا مال دولت سے فرط محبت ہو جس کو یا مال متاع اس کی معشوق اس سے چھن رہی ہو اور دنیا میں ہی سب کچھ رہنے والا ہو تو اس وقت معاذ اللہ اس کے دل میں خدا سے بغض اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ محبوب یعنی دنیا کو اس سے جدا کر رہا ہے تو اس کا خاتمہ خدا سے بغض کی حالت میں ہوتا ہے العیاذ باللہ مگر جن لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت جاگزیں ہو ان کو یہ خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ومن ابغض لقاء اللہ ابغض لقاءہ۔ بلکہ اسے تو اللہ تعالیٰ سے وصال کی خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔

معاصی اہل معاصی کے لیے بھی خاتمہ بالکفر ہونے کا خطرہ ہے کہ بوقت نزاع جب انہیں ان کا ایمان نامہ دکھایا جاتا ہے تو ایک لائن گناہوں کی لگی رہتی ہے۔ سارے اعمال بد ایک ایک کر کے ان کے سامنے آجاتے ہیں ایسے وقت میں یہ (نعوذ باللہ) خدا سے ناامید ہو جاتا ہے اور انہیں بھی نفرت ہونے لگتی ہے (نعوذ باللہ) اور ناامیدی کی حالت پر مرنا بھی کفر ہے۔ الا یمان بنین الضوف والرجاء۔ آج بھی ایسے لوگ ہیں جو ذرا سی تکلیف اور مصیبت میں اللہ سے مایوس ہو جاتے ہیں اور کلمات نفرت منہ پر لانے لگے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا مرا وہ روتا اور کہتا کہ ”یا اللہ اگر تیرا بیٹا ہوتا اور کوئی اسے مارتا تب تجھے پتہ چلتا، تو ایسے جاہل بھی تو ہوتے ہیں۔ آج بھی کہتے ہیں کہ بس مجھے ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے لیے خدا نے منتخب کیا ہے۔ اور کسی کو خدا نے نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے۔“ تو گو یا یہاں جھگڑنے کو تیار ہیں تو نزاع کے وقت جب سب کچھ سامنے آجائے گا تو بغض اور ناراضگی پیدا ہو جائے گی اور اس کا خاتمہ کفر یہ ہو جائے گا۔

خلاصہ بحث خلاصہ بحث یہ ہے کہ علم حنبلی (سلۃ القدر) جیسی بڑی نعمت حضور جیسے پاک ذات جو سید الانبیاء ہیں کے معصوم سینہ سے نکل گئی اور یہ اثر تھا بعض کے باہمی شور و تکرار کا، نیز ارشاد خداوندی ہے۔ واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة

۱۔ جو اللہ کی ملاقات پسند کرے اللہ بھی اس سے پسند فرماتا ہے اور جسے اللہ سے پسند ہوا اللہ بھی اسے پسند نہیں کرتے۔

۲۔ ایمان اللہ سے ڈرنے اور امید مغفرت کے درمیان ہے۔

باب

عقیدہ آخرت، فتنہ دنیا، فکر آخرت

انسان امانت خداوندی کو

فانی ذمہ پر ضائع نہ کرے

(خطبہ جمعۃ المبارک)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من
الشیطن الرجیم۔ ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق ۝ اللہ جل جلالہ نے یہ سارا عالم اور مخلوقات انسان کے فائدے کے لیے پیدا فرمایا۔ عرش
سے فرش تک جتنی اشیاء ہیں سب سے ہماری حاجات وابستہ ہیں۔

مخلوقات کو امانت الہی کی پیشکش خداوند کریم نے اس کارخانہ کائنات کی پیدائش
کے بعد اس کی تمام مخلوقات یعنی آسمان وزمین
پہاڑ دریا سب پر اپنی امانت پیش فرمائی اور ان تمام مخلوقات کو اس کارخانہ کے سنبھالنے اور ٹھیک
ٹھیک انتظام چلانے کی پیش کش کی مگر آسمان وزمین اور پہاڑوں نے اپنی کمزوری پر نظر کر کے
اپنی معذوری ظاہر کی کہ اس عظیم عالم کے نظام کو صحیح طریقے سے سنبھالنا مشکل کام ہے، ارشاد
خداوندی ہے۔

انا عرضنا الامانة علی السموات
والارض والجبال فابین ان
یحملنہا واشفقن منها وحملہا
الانسان انه کان ظلوماً جهولاً
ہم نے امانت الہی آسمانوں اور زمینوں کو پیش کی اور
پہاڑوں کو پھر کسی نے اس کے اٹھانے کو آمارگی
ظاہر نہ کی اور اس سے ڈر گئے اور اٹھایا۔ اس کو انسان
بنے بے شک یہ بڑا بے ترس امد نادان ہے

امانت الہی سنبھالنے کی یہ پیش کش اس وجہ سے بھی تمام مخلوقات کو کی گئی کہ بعد میں مخلوقات
میں سے کسی کو شکوہ و شکایت کی مجال نہ رہے کہ صرف انسان کو یہ عظیم بار امانت کیوں سونپ
دیا گیا اور اسے کیوں تمام مخلوقات پر فضیلت و برتری عطا کی گئی۔ مگر محکوم اور رعایا بننا آسان
نہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

ہے۔ اور منتظم و حاکم بنا بڑا مشکل کام ہے اگرچہ امانت الہی کی عظیم ذمہ داری قبول کرنا بہت بڑی عزت ہے مگر اس کی رعایت نہ رکھنے اور اس امانت میں خیانت کرنے کی سزا بھی بہت سخت ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں کو بھیجا کہ زمین کی سطح سے مشیت بھر مٹی اٹھا لائیں۔ اللہ کے مقرب فرشتے جبریل میکائیل۔ اسرافیل علیہم السلام یکے بعد دیگرے آئے اور زمین سے مشیت بھر خاک اٹھانے کی اجازت چاہی زمین نے بڑی منت سماجت کی کہ مجھ سے خاک نہ لیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا واسطہ دیا۔ زمین نے کہا کہ اگرچہ اس مٹی سے بہترین اور اشرف مخلوق (انسان) بنایا جائے گا۔ لیکن اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی اختیار کی تو پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ سب فرشتے زمین کی معذرت سن کر واپس چلے گئے۔ آخر میں حضرت عزرائیل آئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل سب سے مقدم ہے۔ اور مٹی اٹھا کر لے گئے۔ تو جب یہ مشیت خاک زمین سے عزرائیل نے اٹھائی اب اس کا واپس کرنا بھی حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی کے ذمہ ہوا یعنی اس کے ذمہ ارواح قبض کرنے کا کام ہے کہ جب عنقریب جو خاک سے پیدا ہوا ہے۔ اس کو زمین کی طرف لوٹانا بھی عزرائیل کے ہاتھوں ہو۔ تو امانت کی ناقدری بہت بڑی گرفت کی چیز ہے۔ اس وجہ سے آسمانوں اور زمینوں نے معذرت کی اور اس بوجھ کے برداشت کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔

منظوم وجہول کا مطلب
منظوم وجہول۔ ظالم و جاہل کا مبالغہ ہے۔ ظالم و جاہل وہ کہلاتا ہے جو بالفعل عدل و ظم سے خالی ہو۔ مگر استعداد و صلاحیت ان صفات کے حصول کی رکھتا ہو۔ پس جو مخلوق بد فطرت

سے ظلم اور عدل کے ساتھ متصف ہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی یہ اوصاف اس سے جدا نہیں ہوتے (مثلاً ملائکہ اللہ) یا جو مخلوق ان چیزوں کے حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی (مثلاً زمین و آسمان پہاڑ وغیرہ) ظاہر کردہ اس امانت الہیہ کے حامل نہیں بن سکتے (افادات مولانا عثمانی) حضرت شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں "یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا۔ امانت کیلئے پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان و زمین وغیرہ میں اپنی خواہش کو چھو نہیں یا ہے تو وہ ہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے۔ اور حکم خلافت اس کے اس پرانی چیز یعنی حکم کو برخلاف اپنے جی کے تقاضا بڑا زور چاہتا ہے اس کا انجام یہ ہے کہ منکر دس کو قصور پر پکڑا جائے اور مانعہ والوں کا قصور و معاف کیا جائے اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کو فانی جان کر ضائع کر دے تو بدبر (ضمان) دنیا پڑے گا اور بے اختیار ضائع ہو

امانت اور اس کی ذمہ داریاں | وحملہا الانسان الانسان نے اس بار امانت کو اٹھایا ہے

آسمان بار امانت تو انست کشید قرعہ فال بنام دیوانہ زردند
اور انسان اس عظیم بار کو اٹھانے کے لیے تیار ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی سرشت اور خمیر میں عشق و محبت کی چمکارسی رکھی گئی تھی۔ اور جب ایک عاشق کو معشوق کی طرف سے کوئی حکم ملے، چاہے اشارۂ ہو۔ عاشق اسے کر سکے یا نہ اس کام کو سنبھال سکے یا نہیں مگر تعمیل حکم میں ٹال مٹول اور پس و پیش نہیں کرتا۔ تم نے مجازی عاشق کے واقعات پڑھے ہوں گے۔ فرما دو کہ کیا کہ پہاڑ کھود ڈالو۔ وہ عاشق تھے نہ سوچا نہ سمجھا کہ پہاڑ کس طرح کھودا جاسکتا ہے اور دودھ کی ندیاں کیسے بہائی جاسکتی ہیں۔ بلکہ فوراً تعمیل حکم میں لگ گیا اور پہاڑ کھودنے لگا جب عشق مجازی اور فانی محبت کی یہ تاثیر ہے تو عشق حقیقی محبت الہی میں تو اس سے ہزار درجہ تاثیر اور قوت ہوگی۔

انسان نے اپنے محبوب حقیقی یعنی خداوند تعالیٰ کی یہ پیش کش خوشی خوشی قبول کی اور اس طرح خلافت اور نظامت کا تاج، انتظام و نیابت کا لباس فاخر پہن لیا۔ تنظیم کا مطلب یہ کہ ہر ایک چیز کو اپنے موقع اور محل میں استعمال کرے گا۔ ہر کام کو ٹھیک طرح اندازہ کے مطابق تحلیل و ترکیب دے گا اور اس امانت اٹھانے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام مخلوقات کی حاکمیت عطا فرمادی اور تمام اشیاء پر و بجز کو انسان کے لیے مسخر بنادیا۔

اللہ الذی خلق السموات والارض
وانزل من السماء ماء فاخرج به
من الثمرات نذاً لکم وسخر لکم
الفلک تجری فی البحر بامرہ وسخر لکم
الانهار وسخر لکم الشمس والقمر
دابین وسخر لکم الیل والنهار واناکم
من کل ما سألتموه وان تعدوا نعمة اللہ لا
تحصوها ان الانسان لظلوم کفار۔ الآیۃ

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے
پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہاری میوے اور مسخر کیا تمہارے
یہ کشتی کو اس کے حکم سے دریا میں چلے اور کام میں لگایا
تمہارے لیے ندیوں کو اور سورج اور چاند کو ایک خاص
و ستور و نظام کے مطابق اور کام میں لگا دیا تمہارے
لئے رات اور دن کو اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم
نے مانگی اور اگر گنوا اللہ کے احسانات نہ پورے کر سکو۔
بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکرا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ پہاڑوں کے جگہ انسان شوق کمر ہاپ ہے۔ اور زمین انسان ہی کے
مومن سے لبرلاٹھی ہے۔ یہاں تک کہ ترقی انسانیت کا نکتہ عروین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
معراج کی شکل میں ظاہر ہوا کہ حضور اقدس شب معراج کو عرش تک اور سدرۃ المنتہی سے بھی اوپر
تشریف لے گئے اس سے انسانی شرافت و عروج کا ظہور ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خلا کے
اندریٰ اخلا کو چیر کر آگے گذرنا ناممکن نہیں — ہمیں اللہ تعالیٰ نے موقع دیا کہ اس شرافت
اور قوت اور تسخیر و تسلط کو آخرت اور اس امانت کے صحیح استعمال کا ذریعہ بنادیں عقل و سمجھ دی اور
دنیا بھر کی اشیاء کا ایک بازار انسان کے امتحان و آزمائش کے لیے لگا دیا۔ مگر افسوس کہ موجودہ زمانہ
کا انسان صرف ان اشیاء کی ترقی ہی میں کوشاں ہے۔ اسی بازار ہی کو انتہائے حیات اور مقصد زندگی
سمجھ بیٹھا ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ فانی اور چند روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ما عندکم ینفذ

وما عند اللہ باق۔

دنیا کی حقیقت اور بے ثباتی

دنیا کی عظمت اور بے تباہی
تمہارے ساتھ جو کچھ بھی ہے خواہ زمین ہے یا بنگلہ
سلطنت ہے۔ یا قوت و سطوت۔ تجارت ہے یا ملازمت حسن ہے یا مال و مشاع وہ سب کچھ ختم ہونے
والا ہے اور اللہ کے ہاں جو کچھ ہے وہ باقی اور دائم ہے۔ یہاں اگر بڑھا پا ہے یا جوانی بچپن ہے یا شباب
عروض علم ہے یا کم و کیف ہے سب کچھ زائل ہونے والا ہے نہ بادشاہت ساتھ جائے گی نہ وزارت
نہ زمین نہ زر و زن۔ سب کچھ یہاں رہ جائے گا جو چیزیں فانی ہونے والی ہیں اس کے لیے کہیں
خدا کو نہ بھول جاؤ رسول اللہ اسلام اور مذہب سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہاں کی کوئی چیز یا میلدار
نہیں سب کچھ بے وفا ہے۔ عزت و منصب عارضی ہے۔

مناسب و بیہوشی پانچ ہیں

پچھلے دنوں اخبار میں نظر سے گذرنا کہ صدر پاکستان جب لاہور متناصب دنیوی بیچ ہیں | آئے تو جو اٹھ پر بہت سے لوگ استقبال کے لیے موجود تھے۔

کی رعایت نہیں تو بھائیو یہ حال ہے۔ دنیا کی وزارت و مناصب کا۔ یہ دنیا کی بادشاہت اور صدارت ہے جس کے لیے ہم شب و روز لڑ رہے ہیں۔ ہماری مثال ان بچوں کی طرح ہے جو آپس میں تل لڑ لڑ کر گائے بھینس کا گوبر اکٹھا کرتے ہیں جب ڈھیر بن جائے تو بچے اسے آپس میں تقسیم کرنے لگتے ہیں پھر حقوڑے حقوڑے گوبر کے لیے باہم دست و گریباں ہو جاتے ہیں۔ ہر روز تم یہ تماشا دیکھ سکتے ہو یہی حال مال و دنیا کے لیے مشروف ساد کا ہے۔ اگر ایک شخص نے یہاں اکوڑہ میں جائیداد بنائی بنگلہ بنایا، اس میں باغیچہ لگوا یا۔ مگر جب لاہور یا جدہ جاتا ہے تو اپنے ساتھ انہیں نہیں لے جا سکے گا۔ وہاں کرایہ پر کمرہ یا ہوٹل یا سرائے میں رہے گا۔ البتہ روپے پیسے ساتھ لے جا سکتا ہے مگر وہ بھی محدود مقدار میں ہندوستان جائے گا۔ تو صرف پچاس روپے اور اگر مکہ معظمہ یا مدینہ جانا ہو تب حکومت کا منظور کردہ مقدار ساتھ لے جا سکے گا۔ اگر اس کے پاس کروڑوں روپے ہوں تو دنیا کی بے وفائی کا جب یہ حال ہے کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک ہمارا ساتھ نہیں دے سکی تو اس عالم سے دوسرے عالم تک کب وفاداری کر سکے گی۔ بلکہ مرنے کے بعد جب اسے برزخ اور دوسرے عالم میں تنہا جانا پڑتا ہے۔ تو کپڑے تک بھی اتار دیئے جاتے ہیں۔ یہ لپٹری کوٹ اور جوتے بھی الگ کر دیئے جاتے ہیں جس طرح ماں سے پیدا ہوئے اسی طرح جانا ہوگا۔ ماعندکم ینفد وما عند اللہ باق

رازق و مسبب حقیقی کون ہے | اسلام ہمیں دنیا کے کاروبار سے نہیں منع کرتا۔ بلکہ یہ زندگی کیسے گذاری جائے۔ اس کی تعلیم دیتا ہے کہ دنیا

کا کام کرتے رہو۔ مگر اللہ کے بتلائے ہوئے راستوں اور رسول اللہ کے طور طریقوں پر چل کر۔ مگر جو لوگ اللہ اور رسول کا حکم نماز و روزہ میں نہ مانیں تو دنیاوی امور میں ان سے کیا توقع ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر جو رشوت خوری ظلم اور کھانے پینے کی اشیاء میں دھوکہ اور مبالغہ نہ کی گئی تو کھائیں گے کہاں سے تو ماں کے پیٹ میں کس نے رزق دیا۔ کیا وہاں بھی جو رشوت اور چوری کی جاتی تھی؟ جس رب نے وہاں بغیر حرام و چوری کے حلال اور پاکیزہ رزق دیا کیا وہ یہاں ہمیں حلال رزق نہیں دے سکتا۔ کیا اس کے ربو بیت عامہ سے عقیدہ ہٹ گیا ہے۔ پیدائش کے متصل بعد ماں کے سینہ سے دو چشمے دودھ کے جاری کر دیئے اب بھی وہی رب

ہے اور کوئی تو نہیں ہے؟ ہم اپنا مقصد بھول گئے اپنے رب کو بھول گئے۔ تو کل اور بھروسہ اللہ پر نہیں رہا۔ حالانکہ رزق کا کفیل وہی ہے یہ چیز اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ جب تک انسان اس کے فرائض اور احکام کو بجالاتا رہے گا۔ گویا سیلاب پر اتنا بھروسہ ہے کہ اگر قبر میں فرشتے سوال کریں کہ من ربک یترا رب کون ہے تو جو زمیندار قانون خداوندی کا پابند نہ ہو وہ جواب میں زمینداری ہی یاد کرے گا۔ دکاندار اور ملازم ملازمت کا ذکر کرے گا کہ انہی اشیاء کو دنیا میں اپنا رب سمجھا تھا۔

یہاں تو منافقت سے کام چل جاتا ہے۔ واللہ العظیم منافقت و چالاکي و ہاں قبر میں نہ چل سکے گی۔ اگر یہاں عقیدہ نہ ہو کہ اللہ ہی پالنے والا ہے تو وہاں ہرگز نہ کہہ سکے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔ اور جس کا عقیدہ بن جائے کہ اللہ ہی رب ہے تو پھر وہ ملازمت، تجارت، زراعت میں اللہ کی مرضی کی تعمیل کرے گا۔ اس کے احکام کی رعایت رکھے گا۔ اور مخالفت شرع اس سے ناممکن ہوگی۔

اللہ کی رویت عامہ پر اعتقاد کی ایک مثال اور اس کی برکات | خداوند کریم کی خوشنودی کے لیے جس نے کام کیا

اس نے بقا حاصل کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بچے جو اس وقت اکلوتے بیٹے تھے۔ اور اپنی دفا شعار بیوی کو ایک ویرانہ اور جنگل میں چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا۔ کہ وہاں اللہ کا گھر اور مسجد آباد ہو جائے نماز شروع ہو تو مالک الملک کے حکم کی تعمیل میں اپنا بچہ اور بیوی جنگل میں چھوڑ آیا۔ جب بیوی نے دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ ہمیں چھوڑ کر واپس جا رہے ہیں تو باجرہ پکار کر لو چھتی ہیں کیا ہمیں اللہ کے حکم سے چھوڑ رہے ہو۔۔۔۔۔ وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے کہ جذبات محبت و شفقت غالب اگر تعمیل حکم میں کمزوری نہ آجائے صرف یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں حضرت ماجرہؑ نے مطمئن ہو کر فرمایا۔ اذالایضیٰ۔ تب ہمیں اللہ ضائع نہ کرنے گئے

حضرت ابراہیمؑ کی قبر بانیوں کا صلہ | آج اسی قرمانی اور حضرت ماجرہؑ کے ایمانی استقامت کا ثمرہ ہے کہ بیت اللہ کی طرف رخ کو نماز و عبادت

کی صحت کا موقوف علیہ بنادیا گیا ہے اور اب تک دنیا میں کروڑوں نمازی فرائض، نوافل اور سنن پڑھ رہے ہیں۔ اور جہاں بھی نماز پڑھی جائے خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا جاتا ہے۔

وہی زمزم جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے جاری ہوا دنیا میں بھی پیا جاتا ہے ۲۵،۲۰ لاکھ افراد کے رزق کا انتظام اس وادی غیر ذی زرع میں ہو جاتا ہے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کا ثمرہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا ظہور ہے اور ہر نماز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر صلوٰۃ و سلام بھیجا جاتا ہے۔ اللہ پر اس اعتماد اور تعمیل حکم کا نتیجہ ہے اور سب کچھ وہاں کے فیوض و برکات ہیں کہ ہم ملت ابراہیمی پر ہیں۔ اس وقت عورتوں کی ایمانی طاقت اتنی مضبوط تھی جس کا حضرت ہاجرہ نے ثبوت دیا۔

میاں بیوی ایک دوسرے کی اصلاح کریں | آج اگر مرد دین کا کچھ کرنا چاہے تو عورت اسے نہیں چھوڑتی۔ پہلے اگر ایک مرد یا

عورت میں سے ایک دین میں کمزور ہوتا تو دوسرا ایمان دار ہو کر اسے راہ راست پر لانے لگتا۔ مگر اب دونوں ایک دوسرے سے بد دینی میں آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ میں نے ایک بادشاہ کی لڑکی کا قصہ سنایا تھا کہ بادشاہ نے چاہا کہ اپنی لڑکی کی شادی دیندار آدمی کے ساتھ ہو۔ دیندار آدمی تلاش کے بعد میسر ہوا مگر غریب و مفلس تھا اس سے نکاح شاہزادی کا ہوا۔ رخصتی کے بعد غریب شوہر کے گھر شاہزادی نے روٹی کا باسی ٹکڑا دیکھا۔ خاوند سے پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا افطاری کے لیے روٹی کا ٹکڑا رکھا ہے۔ بیوی ناراض ہو کر اس کے گھر سے جانے لگی۔ اس بیچارے نے کہا مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ ایک شاہزادی فقیر کے گھر نہیں رہ سکے گی۔ مجھے غلطی ہوئی مگر تمہارے والد بادشاہ نے مجبور کیا تھا۔ لڑکی نے کہا کہ نہیں میں آپ کی عزت و فخر کی وجہ سے نہیں جا رہی بلکہ آئندہ کے لیے روٹی کا یہ ٹکڑا رکھنا تو کل اور اعتماد علی اللہ کے خلاف ہے۔ ایک مومن کا بھروسہ تو صرف اللہ ہی پر ہونا چاہیے۔ اگر آئندہ اتنا بھی نہ رکھو تب یہاں رہوں گی۔

فانی اور غیر فانی چیزیں | الغرض آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے ساتھ تمہارا نسب، دولت، طاقت کوئی چیز جانے والی نہیں۔ سب کچھ

یہاں رہنے والی چیزیں ہیں۔ ہاں اگر اچھا عقیدہ جمایا ہے، اچھے اخلاق پیدا کئے، اچھے اعمال کا ذخیرہ اکٹھا کیا وہ ساتھ ہوگا۔ ————— سنو یہ مشیاء علم و جہل عقیدہ و بد عقیدگی اخلاق و بد اخلاق ساتھ ہوتی ہے۔ دل و دماغ روح اور قلب کی چیزیں کوئی نہیں چھین سکتا۔ اگر دنیا

میں سب کچھ رسومات، معاشرہ، تمدن لباس پوشاک طور طریقہ اسلامی رنگ میں نہیں بلکہ خلاف ہے۔ تو یہاں اگرچہ مسلمان کہلا سکتا ہے۔ مگر فرشتوں کو دھوکہ نہیں دے سکے گا۔ جب لباس و تمدن نصرانیوں کا اختیار کیا ہوگا۔ تو ممکن ہے کہ فرشتہ اس سے کہے کہ تم نصرانی ہو۔ کوئی اور کہے گا کہ جب اس کی زندگی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور طریقہ پر نہ تھی تو کیا یہ حصوٰز کو اپنا پیشوا کہہ سکے گا۔ بلکہ کہے گا کہ میرے تو کسی پیشوا تھے۔ کس کے بارے میں پوچھتے ہو غرض انسان کو جو بڑی قابلیت طاقت، خلافت اور امانت کی نعمتیں دی ہیں۔ اسے فانی پر ضائع نہیں کرنا چاہیے اللہ کا قرب اللہ کی رضا باقی چیز ہے۔ اسے حاصل کریں جو اچھے اخلاق اچھے عقائد اچھے اعمال ہیں جو براہ راست اللہ تعالیٰ کو پہنچتے ہیں۔ کل شی ہالک الا وجہہ۔ اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جو کام اللہ کی رضا کے لیے اور خالصتہً لوجہ اللہ کے جاہیں وہ فانی اور ہلاک نہ ہوں گے اللہ جل جلالہ اپنی خوشنودی نصیب فرما دے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔



فتنہ مال و دولت اور اس کا علاج

عمل صالح اور عبادت

(۲۲ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ)

خطبہ سنو نہ کے بعد: من بطاہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ جس کو عمل نے پیچھے کر دیا اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ محترم بھائیو! ہمارے اور آپ کے لئے خیر و بہبود اور فائدے کی چیز صرف عمل صالح ہی ہے۔ اگر نیک عمل والے بن گئے تو دنیا، آخرت اور قبر کی زندگی تینوں میں کامیابی ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ بڑے اعمال والے ہوئے۔ تو پھر چاہے ہمارا مال بہت زیادہ ہو۔ ہمارا نسب اونچا ہو۔ ہماری جہانی طاقت زیادہ ہو جائے یہ سب نعمتیں ہمارے لئے وبال جان بن جائیں گی اور انسان کا عمل اس کے کام آئے گا۔

حضور سے نبی اور روحانی رشتہ | بھائیو! انبیاء کرام سے جن کا رشتہ نبی ہو۔ وہ تو بڑے خوش قسمت ہیں

اور یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ مگر جن کو روحانی رشتہ میسر ہو یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بنے۔ وہ بھی سعادت مند بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں دنیا و آخرت میں اور برزخ میں محبوب فرماوے۔ فی الحقیقت ہمارا تو کوئی سہارا نہیں۔ اعمال کا کوئی مقدمہ وسیلہ نہیں سوائے اس کے کہ یہی ایک ذریعہ ہے۔ کہ یا اللہ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں تو یہ رشتہ بہت بڑی سعادت ہے۔ جسے میسر ہو جائے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام رشتے منقطع ہو جائیں گے۔ سوائے اس رشتہ کے جو میرے ساتھ کسی کا ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی صاحبزادی سے نکاح فرمایا۔

شیعوں نے تو کیا کیا دشمنی اور عداوتیں ان
حضرت علیؑ و عمرؓ کا باہمی رشتہ کے درمیان بنا رکھی ہیں۔ حالانکہ حضرت علیؑ

خمس ہیں اور حضرت عمرؓ داماد حضرت علیؑ مرتضیٰ اگر حضرت عمرؓ کو خلیفہ برحق سمجھتے تو رشتہ
 صہریت قائم نہ کرتے۔ بیٹا جن کو برحق نہ سمجھے وہ تو مقابلے میں کر بلا کے میدان میں سرکھن ہو
 کر شہید ہوا اور باپ جس کو خلیفہ برحق نہ سمجھے اس سے رشتہ دامادی بھی قائم فرما دیں تعجب
 ہے شیعوں پر کہ حضرت حسینؑ تو خاندان نبوتؑ اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کریں
 اور حضرت علیؑ بقول شیعہ تقیہ کر کے صاحبزادی کو حضرت عمرؓ کے نکاح میں دے دیں۔
 حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؑ حضرت عمرؓ کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے۔ آپس میں اختلاف کے فتنے
 شیعوں کے من گھڑت ہیں۔ علاقہ صہریت کے بعد ان کے درمیان جو باہمی احترام و پاس
 حقوق اور محبت ہوگی اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کو
 ان کی صاحبزادی کے لئے خطبہ نکاح دیا۔ حضرت عمرؓ اگر چاہتے تو ان کے لئے بیویوں کی کمی نہ
 تھی۔ مگر حضرت عمرؓ کی خواہش تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سے رشتہ کر لوں۔ تو حضور
 اقدسؐ سے اور رشتوں کے علاوہ یہ میرا ایک قریبی رشتہ بھی قیامت کے دن کام دے
 گا۔ اور قیامت کے دن میری رفیع درجات کا ذریعہ ہوگا۔ تو خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کا
 کوئی نہ کوئی تعلق اور ربط حضور اقدسؐ سے ہے۔ اور ہمارا امتی ہونا بھی آپ کا روحانی باپ
 ہونا اور ہمارا اولاد بننا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَإِذَا جَاءُ أُمَمٌ مِّنْهُمْ** جب حضور
 کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں ہیں تو حضور روحانی باپ بنے۔ اور قیامت کے دن
 یہ رشتہ ہمارے کام بھی آئے گا۔ تمام انبیاء نفسی نفسی کہیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 امتی امتی پکاریں گے۔ اُمت کے لئے فکر مند ہوں گے۔ اور اُمت کی شفاعت کریں گے
 مگر حضور اقدسؐ کے ساتھ اس رشتہ کی برکتیں تب پوری طرح حاصل ہو سکتی ہیں جب عمل صالح
 بھی موجود ہو کہ اصل مدار اور بنیادی چیز شریعت نے عمل کو قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا
 ہے کہ حضور ایک دفعہ نیند سے بیدار ہوئے۔ انبیاء کا خواب دیکھنا بھی وحی ہوتا ہے۔ تو حضور
 نے فرمایا۔ آج رات بے حساب خزانے اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو عطا فرمائے۔ ما ذل انزل

اللیلۃ من الخزائن وماذا انزل من ۱ لفتن یہ کس قدر خزانے نازل کئے گئے؟ یہ اس وقت کی بشارت ہے جب مسلمان کی دنیا کے کسی مقام پر حکومت نہیں تھی۔

اسلام کی مادی برکتیں | حضورؐ نے اس حالت میں بشارت دی جس کا ظہور تھا کہ سری اور قیصر کے خزانے اونٹ کے چرواہوں کو مل گئے یہ اسلام کی برکت ہے۔ کہ اسلام کی نعمت کی وجہ سے مسلمان حکومت ملک اور تخت و تاج کے مالک ہوئے۔ اور اس وقت سے لے کر اب تک ایسا ہی ہے۔ کیا ہم پاکستان کے مالک نہیں یہ ملک صرف اسلام کے نام پر ہمیں نہیں ملا؟ کیا آج ہم کابل کے مالک نہیں؟ ایران اور عراق انڈونیشیا اور ترکی کے مالک نہیں ہیں؟ یہ سب ممالک خزانے ہیں جن کی خوشخبری حضورؐ نے دی۔ کیا خزانوں کی کنجیاں آج بھی حضورؐ کی امت کے ہاتھ میں نہیں؟ آج دنیا کا زیادہ پٹرول اور سونا مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ پھر اس وقت اللہ نے خلفائے راشدین کے دور میں جو انعامات و اکرامات فرمائے۔ اس کا تو کوئی حد و حساب نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ فتنے بھی بہت اتر آئے۔ ان خزانوں کے ساتھ آزمائش اور ابتلاء کا سامان بھی خدا نے کر دیا۔

مال کا فتنہ | ہر امت کے لئے فتنہ اور آزمائش کی چیز خدا نے مقرر کر دی۔ اس امت کے لئے مال سب سے بڑا فتنہ ہے۔ مال آیا تو فتنے بھی آگئے۔ مسلمانوں کے درمیان یہ خانہ جنگی اور پارٹی بازی۔ گھر گھر جھگڑے اور فساد کس وجہ سے ہیں ایک پارٹی کہتی ہے میں وزارت اور صدارت حاصل کر لوں۔ دوسری کہتی ہے کہ مجھے حکومت کے سب اختیارات حاصل ہو جائیں۔ ممبری اور وزارتوں پر جھگڑے ہیں۔ جتنا مال بڑھتا جاتا ہے۔ اتنا ہی انسان دن رات شراب گناہ اور جوا بازی میں مست پڑا رہتا ہے۔ اپنے کے علاوہ دوسروں پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ پھر دولت کے ساتھ حکومت بھی حاصل ہو تو دواؤں نشہ ہو جاتا ہے۔ اور گویا فرعون بن جاتے ہیں۔

گورنر شام ابو عبیدہؓ کی حالت | صحابہ کرامؓ کی بیس سال تک حضورؐ نے تربیت کی اخلاق و عادات کی اصلاح کی صحابہ کرامؓ کے ہاتھ

میں جب حکومت آئی۔ تو ان کی حالت نہ بدلی۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ شام کے سب سے بڑے حاکم تھے۔ گویا اس وقت کے گورنر جنرل تھے۔ جمعہ کے دن نماز کے لئے تاخیر سے نکلتے۔ اور فیصلے بھی اس دن نہ کرتے۔ کسی نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ حضرت عمرؓ نے نفیثش کرائی۔ باتوں باتوں میں ان سے وہر پوچھی۔ کہ آپ تاخیر سے نماز جمعہ کے لئے نکلتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا دراصل میرا ایک ہی جوڑا کپڑے ہیں۔ جو جمعہ کے دن دھو لیتا ہوں۔ اور خشک ہونے کے بعد انہیں پہن کر باہر آتا ہوں۔ لباس نہ ہونے کی وجہ سے نہیں نکل سکتا۔ مکان میں (جو گویا اس وقت کے گورنر جنرل کی گھر تھی ہے) صرف ایک چٹائی بچی ہوتی۔ ایک تھیلہ لٹکا ہوتا۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا تو معلوم ہوا خشک روٹی کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ پوچھنے پر بتایا کہ مغرب کے وقت اس سے روزہ افطار کرتا ہوں۔ تو کہا کہ آپ تو شام کے گورنر ہیں اس علاقے سے باہر نمائک کو غلہ کی پہلا ہو رہی ہے۔ پھر آپ تازہ روٹی کیوں نہیں کھاتے؟ جواب ملا سب کچھ یہاں کافی ہے۔ کوئی کمی نہیں۔ الحمد للہ۔ مگر خدا تعالیٰ سے میں نے عہد کیا ہے۔ کہ حضورؐ کے زمانے میں جو حالت اور طور طریقے تھے۔ اسے نہ بدلوں گا۔ اس وقت ہمارا ایک ہی لباس ہوتا تھا۔ خشک روٹی ملتی اور اب جب بادشاہی اور حکومت آگئی تو کیا ہم وہ طریقے چھوڑ دیں۔ تو یہ تو ایسے لوگ تھے۔

ایازؓ کی شان | ایازؓ محمود غزنوی کے ہاں وزیر اعلیٰ سے بھی زیادہ مقام رکھتا تھا۔ ایک وقت تھا کہ یہ پانڈی اور تلی تھا۔ اور ٹاٹ کا لباس پہن کر مزدوری کرتا تھا۔ بادشاہ

سے تقرب کے بعد حب شاہی دربار میں ہوتا۔ تو جو اہرات سے بھرا ہوا خلعت ناخرہ پہنے ہوتا مگر جب گھر جاتا۔ تو وہ کپڑے اتار کر مزدوری کے زمانہ کے کپڑے پہن لیتا اور آئینہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا۔ اور کہتا کہ "ایازؓ قدر خود را بشناس" کہیں گھنٹہ میں نہ آ جاؤ آج اپنی حیثیت کو بھول نہ جاؤ۔ اگر آج محمود غزنوی کی ساری سلطنت تیرے ہاتھ میں ہے۔ کہ اس کے منظور نظر ہو تو یہ خدا کی مہربانی اور کرم ہے۔ کہ آج تجھے یہ مقام اور منزلت ملا۔ تو جس میں ایمان ہو تو اس کی حالت نہیں بدلتی ورنہ مال اور دولت بڑی خطرناک شے ہے۔

الموضیع اذا ارتفع تجتبر خبیس شخص جب اونچا ہو جائے تو سرکشی اختیار کر لیتا ہے۔

تین بنی اسرائیلیوں کا قصہ | بخاری شریف میں ایک حدیث ہے جس میں تین آدمیوں کا واقعہ مذکور ہے ایک گنا تھا۔ ایک اندھا اور ایک برص کا مریض۔ تینوں کو خدا نے دولت دی۔ خداوند کریم نے ایک فرشتہ کو انسان کی شکل میں ان تینوں کے پاس بھیجا۔ تینوں نے ہر خوب مال کے لئے دعا کی درخواست کی۔ رب العزت نے مال عطا کر دیا۔ صحت عطا فرمائی۔ عزت دی۔ چند سالوں کے بعد خدا نے امتحان کرنا چاہا تو اس فرشتہ کو انسان کی شکل میں محتاج اور سائل کی صورت میں بھیجا۔ نابینا کے پاس جب فرشتہ بصورت محتاج بن کر آیا۔ اور اس نے کہا کہ خداوند کریم کا حق ادا کر دو۔ تو اس نے جواب دیا کہ آج جس قدر مال تمہیں ضرورت ہو لے جاؤ میں تو نابینا تھا۔ خداوند کریم نے اپنے فضل سے یہ مال دیا ہے۔ یہ اسی کا مال ہے لے جاؤ یہ امتحان تھا۔ جس میں نابینا کو کامیابی کی خوشخبری ملی۔ اور مال کی زیادتی میسر ہوئی اس کے بعد برص کے پاس جا کر کہا۔ کہ خدا نے تم پر بڑی مہربانی کی ہے۔ اس کا حق بھی اپنے ادب پرمان لو۔ اس نے کہا اور بہت حقوق ہیں۔ صبح شام لوگ آتے رہتے ہیں۔ کس کس کا حق پورا کریں۔ اس طرح فرشتہ گنجے کے پاس بھی گیا۔ اور اس کو سابقہ حالت یاد دلا کر کہا کہ خدا نے آپ کو صحت دی۔ لوگ آپ سے بھاگتے پھرتے تھے۔ کوئی آپ کو نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ اس نے بھی ایسا ہی جواب دیا تھا کہ نہیں میرے تو باپ دادا سے لو اب تھے۔ میں نسلاً بعد نسل معزز اور رئیس چلا آ رہا ہوں۔ یہ ہے مال کا قتنہ۔

مال و دولت کا فتنہ | ہاں حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس مال آیا تو وہ نہ بدے حضرت عمرؓ کے پاس حکومت آئی تو انہوں نے لباس کے پارہ بارہ پیوند ترک نہ کئے۔ مگر ہم جیسے کمزوروں کے پاس مال آئے تو حالت بہت خراب ہو جاتی ہے آج سینما تھیٹر اور کچھریاں مسلمانوں سے بھری پڑی ہیں۔ یہ مال کا نشہ اور خرابی ہے آج کسی کو سڑک پار کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ موٹروں کی اتنی کثرت ہے۔ یہ وہی مسلمان ہیں جو اکثر ہندوؤں کے ساتھ پانڈی تھے اور ضرور تھے۔ کچھ انگریزوں کے خانے اور

چپڑا سی اور بوٹ پاش کرنے والے تھے۔ خدا کی نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے۔ خدا نے ہمیں ملک دیا۔ اور ہندوؤں اور سکھوں کو یہاں سے بھگا دیا۔ ان کی تجارت، دکانیں، کارخانے خدا نے ہمارے ہاتھ میں دئے ہمیں ان پر قابض بنا دیا۔ تو کمال یہ ہے کہ ہم میں غرور اور تکبر نہ آئے بلکہ عاجزی اور تواضع ہم میں پیدا ہو۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ آج رات خدا نے میری امت کو خزانے عطا فرمائے۔ اور خوشخبری دی۔ لیکن ان خزانوں کے ساتھ فتنوں سے بھی آگاہ کیا۔ یہ پارٹی بازی اور یہ قتل و قتال مقدمات اور مقابلے اور ایک دوسرے کے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کی کوششیں سب مال کی وجہ سے ہیں مال نہ ہو بیچ میں تو کچھ نہیں۔ اسے ہی عربی میں فتنہ کہتے ہیں۔ یعنی آزمائش اور امتحان۔ خداوند تعالیٰ مال اور عزت دے کر آزمائش کرتا ہے۔ کہ بھلا یہ کیا برتاؤ کرتا ہے۔

فتنوں کا علاج | اب سوال یہ ہے کہ ان فتنوں کا علاج کیا ہے۔ تو یہ بھی خود حضورؐ نے بتلا دیا ہے۔ حضورؐ نے یہ خواب آدمی رات یا سحری کے وقت دیکھا بیدار ہو کر اپنی فراش پر بیٹھ گئے خواب سنا کر فرمایا کہ میری بیویوں کو جگا دو فتنے آگئے اور اس سے بچنے کی راہ یہ ہے۔ کہ خدا کی طرف رجوع کی جائے۔ تمہجڈ پڑھ لیں۔ تو گویا عبادت میں لگ جانا ان فتنوں کا علاج ہے۔

تمہجڈ کی برکت | اس سے علماء استدلال کرتے ہیں کہ تمہجڈ کی ایک برکت یہ ہے کہ انسان فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت میں لوگ اپنے اپنے خواب بیان کرتے۔ مجھے حسرت رہتی کہ میں بھی کبھی خواب دیکھ لوں اور حضورؐ کو سنا دوں۔ تو خواب میں کیا دیکھا کہ میں جنت میں ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک رومال ہے جو پردوں کا کام دے رہا ہے۔ رومال گویا ہوائی جہاز ہے۔ کہ جہاں چاہے۔ وہاں پہنچا دیتا ہے۔ پھر دو آدمیوں نے مجھے پکڑا اور ایک کنویں کے کنارے لے گئے جس پر چوڑھ کی طرح کڑیاں نصب تھیں۔ کنویں میں جھانک کر دیکھا کہ اس میں مرد اور عورتیں ہیں جن کو میں پہچانتا بھی ہوں (گویا ابو جہل اور ابولہب ہی ہوں گے) ایک ہی گاؤں اور محلہ کے باشندے تھے۔ اب میرے امیر گھبراہٹ آئی کہ شاید مجھے بھی اس میں پھینک دیں گے۔ ہیبت طاری ہوئی۔

اتنے میں ایک دوسرے شخص نے آکر کہا۔ لم تدرع مت دروتم خواب سے بیدار ہوئے۔ مدتوں کی خواہش اور حسرت تو پوری ہوئی۔ لیکن ادب کی وجہ سے خود حضور کو نہ کہہ سکے مگر ان کی بہن حضرت حفصہؓ جو حضور کے نکاح میں تھیں۔ ان کو خواب سنایا۔ انہوں نے حضور کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عمرؓ اچھے جوان ہیں۔ نعم العبد عبد اللہ لیکن کیا اچھا ہوتا اگر تہجد بھی پڑھتے۔ اس لئے ان پر ڈر طاری ہوئی۔ اگر تہجد پڑھتے۔ تو جہنم کے کنارے بھی فرشتے نہ پہنچاتے۔ اگر ایک شخص کو ہتھکڑیاں پہنا کر تھکانے تک لے جائیں تو اس میں نہ ڈالیں، تب بھی بُری بات ہے۔ غرض تہجد کی اتنی برکت ہے۔ تو حضور نے فرمایا میری ازواج کو بیدار کر دو کہ تہجد پڑھ لیں۔

پھر ارشاد فرمایا رَبِّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ

عورتوں کی عریانی پر وعید | فِي الْآخِرَةِ - بہت عورتیں دنیا میں چھپی ہیں قیامت میں ننگی ہوں گی۔ اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک تو ہمارے ملک کی عورتیں کہ انگریزی فیشن میں ڈوب گئی ہیں۔ باریک سے باریک لباس پہنتی ہیں۔ یاد رکھیے چہرہ قدم اور ہتھیلیاں صرف ان تین اعضاء کا کھلا رہنا نماز کے لئے مفسد نہیں۔ اس کے علاوہ عورت کا کوئی عضو چوتھائی حصہ کھلا ہو تو نماز کیسے ہو سکتی ہے۔ اور آج تو انگریزی میموں کی طرح صرف قمیص پہنتی ہیں۔ تو ایسی عورتوں کی نماز کیسے ہو سکتی ہے اور اگر کوئی ٹوک دے تو کہتی ہیں۔ دیکھتے نہیں سر پر دوپٹہ ہے۔ تو حضور نے فرمایا۔ ایسی عورتیں قیامت کے دن ننگی ہوں گی۔ اور اس وقت ننگا ہونا فیشن کی وجہ سے نہیں ہوگا۔ فیشن زدہ عورتیں خوش نہ ہوں۔ کہ وہاں بھی ننگی پھریں گی۔ بلکہ انہیں سیاہ یلائیں بنا دیا جائے گا جن کی بدبو ہر طرح پھیل رہی ہوگی۔ اور لوگ ان کی وجہ سے تنگ ہوں گے۔ کہ کچھ تو قیامت کی مصیبت ہے۔ اور کچھ ان بلاؤں نے تنگ کر دیا ہے۔ یہ وہ عورتیں ہوں گی جو یہ بہتہ رہتی تھیں۔ یہ ظاہری معنی ہے۔ حدیث کا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم آج تو مسلمانوں کی مائیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مسلمانوں کی مائیں بنا دیا ہے۔ وَآزَوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ اور ماں محترم اور عزت والی ہوتی ہے۔ ہماری سب کی مائیں حضور کی ازواج پر قربان ہوں۔ تو مسلمانوں کے قلوب ہیں یہ

عزت و عظمت ان کی بوجہ حضور اقدس کے حاصل ہے۔ عورت کی عزت بوجہ شوہر کے اور شوہر کی عزت سے ہے میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے لئے لباس ہیں۔ اور زینت لباس سے ہوتی ہے جتنا اچھا لباس ہوگا۔ اتنی زیادہ عزت ہوگی۔ تو ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں۔ مگر حضور نے فرمایا کہ عمل نہ ہو تو کپڑوں سے کچھ نہ ہوگا۔ قیامت کے دن وہ لباس عزت و عظمت سے عاری ہو جائیں گی۔ تو گویا پہلے حضور نے اپنے گھر سے نصیحت شروع کی کہ عمل صالح ہی تمہارا لباس فائزہ ہے۔ تو بھائیو! تہجد پڑھو، خدا کے حضور میں رُودا اللہ کو یاد کرو تاکہ دنیا کے فتنوں سے محفوظ رہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل صالح کی توفیق دے۔

آمین ثم آمین۔

فکر آخرت

موت و ما بعد الموت

(خطبہ جمعۃ المبارک)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کے دو وجوہ ہوتے ہیں۔ اگر کوئی نماز نہ پڑھے زکوٰۃ نہ دے اپنی زندگی اپنی معاشرت شریعت کے مطابق نہ گزارے تو یا تو اس میں کفر ہے، اندر سے، یا وہ بہت احمق اور بے وقوف ہے اور بہت لوگ زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر اندر سے ایمان سے خالی ہوتے ہیں۔

ومن الناس من يقول امنا بالله و
ہا الیوم الآخر وما ہم بمؤمنین ہ

لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ زبان سے تو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ مؤمن نہیں ہیں۔

عقیدہ آخرت | بھائیو! ایمان تب آئے گا کہ یہ عقیدہ اور یقین ہو ہمارا کہ میرے ہر عمل اور بد عمل کا حساب ہوگا۔ اور قیامت کا دن حق ہے، میری ذرہ ذرہ نیکی اور بدی میرے سامنے آئے گی اور خدا کے سامنے حساب دینا ہوگا، صرف نماز روزہ کا نہیں بلکہ ہر چیز کا، مال کا کیسے کمایا اور کیسے خرچ کیا۔؟ کس کس جگہ صرف ہوا، ہر اقدام کا پوچھا جائے گا کہ اسے کس عمل کا ذریعہ بنایا یا تھ سے دماغ سے کان سے دل سے کہ انہیں کن مواقع میں صرف کیا۔

ان التسم والبصر والفؤاد کل اولئک
کان عنہ مسئولا۔

کان، آنکھ، دل ہر چیز کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

خدا کے سامنے ہر عضو کی کارگزاری پیش ہوگی۔ آنکھوں کے دیکھنے کا حساب ہوگا کہ نظر بد کیا یا اچھا، زبان کہاں کہاں استعمال کی۔؟

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما
توسوس به نفسه ونحن اقرب
اليه من حبل الوريد
بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس
کے دل میں گزرنے والے دوسوں
کو بھی جانتے ہیں اور ہم اسے اس کی
شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

یہ سب کچھ خدا کو معلوم ہے۔ اگر ایک جگہ نگاہ ڈالتی جائے نہ تھی آپ نے نظریں نیچی کیں
تو خدا اس کا اجر و ثواب دے گا۔ ایمان کی روشنی اور نور دل میں پیدا ہوگا۔
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے بہت بڑے عالم مصلح اور مبلغ گذرے
ہیں ایک مرید کا قصہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص بڑے ذاکر و عابد تھے۔ راستہ میں جا رہے
تھے اُس زمانہ میں ہندو اور سکھ بھی تھے، ایک سکھ عورت تالاب میں نہا رہی تھی کہ اس شخص
کی نگاہ پڑ گئی اور کھڑے ہو گئے۔ تو خدا نے اس سے سب کچھ چھین لیا۔ سب کچھ اس کا
غرق ہو گیا۔ تو خدا غیور ہے وہ اپنے بندہ کے بارے میں برداشت نہیں کرتا کہ وہ خالق اور
مخلوق دونوں سے محبت رکھے۔

نافرمانی کے دو اسباب | امام غزالی فرماتے ہیں کہ جو مرد اور عورت دیندار نہیں یا تو
اس میں کفر ہے یا اسے خدا کے محاسب اور حساب و
کتاب کا خطرہ نہیں ورنہ اگر اسے یقین ہو تا کہ ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے تو پھر کون اتنا
جوری اور بہادر ہو سکتا ہے کہ خدا کی نافرمانی کرے۔
عقیدہ کا پہلا سبق مسلمان کو یہ دیا جاتا ہے کہ :-

امت یا اللہ وملتکنتہ وکتابہ ورسلمہ
والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ
من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت
ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اس کے
ملائے کہ پر اور اس کی کتابوں اور رسولوں
پر اور قیامت کے دن اور اس بات

پر کہ خیر و شر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے، اور مرنے کے بعد اٹھنے پر۔
آخرت کا عقیدہ ہو تو مسلمان ٹھیک ہو گا۔ اسلام پر عامل ہو گا وہ اندھیری رات میں ہو
جنگل میں بھی برہنہ ہو بھیو کا پیا سا ہو دس لاکھ روپے اس کے سامنے رکھ دو مگر یہ اُس

طرف نگاہ بھی نہیں اٹھائے گا۔ کہ اگر ایک روپیہ کا چھٹا حصہ بھی پوری کر لوں تو خدا قیامت کے دن حساب کرے گا۔ تو ناممکن ہے کہ قیامت پر پختہ عقیدہ رکھنے والا جرم کرے۔ اگر مقتضائے بشریت کر بھی لے تو بے چین ہوگا تو تبتہ نصوحا کرے گا۔ صحابہ کرام کے دور میں عورتیں تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جرم کا اعتراف کرتیں اور اپنے اُرد پر خدا کے قانون کے ابراء کا مطالبہ کرتیں ایک خاتون سے گناہ سرزد ہوتا ہے۔ وہ حد جاری کر دینے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ حضور اسے ولادت تک جہالت دیتے ہیں اولاد ہوتی ہے۔ حضور کے پاس آکر بچے کو گود میں اٹھائے پیش ہوتی ہیں اور حد جاری کرنے کی پھر التجا کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بچہ شیر خوار ہے، اس حالت میں تم پر حد جاری نہیں کی جاتی، واپس جاتی ہیں۔ اور بچہ دو ڈھائی سال کا ہو گیا ہے تو پھر اسے اٹھا کر اپنے آپ کو پاک کرانے کا اصرار کر رہی ہیں۔ تو یہ صرف خدا کے خوف کا نتیجہ تھا، دگواہ نہ مدعی نہ کوئی اور ثبوت مگر سب سے بڑا ثبوت مسلمان کا عقیدہ آخرت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درجات اور فکر آخرت | دوسری وجہ تا فرامانی کی یہ ہو سکتی ہے کہ وہ عقیدہ تو رکھتا ہے مگر بڑا کم عقل اور بے وقوف ہے۔ ہماری ماں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا نے مجھے دس خصوصیتیں دیں خدا نے انہیں بڑا علم دیا تھا کہ بڑے بڑے صحابہؓ ان سے مسائل کی تحقیق کراتے معرکہ الآراء مسائل میں ان کی رائے معلوم کی جاتی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاضر ہیں حضرت جبریلؑ وحی لے کر آئے۔ حضور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضرت جبریلؑ تمہیں سلام کہتے ہیں، آپ نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دنیا اور آخرت میں حضور کی بیوی ہیں خدا کے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اتنا درجہ ہے کہ منافقوں نے حضور اقدسؐ کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے آپ پر تہمت لگائی تو دس آیات میں خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت و صفائی کی، سخاوت امدانفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت عروہ مشہور محدث ہیں اور ان کے بھائی بھی ہیں، فرماتے ہیں کہ ستر ہزار روپے ایک دن میں خیرات فرمائے، اور میں نے جب قمیض دیکھی تو اس میں پرند

لگے ہوئے تھے۔ ایک لاکھ روپے آئے تو باندی کے ہاتھ تھالی بھر کر مستحقین میں تقسیم کر آئے۔ افطارِ صوم کے وقت بھوکے روٹی اور روغن نہ تھیں سونے رکھ کر روزہ افطار کیا۔ باندی نے کہا کہ آج ایک لاکھ روپے تقسیم کئے تو اگر ایک روپے کا بھی گوشت منگو لیتے تو اب اس سے افطار کر لیتے۔ حضرت عائشہؓ نے غصہ سے کہا کہ اب کیوں پچھتاتی ہیں اور خیرات ضائع کراتی ہیں۔ اُس وقت کہہ دیتیں کس نے منع کیا تھا۔ گھر میں ایک دفعہ ایک روٹی تھی۔ اسے خیرات میں دے دیا اور پانی سے افطار فرمایا۔ یہ ہماری ماں کی حالت ہے کہ لاکھوں روپے تقسیم کرتی ہیں مگر قمیص میں پیوند لگے ہوئے ہیں۔ یہ خدا کا خوف و خشیت تھا۔ روتی تھیں اور فرماتیں کہ کاش میں ایک پتھر ہوتی ایک درخت کا پتہ ہوتی، کاش پیدا نہ ہوتی کہ قیامت کے دن حساب سے بچ جاتی، اب کیا جواب دوں گی۔ تو یہ اثر تھا عقیدہ اتوت کا۔

حضورؐ نے فرمایا میں جو کچھ دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ سکتے تو ابا دیول

قیامت کی رسوائی | سے باہر جنگل میں بھاگ جاتے۔ قیامت میں کھڑا ہونا بھی کسی ایک جلسہ یا اکوڑہ کے بازار میں شرمندگی نہ ہوگی بلکہ اولین و آخرین فرشتے جن و انس سب کھڑے ہوں گے، اگر عزت دار ہو تو اصل عزت وہاں کی ہوگی اگر بے عزت ہے تو اصل بے عزتی وہاں کی ہے عزتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر چور نے چوری کی ہو تو چوری کے مال کی گٹھڑی سر پر اٹھائے ہوگا۔ کسی کے کھیت سے گھاس کاٹا ہے تو گھاس پھونس کا گٹھا سر پر ہوگا، چوری کی چادر ہے تو اس کا جھنڈا بن کر اس کے سر پر لہرائے گا۔ ملک و ملت اور دین کی غداری کرنے پر تو ایلیتین (پوتوٹر) کے بیج میں جھنڈا نصب ہوگا کہ یہ ہے اسلام اور قوم و ملک کا غدار۔ خدا کی قسم اگر کسی کا قیامت کے حق ہونے کا عقیدہ ہو تو مرنے کے لئے تیار ہو سکے گا۔ مگر جہنم کی آگ کے لئے نہیں اور اگر عقیدہ ہے اور پردہ نہیں تو پھر وہ بڑا بے وقوف ہے کہ چند روزہ زندگی کو مقصدِ حیات بنا رکھا ہے۔

عقل مند اور احمق | حضورِ اقدسؐ نے فرمایا کہ عقل مند وہ ہے جو اپنے ساتھ دنیا میں حساب کرے، پیچھے دنیا کے امتحان کے لئے کتنی تیاری کرتے ہیں حالاں کہ محنت اور امتحان قابلیت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اصل امتحان تو وہ

ہے جو خدا کے سامنے ہو کہ حضور اور اللہ کے ساتھ وقاداری کا اندازہ لگالیا جائے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی تو گزر جائے گی، غریب امیر بادشاہ سب مرتے ہیں ہم اپنے ہاتھوں سے انہیں دفناتے ہیں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر عبرت نہیں۔ تو عقلمند وہ ہے جو عمل۔ لما بعد الموت۔ کرے۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ احمق وہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کی پیروی میں لگا رہے۔ دل نے چاہا نماز پڑھ لی ورنہ نہیں دل نے چاہا چوری کر لی، زنا کر لیا، تماشے اور سیر سپاٹوں میں لگ گیا۔ بس خواہشات کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ افسریت من اتخذ اللہ ہواہ کیا تم نے دیکھا اس شخص کو جس نے خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔

اللہ تو وہ ہوتا ہے جس کا حکم بلا چون و چرا مانا جائے۔ اب اسے اس کا نفس جو کہے وہی کرتا ہے۔ تو اس نے نفس کو آلہ بنا دیا پیروی تو نفس کی ہے اور تمنا بخشش خداوندی اور جنت کی کرتا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر احمق کون ہوگا۔؟
دیکھو خداوند تعالیٰ یقیناً رازق ہے۔

وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا زین میں کوئی زندہ چیز نہیں جس کے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ اٹھایا ہو۔

ہر چیز سعی اور عمل سے وابستہ ہے | پھر زمیندار ایک ایک دانہ کے لئے کیوں اتنا فکر کرتے ہیں۔ کھاد، پانی

گوڑی ہر تکلیف برداشت کرتے ہیں، آرام سے بیٹھتے، کیوں نہیں؟ کیا خدا رازق نہیں؟ تجارت والے دن رات تجارت کے فکر میں لگے رہتے ہیں، ایسے شخص کو لوگ دیوانہ سمجھتے ہیں جو کوئی کام نہ کرے، دنیا کے معمولی کمال اور عزت و آرام کے لئے بھی لوگ ذرائع ڈھونڈتے ہیں اور جنت کی بات ہو تو مفت میں بلا محنت ٹھیکدار بن جاتے ہیں نہ خدا کا ڈر نہ رسولؐ کا نہ اسلام کا لحاظ، مادر پدر آزاد مگر جنت کے ٹھیکدار ہو کر کھڑے ہیں بلا مشقت و مزدوری کے حاصل نہ ہو سکے اور جنت مل جائے تو کیسے ملے؟ اگر ایسا سمجھتا ہے تو سخت بے وقوف ہے۔ نزلہ و زکام کے علاج کے لئے ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جاتے ہیں، درد سر وغیرہ کے لئے دوڑتے بھاگتے ہیں اور بدن میں ایک جزو بھی خراب

ہے تو سارا بدن ٹھیک طرح کام نہیں کرتا۔ تو جب نہ عمل اسلام کے مطابق نہ پنداری
نہ تجارت نہ شادی غمی اسلام کے مطابق نہ رہنا سہنا اسلام کا۔ تو مفت میں جنت اور
اللہ کی سرخروئی کیسے مل جائے گی؟ حدیث میں تو آتا ہے کہ جس سے ایک عصر کی نماز
فوت ہوئی اور قصد فوت کیا تو۔ کا تمام تر اہلہ و مالہ گویا اس کے اہل و عیال اور
مال و دولت سب کچھ اس سے چھین گیا۔

قبر کی زندگی | تو قبر کی زندگی کے لئے ہمارے پاس کیا تیاری ہے! اس قبر کے لئے
بھی کچھ کیا ہے۔ یہاں تو کوشش ہے کہ ٹپکنا ہو، بجلی ہو، روشنی اور بسترہ
ہو چار پائی ہو کشادہ مکان ہو مگر کبھی سوچا ہے کہ قبر میں کیا سامان ہو گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ
جب کوئی مرنے لگے تو دو فرشتے اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں۔ اور وہ پوچھتے ہیں کہ کون ہے؟ مسلمان
ہے یا کافر؟ تو دنیا میں تو چالاکی چلتی ہے۔ اور کرتے ہیں حاکم کے سامنے مگر قبر میں نہیں چلے
گی اور قیامت کے دن بھی نہیں چلے گی۔ تو پوچھا جائے گا: مَنْ رَبُّكَ؟ تمہارا پاس لے
والا کون ہے۔ تو جب دنیا میں ہم یہ سمجھتے رہے کہ مجھے دکان پالتی ہے، نہ پنداری پالتی
ہے، میری زندگی کی ساری عزت نوکری سے ہے تو یہ شخص جب اپنا ربا پاس لے لے والا
اپنی نوکری کو بھتا رہا تو قبر میں اب جھوٹ نہیں چلے گا۔ دنیا میں نماز کے لئے پکارا جاتا ہے
کہ حی علی الصلوٰۃ تو یہ دکان بند کر کے نماز کے لئے جانے کی بجائے یہ سوچتا ہے کہ دکان
بند رکھوں تو خریدار چلا جائے گا، کھاؤں گا کہاں سے؟ ملازم بھی یہی کہتا رہا۔ تو حقیقت
اس کا عقیدہ ہے کہ میرا پاس لے والا خدا نہیں ہے ورنہ سوچنا چاہیے تھا کہ دوڑھائی سال
کا بیبہ بچہ تھا تو کس نے دودھ کا انتظام کیا اور کیڑے کی طرح کمزور و نحیف بچہ تھا۔
سردی اور گرمی نہیں جانتا تھا۔ تو کس نے مجھے پالا؟ کاش ہم یہ جانتے کہ جس نے سورج
پہنڈا اور آسمان زمین پیدا کئے وہی رزق بھی دے گا تو حرام و حلال کی تمیز کیوں نہ کریں۔

حضرت عمرؓ کے دور کی عداوتیں لڑکی | مگر آج تو مسلمان ہر چیز میں ملاوٹ
اور ٹھگی کرتا ہے۔ دودھ میں پانی نہ
ڈالیں تو بیچتے ہی نہیں قیصر و کسری حضرت عمرؓ سے ڈرتے ہیں ان کا سخت و مانج حضرت

عمرہ کے قدموں میں ہے۔ ایسے حکمران کی شہزادیاں حضرت عمرؓ کے دور میں مدینہ منورہ میں باندیاں بن کر آتی تھیں اور حضرت عمرؓ کا طریقہ رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لئے رات کو گشت کرنے کا تھا، ایک دن سحری کے وقت ایک گلی میں آواز سنی کہ ایک گھر میں ایک ماں اپنی بیٹی کو کہہ رہی ہے کہ اٹھو صبح قریب ہے۔ دودھ کے خریدار آئیں گے۔ دودھ میں پانی ملا دو بیٹی نے کہا ماں تجھے معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے غش زدہ کو اور ملاوٹ سے منع فرمایا ہے۔ اور حضور اقدسؐ کا ارشاد ہے۔

من غشنا فلیس منا۔ جس نے ہمیں دھوکہ اور فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں۔
ماں نے بیٹی کو کہا کہ ایسا کر لو یہ ہماری کمائی کا سوال ہے اس وقت کے معلوم ہے؟
بیٹی نے کہا کہ اگر شرعاً ایسا کرنا حرام ہے تو یہ کام اللہ سے تو نہیں چھپ سکے گا۔ یہ تھا خدا کا خوف ارشاد نبویؐ ہے۔

رأس الحکمة مخافة الله۔ دانائی کی بڑا اللہ کا خوف ہے۔
صرف پولیس فوج اور حکومت سے اصلاح نہیں ہو سکتی نہ جمہوری حکومت سے نہ شخصی حکومت سے اول تو وہ مخلص نہیں ہوتے بالقرض ہوں بھی تو جب تک دل میں چوکیا نہ ہو تو یا ہر کی نگرانی سے کچھ نہیں ہوتا جب سچا مسلمان ہو تو بھوکا رہے گا مگر کسی کے لاکھوں روپے کو آنکھ نہیں اٹھائے گا کہ چند پیسوں کے عوض چھ سات سو قبول نمازوں کا ثواب چھین لیا جائے گا۔ تو خدا کے خوف کا اثر دیکھو کہ ماں بیٹی کو ملاوٹ کا کہتی ہیں کہ حکومت کو تو خبر نہیں مگر بیٹی نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہے حضرت عمرؓ اس بچی کے تقویٰ سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ شادی کرنی ہے تو ایسی دیندار لڑکی سے کر لو۔

حضرت عمرؓ کا معیارِ شرافت | حضرت عمرؓ کسی بھی حکمران یا رئیس کے گھر چاہتے بیٹے کی شادی کر سکتے اور یہ تو ایک غریب بچی

تھی۔ کہ دودھ تو غریب ہی پیتے ہیں اور مدینہ منورہ میں قیصر و کسریٰ کی شہزادیاں باندیاں بنی ہیں ایک حضرت علیؓ کو بھی عطا فرمائی تھی۔ اپنے بچے کی شادی بھی کسی مال دار جگہ کر سکتے تھے مگر خدا کے خوف کو ترجیح دی حدیث میں بھی ہے کہ شادی کرنا چاہو تو دیندار عورت کو ترجیح

دو آج تو جٹلیں لڑکی ڈھونڈتے ہیں حضورؐ کا ارشاد ہے مال پر نہ جاؤ دین کو دیکھو تو حضرت عمرؓ نے جب بچوں سے کہا کہ ایک ایسی لڑکی ہے جس کے دل میں خدا کا خوف ہے تو ایک لڑکے نے مان لیا اور حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح اس لڑکی سے کرایا اور اس رشتہ کو اللہ نے اتنا مبارک کیا کہ اسی لڑکی کا اولاد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ مجدد اول کو پیدا فرمایا اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ کا رنگ بھی ان پر غالب رہا۔

حقیقتی موت وصال | الغرض موت سے مفر نہیں اس لئے اس کی تیاری کرنی چاہیے ہم نے اسے ایک ہوتا بنا رکھا ہے۔ بڑی چیز معلوم ہوتی ہے۔

در نہ موت کامیابی اور ایک نئی زندگی ہے مسلمان تو موت کو پسند کرتا ہے خدا کی راہ میں موت آجاتی تو پکار اُٹھتا۔ فزت ورب الکعبۃ صحابہ کرامؓ میدان جہاد میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے جو شہید نہ ہوتا وہ روتا، موت فنا ہوتا نہیں۔ دارموم و غموم سے دارامن اور دار راحت کو منتقل ہوتا ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں مرض و فاسق ہیں۔ پیر کے دن ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں کہا اباجان طبیعت کیسی ہے؟ حضرت صدیقؓ نے جواب دیا اے بیٹی یہ دو کپڑے جو پرانے ہیں میں نے پہنے ہیں۔ اسے دھو کر مرنے کے بعد اسی کا کفن بنا دو انہوں نے فرمایا اباجان تو امیر المومنین ہے مسلمانوں کے بیت المال میں سب کچھ ہے۔ اور ہم خود بھی اللہ کے فضل سے آپ کو نیا کفن پہنا سکتے ہیں فرمایا نہیں تھے کپڑے زندوں کے لئے چاہئیں مرنے کے بعد تو خون اور پیپ کے لئے پرانے کپڑے اچھے ہیں۔

پھر آپ نے حضورؐ کے کفن کی تفصیل دریافت کی، حضرت عائشہؓ نے بتلا دی، فرمایا مجھے بھی ایسا ہی کفن پہنا دو۔

مسلمان کی کامیابی حضورؐ کی پیروی میں ہے | اور ایک مسلمان کی یہی کامیابی ہے کہ اس کا سب کچھ موت

اور حیات میں حضورؐ کے طرز پر ہو۔ فوز و فلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے ہمارے لئے تو جتنے مدیا خشک ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ حضورؐ کی پیروی کرتے تھے

ایک صحرا میں خشک سالی کے شکار ہوئے۔ حیوانات بھی جنگل سے بھاگ گئے، علاء خضریٰ صحابی کو شکایت کی فرمایا کیا ہم اللہ تعالیٰ اور حضور پر ایمان نہیں لاتے۔؟ کہا ہاں فرمایا تیمم کر کے دو رکعت پڑھ لو اور دعا کرو، دعا کی اور گھوڑے نے پاؤں زمین پر دے مارا، وہاں سے چشمہ ابل پڑا۔

صحابہؓ اور تکوینی سنتوں کی پیروی | تو حضرت صدیقؓ نے صاحبزادی کو تعلیم دی کہ میرا کفن بھی حضورؐ کے مطابق ہو بعد از

موت بھی میری حالت ان کے مطابق ہو۔ پھر پوچھا حضور اقدسؐ کا وصال کس دن ہوا دنیا سے کس دن تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا پیر کے دن تو حضرت صدیقؓ نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور خواہش ظاہر کی کہ کاش یہ سعادت تکوینی بھی خدا نصیب کر دے یہ تڑپ تھی وصال حقیقی اور موت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی خواہش موت میں بھی ہے۔ اسی حالت مرض میں عراقی فوج کے جرنیل ثنی ابن صراح پہنچتے ہیں، عراق میں جنگ جاری ہے۔ اُس نے حضرت صدیقؓ کو حالات جنگ پیش کر دیئے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور کہا کہ جو کتاب ہے کہ آج میرا آخری وقت آجائے تو کل تک بھی میرا جنازہ نہ روکیں۔ میری وجہ سے کسی نظام میں گڑبڑ نہ ڈالیں عراقی کے مسلمانوں کو امداد کی ضرورت ہے ان کو تکلیف نہ پہنچے۔ صبح ہوتے ہی اس کام میں لگ جاؤ۔ یہ تھی رعایا اور مسلمانوں کی ہمدردی کی حالت، حضرت معاویہؓ اسلامی حکومت کے واحد حکمران ہیں عمر کی ترسٹھویں منزل میں ہیں۔ تو دعا فرماتے ہیں کہ کاش میں اس سال وفات پا جاؤں کہ حضورؐ کا وصال ۴۳ سال کی عمر میں ہوا۔ اس تکوینی سنت کی پیروی بھی ہو جائے یہ تھا جذبہ اتباع سنت اور اس جذبہ سنت میں یہ حضرات موت کو ایک محبوب چیز سمجھتے تھے۔ حضرت بلالؓ مرض وفات میں خوشی سے مہموم کر اشتعار پڑھتے ہیں

عندنا النقی الاحبة
محتداً وحزباً

کل میری ملاقات حضور اقدسؐ اور ان کے ساتھیوں سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر آخرت اور موت کے لئے تیاری کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

خطبہ جمعۃ المبارک یکم جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ
بعد از علالت پہلا خطبہ

تقریباً ایک ماہ غیر ماضی کے بعد اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے پھر ماضی کا موقعہ دیا۔ اس بیماری کے دوران اکوڑہ خشک اور گرد و نواح کے مسلمانوں نے اس عاجز کے ساتھ ہر طریقہ سے ہمدردی کی، تقریباً ہر یکہ غائبانہ دعاؤں سے نواز اس میں نہ صرف مرد بلکہ کئی جگہ خواتین نے بھی ختم کلام پاک اور دعائیں کیں میں ناچیز اپنے آپ کو پہچانتا ہوں، یہ میرے ساتھ تعلق نہیں بلکہ صرف حسن ظن اور اچھا لگنا ہے آپ لوگوں کا دینی حجت اور تعلق ہے خداوند کریم ان تمام حضرات کو اس حسن ظن کا بدلہ دیرین میں دے دے اور اللہ تعالیٰ مجھے اس حسن ظن کا اہل بنا دے۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے اور مہربان ہے۔

مرنے والوں کا ذکر خیر | ایک حدیث میں ہے کہ جب ایک شخص کا انتقال ہو
تھا۔ ملک اور وطن کو اس سے خیر پہنچا تو وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو مگر کئی مسلمانوں کی اس گواہی
کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی گواہی کو سچا کر کے اسے بخش دیتا ہے حضور اقدس کے سامنے
ایک دن ایک جنازہ گذرا صحابہؓ نے اس شخص کا ذکر کیا۔ خیر کا ذکر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَجَبَتْ۔ (لازم ہو گئی یہ شہادت) پھر کسی وقت دوسرا جنازہ آیا
صحابہ کرامؓ نے اس کا ذکر بُری طرح کیا کہ بدکار تھا وغیرہ۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ وَجَبَتْ
(واجب ہو گئی) حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ نے دونوں کے بارے میں وجہیت فرمایا۔ تو فرمایا
کہ لوگوں نے ایک کی خوبیاں نکالیں، اور دوسرے کی برائیاں، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی
ان کی شہادت کے مطابق معاملہ فرمائیں گے، تو اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کی بڑی عزت
ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ بہت سے پراگندہ حال پراگندہ مال لوگ کہ کوئی اسے دروازہ
بھی نہ کھولے اور اسے دھتکارے اس کے نکاح کا پیغام بھی کوئی قبول نہ کرے گوشہ گمانی
میں ہیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہے۔ میلہ کچلا ہے مگر لَوْ اَقْسَمَ عَلٰی اللّٰهِ لَا بَرَّۃَ کَاس

کے منہ سے کوئی بات نکلے کہ واللہ خدا اس کام کو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی بات کی
لاج نہ رکھ کر اس کام کو پورا کر لیتا ہے۔ کہ میرے اس بندہ کی بات غلط نہ ہو۔ تو فرمایا: اذکروا
محقلاً کعبہ بالخیر اپنے اموات کا ذکر خیر اور بھلائی سے کیا کرو۔

اور اصل گواہی تو دل کی ہے کہ دلوں کے اندر سے اچھی شہادت اور خلوص و
محبت کے کلمات نکلیں تو دنیا میں ایسی زندگی گزارو کہ جب یہاں سے جاؤ تو لوگ روئیں
ایک شاعر کا کہنا ہے کہ دنیا میں زندگی ایسی گزارو کہ جب تم جاؤ تو سب رونے لگیں اور
تم ہنستے ہوئے جا رہے ہو جب کہ پیدا ہو رہے تھے تو رو رہے تھے۔ کہ بچے کو فطرت
سلیمہ کی وجہ سے پیدائش کے ساتھ ذمہ داریوں کا احساس ہو جاتا ہے۔ اور رونے لگتا
ہے۔ تو شاعر کہتا ہے کہ لوگ خوشی سے ہنستے تھے اور بچہ رو رہا تھا۔ مگر جب دنیا سے جڑے
تو یہ محبوب حقیقی کے وصال کی خوشی میں ہنستا رہے اور لوگ اس کے فراق میں آہ دیکارتے
رہیں۔

اہل جنت اور دوزخ | اللہ تعالیٰ نے دونوں مٹھیوں میں انسانوں کے احوال
کو بند کیا۔ (اور مٹھی بھی جو اللہ کی شان کے مطابق ہو۔)
پھر حضرت آدمؑ کو مخا طب کر کے فرمایا کہ اس مٹھی میں اہل جنت ہیں۔ دلا ابالی۔
اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور دوسری مٹھی میں اہل جہنم ہیں۔ دلا ابالی۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی
جنت میں جائے یا جہنم میں جائے۔ خداوند کریم بے نیاز ذات ہے۔ یہ ساری دنیا آباد
رہے یا ویران ہو جائے اُسے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے تو ایک عالم نے جب یہ حدیث سنی تو
کہا اب میں کس طرح ہنس سکتا ہوں اور رونے لگا کہ جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ میری روح
کو کون سی مٹھی میں تھی نہیں ہنسوں گا تم کھائی کہ پھر نہیں ہنسوں گا۔ اور اس عہد کو نبھایا۔ جب
انہیں رفات کے بعد غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا گیا تو کھل کھلا رہنم پڑے اب معلوم
ہوا ہو گا۔ کہ میرا نام اہل جنت میں ہے۔

دنیا ایک خواب | الغرض ہم تو نیند میں ہیں۔ فرمایا: الناس نيام اذا ماتوا فانبتہم ہوا لوگ
خواب میں ہیں جب مریں تو بیدار ہو جائیں گے۔ بچہ سوتے ہیں

بعض اوقات ہنستا ہے یہی حال ہمارا اور ہماری دنیوی زندگی کا ہے کہ خوشی عارضی ہے اور ایک خواب ہے، غفلت کی وجہ سے ہے فرمایا: *لَتَعْلَمُنَّ مَا أَكَلَمَ لَكُمْ قَلِيلًا وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ كَثِيرًا*۔ تو کچھ میں باتنا ہوں اگر وہ تم جان لو تو بہت کم ہنسو گے اور بہت زیادہ رونے لگو گے۔ کسی کے سر پر شیش کا مقدمہ ہو کل عدالت میں پیشی ہو اور پھانسی کا امکان ہو تو لوگ جتنی بھی ہنسی خوشی کریں مگر یہ شخص اپنے غم میں مبتلا رہے گا۔ دنیا دہانیا سے بے خبر کلی کے غم میں گرفتار رہے گا۔ حالانکہ پھانسی بھی دنیا کا غم ہے جو ایک سیکنڈ کی بات ہے جو روح کی بدلتی کا لمحہ ہے۔ مگر کیا ایسا شخص سینماؤں اور ٹیلی ویژنوں میں جائے گا؟ خوشی کرے گا؟ ڈانس ناچے گا؟ کانوں میں مشغول ہو سکے گا؟ وہ تو متفکر ہی رہے گا۔

حسن بصری کا فکر آخرت | حسن بصریؒ راستہ پر چلتے تو ایسے متفکر اور مغموم ہوتے جیسے انہیں مقتل میں لے جایا جا رہا ہو۔ بعض شاگردوں نے وجہ پوچھی تو جواب میں فرمایا کہ شاید حسن کے منہ سے کوئی ایسی بے مقصد بات نکلی ہو اور خدا نے فرمایا کہ تمہارے سب اعمال بے کار ہیں، میرے دربار سے راندہ ہو ایسی بات تم نے کیوں کہی تھی؟ جب یہ خیال ہے اور امکان ہے تو میں کس طرح بے نگرانی کی زندگی بسر کر سکتا ہوں۔ یہ اس حضرت حسنؒ کی بات ہے جو زہد و تقویٰ علوم حدیث و قرآن کے بادشاہ ہیں مگر فکر آخرت کا یہ عالم ہے۔

محاسبہ آخرت | بھائیو! دنیا کی موت تو ایک منٹ کی تکلیف ہے مگر دوزخ کی تکلیف تو دنیا سے لاکھوں چند زیادہ ہے۔ وہاں کی آگ یہاں کی آگ سے بے حساب زیادہ گرم ہے۔ اور ابزنک یہ حالت کہ حکم کا چمڑا چلے تو دوسرا چمڑا اس پر آجائے۔ پھر جب ہر ہر قدم ہر بات ہر حرکت کا حساب دینا ہو گا کہ کس طرح کیا۔ کہاں خرچ کیا؟ صبح سے شام تک زندگی کے ہر لمحہ کا محاسبہ ہو گا۔ پھر دنیا کے حاکم کے سامنے نہیں احکم الحاکمین کے سامنے ذرہ ذرہ کا حساب۔ اللہ اکبر۔ تو وہ عالم جس نے نہ ہنسنے کا عزم کیا تھا اس کے بعد ۴۰ سال تک زندہ رہا، کبھی نہ ہنسا اس غم سے کہ میری روح کہاں جائے گی۔ مرنے کے بعد غسل کے لئے ڈال دیا تو تہقیر لگا کر ہنسا، اب اسے پتہ چلا کہ اہل جنت میں ہوں۔

غالباً حضرت مولانا گنگوہی نے لکھا ہے کہ بہتر تو یہ ہے کہ لوگ دل سے میت کی تعریف کر دیں اور اگر ایسا نہ ہو تو زبان پر تعریف تفاوڈ لا کر دو۔ اتنی اچھائی تو مردے کے ساتھ کر سکتے ہو کہ منہ سے دو چار جملے نکالے کہ اچھا بندہ تھا تو شاید اس ایک بات سے خداوند تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں۔ تو عرض کر رہا تھا کہ مجھے اپنی حیثیت معلوم ہے۔ صرف آپکا محض حسن ظن ہے۔ لوگوں کی شفقت اور ہمدردی ہے۔ چونکہ ان کا یا ظن صاف ہے۔ اور دین کے ساتھ ان کو محبت ہے اور جن پر گمان ہے دین کا ان کے ساتھ بھی محبت ہے حضورؐ نے فرمایا کہ: **حُبُّ الْأَنْصَارِ مِنَ الْإِيمَانِ** انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرض کو قدرے افادہ دیا۔ نظر کی تکلیف تا حال ہے۔ مگر قدرے فرق آیا ہے۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

روحانی صحت کا فکر ضروری ہے | بزرگوار یہ ہماری کوتاہی ہے کہ جسم مریض ہونے پر تو ہسپتال اور ڈاکٹروں کے پاس بھاگتے رہتے ہیں۔ تو کاش ہمیں یہ بھی احساس ہو تا کہ جسم کی طرح روح بھی بیمار ہوتا ہے جسم کی طرح روح بھی خسارہ میں پڑتی ہے۔ چاہئے کہ ہم روح کی بیماریاں بھی معلوم کریں اور یہ دیکھیں کہ مجھے دین کے لحاظ سے کتنا نقصان اور خسارہ ہے۔

دینی خسارے | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرد اور عورت سے ایک نماز قضا ہوئی تو کاتما توراھنہ و مالہ گویا اس کا اہل و عیال اور مالی و دولت سب کچھ لٹ گیا ہو۔ — الترغیب والترہیب میں نماز عصر قضا ہونے کا بھی قید نہیں۔ دوسری روایات میں عصر کی نماز کی قید ہے۔ گویا ایک نماز کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اتنا بڑا خسارہ اور نقصان ہے کہ گویا اس کے اہل و عیال، جائداد سب فوت ہوئے اور تباہ ہوئے، جیسا کہ تقسیم ملک کے وقت بعض لوگوں کا سب کچھ لٹ گیا۔ تو ہم ایک فٹ زمین کے لئے کتنی جدوجہد کرتے ہیں، مقدسے لڑتے ہیں مرتے مارتے ہیں۔

— تو حضورؐ نے فرمایا کہ ایک نماز کے فوت ہو جانے سے اتنی تباہی ہوئی کہ اس کا سب کچھ چھینا گیا، تو جسمانی تکالیف اور امراض کے احساس کی طرح ہمیں روح کا بھی احساس

ہونا چاہئے، ایک بُرے عمل کی وجہ سے روح پر جو اثر ہوتا ہے۔ اس کے تدارک کے لئے ہم کیا کرتے ہیں۔؟

روح کے ہسپتال | کاش! ہم روح کے امراض کا بھی علاج کراتے اس کا بھی کبھی سوچتے روح کے علاج کے ہسپتال قرآن و حدیث ہیں اس سے روح کے لئے نفع معلوم کرو اللہ کی یا دوست کی پیروی اللہ کی تابعداری سے روح کو صحت ہوتی ہے جتنی بھی تابعداری ہوتی روح کو جلا ہوگی۔
اب تمام مخلصین کے حق میں دعا کریں جنہوں نے مجھ غریب سے ہمدردی کے سلسلہ میں تکالیف اٹھائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محبت موت

اللہ کی راہ میں قربانی

خطبہ جمعہ المبارک ۹ رجبہ الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

(خطبہ مسنونہ کے بعد) محترم بزرگوار! اسلام کا دعویٰ تو سب کرتے ہیں۔ مگر اس پر کبھی نہ سوچا کہ اتنی بڑی نعمتِ عظمیٰ کے حصول اور باقی رکھنے کے لئے کچھ قربانی بھی چاہیے۔

قربانی کے بغیر کوئی چیز نہیں ملتی | یہ زمیندار لوگ دس بارہ من گندم اور جو کی خاطر سال بھر محنت کرتے ہیں، جون جولائی کی سخت

گرمی میں کھلیاں میں رہتے ہیں، بھوسہ اڑاتے ہیں، غلہ صاف کرتے ہیں، گوڑی کرتے ہیں اور سخت سردی میں سردی کی پردہاہ کئے بغیر نیند چھوڑ کر رات بھر پانی دیتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہماری نظر میں ایک نعمت اور فائدہ ہے۔ سب عوام یہ سمجھتے ہیں کہ دس من غلہ آرام و راحت سے بیٹھ کر نہیں مل سکتا۔ اگر کوئی سمجھے کہ میں تو دھوپ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا ایک سیر تخم اور کھاد بھی نہیں ڈال سکتا اور وقت پر میرا گھر گندم اور غلہ سے بھر جائے گا تو لوگ اسے بے وقوف اور پاگل کہیں گے۔ تو وقت خرچ کر دے گے پیسے لگاؤ گے تکلیف اٹھاؤ گے، قربانی دو گے پھر بھی یقینی نہیں شک والی بات ہے۔ کہ بارش ہو یا نہ ہو جیسے ہمارے علاقے کی خشک زمین ہے۔ مگر ۱۵، ۱۶ ماہ ایک امید اور طمع پر کاشتکار ہر قربانی دیتا ہے ایک ملازم مہینہ کے آخر میں تنخواہ ملنے کے تصور سے سارا مہینہ ڈیوٹی دیتا ہے تو سوال یہ ہے کہ اسلام جیسی بڑی نعمت دین جس کے برابر کوئی نعمت نہیں، کیا اس کے لئے کبھی تنگ و دو اور قربانی کی ضرورت نہ ہوگی؟ اس نعمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے نجات دی۔ وکتتم علی شفاعہ صراط من النار فانقاذکم منها اسلام اور دین کی برکت سے جہنم کی گھاٹی کے کنارے انسانوں کو نجات دی گئی۔

رستم کے دربار میں صحابہ کی حق گوئی | محرم بھائیوں! غالباً حضرت مغیرہؓ یا کوئی اور صحابی ہیں، رستم کے دربار میں گئے جو ایران

کے جرنیل تھے، یعنی ہزاروں افواج کا کمانڈر ہے، حضرت مغیرہؓ مسلمان افواج کی طرف سے ان کے پاس گئے، ہاتھ میں ڈنڈا یا نیزہ ہے، پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اسی طرح صحابہ کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ تو رستم نے جو کسریٰ بادشاہ کا کمانڈر تھا، جیسے کہ آجکل روس یا چین کی افواج کے سربراہ کو لو، تو وہ ان مفلوک الحال لوگوں کو بھی دیکھتا ہے۔ اپنے نرنگ برق لباس کو بھی دیکھتا ہے۔ اور ان صحابہ کی ہمت کو بھی کہ نہ کپڑے ہیں نہ دولت نہ خزانے، ہمت ایسی کہ عرب سے ایران آئے، ہماری سرزمین پر آکر ہمارے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ وہ پوچھتا ہے کہ اتنی برأت و ہمت کہاں سے پیدا ہوئی۔ فرمایا: اب رستم ہم غریب لوگ تھے ہماری حیثیت بدوؤں کی تھی، کوئی نہیں پہچانتا تھا ہمیں، بدو جنگل کا باشندہ ہوتا ہے، ہم ریتلی صحراؤں کے باشندے ہیں، ہمارے ملک میں نہ کوئی پیداوار ہے نہ آمدنی نہ درآمد برآمد اور اس وجہ سے باہر کی حکومتوں نے اس ملک پر نظر ہی نہیں ڈالی کہ ہر حکومت کوئی ملک حاصل کرتی ہے، تو پہلے اپنے نفع اور آمدنی کا سوچتی ہے۔ عرب میں اس وقت کوئی آمدنی نہ تھی، اب تو اللہ کا فضل ہے، اور واخرجت الارض اٹھا لیا۔ کا مصداق ہے۔ کہ آج اللہ نے دنیا کا پٹرول اور سونے کی کانیں اُسی سرزمین میں ظاہر کر دیں، ورنہ وہ تو وادی غیر فی دمع تھی۔ آج بھی حاجی جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ جہازوں کے ذریعہ مٹی لاکر زمین پر پھیل کر کچھ سہری اور پھول پودے لگاتے ہیں۔

— تو فرمایا کہ ہم بدو تھے ہم سوسمار کھاتے تھے جو کٹر اکوڑا ہل جانا جنگل میں تو اسے کھا کر پیٹ پالتے۔ کہیں سفید پتھر پالتے تو اس کو سجدے کرنے لگ جاتے۔ نہ ملتا تو مٹی کے ڈھیر پر بکری کا دودھ دودھ کر اسی کی ڈنڈوت کرنے لگ جاتے۔ یہ تو ہمارے مذہب کی حالت اور کھانے پینے کا حال تھا۔

اب اللہ نے ہم پر فضل کیا اور ایک ایسی ہستی کو بھیجا جس کی زندگی اور صداقت ہمارے سامنے ہے۔ اس نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا اور آج ہم اسی اسلام کی

برکت سے مصر کی حدود، شام کی حدود، حبش کی حدود تک پہنچ گئے ہیں، اور اب تمہارا باری ہے۔ پھر کابل اور پاکستان کا نمبر ہے ہمیں ساری دنیا پر اسلام کا جھنڈا بلند کرنا ہے۔

پھر کہا کہ اب تیری مرضی ہے، کہ اس دعوت کو قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اور ہمارے ان پٹے پرانے کپڑوں پر مت جانیو، میرے ساتھی موت کو ایسا محبوب سمجھتے ہیں جیسا تم لوگ شراب کو وہ موت کو حیات سمجھتے ہیں۔

ایک جاہلانہ بات | اور آج بھی ہمارے بعض بیٹائی بہنیں مرنے والے کی موت پر کہتے ہیں کہ زندوں پر تو گذرے گی، جانے والا ختم ہو گیا تو مسلمان کا عقیدہ ایسا نہیں ہونا چاہیے زندوں کا پتہ نہیں چلنا کہ کیسے گذرے گی آخری خاتمہ کفر پر ہے یا ایمان پر۔ اور جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا وہ کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے فلاح پائی۔ تو صحابیؓ نے فرمایا کہ میرے ساتھی موت شہادت کو فلاح سمجھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں قربان ہونے پر موت کے وقت کہتے ہیں کہ فزت ورب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم اب میں نے کامیابی پالی ہے۔

موت ذریعہ وصال محبوب | وہ موت سے نہیں بھاگتے بلکہ موت سے گلے ملتے ہیں، خوشی سے کہ یہ موت تو میرے محبوب کے ملنے کا دروازہ ہے۔ الموت جسو یوصل الحبیب الی الحبیب اگر دریا کے اُس پار محبوب ہے اور آپ اُس سے ملنا چاہیں تو دریا پر پل کی ضرورت ہوگی تو آپ کو پل بھی محبوب ہوگا کہ اس کے ذریعہ محبوب کا دیدار اور ملاقات ہو جائے گی۔

حضرت بلالؓ پر سکرات طاری تھے، سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ۔

عندما لقی الاحیہ محمداً وحزبہ

کل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت اور اپنے ساتھیوں سے ملوں گا اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ قبر میں نکیر و منکر حضور اقدس کے بارے میں بھی پوچھیں گے۔ کہ ما تقول فی حق ہذا الرجل؟ اس ذات اقدس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تو

ایک عاشق اس وقت کتنی خوشی منائے گا۔ اُچھلے گا، کودے گا۔ کہ یا اللہ دس سال پہلے
مرچکا ہوتا کہ رسول اللہؐ کا دیدار حاصل کر چکا ہوتا۔ اب میت کو گھر بار بیوی بچوں کی جدائی
کا دکھ ہوگا بھی تو حضورؐ کو دیکھ کر سب ختم ہو جائے گا۔ وفات کے وقت حضرت
بلالؓ خوش ہو رہے ہیں، ہنستے ہیں کہ اب حضورؐ سے ملاقات ہوگی۔

شہادتِ حقیقی کامیابی | — تو رستم کو صحابیؓ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ میرے
ساتھی شہادت پر تیار ہوتے ہیں۔ اسے کامیابی سمجھتے ہیں
جو حقیقت میں بھی کامیابی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایمان نصیب فرمادے اور تمہارے ساتھی کفر
یکسے اڑے ہیں رستم نے کہا کہ انہیں شراب پلا دو اور داغ مار ڈال کر دو۔ آج بھی دشمن
فوجوں پر شراب پلا کر گولی چلواتے ہیں۔

امت محمدیہ ہونے کی برکتیں | — تو میرے بھائیو! اسلام کی برکت سے ہم
انڈونیشیا سے لے کر قبرص تک لیبیا اور افریقہ
کے دور دراز کناروں تک، اندلس تک سب مسلمان ہیں، حکمران ہیں اسلام کی برکت ہے
کہ ہمیں حکومتیں ملی ہیں حضورؐ کی برکت سے اللہ نے دین کی نعمت دی اسلام کی برکت ہو
گی کہ جب قبر سے حضورؐ اٹھیں گے تو امت اُن کے ساتھ ہوگی، وہ امت جو اجابت ہو
گی۔ پیروی کرنے والی امت، پھر اسلام کی برکت سے حضورؐ کے ساتھ ہی سب سے پہلے
امت بھی پھر اُٹھے گزرے گی، اسلام کی برکت سے جنت کا دروازہ جب سب سے
پہلے حضورؐ کے لئے کھولا جائے گا۔ تو امت بھی سب سے پہلے ساتھ ہی داخل ہوگی کہ
جہاں آتا ہو وہاں غلام بھی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ امت باقی انبیاء کرامؑ
سے بھی افضل ہے۔ نہیں حاشا وکلا دنیا میں بھی بادشاہ کے خاص خدام نوکر چاکر آگے پیچھے
ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر وزیر اعظم اور وزیر ادر چیر اسی اور خدام کا درجہ وزیروں سے
کم ہے۔ مگر معیت انہیں اپنے آقا کی حاصل ہوتی ہے۔

— تو آنا کے ساتھ سبقت تو انہیں حاصل ہو گئی اس وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے تمنا کی کہ میں بھی شامل ہو جاؤں۔ اللہ نے فرمایا کہ تیرا خود اونچا مقام ہے۔ نبی کا مقام الگ

اور امتی کا الگ ہوتا ہے۔

چار پائی کی موت پر صحابہؓ کو صدمہ | تو بھائیو! موت کی بات یاد آگئی، مسلمان وہ ہے جو موت سے بھاگے نہیں خاص کر وہ موت جو اسلام کے لئے دین کے لئے ہو وہ تو اللہ سے ایسی موت مانگتے ہیں۔ صحابہ کرام کو گھر میں چار پائی پر موت آتی تو انہیں یہ صدمہ ہوتا کہ گھر میں چار پائی پر کیوں موت آئی۔

لاش کی منتقلی کی ایک جاہلانہ رسم | ہمارے بچانوں میں یہ بھی ایک جاہلانہ رواج ہے کہ کراچی مرے، بھٹی یا کلکتہ میں مرے تو کابل پہنچائیں گے یورپ سے بیٹوں کو گھر پہنچاتے ہیں۔ یہ بچانوں کا غلط رواج ہے، یہ میت کی توہین ہے۔ اور حقیر ہے اور بہت بڑا ظلم ہے میت کے ساتھ انسان عاجز ہے، حقوڑی مدت میں لاش سڑ جاتی ہے، پھول جاتی ہے۔ بدبو پھیل جاتی ہے۔ انسان اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ تو ایسا کرنے والے اپنے رشتہ دار اور عزیز بھائی کی پردہ دری کرتے ہیں۔ تو صحابہؓ کو تو گھر سے باہر جہاد میں شہادت کی تساہوتی تھی۔

حضرت خالدؓ خدا کی تلوار | حضرت خالد بن الولیدؓ سیف من سبوت اللہ تھے یعنی خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار۔ خدا نے کافروں کی گردنیں قلم کرنے کے لئے یہ تلوار پیدا کی۔ وہ جب اپنی چار پائی پر وفات پانے لگے تو اس پاس عزیز واقارب جمع تھے تو دو باتیں انہوں نے فرمائیں۔ ایک یہ کہ یہ نہیں کہ ایک شخص میدان کارزار سے دور رہے تو زندہ رہ جائے گا۔ اور میدان کارزار والا مرنے لگا۔ بزدل ہمیشہ یہ سمجھتا ہے۔

موت اٹل ہے | خدا کا ارشاد ہے ایما تکونوا ید، لکم الموت ولو کنتم فی بدو ج مشیتہ جہاں کہیں بھی تم ہو گے موت تمہیں آئے گی خواہ بڑے مضبوط حصاروں اور برجوں میں کیوں نہ بیٹھے ہو۔ موت سے نہیں بچ سکو گے۔ برجوں والے یا دوائی اور ڈاکٹر والے موت سے اگر بچ سکتے تو یہ امراء اور رڈ ساء بھی نہ مرتے۔ ایک ایک امیر کے ساتھ دس دس ڈاکٹر لگے ہیں دنیا بھر کی دوائیاں ہیں

موٹریں بھری ہیں دوائیوں کی۔ مگر وہ جب مرتے ہیں تو کوئی نہیں بچا سکتا۔ وما یفنی
عندہ مالہ اذ اتودت علیہاں عالم اسباب میں دوائیوں کا ارتکاب جائز ہے مگر یہ عقیدہ کہ محفوظ جگہ
بیٹھ کر بیچ جاؤں گا۔ یہ غلط بات ہے تو حضرت خالد بن ولید کے وقت مسلمانوں کے
دلوں میں یہ بات راسخ کرانا چاہتے تھے کہ میری ساری زندگی میدان جہاد میں گزاری حضور
کے زمانے میں اسلام لانے سے قبل بھی لڑائیوں میں پیش پیش، جنگ احد میں بھی کفار کی
طرف سے کمانڈر تھے۔ اس سے قبل کی لڑائیوں میں بھی پھر جب حضور کے قدموں میں گرے
اور اسلام لائے تو ہر جہاد میں جرنیل رہے۔ خادم خاص بنے حضور کے سپاہی بنے۔
حضور اقدسؐ نے فرمایا: خیار کھ فی الجاہلیہ خیار کھ فی الاسلام۔ جو تم میں جاہلیت
میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر دہریے۔

حضور کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں جتنی
لڑائیاں ہوئیں، حضرت عمرؓ کے دور میں بھی غزوات میں آپ موجود تھے۔ امیر تھے بہت
تجربہ کار جرنیل تھے۔ ان کے بعد کسی قوم نے ان جیسا جرنیل نہیں پیش کیا۔ وہ ساتھیوں سے
کہتے ہیں کہ سر سے پاؤں تک، ناخنوں تک سارے جسم پر زخم لگے ہیں۔ نشان سارے جسم پر
تھے۔ تلوار، برچھی، نیزے، تیر، چاقو، سر سے پاؤں تک کوئی جگہ اسلحہ کی ضربوں سے خالی نہ
تھی مگر خدا کو منظور نہ تھا۔ تو آج چار پائی پر موت آ رہی ہے۔ اور فرمایا کہ میں اس پر افسوس
کر رہا ہوں کہ کیوں گھر میں موت آئی، کاش میں میدان جہاد میں مرجاتا، علماء نے اس میں بھی نکتہ بیان
کیا ہے کہ حضرت خالدؓ کی اتنی اچھی تمنا کیوں پوری نہ ہو سکی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی شان
محفوظ رکھتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے غزوہ ذات الامر میں تین امیر مقرر فرمائے اور فرمایا کہ
ایک امیر شہید ہو تو دوسرا امیر ہو گا۔ دوسرا شہید ہو تو تیسرا امیر ہو گا۔ تیسوں امراء شہید ہو گئے
تو دو گوں نے ان کی ایک فولادی تلوار دے دی تو تو تلواریں ان کی کٹائی میں ٹوٹ گئیں۔ احد
حضرت خالدؓ بچ گئے۔

حضور مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اطلاع دیتے جا رہے ہیں کہ فلاں شہید ہو
گئے، اب فلاں شہید ہو گئے، صحابہ کرامؓ سنتے رہے، جبرائیل علیہ السلام یہ خبر دیتے رہے، کئی سو

میل دور کی لڑائی کی خبر دہی کے ذریعہ آرہی ہیں۔ آپ جنگ کا نقشہ مدینہ منورہ میں بیان کرتے جا رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ اب خدا کے قہر و جلال کی تلوار کے ہاتھ میں تلوار آگئی۔ اب کوئی کافر ٹھہر نہیں سکے گا۔ سیف من سیوف اللہ۔ تو علماء نے لکھا ہے کہ جب حضور نے انہیں اللہ کی تلوار کہا تو اب تلوار کا کام تو اوروں کو کاٹنا ہے۔ خود کاٹنا نہیں تو اگر آپ میدان جنگ میں کافروں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہوتے تو کافر ہنستے کہ یہ کیسی تلوار تھی کہ ہم نے کاٹ دی تو حضور کے عطاء کردہ لقب کو اللہ نے محفوظ رکھنا تھا۔ تو یہ تمنائے شہادت، شہادت کی شکل میں پوری نہ ہو سکی۔ مگر وہ تو غازیوں کے سردار ہیں۔

— تو عرض یہ ہے کہ حضور اقدسؐ اور صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ سے مانگتے تھے کہ اللہ کی راہ میں قربان ہو جائیں۔ حضور اقدسؐ جمعہ کا دن ہے، خطبہ دے رہے ہیں حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ چھوٹے بچے تھے مسجد میں تشریف لائے، حضورؐ نے انہیں گود میں اٹھالیا اور فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ سید اشباب اہل الجنة حضرت حسنؓ کو اشارہ فرما کر کہا کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میری امت کے دو فریقوں میں صلح کرائے گا۔

آپ نے اولاد اور صحابہؓ کے بچنے کی دعا نہ فرمائی | حضورؐ کو وحی کے ذریعہ یہ اولاد اللہ کی راہ میں شہید ہوگی جیسے حضرت حسینؓ کہ بلا میں شہید ہوئے تو اللہ نے ان کو تبار دیا۔ حضورؐ نے اشارات بھی مستقبل کے فرمادیئے، جیسے ایک دفعہ حضورؐ جبل اُحد پر چڑھے، ان کے ساتھ صدیقؓ بھی تھے، حضرت عمرؓ فاروقؓ بھی اور حضرت عثمانؓ بھی تو پہاڑ ہلنے لگا، گویا خوشی سے ناز رفتاری کرنے لگا۔ جیسے کبھی گھوڑے پر سواری کے وقت مستی آجائے، وہ جھوم اٹھتا ہے، تو پہاڑ خوشی سے جھوم اٹھا۔ تو حضورؐ نے پہاڑ پر ایک ٹھوکر دے کر فرمایا کہ: اسکن فان علیک بنی و صدیق و شہیدان ادب سے رہو، اس لئے کہ تجھ پر ایک بنی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔ ایک حضرت عمرؓ اور دوسرے حضرت عثمانؓ شہید تھے اور حضورؐ کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ یہ خدا کی راہ میں شہید ہوں گے

بھروسے دی مگر یہ دعائے دی کہ یا اللہ انہیں قتل ہونے سے بچا لے، ان کو ظالموں اور قاتلوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے، اس لئے کہ شہید ہونا تو عین کامیابی ہے فزت ورب الکعبۃ

شہادت پر ماتم کرنے والوں کو سبق | آپ تو چاہتے تھے کہ میری اولاد اور میرے صحابہ خدا کی راہ میں سب کچھ

قربان کر دیں۔ ہم نے دعویٰ تو کیا کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ قربان کریں گے مگر جب عمل کا وقت آیا تو پیچھے ہٹتے گئیں اور مجاہدین اور شہداء کو ماتم کرنے لگ جائیں۔ آج اگر ایک جاہل کہے کہ حضور کو پتہ تھا کہ حضرت حسینؑ شہید ہوں گے، اور ایسے ایسے مظالم اور مصائب جس کا شیعہ ماتم خوان بڑھا چڑھا کر ذکر کرتے رہتے ہیں تو حضورؐ نے دعا کیوں نہ فرمائی کہ میرے نواسے اس تکلیف سے بچ جائیں۔ تو ان کا جواب تو یہ ہے کہ حضورؐ کا راہ خدا میں مال و جان اور اولاد و صحابہؓ کا قربان ہو جانا عین مطلوب ہے۔ موت تو آنی چیر ہے، جب شہادت کی شکل میں آئے تو خوشی کا باعث ہے نہ کہ غم اور ماتم کرنے کا۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے الزامی جوابات | اور ایسے لوگوں کو الزامی جواب دینا تو حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کا

کمال تھا۔ دہلی میں بڑے بڑے علماء ہیں انگریز نئے نئے ہندوستان آئے تو ان کے پادری اسلام کے خلاف شبہات پھیلانے اور مناظرے کرتے تھے۔ ایک پادری یورپ سے آیا۔ شاہ صاحب کی شہرت سنی تو دالہ اسٹریٹ سے خواہش ظاہر کی کہ دران سے ملا دیجئے۔ کہا: انہیں مت چھیڑو، زبردست عالم ہیں، شرمندہ ہو جاؤ گے۔ ان سے مناظرہ مشکل ہے اس نے کہا میں نے بہت ایسے علماء دیکھے ہیں، آپ ملاقات کرادیں انگریز حاکم نے کہا، بہت بہتر مل لیں گے۔

— ملاقات کے وقت بہت سی باتیں ہوئیں۔ جن میں دو باتیں بطور خاص تھیں

ایک بات پادری نے حضرت شاہ صاحبؒ سے یہ دریافت کی ایک راستہ پر ایک مسافر جا رہا ہے، آگے ایک چوراہے پر پہنچ کر دیکھتا ہے کہ ایک درخت کے سایہ میں ایک شخص سو یا پڑا ہے، اور دوسرا شخص اس کے ساتھ بیٹھا جاگ رہا ہے اس

رہگذر کو راستہ کی تلاش ہے کہ چور اپنے پرکدھر مڑے، اب یہ رہگذر سوئے ہوئے شخص سے پوچھے گا یا جاگنے والے سے۔ شاہ صاحب سوال کی تہ میں پہنچ گئے اور فوراً کہا کہ سوئے ہوئے شخص کا انتظار کرے گا اس لئے کہ جاگتا ہوا خود اسی انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ سویا ہوا جاگے تو مجھے راستہ بتا دے اس کو راستہ معلوم نہ تھا، اس لئے تو بیٹھ گیا ہے ورنہ چلتا رہتا۔ اب نیا آنے والا بھی جاگنے والے سے کیا پوچھے گا۔

مسیح کی نہیں حضورؐ کی پیروی | تو مطلب پادری کا یہ تھا کہ تم مسلمان خود حضورؐ اقدسؐ کی وفات کے قائل ہو کہ وہ

دنیا سے آرام فرما چکے ہیں۔ گویا کہ جیسے سوئے ہوئے ہوں۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تم مغترف ہو کہ وہ آسمانوں میں زندہ ہیں۔ تو اب آپ لوگ جاگے ہوئے سے دریافت کریں گے یا سوئے ہوئے سے۔ مطلب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ خود انتظار میں جاگ رہے ہیں کہ ضرورت پڑے کہ سوئے ہوئے کی مدد کے لئے پہنچ سکیں اور وہ قیامت سے پہلے اٹھ ہوئے فتنوں سے دین اسلام کی حفاظت فرما دیں گے۔ وہ سوئے ہوئے کے آرڈر کے انتظار میں ہیں کہ اس کے احکام پر عمل درآمد کر اقل، انگریز ساکت ہو گیا، جواب سمجھ گیا۔

پھر دوسری بات یہ پوچھی کہ حضورؐ اللہ کے محبوب ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کہا اللہ نوان کی دعا قبول فرماتے ہوں گے۔؟ کہا ہاں، ضرور کہا تو پھر انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ظالم لوگ کہ بلا میں میرے نواسے کو شہید کریں گے۔ اگر معلوم تھا تو وہ خدا سے دعا نہیں کرتے تھے کہ یہ ظالم برباد ہو جائیں کہ میرے نواسے تکلیف سے بچ جائیں۔ پھر وہ اتنے مقرب خداوندی تھے تو ایسی دعا خدا نے قبول نہ کی۔؟ تو جواب یہ تھا کہ پیغمبر اور صحابہؓ خدا سے قربانی مانگتے ہیں قربانی سے پناہ نہیں مانگتے۔ بھوک بربیاس ہو موت ہو تکلیف ہو تو بھی جو وہ مرضی خداوندی کے طلبکار رہتے ہیں، مگر پادری تو طنز کر رہا تھا کہ حضورؐ خدا کے مقرب ہوئے تو ان کے نواسہ پر ظلم کیسے ہوتا۔ اور حضورؐ نے بددعا اگر کی ہو تو خدا نے قبول نہ کی۔ شاہ صاحب نے الزام جواب دیا کہ پادری صاحب بات یہ ہے کہ حضورؐ نے زیادہ اور شکایت کی کہ میرے

نواسے کو خالموں نے آگیرا ہے اے خدا ان سے بچا دے تو خدا نے کہا اے نبی! تو نواسے کا غم کر رہا ہے۔ اور یہ انسان اتنے ظالم ہیں کہ خود میرے بیٹے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ کو پکڑ کر سولی پر تپہ چایا اور وہ چلا چلا کر مجھ سے بددعا تک رہا تھا۔ ایلی ایلی لما سیتنی اور آج بھی عیسا بیٹوں کا یہ عقیدہ ہے۔

اے میرے باپ مجھے ان یہودیوں سے بچا دے مگر میں اپنے بیٹے کو نہ بچا سکا تو تیرے نواسے کو کیسے بچاؤں۔ پادری الزامی جواب سے ایسا سمجھا کہ دم دبا کر انگریز ماکوں سمیت بھاگ گیا۔

القرض حضور نے شہادتوں کی خبر تو دی مگر یہ واقعات ٹلنے کی دعا نہ فرمائی کہ ان اللہ استرئی من المؤمنین انفسهم واموالهم بأن لهم الجنة خدا تو مومنوں سے ان کے جان و مال جنت کے بدلے خریدتے ہیں۔ قربانی نہ ہو اور جنت یہ ناممکن۔ ایک زمیندار اگر چاہے کہ گندم حاصل کرے مگر ہم اسے کہیں کہ کاشت نہ کر ورنہ بیج نہ بوو، تکلیف مت اٹھاؤ، پانی مت دو تو کیا اسے ایسا کر کے غلہ اور اناج مل جائے گا۔ تم اسلام میں درجہ چاہو تو قربانی دو گے، در نہ قربانی کے بغیر کچھ نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

حجر اوسمرا اور محاسبہ سال کا دن

خطبہ جمعہ المبارک

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ عن ابی ہریرۃؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یوماً یارز الناس فاتاہ رجل فقال متى الساعة قال ما السؤل عنہا با علم من
السائل وسا خبرک عن اشراطہا اذا ولدت الامة ربتہا..... الخ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام صحابہؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ
اتنے میں ایک شخص آیا اور حضورؐ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس
بارگ میں آپ سے زیادہ علم نہیں رکھتا البتہ قیامت کی نشانیوں سے تجھے آگاہ کر دوں
تھا۔ پہلی نشانی یہ کہ باندی اپنے آقا اور مالک کو چٹنے لگے۔ الخ

محترم بزرگوار! میں نے ایک مفصل حدیث کا ٹکڑا پڑا ہے۔ اس کے ایک حصہ کے بارے
میں کچھ بیان ہو گا جس میں قیامت کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے اور حضورؐ نے اس کی
چند علامات بیان فرمائی ہیں۔

اسلام نے ہمیں جن پاکیزہ عقائد کی تعلیم دی ہے اس میں ایک اہم
عقیدہ قیامت

عقیدہ قیامت کا بھی ہے کہ قیامت حق اور آنے والی ہے۔ دیگر آسمانی
مذہب میں بھی یہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔ گو صحیح رنگ میں نہ ہو مگر جو لوگ ملحد یا لاد مذہب اور
آسمانی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں وہ قیامت سے منکر ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ان

ہی الایاتنا الدنیا سنوت ونحو ومانحن بمعشرین (الآیہ) دیہی کہ دنیا کی
چند روزہ زندگی کافی ہے کہ جئے اور پھر مریں گے اور آئندہ بھی ہم اٹھائے جانے والے نہیں،

ان کا عقیدہ ہے کہ جو مرا بس خاک ہو کر اس کا قصہ ختم ہوا۔ باقی
منکر قیامت اقوام دنیا میں اپنی قسمت کے مطابق کوئی پچاس سال کوئی ساٹھ سال

عیش و عشرت سے زندگی بسر کر دیتا ہے۔ اس لیے یہ لوگ ہر چیز سے آزاد اور بے پرواہ ہیں۔ ان کا مقصد حیات صرف دنیا ہے کہ عزت و دولت، شہرت و راحت کسی طرح حاصل ہو جائے۔ یہ لوگ دین، قوم، ماں باپ، بہن بھائی کے حقوق کیا جانیں جب کہ ان کو حساب و کتاب کا فکر نہیں۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ بعض منکر خدا اقوام نے بھی ملک کے نظام اور امن و امان کے لیے کچھ قوانین وضع کر لئے ہیں مگر وہ بھی صرف باہمی مفادات کی وجہ سے اور خود غرضی کا جذبہ اس میں بھی پنہاں ہے۔ در نہ یہ لوگ خدا کے حقوق ماننے کے قائل ہیں نہ مخلوق کے۔

محاسبہ قیامت کے گواہ اور شواہد | دوسری طرف اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ موجودہ زندگی آخرت کا وسیلہ ہے جو دائمی اور ابدی

سُرت و شادمانی کی زندگی ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ موجودہ تمام عالم ایک دن ختم ہو کر دوبارہ پیدا ہو گا۔ نہ صرف انسان بلکہ حیوانات، پرند پرند سب کا معاد ہو گا۔ ہر شخص کا محاسبہ ہو گا، دعاوی ہوں گے اور اس کے ثبوت کے لیے دلائل اور شواہد پیش ہوں گے، یہ برد بھر اور یہ کون و مکان سب گواہ بن کر حاضر ہوں گے، جس جگہ تم نے نماز پڑھی، نیک اعمال کئے، وہ جگہ اور وہاں کی ہوا بھی گواہی دے گی۔ نماز یا جماعت میں شامل ہونے والے ایک دوسرے پر گواہ ہوں گے، مؤذن کی آواز جہاں جہاں پہنچتی ہے وہ تمام اشیاء گواہی دیں گی۔ چالاک اور خود سر لوگ جس طرح دنیا میں گواہوں کی موجودگی میں تہم کا اعتراف نہیں کرتے وہاں بھی ایسے لوگ کہیں گے واللہ رہنا ماکتہ مشوکین (قسم ہے اے ہمارے رب ہم مشرک نہیں تھے) یہ تو سب یسری ہی مخلوق ہے، میں ان کی گواہی صحیح نہیں تسلیم کرتا۔

شہادت اعضاء و جوارح | تو خداوند تعالیٰ اس کی قوت گویائی سلب فرما کر اس کے اعضاء اور جوارح ہاتھ پاؤں، ناک کان آنکھ اس کے اعمال بد جوارح، چوری، ظلم، زنا، ناجائز نظر وغیرہ پر گواہ ہوں گے۔

اليوم نختم علیٰ افواهہم
ونکلسنا ایدیہم وشمہم
ارجلہم بما کانوا یکسبون۔
(سورہ یس)

آج ہم ان کے منہ پر مہر کر دیں گے اور جو کچھ یہ لوگ کرتے رہے تھے ہم اس کو ان کے ہاتھ سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں کی گواہی دیں گے۔

جیسے آج کل گراموفون یا ٹیپ ریکارڈ بیچ کر سب کچھ بیان کرتا ہے یہی منظور دہاں بھی سامنے آئے گا اور آج کل کی سائنس نے یہ مان لیا کہ آوازیں تک بھی فضا میں محفوظ نہیں۔ دو جہد واما عملوا حاضر اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا اسے حاضر یا نہیں گئے، نیز جس طرح آج کل یورپ میں بعض دفعہ عین جرم کرتے وقت تصویر لے لی جاتی ہے جسے بعد میں عدالت میں پیش کر دیا جاتا ہے اسی طرح وہاں بھی اعمال تشکل بن کر سامنے آئیں گے۔ ہر عامل عمل کرتا ہوا سامنے آئے گا اسلام نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ دنیا نہ جزا کی جگہ ہے نہ سزا کی۔ جزا کا بدلہ کام اور وقت سے پہلے نہیں ملا کرتا۔ دنیا کی زندگی میں بھی سب کے لیے محنت اور مزدوری کا وقت مقرر ہے اور وقت سے پہلے تنخواہ نہیں ملا کرتی۔ اسی طرح جزا و سزا کے لیے خدا نے یوم القیامت پیدا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی انسان پر بیشمار نعمتیں | بھائیو! اتنا سوچو کہ ہم اس دنیا میں خود نہیں آئے

نہ خود پیدا ہوئے کسی نے ہمیں پیدا کیا۔ پھر ہر ہر سینڈ کو وٹروں نعمتیں ہیں جن کے لیے ہم اپنی زندگی میں محتاج ہیں۔ یہ زمین ہمارے چلنے پھرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اگر ذرا بھی قدموں سے سرک جائے تو زندگی ختم ہو جائے۔ سورج کو روشنی اور حرارت کے لیے محتاج الیہ بنایا۔ اگر اس کی حرارت نہ ہوتی تو فصلی کہاں سے پکتا۔ ہوا اور پانی نہ ہوتے تو زندگی کیسے باقی رہ سکتی۔ یہ آنکھیں نہ ہوتیں تو دیکھتے کہاں سے۔ زبان حرکت نہ کر سکتی تو بولتے کیسے۔ کان نہ ہوتے تو سنتے کیسے۔ ہاتھ پاؤں نہ ہوتے تو اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا محال ہو جاتا۔

منعم اور خالق کے حقوق | گویا کروٹروں نعمتیں ہیں جن پر ہماری زندگی کا دار و مدار ہے۔ یہ نعمتیں کس نے دی ہیں؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ

ایک ماوراء الادراک اور مافوق الفطرۃ طاقت ہے جس کی طرف سے الغامات کی بارش ہو رہی ہے اور اسی کو خدا کہا جاتا ہے۔ وہی ذات جس نے ہمیں پیدا کیا، ہماری پرورش کی، وہ ہمارا خالق اور رب ہے۔ تو کیا اس خالق کا ہم پر کوئی حق نہیں؟ — ایک زمیندار بغیر ادانے حق کے مالک سے دس من گہوئل نہیں لے سکتا نہ ایک ملازم بغیر کام کے تنخواہ مانگ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ گائے اور بیل کو بھی بغیر ہل چلانے کے چارہ اور گھاس نہیں دیا جاتا تو جس ذات

نے ہمیں اس چارے اور گھاس کا مغز گندم اور غلہ دیا اس کا کوئی حق نہیں اور کیا یہ سب کچھ
بلا مقصد مقرر ہوا ہے ؟

افحسبتم انما خلقنکم عبثاً ۱ تم سمجھتے ہو کہ کیا ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا اور
وانکم الینا لترجعون فتعالی اللہ ۲ کیا تم ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے سو
الملک الحق۔ اللہ تعالیٰ ایک بادشاہ حقیقی ہے اور بہت بلند

و بالا تر ہے۔

انسان کا کوئی کام بغیر حکمت کے اور بے فائدہ نہیں ہوتا تو خدا جو اس سارے کارخانہ کا
خالق، قادر حکیم اور منتظم ہے، کیا اس نے یہ کارخانہ عالم لغو پیدا کیا؟ ایک عقلمند یہی کہے گا کہ
ان نعمتوں کے دینے والا آقا کے حقوق ہیں اور ان حقوق کو پورا کرنے والا اس کا جزا یقیناً انگ
صورت میں پائے گا۔

اب جب کہ اس عالم کی تمام نعمتوں سے منکر اور مومن، کافر اور مسلمان
قیامت کی ضرورت | باغی اور مطیع سب یکساں فائدہ اٹھا رہے ہیں اس روئے زمین
پر اللہ جل مجدہ کی نعمتوں کا جو دسترخوان بچھا ہے نہ صرف مسلمان بلکہ سکھ، انگریز، یہودی اور عیسائی
بدکار، قاتل، فاسق اور ناجبر سب اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں چہنچہن تا امریکہ قطب جنوبی تا قطب
شمالی برابر ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں غرض یہ آسمان اور زمین تمام نبی نورع انسان کے
لیے کارآمد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

المن جعل الارض مهاداً والجبال ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو منہ
اوتاداً وخلقنکم ازواجاً وجعلنا ۱ نہیں بنایا اور ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا بنایا اور
نومکم سبائاً وجعلنا الیل لباساً ۲ ہم ہی نے تمہاری نین کو آرام رات کو پردہ اور
جعلنا النهار معاشاً وبنینا فوقکم ۳ دن کو کماٹی کا وقت بنایا اور ہم ہی نے تمہارے
سبعاً شداداً وجعلنا سراجاً وھاجاً ۴ اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور آفتاب کو
وانزلنا من المعصرات ماءً ۵ روشن چراغ بنایا اور ہم ہی نے برسنے والے بللوں
ثجاجاً لنخرج بہ حیاً ونبتاً ۶ سے بکثرت پانی برسایا تاکہ ہم اس پانی سے غلہ

جب کہ یہاں ظالم اور مظلوم و نیک اور بے دین سب
ظہورِ عدل و انصاف کا دن | ان نعمتوں میں شریک ہیں۔ اب اگر قیامت کا عقیدہ

نہ مانا جائے اور جزا و سزا کا دن نہ ہو تو یہ اندھیر نگہی ہو جائے گی۔ دنیا غدار و وفادار کو ایک
 نظر سے نہیں دیکھتی۔ زمیندار بھی دودھ دینے والے اور سوکھی گائے بھینس کو ایک نظر سے
 نہیں دیکھ سکتا تو کیا اللہ تعالیٰ جو خالقِ عالم حکیم و علیم ہے وہ مومن و کافر کے درمیان فرق نہ
 کرے گا۔ اور وہ ایک نہ ایک دن ظالم کو سزا اور مظلوم کو اس کی جزا دے تو مطلب یہ ہو گا
 کہ اس دنیا میں تو ظالم و مظلوم نے یکساں زندگی بسر کی، اس کے عدل و انصاف کا ظہور کب
 ہو گا۔ مسلمان کے نزدیک اس ظہور کے موقعہ کو قیامت کہتے ہیں۔ دنیا اور قیامت کی مثال ایسی
 ہے جیسے کاشت کار نے غلہ بویا، کھاؤ ڈالی، پانی دیا، ہا غلہ کے ساتھ گھاس کاٹے بھی پیدا
 ہوتے رہے مگر کاشت کار ایک خاص وقت تک یکساں سب کو سیراب کرتا رہا اور اس کے کھاؤ
 اور پانی سے اناج اور پھل کی بہ نسبت گھاس اور بھوسہ زیادہ فائدہ حاصل کرتا رہا۔ دینیوی
 نفع بھی ظالم و ستم کش زیادہ حاصل کرتے ہیں۔ اہل حق و دیندار مغلوب اور گنہگار ہوتے ہیں غرض
 چھ ماہ بعد کاشت کار نے کٹائی کے وقت فصل کاٹا اور کھلیاں میں ڈال کر بھاری بھاری مشینوں اور
 بیلوں سے روند ڈالا۔ ہر طرح اسے پامال کیا۔ پھر گھاس اور بھوسہ الگ کر کے اسے جلا ڈالا اور اناج
 کو صاف کر کے بحفاظت و صفائی رکھ دیا۔ اس زمیندار نے انصاف کیا۔ بھوسہ الگ کرنا ضروری
 تھا مگر کافی عرصہ بعد اس نے اناج اور بھوسہ میں یہ امتیازی سلوک برتا۔

اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ صرف نیکی و سچائی والے دنیا کی نعمتوں
یوم الفصل اور ایک شبہ | سے فائدہ اٹھائیں اور تمام بے دین اور ملحد ختم ہوں برائیوں

کا وجود ہی نہ ہو تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی یہ زندگی گویا کاشت کار کے فصل کے چھ مہینے ہیں
 کہ اس میں پھل اور کھانے کی سب کچھ اٹھائیں گے کہ اس کھلیاں پر حق و باطل کو الگ کر دیا جائے
 گا۔ اہل حق جنت اور اہل باطل جہنم بھیج دیئے جائیں گے۔ پھر وہاں ہر عمل کا بدلہ آنکھوں کے
 سامنے آ جائے گا۔ قیامت جو تمام عالم کے اعادہ کا نام ہے۔ یعنی نہ صرف زید کو زندہ کیا جائے

گا بلکہ اس کی کارکردگیوں کے گواہ اور محل وقوع یعنی زمین و آسمان کو دوبارہ پیدا فرما دے گا۔ اس لیے صرف دعوائے نہ ہو گا بلکہ اس عدالت میں نہ صرف انسان بلکہ اس کا گھربار نباتات و جمادات سب گواہ بنیں گے۔ ہر شخص کا علیحدہ فائل اور صحیفہ اعمال ہو گا۔

وینوی نعمتوں کے ذکر کے بعد خدا نے فرمایا:۔ ان یوم الفصل کان میقاتا۔

(پیشک فیصلہ کا دن ایک مقررہ وقت ہے۔)

ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ | قدیم فلاسفہ اور ہندوستان کے ہندو بھی ایک حد تک جزا و سزا ملتے ہیں لیکن قیامت کو نہیں بلکہ تناسخ

کے قائل ہیں کہ نیکیوں کے روح بادشاہ، شاہزادہ یا کسی اونچے گھرانے کے افراد کے جسموں میں لوٹ کر آتے ہیں اور برے اعمال والے کتے سانپ اور خنزیر کے جسم میں داخل ہو کر اسی شکل میں اپنے کئے کی سزا پاتے ہیں۔ میں زمانہ طالب علمی میں میرٹھ میں تھا۔ وہاں قیامت کے مسئلہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مناظرہ ہوا۔ مسلمان مناظر نے کہا کہ تمہاری مذہبی کتابوں میں ہے کہ گوشت کھانے والا شخص دوبارہ دنیا میں کتے کی شکل میں آئے گا اور میں نے خود بھی کباب وغیرہ کھایا تھا اور یہ جو بڑے بڑے ہندو بیرسٹر وغیرہ موجود ہیں سب شراب و کباب داسے ہیں اور گوشت کھا چکے ہیں۔ جب مجھے ہندو دھرم کی کتابوں سے کتابن کر سزا پانے کا علم ہوا تو سخت متحیر ہوا کہ اب اس گناہ کی معافی بھی ہوگی یا نہیں۔ مجھے کہا گیا کہ اس گناہ کی معافی نہیں ہو سکتی۔ حیران تھا کہ کتابننے سے کیسے بچوں اور سوچا کہ کتابن کر مسلمانوں کے گھروں میں بڑیاں چباتا پھروں۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ مذہب اسلام اختیار کر لوں کہ کتابن بھی نہ بنوں اور گوشت بھی جی بھر کر کھاؤں کیوں کہ اسلام میں تمام گناہ تو برے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

ان الله یغفر الذنوب جمیعاً۔ (ترجمہ) ”یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔“

ہندو مذہب میں خدا کا تصور یہ ہے کہ ایک دفعہ گناہ کرنے کے بعد تمام عمر معافی مانگو وہ کبھی معاف نہیں کرے گا جیسے کہ زبردست جابر و حاسد حاکم کبھی معاف نہیں کرتا اسلام میں خدا کی شان رحمان و رحیم بیان کی گئی ہے۔

لے میرے ہندو جنہوں نے اپنے آپ پر یادت لیعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا

تَقْتَضُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ۔

اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوں۔

اللہ تعالیٰ مشفق ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ صرف معافی مانگنے کی دیر ہے معافی دینے میں کوئی مانع نہیں۔

عقیدہ تناسخ کا غلط ہونا | تناسخ کا یہ عقیدہ ہر لحاظ سے غلط اور خلاف عقل ہے۔ دنیا میں ہر مجرم اور نیکی کرنے والے کو جزا دیا سزا کے وقت اپنی

نیکی یا بدی کا علم ہوتا ہے۔ آج بھی بہادری اور شجاعت والوں کو تمغے دیئے جاتے ہیں اور قیدی کو اپنے جرم و سزا کا پورا حال سنوا دیا جاتا ہے۔ عقیدہ تناسخ کے مطابق تو ہزاروں لاکھوں لوگ کتے اور خنزیر ہوئے ہیں اور کئی اپنی نیکیوں کی جزا میں نعمتوں میں پل رہے ہیں مگر مجرم کو مجرم اور انعام پانے والوں کو اپنے عمل کا علم ہی نہیں۔ آج تک اپنا پہلا جہنم کسی کو یاد ہی نہیں تو اس کے اعمال و افعال کس طرح معلوم ہوں۔ پہلے جرم کا اثبات ہوتا ہے۔ اگر جہنم اور سزا کے لیے پچھلے جہنم کے گواہوں کو پیش کیا جائے۔ تو گویا اعادہ عالم یعنی قیامت مان لینا ہوا، اور اگر مجرم ایک عالم میں اور اس کے گواہ دوسرے عالم میں رہیں تو بلا ثبوت و اثبات جہنم اور سزا دی گئی جو سراسر عدل و انصاف کے خلاف ہے۔

قیامت اور اسلام کی تعلیم | ادھر اسلام نے واضح تعلیم دی ہے کہ از آدم تا قیامت تمام مخلوق یہاں سے فائدہ اٹھائے گی۔ یہ دار العمل ہے دار الجزا

نہیں اور ایک مقررہ وقت پر تمام مخلوقات جاندار و غیر جاندار سب معاد ہوں گے اور اسی دن کو قیامت اور یوم الساعت کہا جاتا ہے۔ بس عقلمندی یہ ہے کہ وہاں کے لیے تیاری کی جائے نہ یہ کہ اس کی تاریخ معلوم کرنے کے پیچھے پڑ جائے۔ ہر شیخ شخص کو اگر کہا جائے کہ یہ چھت کمزور ہے مگر جائے گی تو وہ اس کے مضبوط کرنے کی کوشش کرے گا۔ نہ یہ کہ بارش کب ہوگی اور یہ کب گرے۔ قیامت کے بارہ میں قطعی علم بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں۔

علامات قیامت | البتہ حضرت جبرائیل نے اجنبی کی شکل میں آکر حضور اقدسؐ نے حکیمانہ انداز میں جواب دیا اور کچھ علامات بیان فرمائیں گویا جیسے انسان جب بوڑھا

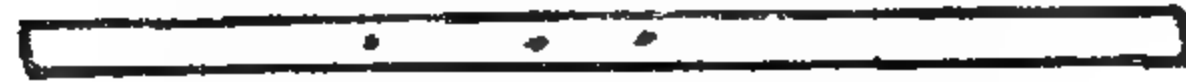
ہو جائے، سنبھل نہ سکے، اس کے اعضاء گرنے لگیں تو سمجھے کہ اس کے مرنے کا وقت قریب

ہے۔ اسی طرح اس عالم اکبر دنیا کے بارہ میں حضورؐ نے فرمایا کہ جب اصول اور افضل ذیل اور

مغلوب ہوں اور کم تر و فرومایہ اشیاء اور فروعات غالب اور معزز ہو جائیں تو قیامت قائم ہونے اور قریب ہونے کی علامت ہے۔ مثلاً فرمایا کہ اولاد ماں پر مالک کی طرح حاکم بن جائے یہ علامت ہوگی اس بات کی کہ عالم اکبر کی فضا بالکل مسموم ہو چکی ہے اور مثبت انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ کتنا بھی ایک ٹکڑے کے بدلے ساری رات اپنے محسن کی چوکیداری کرتا ہے اور چوپایہ بھی گھاس چارے کے بدلے مالک کی خدمت کرتا ہے۔ جب کہ محسن کی قدر دانی اور وفاداری کا جذبہ حیوانات میں بھی ہو، پھر انسان اس سے بھی محروم ہو جائے تو یہ اس عالم کی تباہی کی دلیل ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بعد سب سے زیادہ احسانات والدین کے ہیں سب سے بڑھ کر خیر خواہ اور بہادر والدین ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقل سلیم والا کوئی شخص بھی ماں باپ کی خدمت اور حسن سلوک اور قدر دانی سے انکار نہیں کر سکتا۔

تو ایک علامت حضورؐ نے یہ بتلائی کہ عورتیں مالک جتنے لگیں۔ گویا کہ عورت نے مالک کو جتنا ہو اور ماں نے لڑکی کو نہیں بلکہ ماں کو جتنا ہو۔ ہر لڑکی ماں پر ایسی حاکم گویا یہ اس کی باندی ہے اور لڑکی اس کی مالک، یہی حال باپ اور بیٹے کا ہے تو گویا یہ علامت ہے کہ عالم اکبر کا داغ ماؤں ہو کہ رہ گیا ہے کہ محسن اور غیر محسن، افضل اور کم تر کا فرق نہیں رہا جیسے کہ سرسام کے مریض کی امتیازی قوت ختم ہو جاتی ہے اور سب کو گالی دینے لگے تو حکیم کہہ دیتا ہے کہ اب یہ مریض مرے گا۔ عالم کا مزاج جب بگڑے گا تو جان لو کہ قیامت سے قبل اس کی فنا اور پھر اعادہ ہو گا یعنی قیامت کا دن۔ خداوند کریم ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق دے۔ اگر قیامت کے حساب و کتاب اور حضورؐ کا عقیدہ راسخ ہو جائے تو کیا مجال کہ پھر غلطی اور گناہ سرزد ہو۔ یہ دنیا کے اندر عذاب جو ملتا ہے یہ تنبیہات ہیں۔ جیسے مدرسہ کے طالب علم کو کبھی کبھی استاد تنبیہ کر دیتا ہے مگر اصل فیصلہ قیامت اور جزاء و سزا کے دن ہوگا:

(وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)



يوم القيامة

شہادتِ قیامت سے بچانے والے اعمال

خطبہ المبارک ۲۵ رجمادی الاول ۱۳۹۵ھ

نحمدہ کا ونصلی علی رسولہ الکریم حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی حضور اقدسؐ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کا دن کب آئے گا۔
؟ بھائیو! قیامت کا دن حق ہے۔ اور بہت بڑا داغیہ بہت بڑا واقعہ ہے۔

قیامت کی گرمی | یہ آجکل کی گرمی کا اندازہ لگا لو کہ سورج ہم سے کئی کروڑ میل دور ہے اور ہم اس کی تپش اس کی حرارت برداشت نہیں کر سکتے، قیامت کے دن نہ درخت ہوں گے نہ دالان اور برآمدے نہ زمین میں گڑھے، کوئی سایہ دہلی چھڑ نہیں ہوگی بالکل ہموار میدان ہوگا، ساری زمین لا تتر علی فیہا عوجاً ولا امتا مشرق میں کوئی کھڑا ہو تو اسے مغرب کے آدمی نظر آئیں گے کہ سب ہموار سطح پر ہوں گے۔ اور حدیث میں ہے کہ یہ سورج بقدر ایک میل سردی کے قریب ہوگا۔ اگر میل سے مراد آجکل کا میل مروج ہو تو نہ باد سے زیادہ اتنا دور ہوگا، جیسا کہ یہاں سے اکوڑہ خشک کاریلوے اسٹیشن تو جب اس وقت کروڑوں میل دور ہے تو یہ حالت ہے، تو قیامت کا دن کیسا ہوگا۔ جب سورج اتنا نزدیک ہوگا تو اس کی تپش اور حرارت کتنی ہوگی؟ اور اس وجہ سے حدیث مبارک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ پینے میں ڈوبے ہوں گے۔ بعض کا پینہ ٹخنوں تک بعض کا گھٹنوں تک بعض کا ناف تک بعض کا سینہ تک بعض کا منہ سے ٹکرائے گا۔ جیسا کہ لگام ہوتا ہے۔

ہاں جن پر اللہ کا فضل ہوگا الگ بات ہے، حدیث جن پر عرش کا سایہ ہوگا | میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یہ

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم سبعة یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ امام عادل وشاب نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل تلبس معلق بالمسجد اذ اخرج منه حتی یعود الیہ ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل ذکر اللہ خلیاً ففاضت عیناہ ورجل دعتہ امرۃ ذات حسب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجل تصدق فانخفاھا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق بمینہ ^{منفق علیہ} کہ سات آدمی قیامت کے دن جب کہ اور سایہ نہ ہوگا اللہ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ یہ سات بھی کیسے لوگ ہیں؟ ۱۔ ایک تو عادل بادشاہ۔

جوانی اور عبادت | ۲۔ دوسرا۔ شاب نشأ فی عبادۃ اللہ وہ جوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گزری ہو۔ در جوانی توبہ کر دن شیوہ پیغمبری کسی نے فحشاء کی دعوت دی مگر وہ اپنے آپ کو بچا گیا۔ اور آج بھی ایسے بعض جوان ہیں اللہ ان کی عمروں میں برکت ڈال دے جو حرام کام نہیں کرتے، کسی پر بری نظر نہیں ڈالتے۔ زبان سے ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے، جھگڑا کسی سے نہیں کرتے، علم کے حصول میں، کتاب کے مطالعہ میں لگے رہتے ہیں یا خدمتِ خلق میں یا اپنی حلال تجارت اور ملازمت میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ شاب نشأ فی عبادۃ اللہ۔ کے مصداق ہیں۔ جوانی کی زندگی، ساری عبادت میں گزری اور یہ طلبہ دین کو تو بہت خوش ہونا چاہیے کہ یہ تو دن رات دین میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عمل میں اخلاص اور لگجھت کی توفیق دے۔ ۳۔ تیسرے ایسے دو آدمی جو اللہ کی رضا کے لئے آپس میں بحث کرتے ہیں ان میں خلوص و محبت ہے کوئی غرض اور لالچ نہیں۔

الحب فی اللہ | ۳۔ رجلان تحابا فی اللہ اجتماع علیہ وتفرقا علیہ اللہ کے دین کی تقویت اللہ کی خوشنودی کے لئے ان کا باہمی پیار ہے ان کا اکٹھا ہونا اور الگ ہونا اسی بات پر ہوتا ہے، اللہ کے لئے قطع تعلق یہاں تک کہ ماں باپ سے بھی تعلق کی بنیاد اللہ کی محبت ہے۔ خدا کا حکم ہے، ان اشکر لی ووالدیک اللہ کی مرضی ہے، اور حکم ہے، تو یہ بھی اللہ کے لئے محبت ہے کہ مجھے اللہ نے والدین کے حقوق

کی ادائیگی پر مامور کیا ہے، اسی طرح اولاد سے محبت کہ مجھے اللہ نے اولاد کی محبت و شفقت سے
پر مامور کیا ہے۔ تو اولاد سے بھی محبت اللہ کے لئے ہوگی، حتیٰ کہ اپنی بیوی کے حقوق کی
ادائیگی اور محبت بھی کہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہے۔ تو یہ محبت بھی موجب اجر ہے۔ اور
انسان کے ذمہ اللہ کے بھی حقوق ہیں اور بندوں کے بھی۔ اور یہ بھی شارع نے فرض کئے
ہیں، تو یہ اگر اس حیثیت سے ادا کرتا ہے، نیت یہ ہے تو یہ بھی اللہ سے محبت ہے۔

اخلاص نیت سے دنیا بھی دین | ایک شخص نے ایک بنگلہ بنایا بہت شاندار
اور خوبصورت ایک عالم سے تعلق اور واسطہ

تھا انہیں بلایا نئے بنگلہ میں کہ افتتاح کرنا ہے نئے گھر کا۔ وہ گھر میں داخل ہوا ادھر ادھر
گھوما روشندان کے بارہ میں پوچھا کہ یہ کیوں لگایا ہے۔ کہا کہ تازہ ہوا اور روشنی کے
لئے جو کہ صحت کے لئے مفید ہے۔ اندر کے جو اٹیم بھی باہر نکلیں گے۔ صحت کے اصول کا
تقاضا تھا، اس لئے لگوا یا ہے۔ عالم نے کہا کہ افسوس اگر یہ ارادہ کر لیتا کہ مسجد کی اذان
اس کے ذریعہ سے سنائی دے گی، ایک مستغیث فریادی مدد کے لئے کہیں پکارے گا
تو اس کی امداد کو جلد پہنچ سکوں گا۔ نو وہ تازہ ہوا بھی اور روشنی بھی خود بخود پہنچتی منافع دنیوی
بھی حاصل ہوتے مگر نیت سے یہ روشندان ادر کھڑکی بھی موجب اجر و ثواب اور عبادت
بن جاتی۔ تو اگر روٹی کھائیں اچھے کھانے کھائیں اور اس نیت سے کہ بدن کو غذا پہنچے
روح قوی ہو جائے اور اس قوت سے اللہ کی عبادت کر سکوں تو یہ کھانا بھی عبادت ہے
یہ حلال مزدوری اور مشقت بھی اس نیت سے کرنا کہ اس سے جسم کی مشین قوی ہوگی اور
اللہ کی عبادت بندگی مخلوق خدا کی خدمت حقوق کی ادائیگی کر سکوں گا تو یہ مزدوری اور
ملازمت اور کاشتکاری بھی عبادت بن جائے گی، دن بھر کی ملازمت بھی دین بن جائے
گی اور یاد رکھو کہ جو شخص اس نیت اور خیال سے کام میں مشغول ہو تو وہ ہر قدم اور ہر کام
میں اللہ کے احکام کا پاس بھی رکھے گا۔ کبھی مخالفت حکم نہیں کر سکے گا، تو حدیث میں ہے کہ:

من احب الله و ابغض دینه

واعطی الله فقد استكمل الايمان۔

تو اللہ کے لئے ایسے شخص نے ایمان کو مکمل کر لیا۔

محبت بھی اللہ کے لئے کرے گا۔ بغض

بھی اللہ کے لئے کرے گا، کسی کو یاد بھی

حتى اللقمة نرفعها في امرناك يا رب لقمه اٹھا کر بیوی کے منہ میں ڈال دیا تو یہ بھی
ابرو ثواب بن جائے گا۔ مگر نیت پر انحصار ہے کہ اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ بھائیو! اللہ کی
رضا بہت بڑی چیز ہے۔

بچوں کے صدر پر اجر کی زیادتی کی وجہ | ایک حدیث میں ہے کہ جب
دن ماں باپ کی سفارش کریں گے کہ انہیں جنت میں لے چلیں۔ شفع ہوں گے والدین
کے لئے مگر ایک بالغ اولاد مر جائے کئی مر جائیں تو اس کی اتنی فضیلت نہیں آئی، گو صدر
پر صبر کرنے کی فضیلت تو ہے، اللہ تعالیٰ ایک کا نساپ جتنے کی تکلیف اور اس پر صبر کرنے
پر بھی اجر دیتا ہے۔ مگر بالغ اولاد کا صدر نہ تو والدین کو بہت زیادہ ہے۔ مگر بچوں کی موت
والا اجر نہیں۔ علماء نے اس کی کئی وجوہات لکھی ہیں۔ اول بچوں کی موت کی کئی خصوصیات
بیان کی ہیں، مگر ایک وجہ یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ والدین کی فطری اور طبعی محبت
ہوتی ہے۔ اور یہ تو منطقیوں کی تعبیر ہوگئی اصل بات یہ ہے کہ لگھی محبت ہوتی ہے۔ بلا لالچ
اور بے غرض محبت ہوتی ہے۔ والدین دن رات جاگ کر ان کی خدمت کرتے ہیں
پنکھا جھلاتے ہیں، گود میں اٹھاتے ہیں۔ ان کے بول ویرانہ کو دھو کر انہیں صاف کرتے ہیں
اور یہ تو والدین سے پوچھو کہ کیسی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ تو یہ سب کچھ اس وجہ سے نہیں کہ
بچے والدین کو روٹی کپڑا دیتے ہیں یا خدمت کرتے ہیں۔ یا مستقبل میں ایسا کریں گے۔ یہ بات
بھی والدین کے تصور خیال میں قطعاً نہیں ہوتی کیا معلوم کہ بچہ جوان ہوگا بڑا ہوگا۔ بچے کے کا
یا نہیں۔ ۲۰-۲۵ سال بعد والدین زندہ بھی ہوں گے یا نہیں یعنی اگر خدمت کریں ہی تو ۲۰ سال
بعد اور اس کا کس کو علم ہے تو اس وقت میں والدین کی خدمت خالص اللہ کے لئے ہے
بے غرض ہے تو یہ شفقت و خدمت ہے غرض ہوگئی تو اس کا اجر بھی یہ ہے کہ قیامت کو بچہ
خدا سے اصرار کرے گا کہ جب تک والدین کو جنت میں لے جائیں گے تو خود بھی نہیں جائیں
گے بشرطیکہ ماں باپ موئن ہوں۔

الغرض قیامت کے دن وہ مومن جس کا باہمی تعلق و محبت اللہ کی محبت کے لئے ہو وہ

عرش کے سایہ میں ہوں گے اور وہ جوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گذری وہ عرش کے سایہ کیچے ہوں گے۔

خفیہ اتفاق فی سبیل اللہ ۴۔ اس کے علاوہ ایسا شخص بھی عرش کے سایہ میں ہوگا جو دائیں ہاتھ سے خرچ کرے مگر بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو اور ہم لوگ تو ذرا سی نیکی بھی کریں تو اخبار میں نام اور خوش آنا چاہیے کہ سارے شہر اور گاؤں کو پتہ چل جائے تب خیرات کرتے ہیں، اللہ کے نام پر تو وہ خیرات ہے کہ بالکل خفیہ ہو کسی کو پتہ نہ چلے اور نیت کو اللہ پاک دیکھتے ہیں بخاری شریف میں روایت ہے کہ کسی نے خفیہ صدقہ کرنے کی فقیہیت سنی تو رات تاریکی میں دیوار کی آٹھ میں کھڑا ہوا کہ کوئی پہچان نہ لے راستہ میں کوئی گذر نہ ہاتھا تو اس کے ہاتھ مال تقما دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ رات ایک چور چوری کرنے جا رہا تھا کسی نے اسے بڑی دولت دے دی کسی کو پتہ تو تھا نہیں، اس نے بات سنی تو حیران ہو گیا اور دل میں کہا کہ یا اللہ عجیب بات ہوئی خیرات بھی کر دی اور صدقہ چور کو دے دیا۔ دوسرے دن خیال کیا کہ مرد تو چوری کرتے ہیں، عورتیں نہیں کرتیں، رات کسی خفیہ جگہ کھڑا ہو گیا ایک عورت راستہ میں جا رہی تھی، اس نے اس کے دامن میں جلدی سے دراہم و نابھہ ڈال دئے اور چل پڑا۔ صبح پھر شہر میں پتہ چاہوئے لگا کہ فلاں کسی عورت کہیں زنا کرنے جا رہی تھی اور کسی نے اسے بڑی دولت دے دی۔ یہ اور بھی پریشان ہو گیا۔ کہ یا اللہ خیرات سناچی کر دی اور زانیہ عورت کو دے دی۔ تیسری رات پھر کسی مسجد میں خفیہ طور پر آیا اور کوئی شخص بیٹھا تھا۔ اسے کچھ دے دیا۔ اور چل پڑا وہ شخص خود بہت بڑا غنی تھا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے اور فلاں یہ میں اور ثواب کو کسی نے بڑی رقم دے دی۔ تو تین دفعہ صدقہ دے دیا اور بے پام صرف میں کہ فقیر اور مستحق کو نہ پہنچا۔ بہت فکر مند ہوا تو غیبی آواز آئی کہ غم مت کرو تمہارا ثواب قبول ہو گیا تم خفیہ صدقہ کرنا چاہتے تھے، اللہ نے تمہاری نیت اور اخلاص کو قبول فرمایا۔ تو پورے ہاتھ جو دولت آئی تو اس رات اس نے چوری نہ کی کہ دولت مل گئی ہے تو چوری سے کیا فائدہ۔ عورت زنا کے لئے دولت کے لالچ میں جا رہی تھی، دولت ملی تو زنا سے بچ گئی، غنی شخص دولت مند آدمی تھا اسے دولت دی گئی تو اس نے سوچا کہ خدا نے مجھے بھی

بھی دولت دی ہے، دوسرا امیر اللہ کی راہ میں ایسے ایسے لگا رہا ہے، تو مجھے بھی خرچ کرنا چاہئے، اس نے بھی عبرت لے لی۔ تو عرش کے سایہ میں جو چند لوگ ہوں گے۔ ان میں اللہ کی راہ میں خفیہ طور پر خرچ کرنے والا بھی ہوگا۔ اور وہ شخص بھی جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی انہیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ دل نرم ہو گیا، گڑ گڑایا، اللہ کی عظمتوں کے سامنے اس پر کچھ طاری ہو جاتی ہے۔

اور ایسا شخص بھی جس کا دل ہر وقت مسجد کے ساتھ وابستہ رہتا **مسجد سے وابستگی** ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے دکان میں کھیت میں کارخانہ میں یہی نکرہ ہے کہ نماز باجماعت فوت نہ ہو جائے۔ مسجد میں جا کر ایسا سکون پاتا ہے جیسے کہ چھٹی کو دریا میں راحت ہوتی ہے۔ جب مسجد سے باہر آجائے تو دوسری نماز کا منتظر رہتا ہے۔

اور حدیث میں فرمایا کہ ایسے شخص پر بھی قیامت کے دن اللہ کا عرش **گناہ سے بچنے والا** سایہ افکن ہوگا، جسے کسی نوجوان خوبصورت عورت نے تنہائی میں گناہ کی دعوت دی، کوئی ظاہری رکاوٹ نہ تھی مگر اس نے اپنے نفس کو پاٹمال کیا۔ خواہشات کو دبا کر اس عورت کو کہا کہ نہیں میں تو اللہ تعالیٰ حکیم و علیم سے ڈرتا ہوں۔ ایسے گناہ کی حیرت نہیں کر سکتا۔ تو ایسے اعمال واسے جن کے دلوں میں اللہ کی زندگی اور خوف ہو، عرش کے سایہ میں محشر کی دھوپ اور تپش سے بچ جائیں گے، اور باقی ساری مخلوق دھوپ میں کھڑی ہوگی اور وہ دھوپ بھی بہت قریب یعنی ایک میل کے فاصلے سے۔

اولاً تو آسمان کا اندازہ کسی نے نہیں لگایا یہ جس نے چاند تک **سورج کہاں ہے؟** پہنچنے کا دعویٰ کیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ چاند پر پہنچ کر اتنی وسیع خلا

اور فضا نظر آئی جیسی کہ یہاں زمین سے نظر آتی ہے، تو آسمان ہنوز دور است۔ تو یہ سورج اگر آسمان دنیا میں ہے، یعنی اس کے نیچے یا جو صورت ہو مگر چوتھے آسمان میں ہونے کی باتیں فلاسفہ کی ہیں، ہم تصریح شرح چغتئی کے مقلد نہیں یہ غیر قطعی باتیں ہیں، اب پہلا آسمان اس کی مسافت کتنی ہے۔؟ موجودہ سائنس دان بھی اس سے عاجز کا اعتراف کرتے ہیں، کوئی اندازہ قطعی لگا نہیں سکتے و ما یعلم جنود ربك الا هو۔ اللہ کے شکر اور خدائی کی وسعتیں صرف

وہی جانتا ہے۔ اور اس کی گرمی جون جولائی میں برداشت نہیں کر سکتے۔

————— تو بھائیو! قیامت کے دن اس کی گرمی کی کیا حالت ہوگی جب سورج ایک میل کی دوری پر ہوگا۔ —————

قیامت کو گرمی اور پسینے کا تفاوت کیوں ہوگا | اس سے پھر پسینے کا اندازہ لگ گیا کہ کسی کا پسینہ دریا کی موجوں کی طرح اس کے منہ سے ٹکرائے گا، اور تفاوت اعمال کی وجہ سے کسی کے ٹخنوں تک کسی کا اوپر تاف یا سینہ تک ——— اور اگر کوئی کہے کہ دریا کی سطح تو ہمارے ہوتی ہے تو یہ تفاوت کیسا ہوگا، تو جواب یہ ہے کہ جس کے اعمال اچھے ہیں۔ تو وہ ایسا ہوگا جیسا کہ دریا میں قدموں کے نیچے گویا کوئی موڑا یا ٹیلا موجود ہو، جہاں پر کھڑا ہو اسی طرح جیسا کہ آپ سب کھڑے ہو جائیں اور یہی منبر پر کھڑا ہو جاؤں کوئی پہلی سیڑھی پر کوئی دوسری سیڑھی پر کوئی تیسری سیڑھی پر تو اسی طرح قیامت کے دن پسینہ کے دریا میں بھی تفاوت کے ساتھ غرق ہوگا، اعمال اچھے ہیں تو اعمال ان کے لئے مونڈھے بن جائیں گے۔

رسوائی اور ذلت کی روحانی اذیت | اور یہ تو جسمانی تکلیف ہے یہ تو بہت معمولی اذیت ہوتی ہے۔ اصل اذیت تو روحانی ہے کہ کسی کی عزت داہر چلی جائے۔ آج بھی دیکھا ہوگا کہ کسی کو بہت تکلیف دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بازار میں ذلیل کر دو۔ وہ کہے گا تنہائی میں مار پیٹ بھی لو مگر خدا کے لئے لوگوں کے سامنے مت ہلکا کرو۔ اس لئے کہ لوگوں کے سامنے عزت اور آبرو جاتی ہے۔

تو قیامت کے دن یہ ایک عجیب حالت ہے کہ جس نے جو بھی عمل کیا ہے وہ سر پر لدا ہوگا، حضورؐ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے فرمایا کہ اے میری اُمت کہیں قیامت کے دن تجھے شرمندہ نہ کر دو۔ کہ اور لوگ تو نیک اعمال کی گٹھڑیاں اٹھائے ہوں اور دیگر انبیاء کی اُمتوں میں سے بعض کی ہزار ہزار سال کی عبادت ہوگی۔ یہ حضرت موسیٰؑ کے اُمتی ہیں۔ یہ حضرت یوشعؑ کے اُمتی ہیں، یہ حضرت یونسؑ کے اُمتی ہیں۔ یہ کسی اور نبی کے اُمتی ہیں، اس نے سو سال عبادت کی اس نے ۸۰ سال عبادت میں گزارے۔

اور تم میں سے جو نبی کریم کے امتی کہلاؤ گے کسی نے بھیڑ چوری کی کسی نے
تشکل اعمال بکری کسی نے اونٹ، کسی نے گائے کسی نے زمین اٹھائی ہوگی کسی نے
 کپڑا چرایا، تو جھنڈا بن کر اس کے سر پہ لہرائے گا۔ کوئی کہے گا کہ یہ کون ہیں؟ یہ ہیں حضور کے
 امتی، سر پہ چوری کا مال لدا ہوا ہے۔ زنا کی علی شکل سر پہ سوار ہے۔ تو جیسے چور پہ چوری ثابت
 کرنے کے لئے چوری کا مال بھی عدالت میں لاتے ہیں، اسی طرح وہاں بھی برائیاں تشکل ہو کر
 اس کے سر پہ اس کے گلے میں لدی ہوں گی۔ تو حضور کو ایسے امتیوں سے تکلیف کیوں نہ ہو
 گی۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ عزت مند باپ کا بیٹا چوری میں پکڑا جائے، یا کسی بھی جرم میں، تو وہ
 غیرت دار والد کہتا ہے کہ میں تارون کی طرح زمین میں دھنس جاؤں، زمین پھٹ جائے اور
 مجھے اپنے اندر چھپائے۔ کاش! میں اس سے پہلے مر چکا ہوتا۔ اب ایسا سفید پوش والد مسجد اور
 حجرہ میں جانے سے شرماتا ہے کہ لوگ کہیں اس کے بیٹے کو زنا، قتل، خوار، چوری میں پکڑ لائیں اور کہہ
 دیں کہ یہ تیرا بیٹا، تو باپ کی کیا حالت ہوگی۔ یہ کتنی روحانی اذیت ہوتی ہے۔

تو دیکھو حضور اقدس سے تو نسی باپ کی کوئی نسبت ہی نہیں وہ تو
حضور روحانی والد ماں باپ سے زیادہ قریب ہیں وہ روحانی والد ہیں واذواجہا امہاتہم
 ان کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں۔ ایک قرأت ہے کہ وہ اب لحم کہ وہ
 امت کے والد ہیں۔ اور دیکھو والد کے ذریعہ نہیں وجود ملا۔ مگر آج جو ہم بھلا اللہ مسلمان ہیں، اسلام
 ہے، ایمان ہے، یہ نماز یہ روزہ یہ تقویٰ یہ حلال و حرام کی تمیز یہ سب خوبیاں کس سے آئی ہیں؟
 حضور کی ذات یا برکات ہی سے امت کے تمام اخلاقی کمالات روحانی دینی، علمی کمالات
 امت میں حضور ہی کے ذریعہ آئی ہیں۔ تو وہ ہمارے روحانی والد ہیں تو ان کو قیامت میں
 ہماری رسوائی سے بہت بڑا صدمہ ہوگا، تو حضور کو صدمہ پہنچنے کے علاوہ قیامت کے دن
 برے عمل والوں کی رسوائی بھی سارے اولین و آخرین کے سامنے ہوگی اور یہ رسوائی کی اذیت
 جسمانی اذیتوں سے بھی زیادہ ہوگی۔

الغرض قیامت کا دن ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دنیا کا نظام تو سب
نہرہ نہرہ قیامت کے شے ہے کاغذ اور مرکب بھی اس سے مشترک طور پر بنائے گئے

ہیں۔ آسمان، زمین، دریا، ہوا، بارش، گرمی، سردی سب چیزوں میں اشتراک ہے۔ اور اللہ تو عادل اور منصف ہیں۔ قیامت نہ ہوتی تو ظاہر یہ بات حیرت ناک ہوتی اور عجیب انصاف ہوتا؟ کہ جب ہر چیز میں ظالم و مظلوم، عابد اور غیر عابد، مؤمن اور کافر سب برابر کے حصہ دار ہتے، تو انصاف کیا ہوا۔ تو اللہ نے اس کے لئے ایک وقت موعود مقرر فرما دیا جس میں حق و باطل کا امتیاز ہو گا۔ ظالم سے بدلہ لیا جائے گا، مظلوم کو اس کا حق دیا جائے گا۔ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا۔ اسے یوم الفصل کہا گیا ہے۔ جیسا کہ کاشتکار ۴ ماہ گندم کی نگرانی اور تربیت کرتا ہے۔ بھوسہ اور گندم سمیت اس کی نگہداشت کرتا ہے۔ مگر جب وقت آ جاتا ہے تو کٹائی کے بعد بھوسہ کو الگ کر کے پھینک دیا جاتا ہے۔ اور گندم کو بوریوں میں ڈال کر عزت اور حفاظت سے رکھ دیا جاتا ہے۔ بہر حال قیامت کے بارہ میں حضورؐ سے استفسار فرمایا گیا کہ کب ہو گا تو حضورؐ نے وقت کے تعین سے لاعلمی ظاہر فرمادی اور واضح فرما دیا کہ اس کا علم صرف خدا کو ہے اور انا مخفی رکھا ہے کہ فرماتے ہیں: ان الساعة آتیةٌ اکاد اخفیہا گو یا مبالغہ فرمایا گیا کہ اکاد اخفیہا عن نفسی یہ انا مخفی علم ہے کہ گواپنے نفس سے بھی اسے چھپاتا ہوں مگر چھپا نہیں سکتا۔ یہ مبالغہ فحشۃ الاختلاف ہے کہ اس کا علم کسی نجومی وغیرہ اور کسی نبی کو بھی حاصل نہیں۔ البتہ اس کی آمد یقینی ہے، مقصد یہ تھا کہ حاضرین اور مسلمان قیامت کے مسئلہ کے وقت کے بارہ میں جھگڑوں سے اپنے کو فارغ سمجھ لیں، البتہ اس کے محاسبہ اور شدائد کے پیش نظر دنیا میں اعمال و افعال کے ذریعہ اس کے لئے تیاری کریں۔ اور یہی چیز کارآمد ہوگی۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

باب

عبادات و اعمال

نماز اسلام کا امتیازی فرضیہ

خطبہ جمعۃ المبارک ۶ اگست ۱۹۶۹ء ربيع الثانی ۸۵ھ

(خطبہ مسنونہ کے بعد) یا بنی اقم الصلوٰۃ۔ (آیت)

محترم بزرگوار! ہم اور آپ اس بات پر مکلف ہیں کہ نماز پڑھیں جو ہر مرد اور عورت پر فرض ہے، نماز کا وقت آیا اور مسلمان مرد و عورت نے بلا عذر نماز چھوڑ دی، تو بقول حضور علیہ السلام کافر اور مسلمان کے درمیان جو فرق تقادہ ختم ہو گیا۔ مسلمان کا معنی فرمانبردار اور خدا کا شکر گزار ہے، اور کافر وہ جو نعمت کی تدر نہ کرے۔ اب جس نے بلا عذر نماز کے وقت نماز نہ پڑھی تو اس نے گمراہ اسلام کا امتیازی نشانہ اور علامتہ ختم کر دیا۔

گناہ کی عادت | بسا اوقات ایک گناہ جس کی لوگوں کو عادت پڑ چکی ہو، وہ گناہ گناہ کی عادت | بوٹھ عادت انہیں ہلکی اور حقیر نظر آتی ہے۔ خدا کے قتل سے ان دیہات میں شراب پینا عظیم گناہ معلوم ہوتا، الحمد للہ شراب ہر شخص کی نظر میں حقیر ہوتا ہے کیوں کہ شراب نوشی دیہات میں کم ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں بڑا جرم ترک صلوٰۃ ہے۔ مگر یہ عادت بن چکی ہے، تو اس کے جرم ہونے کا احساس نہیں ہوتا سال اور مہینے گزر جاتے ہیں ہر محلہ میں تین چار آدمیوں کے علاوہ اور لوگ مساجد میں نہیں آتے اور ایسے چند آدمیوں کی برکت ہے کہ عذاب خداوندی رک جاتا ہے، جنہوں نے خائفہ خدا کو آباد رکھا ہے۔ ورنہ ۹۵٪ کا خیال ہی نہیں ہوتا کہ ہم مسلمان ہیں یا گورے یا سکھ۔

مسلمان اور یسیدی جمع نہیں ہو سکتی تو پھر کیا اسلام میں ظہارت کی اہمیت | یسیدی ترک صلوٰۃ کے لئے عذر دیتے ہیں کہ ہم؟ اسلام نے نماز کے علاوہ بھی شیم کو بچ رکھنے کی ممانعت کر دی۔ حضور اقدسؐ کی وقت پر دل سے کہنا

سے گزرے تو فرمایا: انہما لیعدّان وصایعہما بان فیکید دونوں عذاب میں مبتلا ہیں اور ایسی بات کی وجہ سے جسے یہ معمولی بات سمجھتے تھے۔ ایک تو چٹخوڑ تھا جو شخص شر و فساد کے لئے ایک بات دوسری جگہ پہنچائے وہ چٹخوڑ ہے، مجلس میں جو باتیں ہوں۔

حضورؐ نے فرمایا کہ ایک جگہ کی بات دوسری جگہ نہ پہنچاؤ
زبان کی ہلاکت آفرینی | عورتوں میں تو یہ بڑی بیماری ہے کہ ایک بات سنی تو

دوسری جگہ جب تک نہ پہنچائیں انہیں صبر نہیں آتا۔ ایک حدیث میں ہے: لا یدخل الجنۃ نماماً اذ قاطط۔ چٹخوڑ اور جھڑی کرنے والا شخص جنت میں نہیں داخل ہوگا، ایک صحابیؓ بیٹھے تھے کسی نے بات کی کہ یہ سی آئی ڈی ہے۔ جھڑ ہے فرمایا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جھڑ اور چٹخوڑ جنت میں نہیں جائے گا۔ بازار میں بات سنی جلدی سے گاؤں کے دوسرے پہنچا دی جو زبان کا کچا ہے کہ منہ سے غلط بات نکالے اور ہاتھ پاؤں کا کچا ہے، غلط کام کرتا رہے وہ مسلمان میں بھی کچا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ:-

کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ماسمع انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی بس ہے کہ جو کچھ سُن لے اُسے بلا تحقیق اوروں کو سُنا نا پھرے۔

حضورؐ نے فرمایا مسلمان نحاش اور نخیل نہیں ہو سکتا۔ تو چٹخوڑی بھی زبان کا کچا پن ہے خواہ کوئی بات مجلس میں سُن کر پھیلانے یا کان لگا کر سُن لے اور پھر پہنچائے دونوں کا وبال اور عذاب ہے، جو بات بھی انسان زبان سے نکالے پہلے سوچے کہ سچ ہے یا جھوٹ، تم نے خود دیکھا ہے:-؟ یاد و عادل ثقہ افراد سے سنی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور بازار کی گپ شپ سن لی ہے تو شر و فساد اور باہمی افتراق کا سبب بنتے ہو۔ چٹخوڑ دونوں طرف کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اس کا منہ طین میں کالا ہوتا ہے۔

عورتیں اس مرض میں مردوں سے بھی زیادہ مبتلا ہوتی ہیں اور یہ سب اس لئے کہ ہم نے آخرت کو بالکل بھلا دیا ہے جن کے سامنے آخرت ہو وہ اپنی بربادی اور نیلہ کی کوشش نہ کرے گا کون ظالم ہو گا جو اپنے آپ کو آگ میں ڈالے گا۔

ہم جب تک سفر میں ہوتے ہیں ذہن اور ساری توجہ گاؤں اور گھر کی طرف ہوتی ہے۔

ذہن پر منزل و مقصد کا خیال مسلط ہوتا ہے۔ اگر ہم دنیا کی زندگی کو اپنا منزل و مقصد قرار دیں، بلکہ منزل حقیقی آخرت کو سمجھیں تو پھر کیوں اس کا فکر کریں گے۔ حضور اقدس ایک دفعہ نیند سے اٹھے بدن مبارک پر چٹائی کے نشانات بنے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے بستر بنانے کی اجازت چاہی کہ آپ اس پر آرام فرمادیں۔ فرمایا: صالحی و لایعنی مجھے دنیا کی آسودگی اور آرام سے کیا۔؟ ما انا الا کراکب استنزلت تحت الشجرة میں تو اس مسافر کی مانند ہوں جو تھوڑی دیر سنانے کے لئے کسی سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر پھر آگے چلتا ہے۔

انسانی باہمی حقوق | تو مسلمان کا شیوہ تو یہ ہے کہ چٹنوری نہ کرے بلکہ کوئی اور شخص بھی کسی مسلمان کی آبروریزی کے درپے ہو تو یہ اسے روکنے اور بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ فرمایا: من نفس عن مؤمن کربة من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربة من کرب یوم القیامة (الحديث) جس نے کسی مسلمان سے کوئی دنیوی تکلیف دور کر دی اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیف دور کر دے گا۔

اگر تم نے اس شخص کے الزامات کا جواب دیا کسی مسلمان بھائی کی صفائی کی تو گویا تم نے اس کی عزت و آبرو واپس کر دی تو خدا قیامت کے روز تمہاری آبرو و جگہ گناہوں کی وجہ سے ذلیل ہو گئی ہے۔ واپس کر دے گا۔ جیسا کہ روگے ویسا بھر دے گا۔ فرمایا: واللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیه اللہ اپنے بندہ کی خیر خواہی کرے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کے درپے رہے گا۔ حضورؐ نے فرمایا: ومن رد عن عرض اخیه رد اللہ عن وجہ النار یوم القیامة اگر کسی نے اپنے بھائی کی آبروریزی مسلمان کی لٹی ہوئی عزت اپنی جدوجہد سے واپس کر دی اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے قیامت کے دن جہنم کی آگ واپس کر دے گا۔ دیہاتی لوگ حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ فرمایا: یا معشر من اسلم بلسانہم لا تؤذوا المسلمین اے نئے مسلمان ہوئے والے لوگو! مسلمان کو اذیت مت پہنچاؤ، کسی مسلمان کو تکلیف مت دو۔ اسے زبان کے مسلمانو! ایک دوسرے کو عار مت دلاؤ، ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو، اور فرمایا کہ یاد رکھو اگر تم کسی کی بُرائی کرے اسے لوگوں میں ذلیل کرنا چاہو، اس کی عیب جوئی کرنا چاہو۔

اس عیب جوئی کرنے والے کے ساتھ ترمینوں کے نیچے کئے گئے خفیہ گناہ بھی اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دے گا۔ خفیہ سے خفیہ گناہ بھی ظاہر ہو جائیں گے۔ اور جس کو خدا اثرمائے اسے کن بچا سکتا ہے۔

اس لئے فرمایا کہ کثرتِ کلام ٹھیک نہیں، اور بلا سوچے بولنے سے ہلاکت واقع ہوگی اگر کسی بات میں دوسرے مسلمان بھائی کا نفع ہے تو کر لو ورنہ چپ رہو۔

طہارت ظاہری اور جمالی صفائی | دوسرا مسلمان جو قبر کے عذاب میں مبتلا تھا

فرمایا اس وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہے کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچتا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ حضور کا ہر امتی ہر وقت پاک صاف رہے۔ فرمایا جس گھر میں جنب ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، نماز کا وقت آیا اور مرد یا عورت جنابت میں ہے وہاں رحمت نہیں آتی اور یہ بھی لکھا ہے کہ جنابت سے جو غسل نہ کرے وہ برص کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو بدنی بیماری بھی ہے اور روحانی بھی۔ شریعت اسلامیہ ہمیں ہر وقت پاک و صاف دیکھنا چاہتی ہے۔

الغرض کپڑوں کی یا جسم کی نجاست ترکِ صلوٰۃ کا مندر نہیں بن سکتی۔ حدیث پاک میں ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دیا کرو۔

نماز اور رزق میں آسائش | قرآن میں ہے: وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا خُذْ مِنْهُ نَازِجًا مِّنْ رَّحْمِ جَدِّهِ وَأَمَّا رِجَالُ

عبدال کو بھی حکم دیا کہ اگر کوئی کہے کہ کھائیں گے کیا؟ فرمایا لَا تَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ رِزْقُكَ ہم تم سے رزق نہیں مانگتے، بلکہ ہم تمہیں رزق دیتے ہیں۔

آسمان سے بارش خدا برساتا ہے، زمین سے فصل وہی اگاتا ہے۔ نہریں دریا اس نے چلائے۔ آیت میں نماز کے حکم کے بعد رزق کی کفالت کا اعلان اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ گھر کے سب افراد جب باقاعدگی سے نماز پڑھیں گے اور بڑے چھوٹے تمام کے تمام تو وہاں تنگی رزق نہیں آئے گی، پیچھے ذرا بڑا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اسے مارا کرو، اور بالغ ہو کر بھی نماز نہ پڑھنے پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جیل میں ڈال دو۔ امام احمدؒ فرماتے

ہیں کہ قتل بھی کر دو تو جائز ہے۔ القرض جیسا کہ ہم پر نماز فرض ہے اسی طرح اہل و عیال کی نرمی سختی سے غصہ سے ہر طریقہ سے کہنا بھی فرض ہے تو بچوں سے زبردستی پڑھانا یہ بھی ایک مقصد فرض کرنا ہو گا آگے معاشی امور میں بھی خدا مدد کرے گا۔

ومن یتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب، جو اللہ سے ڈرنے لگتا ہے اللہ اسے مشکلات سے نکلنے کی راہیں نکال دیتا ہے، اور اسے غیبی خزانوں سے روزی دینے لگتا ہے۔

اور یہ تجربہ ہے اب بھی دین داروں کو دیکھو سب سے اچھا کھاتے ہیں مگر جو دنیا دار نہیں تو مصائب میں مبتلا ہیں، سب ممالک کی طرح پاکستان بھی فقر و غربت کی مصیبت میں مبتلا ہے۔

قتل اولاد | موجودہ قومی اسمبلی میں ۱۹۶۷ء میں ۲۲ کروڑ روپے خاندانی منصوبہ بندی کے لئے مقرر کئے گئے کہ آبادی کے بڑھنے اور اولاد ہونے پر پابندی لگائی جائے، ایک بزرگ نے اچھا نسخہ پیش کیا کہ چھری لے کر مرد اپنے آپ کو خنجر کر لیں۔ ایک ممبر نے پوچھا کہ کتنے پیچھے اس سکیم سے بند ہو جائیں گے اُس نے گویا طنز کی کہ اس کا تو کوئی نتیجہ نکلے گا نہیں سوائے زنا اور فحاشی کے عام ہونے کے، گویا دماغ مسخ ہو گئے ہیں۔
ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين، بیشک اللہ ہی رزق دینے والا اور قوت طاقت والا ہے۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ گویاں کھانے سے آئندہ نسلیں پیدا نہ ہوں تو اس گاؤں کے کھنڈرات بن جائیں گے۔ لیکن اگر انسان بہت پیدا ہوں۔ پھر خدا بھی آسمان اور زمین پر پابندی لگائے، آسمان تہ بر سے، زمین نہ اگائے، تو موجودہ نسلوں کا کیا ہو گا پھر تو چھڑے کی ضرورت ہوگی کہ انہیں ذبح کر ڈالیں، قرآن کی تبلیغ کے لئے تو ۲۲ روپے بھی نہیں مگر اس کے لئے ۲۲ کروڑ روپے مخصوص کئے جائیں، عیسائیوں نے یہاں پانچ سو مشن کھولے اور قوم پوچھتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ہم کیا کریں یہ تو آند ادنیٰ رائے کا زمانہ ہے تو جب

اسلام کی بات آجائے تو آزادی رائے یاد آجاتی ہے، اور برائی ہو تو پھر کوئی کلمہ
حق کہنے کی اجازت نہیں۔

بھائیو! ہم سیدھے رستے سے بھٹک گئے ہیں، بس یہ اللہ کا غضب اور اس کی نار
ہے۔ حضرت نقمان حکیم نے پہلا جملہ بچے کو یہ کہا کہ یا بنی اقم الصلوٰۃ پابندی سے نماز
پڑھو گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے اور ہمارے حاکم و محکوم، ممبران اسمبلی
اور عوام اور خواص سب کے دلوں کو دین اسلام پر راسخ کر دے۔ آمین
والا خرد عطا ان الله رب العالمین

اہمیتِ صلوٰۃ

(خطبہ جمعۃ المبارک - ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) قال اللہ تبارک و تعالیٰ - اقموا الصلوٰۃ ولا تکلوا من المشرکین۔
محترم بزرگوار! نماز کی عظمت و اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ ایمان کے بعد بنیادی امر نماز ہے۔

کتاب و سنت میں نماز کی تاکید | قرآن مجید میں جتنی بار تاکید ہے اور اللہ رب العزت نے نماز کا حکم جتنی دفعہ دیا ہے، ایسا تاکید ہی حکم باقی امور کے بارہ میں بہت کم ہوگا۔ ایک جگہ اللہ جل مجدہ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: اتل ما اوحی الیک من الکتاب لے پیغمبر جتنی وحی آپ کو ہوگی ہے اس سب کی تلاوت کر دو ساری وحی انسانوں کو سنا دو۔ اور اس کے بعد خاص طور سے نماز کا ذکر کر دیا و اقموا الصلوٰۃ۔ نماز کی خاص تاکید فرمادی۔ تو نماز ایمان کی علامت ہے نماز مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ اور میرے محترم بزرگوار! اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں: اقموا الصلوٰۃ ولا تکلوا من المشرکین نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مبتہ بنو! اور حضرت امام احمدؒ تو اسی بنیاد پر فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بلا عذر ایک وقت کی نماز ترک کر دی تو وہ مرتد اور واجب القتل ہے۔

ائمہ دین کی تاکید | امام احمدؒ ایک امام ہیں، مجتہد ہیں، صاحب مذہب ہیں یہ ان کی رائے ہے جیسے ہمارے ہاں بھی بعض باتوں سے بعض امور اور اعمال سے ایک شخص مرتد ہو جاتا ہے جیسے کوئی شخص قرآن کریم یا اس کے اوراق کسی گندی جگہ یا نجاست میں قصداً پھینک دے یا خدا نخواستہ اس کو قدموں میں روند ڈالے تو وہ

مرتد ہے، کافر ہے، گودہ کلمہ پڑھے مگر اس کا یہ مثل اس پر دال ہے کہ وہ قلب کے لحاظ سے
ابی اور منکر ہے تو حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص مرد یا عورت پر نماز کا وقت
گذر گیا اور اس نے بلا وجہ فرض نہ پڑھی تو وہ سرے سے مرتد ہو گیا اور جیسا کہ مرتد واجب
القتل ہے اسی طرح حکومت اسے بھی قتل کر دے۔ باقی ائمہ کی یہ رائے تو نہیں اور بالخصوص
ہمماہرے امام ابو حنیفہؒ کی وہ فرماتے ہیں کہ مرتد تو نہیں ہو جاتا اور ترک صلوٰۃ اس پر دلالت
نہیں کرتا کہ یہ توہین اسلام کر رہا ہے، البتہ یہ عمل کافروں اور مشرکوں کا ہے۔ اسے زبرد اور تعزیر
دی جانی چاہیے اور — اس کی ایک مثال خارج میں یہ ہے کہ باپ کسی کو حکم دے اپنے
بچوں کو کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو اور ایک شخص ایسا ہے کہ باپ نے حکم دے دیا اس نے
سننے ہی بھوتا اتار کر والد کو دے مارا اور وہ کام بھی نہ کیا، اب دونوں میں فرق ہے، پہلے
بیں والد کی تعظیم اور احترام کا کوئی شائبہ تک نہیں، ہم اس کو پہلے کے ہمسرا اور برابر نہیں کر
سکتے، تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جو مرد یا عورت بلا عذر نماز ترک کر دے تو اس کو جیل میں
ڈال دیا جائے قید کر دیا جائے اس وقت تک کہ جب تک یہ صحیح معنوں میں توبہ نہ کر دے
اور نمازی نہ بن جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصلوٰۃ عماد الدین۔ نماز دین کا ستون ہے۔
جس نے اسے قائم کیا اُس نے دین کے محل کو آباد کیا مسلمان مرد، عورت اور بچے نمازی
جمع نہیں ہو سکتے، حضورؐ نے مرتضیٰ و ناسی میں آخری وصیت جس چیز کی فرمائی وہ یہی نماز
ہی تھی۔ فرمایا: الصلوٰۃ دما ملک ایمانکم ہوٹ میار کھل رہے تھے، ضعف سے بول نہیں
سکتے تھے، آواز نہیں آ رہی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان نزدیک کئے تو سنا کہ حضورؐ یہی
جملے ارشاد فرما رہے ہیں کہ نماز کا اہتمام کیا کرو، نماز کا خیال کیا کرو حضرت عمرؓ نے جب
خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو سب سے پہلا حکم جو جاری کیا وہ یہی تھا۔

ان اہم امور کم عندی الصلوٰۃ فمن اقامها

نہا رے معاملات میں اہم ترین چیز میرے

نقد اقام الدین ومن ضيعها فهو

نزدیک نماز ہے جس نے اس کی حفاظت

کی اس نے دین کو بھی قائم رکھا اور جس نے

نماز ضائع کی تو وہ دوسرے تمام امور و عبادات اور معاملات کو زیادہ ضائع کر کے ڈالا ہو گا۔

حضرت عمرؓ کی تمنائے شہادت و موت مدینہ | اور حضرت عمرؓ کی یہ حالت
 ہیں ظالم ابو لؤلؤ نے چھرا گھونپ دیا۔ حضرت عمرؓ دو باتوں کی تمنا کیا کرتے تھے ایک
 شہادت کی موت دوسرا مدینہ منورہ کی موت — دونوں دعائیں بہت پیاری تھیں۔ حدیث
 میں ہے کہ تم شہادت کی موت مانگا کہ جس دل میں جہاد اور شہادت کی تمنا نہ ہو اس دل
 میں سیاہ داغ ہوگا اور یہ ایمان کی کمی کی علامت ہوگی اس طرح مدینہ طیبہ کی وفات
 حضرت امام مالکؒ مدینہ منورہ کے باشندہ ہیں، محقق اور محبت کا یہ حال ہے کہ مدینہ
 منورہ سے باہر نہ نکلتے کہ باہر موت نہ آجائے اور مسئلہ یہ ہے کہ جہاں موت آجائے
 وہیں تدفین ہو، تو امام مالکؒ کسی مجبوری سے بھی باہر جاتے تو دوڑتے دوڑتے واپس ہوتے
 رات باہر نہ رہتے کہ موت آئے تو مدینہ منورہ میں آجائے اور یہاں دفن ہو جاؤں۔ ایک مرتبہ
 امام مالکؒ نے خواب دیکھا کہ حضورؐ کے سامنے کھڑا ہوں کہا، حضورؐ میرے ماں باپ آپ پر
 قربان ہوں مدینہ منورہ سے اتنا عشق ہے کہ نفل حج جانے سے بھی ڈر رہا ہوں کہ کہیں باہر
 موت نہ آجائے — اور اس وقت حج پر پابندیاں نہ تھیں، جیسے آج ہیں مگر تکلیفیں بہت
 زیادہ تھیں، تدفین آنے جانے تک باقی تھیں، تو آپ لوگ اپنی درخواستیں حج کے
 لئے دیا کریں، اگر حکومت منظوری نہ دے تو الابلہ برگردن حکومت، مگر آپ لوگوں نے تو
 صرف برگردن ملا رکھا ہے۔ تو نیت عزم اور ارادے سے حج کا ثواب تو ہوگا اور جیب اجازت
 ملی تو فرض ادا کرنا ہوگا جو غریب کئی کئی سالوں سے محروم رہتے ہیں اور جلتی بھی طلب بڑھتی
 ہے، عشق بڑھتا ہے تو اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

امام مالکؒ کا خواب | ان غرض امام مالکؒ نے پوچھا کہ میری وفات کب ہوگی؟
 عمر کتنی ہے؟ اگر معلوم ہو جائے تو نفل حج پر چلا جاؤں
 حضورؐ نے پانچ انگلیوں کو اٹھا کر اشارہ کیا۔ امام مالکؒ جاگ اٹھے تو حیران ہو گئے کہ
 کیا مراد ہے۔ حضورؐ کا ۵ دن ہیں ۵ ماہ ہیں ۵ سال ہیں اب کیا چائے۔ مقصد یہ ہے حاصل ہو
 بڑے عالم بڑے محدث، بڑے زاہد تھے حدیث میں اہم کتاب لکھی۔ تو امام مالکؒ کا یہ خواب

اس زمانہ میں تعبیر خواب کے امام ابن سیرینؒ کو سنایا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدسؐ کا مراد اس اشارہ سے آیت کریمہ کو ہے۔ فی خمس لا یعلمها الا اللہ کہ کسی کی موت کا وقت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے کہ جس کا علم خدا نے دوسروں کو نہیں دیا اسی طرح بارش کے بارہ میں قیامت کے بارہ میں کل کے بارہ میں کچھ کہنا یہ پھیریں اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تو قربان جاؤں حضور اقدسؐ سے کہ عالم برزخ میں بھی امت کی اصلاح فرما رہے ہیں کہ اللہ کے کام اور علوم غیب اس کے ساتھ خاص ہیں یہ اس نے کسی کو نہیں دیئے۔

بہر حال حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں شہادت کی موت مانگتے تھے لوگ حیران تھے کہ شہادت تو باہر جنگی میدانوں اور محاذوں میں مل سکتی ہے، افواج اسلامی ساری دنیا میں بلتار کرتے جا رہے ہیں مدینہ طیبہ دار الخلافہ میں شہادت کی موت کسی طرح نصیب ہوگی جہاد تو باہر لڑی جا رہی ہے۔

حضرت عمرؓ اور مرض وفات میں نماز کا اہتمام | اور حضرت عمرؓ کے سبب اور شان سے تو قیصر و کئی

اپنے ملکوں میں لڑ رہے ہیں۔ تو کسی کا تصور بھی نہ تھا کہ مدینہ میں کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے تمام رات گلیوں میں اکیلے پھرتے۔ مگر رسول اللہؐ کے ایک برگزیدہ صحابی کی دعا تھی، اُسے تو قبول ہونا ہی تھا۔ قبول ہو گئی اور ظالم ابو لؤلؤ نے نماز میں موقع پا کر چھرا گھونپ دیا۔ اس کے بعد ایک دو یوم زندہ رہے نماز کا وقت آجاتا تو تیمم کر کے بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پڑھنے لگے خون رستا رہتا اور فرماتے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ کسی حال میں اس میں رخصت نہیں ہے۔ فرماتے کہ: ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کیا حصہ رہ جائے گا۔ اور روایت میں ہے کہ آپ اس حالت میں بھی نماز پڑھ لیتے کہ:۔

وجرحہ یشعب دمانہ جوں سے خون جاری رہتا تھا۔

تو آج کہتے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں عورتیں کہتی ہیں کہ ہمیں گھر کے کام کاج سے فرصت نہیں تو جہان کہتے ہیں کہ ابھی ہم جوان ہیں بڑھاپے میں پڑھیں گے بچوں کو ہم تو جہان نہیں دانتے نہ نماز سکھاتے ہیں۔ تو آخر سلامی کہاں چلی گئی۔

بے ستون عمارت | اسلام کی عمارت نماز کے ستون روزہ کے ستون پر قائم ہوتی ہے۔ اور ستون ہے نہیں نہ نماز نہ روزہ تو خطرہ ہے کہ

ایسا شخص اسلام سے باہر ہو جائے امام ابو حنیفہؒ اس لئے فرماتے ہیں کہ کافر تو نہیں مگر اس پر خطر ہے کفر کا بخشتی علیہ اکفر۔ اسلام کو مانو گے تو دروازہ بھی بڑا رکھو گے۔

یا مکن بافیلیانان دوستی یا بناؤ کن خانہ بر انداز فیل

یا پھر اسلام چھوڑ دیجئے کافر بن جائیئے خطرہ کس سے؟ حکومت کچھ کہتی نہیں اور ہم مولویوں کی طاقت نہیں کوئی کیا کہے گا یہ آدمہاتیر اور آدھا بیٹہ بننا اچھا نہیں کہ جہاں غرض اور لالچ کی بات آئی وہاں مسلمان بن گئے اور جہاں یہ نہ ہو پھر بچان اور خان بنے۔ پاکستانی بنے۔ صلح کل بنے پھر اسلام وغیرہ کا کوئی فکر نہیں۔

ازالہ ذنوب اور وضو | تو میرے محترم بندہ گویا نماز میں بڑی چیز ہے۔ اس کا جو مقدمہ ہے، وضو کرنا اس میں جو برکات ہیں اس کا بھی حد

حساب نہیں حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص جب وضو کرتے بیٹھ جاتے اس نے وضو شروع کیا اور کلی کی، مضمضہ کیا تو زبان کے منہ کے گنا جھڑ گئے، ناک میں پانی ڈال دیا تو ناک کے گناہ معاف ہو گئے، چہرہ کو دھویا تو آنکھوں کے گناہ جھڑ گئے اور خدا نے معاف کر دیئے، سر پر مسح کر دیا تو سر اور کانوں کے گناہ دھل گئے، ہاتھ دھو ڈالے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہاتھ کے گناہ معاف کر دیئے پاؤں دھو ڈالے تو چلتے پھرنے کے گناہ دھل گئے۔ حتیٰ کہ انڈے کی طرح — نفیاً من الذنوب — گناہوں سے مانت ستھرا نکل آتا ہے۔

اور بھائیو! گھروں میں عورتیں دن میں بار بار جھاڑو دیتی ہیں، صفائی کرتی رہتی ہیں اس طرح نمازی وضو کے ذریعہ جب پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے تو گویا جھاڑو اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ دن رات گناہوں کے جھڑ جانے کا سامان بھی کرتا پھرتا ہے۔

فتح کے اسباب معنوی | حدیث شریف میں آتا ہے کہ وضو مسلمان کا ہتھیار ہے الوضو سلاح المؤمن اور وضو تو بڑی چیز ہے حضورؐ

کے ایک ایک سنت کو خدا نے مسلمانوں کے لئے عظیم الشان ہتھیار بنا کر دکھایا بھی دیا ہے۔

حضرت عمرؓ کا دور حکومت ہے، مصر پر مسلمانوں کی افواج نے حضرت عمرو بن العاصؓ کی قیادت میں لشکر کشی کی ہے، جہینہ گزر گیا اور مصر اس عرصہ میں فتح نہ ہو سکا۔ تو حضرت امیر المومنین تعجب کرتے ہیں اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جرنیل کو خط لکھتے ہیں کہ اتنا عرصہ گزرا اور تم سے مصر کیوں فتح نہ ہو سکا۔ آگے لکھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے باغات و انہار اور مصر کے جنگلوں اور محلات نے تم لوگوں کا دل کھینچ لیا اور ان چیزوں کا لالچ شاید تمہیں پیدا ہو گیا تم لوگوں میں کہیں عجیبوں کی نحو تو نہیں پیدا ہوئی مسلمان جہاد بھی کرتا ہے تو خالص اللہ کی رضا کے لئے کہیں مال و دولت کی لالچ تو پیدا نہیں ہوئی۔

مال کی لالچ | مال کے لالچ کرنے کی وہ حدیث تو آپؐ نے سنی ہوگی کہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ حضرت حکیم بن حزام جو بڑے پایہ کے صحابیؓ تھے اور جب حضورؐ مکہ مکرمہ میں شعب ابی طالب میں نظر بند تھے اور ابو طالب بھی نظر بند تھے، تو حضرت حکیم نے اس سخت وقت میں بڑی خدمت کی کفار کی طرف سے ناکہ بندی تھی کھانے پینے کی چیز گھائی ہیں نہیں جاسکتی تھی تو حضرت حکیم اس وقت بھی کسی طریقہ سے کچھ نہ کچھ پہنچا دیتے تھے تو مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ یہی حضرت حکیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کچھ مانگا تو حضورؐ نے دے دیا پھر کہیں سے آکر مال غنیمت سے کچھ طلب کیا پھر دے دیا تیسری دفعہ جب حضورؐ کی خدمت میں آئے کچھ طلب کیا تو پھر حضورؐ نے دے دیا اور پھر ان سے فرمایا کہ اے حکیم! دیکھو یہ مال سرسبز و شاداب اور بظاہر میٹھا ہے، اور اس میں جو حرص کے مانگنا رہے تو اس میں اللہ تعالیٰ برکت نہیں ڈالتا۔ ایسے شخص کی مثال استقاء کے مریض کی طرح ہوتی ہے کہ جتنا پانی دواتی ہی پیاس بڑھتی جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ بغیر حرص و لالچ کے کچھ مل جائے تو اللہ اس میں برکت ڈالتا ہے اور فرمایا کہ: البید العلیا خیر من البید السفلی

اور پر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیمؓ نے حدیث سنی تو عرض کیا یا رسول اللہؐ آپؐ کے بعد میں کسی اور سے کچھ نہیں مانگوں گا حرص نہیں کروں گا، کسی کے ہاتھ سے بھی کچھ نہ لوں گا۔ اور یہ ادب ملحوظ رکھا کہ یہ نہ کہا کہ حضورؐ آپ کے ہاتھ سے بھی آئندہ نہیں لوں گا۔ ایسا کرنا تو بے ادبی اور گستاخی ہوگی، آپ جو کچھ

دیں گے وہ تو بسر و چشم قبول کر دیں گا۔ مگر آپ کے بعد۔

پھر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں مال غنیمت آیا کرتا تھا، تمام صحابہؓ اور اہل مدینہ پر تقسیم ہوتا تھا حضرت حکیمؓ کا حصہ جب سامنے آتا تو انہیں پکار لیتے تھے کہ آکر لے لیں آپ فرماتے کہ میں نہیں لیتا۔ حضرت عمرؓ لوگوں سے کہہ دیتے کہ یہ حکیم بن حزام کا حصہ ہے، تم گواہ ہو جاؤ کہ میں تو دے رہا ہوں مگر وہ خود نہیں لیتے۔

میرے محترم بندہ گواہ ایک دن کچھ فقراء حضورؐ کے

تقرب الی اللہ کا احوط ترین راستہ | کی خدمت میں آئے، عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مال دار لوگ تو ہم سے بہت آگے بڑھ گئے کہ یہ حج میں بھی دولت لگا دیتے ہیں، جہاد میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں، اور ہم تو تنگ دست ہیں بے مال ہیں ہمارے ساتھ پیسے نہیں ہیں کہ حج کے راستہ میں خرچ کر دیں، مقصد یہ تھا کہ یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ خدا ہمیں بھی دولت دے دے اور ہم اسے اللہ کی راہ میں لگا سکیں۔ مگر قربان جاؤں بنی کریم علیہ السلام کے کہ وہ تو ہر مرحلہ میں امت کی اصلاح فرماتے ہیں تو ان لوگوں سے فرمایا کہ تمہیں ایک ایسا ذکر بتلا دوں ایک وظیفہ دوں کہ اگر اس پر عمل کیا تو آپ ان مالدار لوگوں کے مرتبہ پر فائز ہو سکو گے اور تم سے جو آگے ہیں ان کے مراتب تک پہنچ جاؤ گے انہوں نے عرض کیا حضور! بتلا دیجئے، اس سے اور بڑی نعمت کیا ہوگی، حضور! قدس نے فرمایا نماز کے بعد ۳۲ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کر اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا کرو۔ گویا تسبیح و تکبیر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ والی پوری ہو جائے گی۔ تو فرمایا کہ تمہارے پاس خزانے نہیں مگر تسبیحات پڑھ لو دنیا دار نیک بندے جو اللہ کی راہ میں دولتیں خرچ کرتے ہیں ان کے مراتب پا لو گے تو اس حدیث پاک میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اس بات کی تعلیم دی کہ صدقات اور نیکیوں میں غبطہ تو اچھا ہے، مگر اس کے حصول کے لئے جو ذریعہ بغیر مال کا ہے وہ سب سے احوط اور بہتر ہے۔

نصری الخوان کو حضرت عمرؓ کی تسبیح روایات ابہر مال حضرت عمرؓ کی تسبیح عمرؓ

بن العاص کو لکھا کہ تمہارے دلوں میں شاید مصر کے باغات اور زمینوں کی حرص آگئی ہے
 دوسری بات یہ لکھی کہ یہ شاید اخلاص میں کمی آگئی ہے۔ اور تیسری بات یہ لکھی کہ ایسا معلوم ہوتا
 ہے کہ شاید حضور کی کوئی سنت تم لوگوں سے ترک ہو رہی ہے۔ اس لئے فتح نہیں پارہے
 ہو۔ حضرت عمرو بن العاص نے جمعہ کا دن تھا، افواج جمع کیں اور امیر المومنین کا خط سنا دیا کہ
 ان تین وجوہات پر غور کرو۔ اور ان باتوں سے توبہ کرو۔ مال و دولت کا طمع اور حرص سے
 بالکل تائب ہو جاؤ اور خاص اللہ کی رضا و خوشنودی کو مقصد بنا لو اس نیت کی تجدید
 کرو۔ اور یہ کہ کوئی سنت ترک ہو رہی ہے؛ اس کو اپنالو۔

سنت وضوء مسواک کی برکت سے فتح | ایک فوجی پلٹن نے کہا اسے ہم
 مسواک فرض واجب نہیں، سنت یا مستحب ہے مگر جس نماز کے لئے مسواک کر لی جائے
 تو بعض روایات میں ہے کہ بلا مسواک کے نماز سے اس کی فضیلت و ثواب ستر درجے
 زیادہ ہے تو حضرت عمرو بن العاص نے فوج کو حکم دیا کہ وضو میں سب مسواک کر لو سب نے
 مسواک اٹھائے اور مسواک کرنے لگے۔ اس اثناء میں دشمن کے جاسوس نے مسلمانوں
 کو اس حالت میں دیکھ لیا وہ لوگ یہ نہ سمجھ سکے کہ مسلمان کیا کر رہے ہیں، دیکھا کہ مسلمان لڑیا
 اٹھائے ہوئے ہیں تو جا کر اپنی فوج میں کہا کہ مسلمانوں کے نیور تو بہت خطرناک ہیں وہ اپنے
 دانتوں کو تیز کر رہے ہیں اور شاید وہ کافروں کو دانتوں سے کاٹنا چاہتے ہیں اور ہڈی گوشت
 دانتوں سے نوچنا چاہتے ہیں، کافروں نے بات سنی تو دل گھبرا گئے جنگ میں تو رعب
 دانتوں سے نوچنا چاہتے ہیں، انسان مرعوب ہو گیا تو شکست یقینی ہے۔ جیسے کہ ڈوینے والا
 اور گھبراہٹ بڑی چیز ہے، انسان مرعوب ہو گیا تو شکست یقینی ہے۔ جیسے کہ ڈوینے والا
 بہت ہار بیٹھے تو ڈوب جاتا ہے، تو کافروں نے کہا کہ ایسی قوم سے کون رٹ سکتا ہے۔ اور
 صحابہ نے جمعہ کی نماز پڑھ لی، اللہ کے سامنے روئے تائب ہوئے اور عزم کر کے اللہ ابر
 کہتے ہوئے دشمنوں پر بغا کر دی۔ اور اللہ نے فتح دے دی۔ تو یہ ہے مسلمان کا ہتھیار
 اور سنتوں کی برکات۔

وضوء مسلمان کا ہتھیار ہے | ملا جیون بڑے صوفی اور بزرگ گذرے ہیں۔ نور الانوار

کے مصنف تھے، بڑے عالم تھے اس وقت کے بادشاہ ان کی بڑی قدر کرتے تھے، مگر کسی بات سے ناراض ہو گئے، ملا جیون مسجد میں تھے بادشاہ کا بیٹا ان سے سبق پڑھتا تھا کسی نے کہا کہ بادشاہ نے تمہاری گرفتاری کے لئے فوج یا پولیس بھیج دی ہے اس نے کہا اچھا میرے وضو کا لوٹا اٹھا لاؤ، پانی لے کر وضو کرنے بیٹھ گئے لوگوں نے کہا یہ کیا؟ فرمایا الموضوع سلا ۷ المومن اس نے لاؤ لشکر بھیج دیا تو میرے پاس وضو ہی ٹوٹ رہا تھا۔ میں بھی اپنا اسلحہ اٹھا لایا ہوں، ادھر شہزادہ نے دیکھا تو بھاگ دوڑا اور بادشاہ سے کہا کہ ملا صاحب تو اپنا ہتھیار اٹھا چکا ہے۔ وضو کرنے لگ گیا ہے، کہیں تباہ نہ ہو جاؤ، بادشاہ نے گرفتاری کا حکم واپس لے لیا اور پولیس کو بلا لیا اور معافی لی تو جس کا ایمان و عقیدہ مضبوط ہو گا وہ ایک وضو سے بھی توپوں اور بموں کا کام لے سکے گا ایک وضو کی مسواک کی برکت سے ملک کے ملک فتح ہو گئے، مگر اب تو مسلمانوں کی قیمتی کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہیں نماز کے مسائل بیان کر دو تو اچھا ہوتا ہے۔ حالانکہ نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے نمازی کے پانچ انعام و اکرام | تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ اکرام دیتا ہے، پانچ نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ۱۔ ایک وسعتِ رزق کہ نمازی کا رزق اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔ ۲۔ عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ کر دے گا۔ ۳۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا عمل نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔ ۴۔ پھر اسی پر تین ہزار سال کے برابر راستہ ہے۔ یہ برقی کی طرح گزر جائے گا۔ ۵۔ پانچویں نعمت یہ کہ اللہ اسے بلا حساب جنت میں لے جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جس نے آخرت میں نماز کی شکل و صورت | نماز اپنے وقت میں ادا کی تو وہ سات سالوں

سے اوپر عیش تک پہنچ جاتی ہے۔ اور سارے اعمالِ حسنہ اوپر جاتے ہیں البتہ یصلحکم الطیب و العمل الصالح پرفعہ تو وہاں پہنچ کر نماز کی شکل ایک نور کی طرح ہوتی ہے۔ اور اسی طرح یہ نماز قیامت کے دن اپنے عامل اور نمازی کی منفرت کی دشا کرتی ہے۔ یہ قبر میں بھی اس

کے لئے نور ہو جاتی ہے۔ پلصراط پر نور بن جاتی ہے۔

اور قبر سے اُٹھے تو ایک حسین و جمیل حور کی شکل میں اس کی پیشوائی کے لئے کھڑی ہوگی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو کسی نے خواب بیان کیا کہ میں نے ایک حسین حور دیکھی۔

مگر وہ اندھی تھی۔ آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ تم نماز میں آنکھیں بند کرتے ہو گے کہا ہاں۔

ویسے تو چٹھیک نہیں ہو سکتی۔ تو خشوع و خضوع بھی نماز میں ضروری ہے مگر حضورؐ نے علم دیا کہ آنکھیں کھلی رکھو سجدہ کی جگہ پر نماز میں نظر جمائے رکھو، تو کسی نے حضرت گنگوہیؒ سے

پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ شخص نماز میں آنکھیں بند کرتا ہے۔ فرمایا: اس حدیث کی وجہ سے کہ نماز آخرت میں ایک حسین و جمیل حور کی شکل میں آئے گی۔ تو قبر سے اُٹھ

کر حور دیکھے گا تو متعجب ہو کر پوچھے گا: تو کون ہے وہ کہے گی میں تو وہی نماز ہوں دنیا

میں سمجھ پر بوجھ بنتی تھی، سوار ہوتی تھی، اب تم مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ کہ میں تجھے میدان حساب

تک لے جاؤں۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے معلوم ہوا کہ جو نماز پابندی سے نہ پڑھے

یا دقت پر نہ پڑھے تو اس میں کسی قسم کی روشنی نہیں ہوگی اور جب ایسی نماز عرش تک پہنچ

جائے تو فرشتے اسے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر دے مارتے ہیں۔ اور یہ نماز کہتی

ہے کہ خدا نمازی کو ایسا برباد کر دے جیسا کہ مجھے ضائع کر دیا۔ تو میرے بھائیو! جو شخص بیوقت

نماز پڑھتا ہے اس کی یہ حالت ہے تو جو پڑھے ہی نہیں اس کی کیا حالت ہوگی۔

حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے۔ ۱۔ اس

ترک صلوٰۃ کے بدترین نتائج کی عمر میں برکت نہیں ہوتی۔ ۲۔ دوسری بات یہ ہے

کہ اس کے رزق میں برکت نہیں ہوتی۔ ۳۔ اور اس کا نام صالحین کے رجسٹر سے کاٹ دیا جاتا

ہے۔ ۴۔ نماز نہ پڑھے اور باقی نیک اعمال کرے تو فقہان کے نزدیک باقی اعمال جائز ہو بھی

جائیں وہ الگ بات ہے۔ مگر اس پر قبول اور ثواب کا ثمرہ مرتب نہیں ہوگا۔ ۵۔ اور اس کی دعا

بھی قبول نہیں ہوتی اور اللہ کے نیک بندے بھی اگر اس کے حق میں کوئی دعا کریں۔ وہ

بھی اس کے حق میں مقبول نہیں ہوتی۔ ۶۔ اور جب مرے تو بھوکا پیاسا مرنے والا ہے۔ سات سمندر بھی

اس کے منہ میں ڈال دیں مگر پیاسا مرنے والا ہے۔ ۷۔ اور جب مرنے والا ہے تو قبر آگ سے بھر چکی ہوتی ہے۔

۸۔ اور ادھر ادھر سے قبر اس پر سمٹ جاتی ہے، تنگ ہو جاتی ہے۔ ۹۔ اور ایک اثر دیا اس پر قبر میں مسلط ہو جاتا ہے۔

اسی ہفتہ ایک اخبار میں پڑھا کہ پنجاب میں ایک مردہ پر جنازہ ہو رہا تھا تو جب کفن میں لوگ اس کا چہرہ دیکھنے لگے تو ایک سانپ ساتھ پٹا ہڑا تھا، لوگ بھاگ دوڑے تو خداوند تعالیٰ کبھی کبھی عالم غیب کی باتیں ہماری عبرت کے لئے ظاہر کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ قبر میں بے نازی پر اثر دیا مسلط کر دیتا ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کے شعلوں کی طرح ہوتی ہیں اس کے پیچھے بھی ہوتے ہیں، ناخن فولادی ناخن ہوتے ہیں اور اتنے لمبے کہ انسان ان پر چلنے لگے تو سارا دن اس پر چلنا ختم نہ ہو سکے اور اس کی آواز رعد کی طرح ہوتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ تو تو نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اب خدا نے مجھے تم پر مسلط کر دیا ہے اور ایک پنجہ دے مارے گا۔ تو سترگز ترین میں مردہ دھنس جائے گا، دوسرے نماز کے وقت دوسرا صعبہ ہوگا۔ دھکنا قیامت تک عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔

۱۰۔ اور جب قبر سے اٹھ کر میدانِ محشر میں جائے تو وہاں بھی خدا ناراض اس کے ساتھ حساب میں کسی قسم کی نرمی کا برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔ اور غلطیوں کا پوچھا جائے گا۔ اوروں کی غلطیاں معاف ہوں گی اور بے نازی کے لئے یہ معافیاں اور رعایتیں نہیں ہوں گی۔
۱۱۔ اور آخر میں جہنم کے اس گڑھے میں اسے پھینک دیا جائے گا جسے غی کہتے ہیں۔ فسوف یلقون غیثاً۔ جہنم کے اس گڑھے میں اثر دے ہیں اولہ جس وقت پھینک دیا جائے گا، تو بچھو سانپ اس کے پاؤں سے پٹ جائیں گے کہ یہ پاؤں اللہ کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے۔ اور تم کو نماز سے شرم آتی تھی۔
اللہ تعالیٰ ہمیں بے نازی کے وبال سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

برکات و فضائل

رمضان المبارک

خطبہ جمعۃ المبارک ۲۴ رمضان ۱۴۲۲ھ
نجدۃ ونصرتی علی رسولہ الکریم: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہو شہر الصبر والصبر ثوابہ الجنة وشہر المواساة وشہر یزاد فیہ ذنق الموت
وقال علیہ السلام ہو شہر اولہ رحمة وادسطة مغفرة واخرکة عتق من النار
راو کمال علیہ الصلوٰۃ والسلام

میرے محترم بھائیو! دو تین باتیں عرض کرنی ہیں۔

رمضان شریف کا مہینہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
صبر کا مہینہ ہیں کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اس میں صبر کی تعلیم دی جاتی ہے۔ خواہشات
کو روکنا، نفس کے اوپر کنٹرول کرنے نہ کھانا نہ پینا ظاہر بات ہے کہ اس وجہ سے
تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ رات کے وقت میں تراویح میں شرکت کرنی، ختم قرآن شریف
یا سحری کے وقت دو تین گھنٹے بیدار رہنا، تنہا پڑھنا ظاہر بات ہے۔ کہ یہ امور نفس کے لوپر
شاق اور گراں ہیں۔ لیکن اس چیز کو ہم انتہائی ذوق شوق اور محبت سے بڑی خوشی اور
خندہ پیشانی سے اور اس بھوک پیاس کو اس نفس کے کنٹرول کو اس رات کے
بیداری کو، بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں کہ یہ سب ہمارے لیے باعث
خوشنودی خداوندی ہوں گی۔ اور جس چیز سے اللہ راضی ہو۔ اور جس چیز کے بدلے
جنت ملے۔

آج اگر ایک شخص دس روپے خرچ کرتا ہے۔ چار پانچ گھنٹے روزانہ ڈیوٹی دیتے ہیں ملازمت کرتے ہیں۔ تو اس لیے کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس دس روپے کے عوض ہمیں بھاری تنخواہ اور بڑا منافع ملے گا۔ تو اگر کوئی کہہ دے کہ خدائے تعالیٰ اس نوکری سے معزول کر دے۔ تمہاری یہ نوکری ختم ہو جائے تو آپ کہیں گے کہ تم نے بد دعا کی، بھلائی تو نہ کی اس لیے اگر خدا کے راستہ میں چند گھنٹے بھوک اور پیاس تکلیف برداشت کر لیں اور اس کے بدلہ اللہ کی خوشنودی، رضا اور اللہ کا دیدار میسر ہو تو کتنا اچھا سودا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصراً الفاظ میں فرمایا۔
والصبر ثوابہ الجنة صبر کا بدلہ جنت ہے۔ نور رمضان کے روزوں اور ان کی مشقت کی وجہ سے رات کی تراویح، تہجد، تلاوت قرآن سے جو مشقت پہنچے گی اس کا بدلہ ملے گا۔ جنت، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت نصیب فرمائے۔ تو صبر کا بدلہ جنت ہے اور فرمایا۔

اتما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب خدا کی جانب سے خدا کے حکموں پر جو راضی ہوتے ہیں۔ اس جانب سے ملنے والے احکام کو بخوشی بجالایا جائے یہ نہیں کہ روزہ ہے۔ تو تنگ و ترش ہے۔ ہر ایک سے بڑھتا جھگڑتا ہے۔ دوسرے دیکھ کر کہیں کہ دیوانہ کتا ہے۔ یا شیر ہے کہ دھاڑ رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسے چھیر طومنت اس کا روزہ ہے۔ اس کے ساتھ بات مت کرو اب چاقو مارے گا۔ اور لڑے گا اور خود وہ بھی کہتا ہے کہ مجھے چھیر طومنت۔ میں روزے سے ہوں۔ بھی کیا یہ روزہ تم نے بد اخلاقی کا ذریعہ بنا دیا، روزہ تو انسان کے اندر اخلاق پیدا کرتا ہے۔

اب یہاں پر والصبر ثوابہ الجنة

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ویزاد
وسعت رزق فیہ رزق المؤمن رمضان

مہینے میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے یہ ہمارا اور آپ کا تجربہ ہے اور دو چار دن بعد بعد روزہ ختم ہو گا تو فرق محسوس کر لو گے۔ بہت سے مسافروں کو رمضان کے علاوہ

کہیں کھانا نہیں ملتا یہاں اسے کھانا دیں تو کہے گا کہ اللہ کے فضل سے میرے پاس کافی کھانا موجود ہے۔

غریب سے غریب مسلمان کیوں نہ ہو۔ افطار کے وقت سحری کے وقت گیارہ ماہ کے مقابلے میں دیکھ لیں کہ رمضان میں رزق کی وسعت ہوتی ہے۔ یقیناً فراخی ہوتی ہے۔ یہ تو بالمشاہدہ ہم دیکھ رہے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہوشمہر
مواؤساة اور غمخواری | المواؤساة یہ مہینہ غم خوارگی کا ہے۔ اس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی افطاری کیلئے چار پانچ چیزیں رکھیں تو کم سے کم غریب کو بھی اس سے کچھ تو حصہ دینا ہے۔ اپنے سے بڑھ کر نہیں تو اپنے ساتھ پلڑے تو کرو۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا وَمَا تَحِبُّونَ ۝ سورۃ ۲

آیت ۲۹۲

جب تک اپنے پسندیدہ چیز کو اللہ کے نام پر خرچ نہ کر دو تو تم بڑا نیکی کے درجے حاصل نہیں کر سکتے۔ تو صبح بھلائی تو یہ ہے کہ مسکین کی غم خوارگی میں اپنے سے بھی سہ تر دے دو۔ بخیر اگر نہ ہو تو چلو مسادات کے درجے میں میں دے دو، مسادات بھی نہیں تو مواؤسات کے درجہ میں سہی یہ تو نہ ہو کہ کھانے پینے کی ہتہات ہے۔ تیرے پاس بھٹوری بھٹوری سی چکھ لی اور باقی پھینک دی کتوں کو بیویوں کو اور آپ کے جوار میں محلہ میں بھوکے تڑپ رہے ہیں۔ بچے نیم میں تو دس چیزیں اپنے افطار کے لیے ہیں تو دو چار تو اپنے قریب و جوار کے محتاجوں کو بھی دے دو۔ تو یہ مہینہ مواؤسات کا ہے۔ ہمدردی کا غم خوارگی کا، اور آج کل کا موسم تو اعتدال کا ہے کہ نہ گرمی نہ پیاس نہ بھوک مگر یہ اندازہ تو بھر بھی روزہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جو لوگ اس ملک میں اس زمین پر دو وقت نہیں تین وقت کے بھوکے ہیں۔ فاقہ کش ہیں۔ اور چار چار وقت کے فاقہ گزار رہے ہیں۔ ہم نے صرف کھانے کو قبل از وقت کر دیا بجائے دوپہر سحری کے وقت کھالیا۔ ترتیب میں ذرا فرق آیا۔ مگر ہم بھوک محسوس کرتے ہیں۔ تو جن کو دو دنوں میں تین دنوں میں ایک

وقت بمشکل کھانا ملتا ہے آپ اپنی بھوک سے اُن کی بھوک کا اندازہ لگائیں کہ ان بچوں کا ان غریبوں کا کیا حال ہوگا۔

حضرت عمر کا عملی موااسات | حضرت عمرؓ بادشاہ وقت ہیں۔ قحط سے ملک میں اب وہ بغیر چنے ہوئے جو کا اٹا استعمال فرماتے تھے۔ ملک کا گورنر آکر کہتا ہے کہ اب تو گندم کی فراوانی ہے۔ شام سے کافی گندم پیدا ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ میری رعایا کے ہر فرد کو گندم کا اٹا مل سکتا ہے۔ اور جب یقین سے کہہ سکتے تو میں کیسے ایسی چیز استعمال کروں۔ جس چیز سے میری رعایا محروم ہے۔ یہ تھا موااساة اور غم خواری کی مثال۔

ہندوستان میں قحط پڑھا تو وہاں کی بادشاہ کی بیوی کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ ملک میں قحط ہے کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ بھانجے اور پلاؤ کیوں نہیں کھاتے؟ تو میں نے کہا ہاں ہر وقت پلاؤ پکنا ہو وہ بھوک اور قحط کو کیا سمجھے تو روزہ دار کو کھانے کی ترتیب سے تکلیف ہوتی ہے تو میں کو ملے ہی نہیں اس کا کیا حال ہوگا۔

افطاری کرانے کا اجر و ثواب | حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی روزہ دار کی افطاری کا بندوبست کر لیا تو تین چیزیں آپ کو ملیں گی۔ ایک تو یہ کہ آپ کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ دوسرا یہ کہ جہنم سے اللہ تعالیٰ آپ کے رقبہ (گمردن) کو نجات دے دے گا۔ اور تیسری چیز یہ ہے کہ اس روزہ رکھنے والے کو جتنا اجر و ثواب ملے گا۔ اتنا ہی تمہیں بھی ملے گا۔ دیکھو بخل مت کرو یہ نہ کہو کہ دوسرے کے چھوہارے کہوں کھاؤں۔ تم اگر سخی بن جاؤ تمہیں بھی پورا ثواب ملے گا۔ اور اتنا ہی اجر دوسرے کو بھی ملے گا۔ سخاوت پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے دس آدمیوں کو کھجور دے کر اس کا روزہ توڑا۔ افطاری کرانی تو دس آدمیوں کے روزوں کا ثواب تجھے

جائے گا۔ اور تمہاری گردن جہنم سے چھوٹ جائے گی۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں سے ہر شخص تو افطاری کرانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ وہ یہ سمجھے کہ افطاری کا معنی دوسرے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہوگا۔ تو عرض کیا یا رسول اللہؐ میں وہ غریب بھی ہیں اب وہ پیٹ بھر کر کھانا نہیں دے سکتے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک چوہا رہ دے دو، ایک گھونٹ پانی کا دے دو، اور ایک گھونٹ مٹی کا دے دو یہ تو ہو سکتا ہے کہ کنویں سے نلکے سے پانی لا کر روزہ دار کے سامنے رکھ دو۔ اس پر تو پیسے خرچ نہیں ہوتے تو دولت لٹ رہی ہے ان دنوں میں ثواب لٹ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنا چاہتے ہیں۔ مغفرت را بہانہ می طلبد، مغفرت را بہانہ می طلبد، تو ایک گھونٹ پر ایک کھجور پر اللہ بخشتے ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں اس مہینے کی پہلی دہائی میں اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے رحمت برستی ہے دوسرے دس دنوں میں خدا کی جانب سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور تیسرے عشرہ میں اللہ تعالیٰ گردنوں کو جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں۔

یہ عشرہ اخیرہ تو ایک ایسا ہے۔

جہنم سے نجات کا آخری موقع جیسا کہ کسی کا مقدمہ ہو قتل کا دعویٰ

ہو۔ اس نے نیچے لے کر ہائی کورٹ سپریم کورٹ تک مقدمہ لڑا۔ سب جگہ اس پر ڈگری ہو گئی کہ اسے پھانسی دی جائے یہ واجب القتل ہے۔ اور پھانسی ہو گا۔ اور وہ مایوس ہو کر اخیر میں ایک رحم کی درخواست بادشاہ وقت کی خدمت میں دیتا ہے۔ اب اگر ملک کے صدر اور بادشاہ کے دل میں رحم آیا اور نکل دیا کہ چلو اپیل منظور ہے۔ معاف کر دیا ہے۔ تو پھانسی کے تختے سے بچ جائے گا۔ تو ہمارے اور آپ کے جہنم سے چھوٹنے کا بھی یہی آخری موقع ہے۔ ہمارے اور آپ کے کام افعال اور اقوال اور گناہیں ایسی ہیں کہ ہر درجے میں دیکھنے والے فرشتے سب دیکھنے والے حکم لگا دیتے ہیں کہ یہ تو جہنمی ہے۔ اس کے کام تو سارے جہنمیوں جیسے ہیں۔ ڈگری لوگوں کی جانب سے فرشتوں کی جانب سے جہنمی ہونے کے لگ جاتی ہے۔ ہمارے

اپنے نفس اور ضمیر کی جانب سے بھی یہی ڈگری ہو جاتی ہے کہ ہم تو تباہ ہو گئے برباد ہو گئے۔ ہم تو جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں۔ تو رمضان کے آخری دنوں میں وہ اللہ کے سامنے رحم و درخاست پیش کر دیں۔ کہ یا اللہ ہمیں معاف کر دے۔ اب اور کوئی ذریعہ نہیں تو اسی میں وہ مہربانی فرما دیتے ہیں۔ درخاست منظور کر لیتے ہیں۔ وَاٰخِرَةُ عَمَلٍ مِّنَ النَّارِ۔

اجابت دعوت اور شان کریمی | وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہیں کہ سو میں سے ننانوے کو منظور فرماتے ہیں اور اگر سچائی سے ہو تو سو کے سو منظور کرتے ہیں۔ اس کے ہاں کوئی کمی نہیں۔ البتہ سچائی سے درخاست پیش کر دوں۔
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَالْيُؤْمِنُوا لِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ
(سورۃ ۲۰ آیت ۱۸۶)

جب میرے بندے اللہ کے بارہ میں پوچھیں تو فرماتے ہیں کہ میں ان کے نزدیک ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتے ہیں، سحری کے وقت میں یا کسی وقت میں کہ یا اللہ یا اللہ تو اللہ مہربانی و رحم فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے۔ لیک۔ بالکل ایسا ہے۔ جیسا کوئی بیٹا بچہ رو رہا ہے۔ بچہ کتا ہے ماں باپ اور ماں دردوں شفقت سے لینے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے بیٹے، میرے پیارے بیٹے کیا مانگتے ہو۔ تو باپ اور ماں کی شفقت اور محبت سے کم و زور درجے زیادہ اللہ کی شفقت اور محبت سے توجیب تم کہتے ہو۔ یا اللہ۔ زاری سے عاجزی سے، افطاری کے وقت سحری کے وقت نماز کے وقت، تو جواب ملتا ہے۔ لیک۔ اے میرے پیارے بندے اے میرے پیارے غلام اچھا ہوا، صبح کا بھولا ہوا شام کو تو گھر واپس آگیا، اے بھولا ہوا مت سمجھو۔ دن بھر اگر تھرا بیاں کہیں۔ آخر عمر میں اگر اللہ کے دربار میں ناظم ہو کر لوٹ آئے تو اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں چلو تم بھولا ہوا نہیں ہو تم میرے در پر واپس تو

اگے ہو۔ تمہیں تنخواہ بھی ملے گی۔ تمہیں اجر بھی ملے گا۔ تو بھائیوں! ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ دولت لٹ رہی ہے۔

کمائی کا محاسبہ | پہلے دس دن جو رحمت کے تھے۔ ہم نے اس میں کتنا حصہ حاصل کیا۔ یہ بچے جہاں لڑو سٹھائی کی تقسیم ہوتی ہو تو بچے کو دتے ہیں۔ جمع کرتے ہیں۔ پھر اکیلے بیٹھ کر گنتے ہیں۔ پہلا کتنا کم میں نے کتنا جمع کیا۔ دوسرا کتنا کم میں نے اتنا جمع کیا۔ تیسرا کتنا کم میں نے اتنا جمع کیا۔ کم ہو تو پھر دوڑتے ہیں، پھر دوڑتے ہیں۔ بچوں کو دیکھا ہے آپ نے۔ تو وہ ایک لالچ ہوتی ہے۔ ایک حرص ہوتی ہے، جتنا جمع کیا اس کو گن کر پھر دوڑتے ہیں۔ تو آج تم بھی گن لو کہ یہ درجے جو رحمت کے گزر گئے ہیں۔ خدا کی رحمتوں میں سے کتنی رحمتوں کو حاصل کیا۔ کتنے رحمت کے کام میں نے کیے؟ اگر نہیں کیا تو اپنے سر پر خاک ڈالنا چاہئے۔ رونا چاہئے کہ ادم ہو یہ تو بڑی دولت مجھ سے چلی گئی۔ دس دن مغفرت کے ہیں، سرٹفکیٹ مغفرت کے مل رہے ہیں۔ تم سوچو کہ میں نے بھی ان دس دنوں میں رمضان کے مغفرت کا کتنا حصہ حاصل کیا۔ خیر وہ تو چلے گئے۔ یہ دس دن جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ جس میں آخری درخواست نجات کی منظور ہو سکتی ہے۔ ہم اس کا کیسے استقبال کر رہے ہیں۔

مشاغل رمضان کا احتساب کیجیے | بھائی وہ جو گزر گئے، گذر گئے، مگر یہ پانچ چھ دن جو باقی ہیں اس کو تو ضائع نہیں کرتا۔ اس وقت غیبت نہ دامت نہ ہوئی۔ روئے نہیں۔ کوئی نماز نہ لوٹائی۔ بندے کا حق واپس نہیں کیا۔ کسی کو گالی دینے سے رکے نہیں۔ حسد و بغض سے قتل و مقاتلہ سے نہیں رکے۔

یعنی سوچے کہ میں نے کونسی برائی ان پچیس دنوں میں ترک کر دی جو رمضان سے پہلے مقدمے جھگڑے تھے۔ اب بھی ہیں جو قتل و مقاتلہ پہلے تھے وہ اب بھی رہے۔ جو ہوا بازی پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔ عید گاہ میں لوگ عید کی نماز پڑھتے

دل پیار و دست پکار

معاذ اللہ یہ معلوم نہیں کہ آئندہ سال میں یہ روزہ مبارک ملے گا یا نہیں۔ جن کو نہ ملے تو دستِ حسرت ملتے رہیں مگر ہمارے پاس کیا ہوگا۔

لیلة القدر | پھر ان پانچ دنوں میں بھی غنیمت کی چیز لیلة القدر ہے۔ بخاری
 مشریف میں ہے کہ ۲۵-۲۶ تا ۳۰ ہر رات آخری دس
 دنوں میں احتمال ہے۔ رات کو عبادت کریں۔ یہ لیلة القدر کی طلب ہے۔ تو
 وہ عبادت ۸۳ سال ہم پہنچے گویا آپ نے عبادت کمر لی بلکہ اس سے بھی

بہتر ہے۔ تمام رات جاگے تو خیر بہت بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دس دنوں میں شد میز رہ گھر کو کس یلتے تھے۔ گھر کے اہل و عیال کو بیدار رکھتے عبادت میں مشغول رہتے۔ تو ہم ایسا کر سکیں تو بہتر بہت بہتر نہ ہو تو رات کی ابتدا اور انتہا کا حصہ تو عبادت میں گزار لیں۔ اگر کوئی رات لیلة القدر کی ہوئی تو فیہا و نعمت اگر نہیں تو اللہ تو نیت کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایک محلے والے اکر کہتے ہیں حضور آج رات تو بچپیوں ہے کیا ہم آج رات عبادت میں گزاریں؟

فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ دوسرے دن دوسرے محلے والے آئے کہ آج رات شاید لیلة القدر ہو۔ عبادت میں گزاریں۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ تیسرے محلے والے تیسرے دن آئے۔ ان کو بھی فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ تو اب اس میں تطبیق یہ ہے کہ ہر محلے والے جنہیں آنے والی رات پر لیلة القدر کا گمان تھا۔ وہ عبادت میں ملاؤ ہیں، ذکر میں رات گزاریں گے۔ اللہ تعالیٰ نیت کے مطابق ثواب دیتے ہیں۔ تو ان کو لیلة القدر کا ثواب دے دیں گے۔

یاد رہے کہ لیلة القدر آنکھوں سے نظر نہیں آتی یہ عوام کی باتیں ہیں کہ دیواریں اور درخت گر جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ لیلة القدر میں یہ تمام چیزیں سجدہ کرتی ہوں۔

وان من شئ الا یستجیح ۶۔ کل قد علم صلوٰۃ و تسبیحہ
تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر چیز حال طور پر بھی سجدہ ریز ہو جاتی ہو۔ اور نظر آئے یہ بھی ممکن ہے۔ مگر نظر آنا ضروری نہیں۔ جو شخص رمضان میں عشاء کی صبح کی نماز پڑھتا ہو، تہجد پڑھتا ہو اور اس سے یہ نمازیں فوت نہ ہوئی ہوں۔ تو اس نے لیلة القدر پایا کہ ۳ نمازیں عشاء کی صبح کی اور تہجد کی پڑھیں اور بیچ میں کچھ ذکر اذکار بھی کیے۔ اس نے لیلة القدر پایا۔ ان شاء اللہ ایک ہزار ماہ سے زیادہ اس کو اجر و ثواب ملے گا۔

عورتیں اور تراویح | عورتیں تراویح میں بڑی سست ہیں، بجز اللہ روزوں میں کستی ہیں
 ہے تو وہ اگر تراویح بھی پڑھ لیں، ایک وقت میں نہ پڑھ
 سکیں تو دس پڑھ لیں پھر سحری کو دس پڑھ لیں۔ ہم رکعت پڑھ لیں۔ بچوں کو سلا کہ پھر چار
 رکعت، پھر ضروری کام کر نیکی بعد چار رکعت، اسی طرح بھی سہولت سے پڑھ سکتی ہیں
 بھی حقیقت یہ ہے۔ کہ مغفرت کے خزانے کھلے ہوئے ہیں۔ رحمت اور دولت لٹ رہی
 ہے اور جہنم سے آزادی کے پردانے مل رہے ہیں۔ رہنے والا (اللہ) تو موجود ہے
 مگر لینے والا نہیں۔

دعا | اب دعا کیجیے کہ اللہ ہم سب کو لینے والا بنا دے اور اللہ ہم سب کو بخش دے
 اور رمضان کی برکات سے ہمیں مالا مال فرما دے، یا اللہ رمضان کا مہینہ
 ہم سب پر بار بار بخیر دعائیت لے آ۔ اور جو وقت باقی ہے۔ اس میں ہمیں مکمل بندگی
 کی توفیق عطا فرما یا اللہ رحمت کے دروازوں کو علم کے بند دروازوں کو معرفت اور حقیقت
 کے بند دروازوں کو ہم سب کے اوپر کھول دے یا اللہ اپنے فضل و کرم اور احسان سے ہم کو نوا
 اور ہمارے اس ملک کو جو اربازوں اور ڈاکوؤں سے، قاتلوں سے تخریب کاروں سے
 نجات دے دے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لوگوں میں انسانیت شرافت اور اسلام لے آئے
 کہ کسی مخلوق کو نہ تکلیف نہ دے۔ جب اسلام ہو تو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دے گا۔ اور اسلام
 نہ ہو تو ہاتھی بھی ہنم کر کے اپنے آپ کو پکا مسلمان سمجھے گا۔ یا اللہ ہم سب کو مقبول العا
 بنا اور جس جس نے دعا کا کہا ہے۔ یا اللہ ان سب غائبین و حاضرین کو بامراد بنا۔
 و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

استحضار و معیت خداوندی

کا

سبق

(خطبہ جمعہ المبارک ۲۰ ستمبر ۱۴۳۷ھ ۳۴ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ)

عن سلمان الفارسی قال قال رسول الله قد اخطتکم شهر عظیم شهر مبارک شهر فیه لیلة خیر من الف شهر (الحاخن)

انواع و اشخاص میں فرق مراتب | محترم بزرگو! اللہ جل جلالہ نے اپنی مخلوقات میں ایک نوع کے مختلف

افراد ہیں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ایک نوع کے افراد ہیں مگر افراد افراد کے درمیان بہت فرق ہوتا ہے۔

ایک نوع کے اشخاص ہیں مگر اشخاص کے مراتب میں بہت بڑا فرق ہے زمین کو لیجئے ایک ماہیت ہے زمین کی مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بازار کی زمین اور اس مسجد کی زمین ایک مرتبہ پر ہیں مسجد شاعر اللہ میں سے ہیں اس کا ادب و احترام کیا جاتا ہے مسجد میں کوئی تھوک نہیں سکتا پیشاب نہیں کر سکتا نہ کوئی بے ادبی کر سکتا ہے نہ مسلمان کرنا چاہتا ہے اور بازار میں دنگا فساد بول و براز سب کچھ ہوتا ہے اس زمین کا کوئی ادب و احترام نہیں ہوتا اور کوئی قصداً مسجد کی توہین کرے مجنون نہیں سمجھتا ہے عاقل بالغ ہے تو اس کی تکفیر کریں گے اس سے کافر ہو جاتا ہے اور اس مسجد کے زمین سے ایک فٹ باہر مسجد کے زمین پر پیشاب کرے تو کوئی برا نہیں کہتا زمین کا خط ایک جیسا ہے مگر اس ایک خط کا

احترام و ادب لازم ہے اس کی عظمت ہے۔

انبیاء اور صحابہ کا مقام | اسی طرح نوع انسان کے افراد لیجئے اس نوع کے افراد ہم بھی ہیں زید عمر بکر اور نوع

انسانی کے افراد ہیں اور انبیاء علیہم السلام بھی ہیں ہم بھی انسان ہیں اور انبیاء علیہم السلام بھی انسان ہیں قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ لَكُم مِّن مِّنْهُم اور ان کے درمیان آسمان اور زمین سے بھی زیادہ فرق ہے ہماری کیا نسبت؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہم تو انبیاء کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں غالباً امام شافعیؒ سے پوچھا گیا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ جو اس امت کے پہلے مجدد ہیں اس کا مرتبہ زیادہ ہے یا حضرت معاویہؓ کا جو حضورؐ کے صحابی ہیں فرمایا کہ عمر اس امت کے اولین مجدد ہیں مگر حضرت معاویہؓ جس گھوڑے پر سوار ہو کر حضورؐ کی بیعت میں جہاد کر چکے ہیں اس گھوڑے کے نتھنوں میں جو گرد و غبار ہے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس مرتبے تک بھی نہیں پہنچ سکتے صحابی تو صحابی ہیں صحابی کی خدمات کا مقام بھی اونچا ہے۔

انبیاء اور بشریت | انبیاء بے شک بنی آدم ہیں مگر وہ ساتویں آسمان سے بھی بڑھ کر رفعت پر ہیں ہم تحت الثریٰ پر ہیں جاہل کفار انبیاء سے یہ کہا کرتے تھے کہ آپ میں کیا خصوصیت ہے آپ بھی انسان اور ہم بھی انسان ہیں ہم سے اچھا تو کھاتے پیتے نہیں تو یہ کافروں کی جہالت تھی انبیاء بھی بنی آدم ہیں مگر ان کی عزت و عظمت بہت بڑھ کر ہے۔

رات رات میں فرق | اسی طرح راتیں لیجئے ہمیں تو ہر رات سیاہ لگتی ہے مگر ان راتوں میں لیلة القدر بھی ایک رات ہے ہم ظاہر بینوں کو تو فرق محسوس نہیں ہوتا ہر رات کھاپی کر بستر پر لیٹ جاتے ہیں سو جاتے ہیں بس ختم مگر لیلة القدر ایسی رات نہیں۔ لیلة القدر لیلة القدر حیث من الف شہد ۸۴ سال اگر شب و روز عبادت کرتے رہیں اس ایک رات کی عبادت اس سے

بہتر ہے خیر۔ واللہ اعلم کہ کتنا بڑھ کر اور کتنا بہتر ہے۔

بلاد و اماکن میں فرق مراتب | دیکھیے ہونج کے لئے روانگی شروع ہو گئی ہے بیت اللہ شریف، حرم شریف

بھی ایک زمین ہے ایک کمرہ مبارک ہے *و اد جعلنا البیت مثابة للناس وامنا (س البقرہ ۱۲۵)* مگر اس زمین اور کمرہ اور اکوڑہ خشک اور دنیا کے دیگر خطوں کی آبادیوں اور زمینوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے وہاں ایک نماز پڑھ لو تو ایک لاکھ نمازوں کے برابر اجر ایک روزہ کا ایک لاکھ کے برابر ایک روپیہ اللہ کی راہ میں دو تو ایک لاکھ روپے کا اجر ملے گا یہاں جماعت کے ساتھ کم از کم ۲۵ درجے ثواب حضور کے روضہ اطہر مدینہ منورہ کنبد خضراء مسجد نبوی کا مقام اللہ اکبر وہ بھی ایک زمین ہے مگر باقی زمینوں کا اور اس میں بہت بڑا فرق حضور اقدس جہاں آرام فرما چکے ہیں وہ بھی کمرہ ہے مکان ہے وہ قبر مبارک وہ روضہ مبارک وہ لحد مبارک بھی مٹی کا ہے مگر اس خاک پر عرش بھی رشک کرتا ہے اور کرسی بھی کہ کاش یہ مرتبہ ہمیں حاصل ہوتا مسجد نبوی میں ایک نماز کا سچا سہرا کے برابر اجر ہے۔

تو ایک نوع کے افراد اور اشخاص میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح دن ہیں بظاہر سب برابر فرق نہیں ہم ظاہر بین عینک لگا کر بھی دیکھیں تو فرق محسوس نہ ہو مگر جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فضیلت و منقبت عطا فرمائی ہے پھر اس یوم الجمعہ میں ایک ساعت مخصوصہ ایسی ہے کہ بندہ اللہ جل مجدہ سے اس وقت جو بھی سوال کرے جو بھی مانگے وہ اس کو قبول فرماتے ہیں۔ تو جمعہ کا دن ہفتہ کے باہم میں بہت مبارک

شہر رمضان کا اور مہینوں پر فضیلت | اسی طرح بھائیو رمضان شریف کا یہ مہینہ جب آیا تو ظاہر بین تو اسے

رجب و شعبان ہی کی طرح سمجھتے ہوں گے کہ اس میں بھی دن رات تہی سردی گزرتی ہے ہو آئیں چل رہی ہیں روشنی اور اندھیرا ہوتا ہے تو فرق کیا ہے؟ مگر جس طرح اس مسجد کی زمین اور اس سے ایک فٹ باہر کی زمین میں بڑا فرق ہے یہاں قصد آپشیاہ کر دو تو

کافر باہر سارے دن کرتے رہو کوئی حرج نہیں یہ زمین اور باغ ارم کی زمین جنت عدن کی زمین کیوں نہ ہو اس سے حضور اقدسؐ کے روضۃ الطہر کی زمین لاکھ درجے زیادہ اچھی ہے یا نہیں؟ اور بنی آدم سب کے دو ہاتھ دو پاؤں دو آنکھیں اور انبیاءؑ کی بھی ایسی ہی ہیں مگر وہ ثریا پر ہیں، ہم ثریٰ پر۔

اسی طرح بھائیو! رمضان کا یہ مہینہ بھی بہت بڑی شان اور مرتبت والا ہے حضور اقدسؐ اپنے صحابہؓ سے فرماتے ہیں کہ ایک بڑی عظیم المرتبت عظیم شان والا مہینہ تم پر سایہ انگن ہو چکا ہے اس کی قدر کریں اس کا ایک ایک منٹ ایک ایک گھنٹہ ایک ایک دن ایک ایک رات یہ بہت بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے۔ بھائیو! رمضان شریف میں اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید نازل فرمایا شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بیئت من الہدی والفرقان (سورۃ ۲ آیت ۱۸۵) الحمد للہ چودہ سو سال بھی جس روشنی جس ہدایت اور جس حقانیت پر جا ہوا ہے۔

امت تو حیدر | آج دنیا کے اور اقوام سے اس گنہگار امت کا بھی تقابل کر دو تو امتیں اسلام اور دین کی قدر و منزلت محسوس ہو جائے مثلاً ہم سب یہاں مسجد میں عبادت کے لئے جمع ہیں یہ عبادت خانہ ہے اور الحمد للہ کہ ایک تصویر اس میں نہیں ایک بت نہیں ایک بھی غیر اللہ کی پرستش کی چیز نہیں وہم و گمان بھی نہیں آتا سوائے اللہ کی بندگی کے اور کسی کی بندگی کرے تو مسلمان نہیں مسلمان جھکتا ہے تو صرف اللہ کے سامنے مسلمان رکوع کرتا ہے مسلمان سجدہ کرتا ہے تو صرف ایک اللہ جل جلالہ کے سامنے مسلمان فرمانبرداری کرتا ہے تو صرف اللہ کی کتاب ہے مسلمان کا سر غیر اللہ کے سامنے اونچا ہے ایک اللہ کے سامنے جھکتا ہے پیشانی رکھتا ہے اور اللہ کا ایسا فرمانبردار ہے کہ اسے حاضر ناظر سمجھتا ہے ہر جگہ خواہ ساتویں زمین کے نیچے چلا جائے وہاں بھی اللہ موجود سمندر کی گہرائیوں میں پہنچ جاؤں وہاں بھی اللہ موجود ہے اور اگر ہوائی جہاز اور راکٹ کے ذریعہ زہرہ اور مشتری تک پہنچ جائے وہاں بھی اللہ موجود اور حاضر ناظر سمجھتا ہے اور الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ کہ مسلمان کا یہ سبق یاد ہے۔

معیت و استحضار خداوندی کا سبق | اس رمضان شریف میں بھوکے پیاسے

کے ساتھ کالی کوٹھڑی میں بھٹکا پانی ہے۔ خوراک موجود ہے خواہشات نفس کی تکمیل کے دواعیٰ اور اسباب موجود ہیں۔ اسکی تنہائی نہیں کوئی رکاوٹ نہیں۔ کھالوں پی، بوں تو کوئی نہیں دیکھنا۔ مگر الحمد للہ ان ستر کروڑ مسلمانوں کا یہ سبق ایک مثال ہے دنیا کے اقوام کے لئے ماہی بے آب

کی طرح تڑپتا رہے۔ مگر محال کیا کہ پانی کو منہ سے لگائے۔ زبان پیاس سے باہر نکل رہی ہے۔ خوراک کو حاجت مند ہے۔ کوئی اس کا روزہ کھولنے پر سمجھ نہیں سکتا مگر محال کیا کہ یہ کچھ کھاپی لے۔ کیوں کہ اس کا عقیدہ ہے کہ اس اندھیرے کمرے میں بھی اللہ موجود ہے۔ حافظ و ناظر ہے۔ کوئی اور تو مجھے متیں دیکھ رہا۔ مگر وہ دیکھتا ہے۔ مسجد کے غسل خانہ میں جا کر پانی پی لے۔ لوگ نہیں دیکھیں گے۔ مگر اللہ تو دیکھتا ہے۔ یہ کیا اچھا سبق ہے۔ جو ہر مسلمان کو یاد رہے۔ یہ اسلام کی غربی ہے۔ روزہ میں دن کو یہ سبق یاد ہوتا ہے۔ کاش کہ باقی ایام میں اسی طرح اسے مستحضر رکھتے مگر

رمضان میں دن کو تو یاد ہوتا ہے۔ مگر رات کو بھی اسے بھول جاتے ہیں۔ یہ ٹرنگ تو ہے۔ اسی لئے کہ اب ہر وقت اسے یاد رکھا جائے گا۔

معیت خداوندی کی ایک تمثیل | ایک بزرگ تھے اس سے ایک شخص نے

بیعت کر لی، اس نے بہت جلد اسے خلافت بھی دیدی۔ خلیفہ حجاز بھی بنا لیا۔ باقی مرید ایک عرصہ سے ان کی صحبت میں تھے انہوں نے طالب علموں کی طرح شیخ سے گلہ کیا کہ حضرت اسے تو اتنے ہی خلافت دے دی ماذون نہادیا۔ اور ہم مدتوں سے خدمت میں پڑے ہیں۔ انہوں نے اسی وقت جواب تو نہ دیا دوسرے دن ایک ایک مرید ہر ایک دے کر کہا کہ جا کر اسے ایسی جگہ پر ذبح کر دیں جہاں کوئی نہ دیکھے۔ سب خوشی خوشی دوڑے اور ہر ایک نے کسی خالی جگہ اور تنہائی میں مرغ ذبح کر دیا۔ اور اے آیا۔ مگر اس کا وہ مرید جسے خلافت ملی تھی دن بھر بھرتا رہا۔ شام کو آیا مرغ کو زندہ ہی بیل میں بے حاضر ہوا۔ لوگوں نے اسے سریش کی کہ آپ نے شیخ کے

حکم کی تعمیل نہ کی اس نے کہا دن بھر بھرتا رہا کہ تنہائی کی جگہ ملے، صحراؤں میں گیا وہاں
 بھی اُس پاس دیکھ لیتا۔ مگر کوئی بھی نہ ہوتا، تب بھی اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہوتا۔ وہاں
 بھاگ دوڑ کر دوسری جگہ پہاڑوں پر دریاؤں میں گیا۔ مگر ہر جگہ اللہ کو موجود پالیتا، جبکہ
 شیخ کا حکم تھا کہ ایسی جگہ نہ چن کر دوں جہاں کوئی نہ ہو۔ اب شیخ ہی ایسی جگہ مجھے بتلاؤ
 کہ جہاں کوئی انسان نہ ہو اور وہاں اللہ تعالیٰ بھی نہ ہوں۔ تو جا کر مرغ کو ذبح کر ڈالوں گا
 شیخ نے جواب سن کر اوروں سے کہا کہ بھی یہ فرق ہے۔ ان میں اور آپ میں کہ اس
 نے ایک لفظ سے بھی سبق لے لیا اور اسے یاد رکھا۔ تو بھی یہ رمضان کا جو سبق ہے۔
 وہ تو مسلمانی کا سبق ہے۔ کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ اسے سال بھر کیوں بھول جاتے ہیں۔
 کل پشاور سے آ رہا تھا۔ راستہ میں کچھ گریڈ پر

روزہ حاضر و ناظر کا اعتراف

ہو گئی۔ ٹریفک بند ہو گئی۔ لوگ ادھر ادھر
 دار فتنہ گرمی میں بھاگ دوڑ رہے تھے۔ مگر سب پر سکون تھا۔ کہ کسی ایک کے منہ
 میں سگریٹ اور پانی کا قطرہ تک نہیں۔ ایسی خوشی محسوس ہوئی کہ یا اللہ یہ ہے تیرے
 وجود کا اتحضر، یہ اسلام کا وہ غلبہ شام کو سوچ سمجھ لو کہ اب امریکہ، ایشیا جادا، سائٹا
 و عرب غم، سارے ممالک کے مسلمان اللہ کے حکم۔ اور اجازت کے انتظار میں فطاری
 دسترخوان سجائے بیٹھے ہیں۔ کہ اللہ اکبر کی صدا ہو اور ہم کھانپیں یہ اللہ کی عظمت
 کا اعتراف ہے۔ اگر رمضان سے یہ ایک سبق حاصل کر لیں کہ۔ اے اللہ میری
 ----- کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے پھر ان سے ایسا گناہ صادر نہیں ہوگا۔
 ایمان میں ہے کہ سوچ لو۔ کہ ایسا کروں تو وہ دیکھے گا۔ اس سے بات چھپ نہیں
 سکتی تو ہی ولی اللہ ہوتا، یہی غوثیت ہے۔ یہی قطبیت ہے۔ مگر شرط یہ ہے
 کہ یہ سبق رمضان کے علاوہ باقی اوقات میں بھی یاد رہے۔

ضبط نفس کی ٹریننگ | رمضان میں اللہ نے حلال سے بھی ممانعت

فرمادی کہ ٹھنڈا پانی مت پیو، اپنی حلال خوراک
 مت کھاؤ۔ چائے مت پیو، اپنی جائز حلال منکوحہ سے خواہش کو مت پورا کرو۔ تو

ٹرننگ اور تربیت دے رہا ہے کہ خواہشات پر کنٹرول اسی طرح کیا کرو۔ ضبط کا مادہ ایسا پیدا ہوگا۔ یہ فوج کے زنگروٹوں کو ٹرننگ دیتے ہیں۔ ایک گھونٹ پانی اور خشک چنے دے کر گرمی میں پہاڑوں میں انہیں دوڑاتے پھرتے ہیں تاکہ کسی میدان جنگ میں عین موقع پر سپر انداز نہ ہوں۔ کہ ہم تو مجھو کہ پیاسے ہیں تو وہ جہاد کیسے کر سکتے ہیں، تو اللہ ہمیں بھی اس رمضان میں تربیت دے رہا ہے۔

تقویٰ کا سبق | بھائیو! اگر یہ ایک سبق ہے۔ **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** یاد ہو جائے کہ اللہ حاضر و ناظر ہے۔ اس لیے تو روزہ توڑنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ مفطرات سے مکمل احتراز کرتے ہیں۔ کہ خدا کا ڈر ہے۔ تو یہی سبق سارے سال ہمیں گناہوں سے بچا سکتا ہے۔ پرایا مال سامنے آیا۔ اب خدا کتنا کہ اسے ہرگز ہاتھ نہیں لگانا ہے۔ کہ جب رمضان میں اپنے مال اپنی خوراک اور پانی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ تو اب حرام کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

پولیس نہ ہو تو نہ ہو۔ فوج نہیں لگایا ہو۔ چوکیدار نہ ہو تو کیا ہے جب وہاں اللہ کے استحضار کی وجہ سے سیاہ کمرے میں کھانے پیتے سے احتراز کیا تھا۔ تو اب بھی وہی خدا موجود ہے۔ حاضر و ناظر ہے خدا دیکھ رہا ہے۔ تو روزہ میں اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا سبق سکھاتا ہے۔ وہ مجھے دیکھتا رہتا ہے۔ وہ میرا نگران ہے۔ ساتویں زمین کے چھپے بھی جاؤں تو اس سے نہیں بچ سکتا۔

تو بھائیو! اسلام کی برکت سے ہم آج اور قوموں سے ممتاز ہیں۔ آج ہم عبادت خانوں کو دھرم شالہ نہیں بناتے۔ نہ تصویر ہے۔ نہ بت پرستی ہے۔ آج ہم وحدانیت کا سبق سیکھ چکے ہیں۔ **اَلَسْتُ بِدِيْنِكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا** (سورہ عات ۱۷)

رمضان اور قرآن | رمضان میں قرآن اسی لیے سنتے ہیں کہ اس سبق پر عمل کا طریقہ سیکھیں۔ رات کو ایک بار تراویح ختم قرآن سنت ہے۔ بھائیوں قرآن مجید کا ہم پر حق ہے۔ یہ زبان یہ آنکھیں اللہ نے

ہمیں قرآن ہی کے لیے دی ہیں۔ **الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ**

سورۃ ۵۵ آیت ۱۷ ان آیات میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔
کہ قرآن کو رحمان نے نازل فرمایا۔ اور قرآن کی تلاوت کے لیے اللہ نے انسان کو
پیدا فرمایا کہ اسے قوت گویائی دی۔ یہ قوت گویائی گالی گلوچ غزلیات اور کانوں کے
لیے نہیں۔ اس لیے کہ قرآن نازل کیا اور اللہ کو یہ منظور ہے کہ انسان اس کی تلاوت
کرے۔ اسے سنے اسے پڑھے۔

بھائیو! باقی گیارہ ماہ میں تو ہم کو موقع ملے یا نہ ملے مگر اس رمضان کو قرآن کا سالگرہ
اور جشن سمجھیں۔ ایک حقیقی طالب محنتی طالب کھانے پینے، خوراک و پوشاک اور
زیب و زینت کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ جس چیز کو اپنا مطلوب و مقصود سمجھتا ہے۔
اس کو حفظ کرتا ہے۔ اس پر عمل کی سعی کرتا کہ سبق یاد ہو جائے۔ تو ہم سب رمضان
میں طالب علم ہیں۔ رات کو حافظ قرآن سے جو قرآن سن لیا۔ وہ ہم نے سبق لے
لیا اور اب دن کو اسی پر عمل کے لیے سرگرداں ہوتے ہیں۔ نہ کھانے کا فکر نہ پینے کا
فکر بلکہ رات کو سننے گئے سبق پر عمل کا نمونہ پیش کرنے کے درپے ہیں۔ تو بھائیو!
رمضان میں جتنی بھی ہو سکے قرآن کی تلاوت ناظر پڑھنے کی سعی کرو۔ اور جتنا ہو سکے تو،
دروہ شریف تسبیح استغفار میں لگے رہو کلمات ذکر میں وقت گزارنے رہو۔

بھائیو! اس ماہ اللہ نے باطل اور حق کے مابین فرق

حق و باطل میں فرق

ظاہر کر دیا ہے۔ جنگ بدرا میں ہوا فتح

کافروں پر نصیب ہوئی۔ اسی ماہ میں بدر کی جنگ ہے جو ابتدائی جنگ ہے۔ اللہ
نے اسلام کو فتح دی۔ کفر کو شکست فاش ہوئی۔ اسی ماہ کی ۱۲ تاریخ کو اللہ تعالیٰ
نے اسلام کو میدان بدر میں غالب کر دیا۔ اور اسی ماہ کی بیس تاریخ کو اللہ تعالیٰ
نے مکہ معظمہ جو ساری دنیا کا قلب اور مرکز حیثیت رکھتا ہے۔ ۸۰۰ سال میں فتح
ہوئی۔ اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات دیئے ہیں۔ مسلمانوں کو
ظاہری غلبہ سے بھی نوازا اور اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے ہدایت کے لیے انتظام

فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بہترین آخری کتاب دے دیا۔ سید المرسل کو دے دیا۔ اور اسی امت کے بہترین ہدایت کے ایک وسیع نظام اور لائحہ عمل نازل فرمایا تو بھائیو! شرافۃ المکان بالامسکین مدینہ منورہ بہت افضل ہے۔ جہاں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ مکہ معظمہ بہت افضل ہے کہ خانہ کعبہ اس میں موجود ہے۔ تو رمضان شریف کا مہینہ بھی بہت افضل ہے کہ اللہ نے قرآن مجید جیسی کتاب نازل فرمادی۔

برکاتِ رمضان کے مسئلہ قادیانیت کا حل | بھائیو! ہم پر اللہ تعالیٰ نے بے حد فضل و کرم فرمایا

کہ رمضان شریف کے مہادی ہیں۔ ۷۔ ۸۰ سال کا فرقہ باطلہ ہمیشہ قادیانی ہے۔ جو سارے عالم اسلام اور مسلمانوں کے لیے بھپو اور سانپ کی طرح خطرناک تھے۔ اس رمضان کے مہادی ہیں۔ اللہ نے ہمیں قادیانیوں پر فتح عطا فرمادی یہ بھی رمضان شریف کے برکات ہیں سے ہے۔

بھائیو! رمضان شریف کے بہت زیادہ برکات ہیں۔ وقت ہنسےیں تفصیل کا۔ مگر یاد رہے کہ ان ایام کے اور باقی ایام میں بہت بڑا فرق ہے۔ بے نمازی بہت بُری چیز ہے۔ غیبت، چغلموڑی، ملاوٹ گناہ ہیں۔ سال کے گیارہ ماہ میں بھی گناہ ہیں۔ مگر اس ماہ میں بھی ایسے کام کرے۔ تو وہ بے غیرت اور بے حیا ہے۔ کہ راستہ پر پلٹے سگریٹ پیے۔

توہینِ رمضان کرنا بولے | اسلامی حکومت ہو تو توہینِ رمضان کرنے والے کو گردن سے مار دے۔ اور یہ جائز ہے

کہ خدا کے حکم کو توڑتا ہے خدا کے حکم کی توہین کرتا ہے۔ مقابلہ کرتا ہے۔ اور شفاء اللہ کی تزیل کرنا چاہتا ہے۔ ہاں جو واقعی صاحبِ عذر ہے۔ جو بیمار ہے۔ خاتون کو ماہواری ہے۔ اولاد پیدا ہو۔ یا مسافر ہے۔ کوئی یا کوئی نہایت بوڑھا بوڑھی شیخ فانی ہے۔ ان کے لیے اگر رخصت افطار ہے بھی تو یہ کہیں خفیہ کھالیں باہر

نہ کھائے۔ خدا کی مخلوق کے سامنے خدا کے دین کی توہین نہ کرے۔ نہ بیمار ہو نہ کوئی اور بات ہو۔ ہٹا کٹا ہو۔ اور ایام میں دال بھی نہ کھائے۔ رمضان میں کسے کہ اوہ بندہ اگر کھاتے ہیں۔ جمع ہو جاتے ہیں کہ روزہ ہے۔ آج مرغ پکا کر کھانا ہے تو بھائیو! یہ ایسا ہے کہ ایک شخص کپڑے اتار کر بازار میں پھرنے لگے۔ بے حیا اور بے غیرت ہے۔ اگر غدر ہے اور گناہ کرنا بھی ہے تو بد ملا تو نہ کرے۔ نام ہو کر ڈرتے ہوئے کمرے تو اس کا اور بھی بسر ملا تو ہین کرنے والے کافر ہے۔ جس نے ایک روزہ رکھا اسے اللہ جہنم کی آگ سے ستر دن کے مسافت کے برابر دور کر دیتا ہے۔

اللہ ہم اور آپ کو توفیق عطا فرمائے، رسول اللہ کی طفیل، خداوند کریم کے طفیل اور رحمتیں اس امت کے لیے مخصوص ہیں۔ مگر امت بھی ہم بھی تو دو قدم آگے بڑھ جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال ہے۔ جنت ہے۔ جب تک اسے چھید نہ ڈالو۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ اس میں چھید کیسے پڑتا ہے۔ فرمایا جھوٹ اور غیبت سے جھوٹ اور غیبت سے روزہ بے تاثر ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی پوری رعایت کی توفیق دے۔

رمضان المبارک — رحمتوں کا مہینہ

خطبہ جمعہ المبارک - رمضان ۱۳۶۸ھ

محترم بزرگوار! اللہ جل جلالہ کا ہم سب پر بڑا فضل و کرم ہے کہ ہمیں زندگی دی کہ پھر رمضان شریف کی برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کئی ہمارے جانے پہچانے احباب پچھلے سال زندہ تھے ان کی عزت، حرم و مال اور دولت ہم سے زیادہ تھی، شکل سے بھی ہم سے اچھے تھے۔ مگر آج ہم میں موجود نہیں، روزانہ اختیارات اور ریڈیو سے ایکسٹنٹ کی خبریں سنتے ہیں، موٹروں اور بسوں کا تصادم ہوتا ہے۔ تو موٹر کاروں میں کروفر والے روساء اور ہم سے زیادہ دولت مند ہی بیٹھتے ہوں گے۔ مگر موت نے ان کی رعایت نہ کی اور فنا ہو گئے۔ اور ہم لوگ دنیا کے مفادات تو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ جس وقت کسی چہر کا رخ اونچا ہو جائے خریداری بڑھ جائیں تو ہر شخص اس کوشش میں رہتا ہے کہ یہی وقت کمائی اور نفع کا ہے۔ تو رمضان بھی ایسا ہی موسم ہے۔ اور ایک صورت تو آج کل کی ہے کہ ملک بھر میں ہمارے برے اعمال کی وجہ سے قحط اور گرانی ہے۔

برکات ظاہری و معنوی | حدیث میں ہے کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ مومن کا رزق بڑھا دیتا ہے ویزاد فیہ رزق المؤمن ایک حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی پہلی ہی شب شیاطین باندھ لٹے جلتے ہیں۔ مردۃ الجن سرکش جنات قید کر دئے جاتے ہیں اور مشاہدہ میں آتا ہے کہ پہلی ہی شب مسجدیں آباد ہو جاتی ہیں جو لوگ سال بھر مسجد میں نہ آتے ہوں، نہ وعظ سے نہ بڑوں کے کہنے سے، نہ جمعہ اور عید کے وعظ اور نصیحت سے۔ مگر کرم رمضان کے آغاز ہی سے ان میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ مسجدوں میں آنے لگتے ہیں۔ تو عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضور مجر صادق نے پہلے سے خبر دی کہ شیاطین

باندھ لئے جاتے ہیں۔ توحن لوگوں میں کچھ بھی صلاحیت ہو انتہا دہراں پر شیطان کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ اگر کچھ نہ کچھ رغبت بھی اس ماہ پیدا ہو گئی تو ایک گونہ تسلی ہوئی کہ ہمیں شیطان نے روک دیا۔ مگر جس کو اب بھی فائدہ نہ ہوا اصلاح نہ ہوئی تو خطرے کا مقام ہے۔

مراقبہ موت | یقیناً وقت ذرا سوچ لیا کرو کہ آخر قبر میں جاتا ہے۔ یہ زندگی آخر ختم ہوگی اگر کل کسی حاکم کے سامنے پیشی ہو تو تمام رات نیت نہیں آتی مگر احکم الحاکمین کے سامنے پیشی کا فکری نہ ہو، عزیز و اقارب کی شرم سے نو چھوٹے سے چھوٹے رسم اور رواج کی پابندی کرتے ہیں کہ ناک نہ کٹ جائے، خوب سمجھتا ہے کہ یہ کام غلط ہے مگر کرتے ہیں۔ کہ فرضی اور مصنوعی رسوائی نہ ہو تو جب قیامت کے دن خدا تعالیٰ تمام مخلوقات اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے سامنے رسوائی ہوگی، اس کا کوئی غم نہ کیا۔ پہلے ہر گھر میں بوڑھے بچے عورتیں صبح تلاوت کرتی تھیں، بچے تہجد کے عادی بنائے جاتے تھے، اب سال بھر تلاوت کا نام نہیں لیا جاتا، اسلام نے اس نعمت سے محرومی سے بچنے کے لئے تراویح اور اس میں قرآن مجید سننے کا انتظام کر دیا کہ عوام اور جاہل اور پڑھنے والے سب اس نعمت قرآن سے محفوظ ہوں۔

موااسات کا سبق | رمضان کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ اس میں بندوں کا رزق بڑھ جاتا ہے غریب سے غریب کو اچھا کھانا مل جاتا ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری (شہر الموااساة) کا مہینہ ہے۔ آج کل غلے کی تکلیف ہے مسلمانوں کو رمضان ہمدردی کا سبق دیتا ہے حضورؐ نے فرمایا ایسے المؤمن الذی یشبع وجارہ جائعاً لى جنبہ وہ شخص مؤمن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پیڑوسی بھوکا ہو۔

قحط کے اسباب | یہ قحط بڑے اعمال ہی کا نتیجہ ہے۔ بڑے اعمال سامنے آ رہے ہیں۔ آج کل زمیندار بھی قلتِ عہد کے شکار ہیں کہ تمام کے تمام تمباکو بوتے ہیں، دنیا کا اسباب کے ساتھ مسبب الاسباب پر نظر رکھنی چاہیے۔ آپ ٹیوب ویل لگا بھی دیں تو کنوئیں میں پانی کون پیدا کرے گا۔ تمہارے اعمال کا وبال ہے۔ اور یہ اس کا آغاز ہے۔ واللہ اعلم اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ حضورؐ اقدسؐ کا ارشاد ہے: المحتکر ملعون۔ ذخیرہ اندوزی کرتے

والا ملعون ہے، ایسے وقت میں جو آج کل ہے، غلہ کو روکنا اور چھپانا قابل لعنت عمل ہے
 صحابہ کا تو ایسا ایثار تھا کہ خود کو بھوکا رکھ کر دوسروں کو دے دیتے۔ گھر کے خرچ کے برابر
 اگر کچھ رکھ لیا تو جائز مگر فالتوا شہاء کو نکال کر فروخت کرنا چاہئے جو غلہ اور اشیاء ضرورت
 کو بیچنے سے روکتا ہے۔ وہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔ رمضان نے بھی یہی سبق دیا کہ
 بھوکوں کا تمہیں احساس ہو جائے۔ اللہ کا محبوب مہینہ رمضان ہم پر آیا کہ خدا کو راضی کریں
 اگر اس میں اللہ کو راضی کر دیں روئیں کہ یا اللہ بارش برساوے اپنی رحمت کے خزانے
 کھول دے ہمیں امتحان میں نہ ڈال، بارش بھی نہ ہو اور ہم سنگدل بن جائیں بلیک کریں
 بلاوٹ کریں لوگوں کو ضروری اشیاء نہ دیں تو جو طرفہ عذاب کا شکار ہوں گے۔

افطار و سحر کے مواقع | تو رمضان سے فائدہ اٹھائیے، شام کے وقت خدا کے سامنے
 روئیں افطار کے وقت بچوں عورتوں سب کو ذکر میں لگوا یا
 کریں۔ شکر گزار پر دے اللہ حیل مجدد اور برتر کے درمیان افطار کے وقت اٹھا دیے
 جلتے ہیں۔ دوسرا مبارک وقت سحری کا ہے۔ و با الاسحار ہم یتغفرون اللہ کی
 طرف سے آواز آتی ہے کہ ہے کوئی گنہگار جسے بخش دوں ہے کوئی رزق مانگنے والا جسے
 رزق دوں ہے کوئی بیمار جسے صحت یاب کروں، سحری کے وقت استغفار کریں کچھ ذکر و تسبیح
 میں لگے رہو یہ تھوڑا سا وقت صبح کی نماز تک یا د خدا میں مشغول رکھا کرو اور اس وقت کو
 غنیمت سمجھ لیا کرو۔

۶۱ رمضان ۱۴۸۴ھ / ۲۲ جنوری ۱۹۶۵ء

محرم بھائیو! منادی پکارتا ہے حتی علی الصلوٰۃ آئیے نماز کی طرف، تو ہم بہرے
 ہو جاتے ہیں خدا کا حکم ہے کہ روزہ رکھو تو ہم بیمار اور معذور بن جاتے ہیں۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ اور
 مکر کی دوستی ہے۔ جیسے ہماری بظاہر دوستی اور دل میں برائیوں کاٹنے کے درپے ہوتے ہیں۔
تفاق کے ظاہر و باطن کا فرق | ایک قوم کی تبدیلی کی یہی نشانی ہے کہ بظاہر دٹوے تو
 اطاعت خدا و رسول ہو اور باطن میں خواہش کی

اطاعت کرنی ہو۔ قرآن مجید میں ایک معزز قوم بنی اسرائیل کی تباہی کا ذکر ہے۔ جو پہنمبروں کی اولاد تھے ان میں بادشاہ اور علماء بھی تھے۔ وفضلہ علی العالمین دنیا پر ان کو فضیلت دی گئی تھی زبان سے مسلمان تھے مگر دل میں اسلام کی دشمنی، جیسے دونوں کے وقت سب مسلمان اسلام کے علمبردار بن جاتے ہیں۔

ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر بعض لوگ زبان سے اللہ اور یوم آخرت وما هم بمؤمنين يخادعون الله والذين امنوا وما پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور درحقیقت يخذلون الا انفسهم۔ (الآیۃ) ایسے لوگ مومن نہیں ہوتے۔ اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جو درحقیقت اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔

جو شخص پانچ وقت نماز نہ پڑھ سکے، حضور کی طرح شکل نہیں، زانی ہے، شرابی ہے۔ وہ کیسے مسلمان ہے۔ یہ تو اسلام کے ساتھ مذاق ہے، شراب پر اسلام کا لیل لگا لو کہ اسلامی شربت چکے اور اسلام کے تمنغے اور لیل، سینما کے افتتاح کو رسم بسم اللہ کا نام دیتے ہیں۔ ایک تماشا بنا رکھا ہے اسلام سے بنی اسرائیل کو خدا نے ایسا ذلیل کیا کہ کوئی بندہ ہو کوئی سوڑ۔

فبما اتقوا هم ميثاقهم لعناهم ان کے عہد و پیمان توڑنے کے سبب ہم نے انہیں ملعون ٹھہرا دیا۔

وعدہ کیا پھر توڑ دیا تو اللہ نے اپنی رحمت سے ہٹا دیا خدا کا کسی کے ساتھ ذاتی تعلق تو ہے نہیں، وہ خالق ہے۔ ہم مخلوق۔

تین افراد کو حضور کی بددعا | نبی کریم کے حکم پر صحابہ فدا ہوتے تھے۔ خطبہ دینے تشریف لے

نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ دوسری پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ اسی طرح تیسری سیڑھی پر آمین کہا۔ یعنی یا اللہ یہ دعا قبول کرو۔ صحابہ نے یہ نئی بات دیکھی تو وجہ دریافت کی حضور نے فرمایا کہ منبر پر خطبہ اور وعظ کے لئے بیٹھ رہا تھا۔ تو جبریل علیہ السلام نے آکر بددعا دی کہ خدا اس شخص کو ذلیل و خوار کر دے جس پر رمضان کا مہینہ آیا اور وہ نہ بخشوا یا گیا اتنی بڑی نعمت سے محروم رہا، جس طرح بیکار دکا تدار وہ ہے جو بہت بڑے میلہ میں بھی

اپنا مال نہ نکال سکے۔ فرمایا: رخصہ انفسہ اس کی ناک گرد آلود ہو جائے تو حضورؐ نے اس پر آمین کہا۔

بددعا کے اثرات | تو اب ایسے لوگ حضورؐ کی بددعا سے کب بچ سکتے ہیں۔ اب یہ تباہ ہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں ان کے باطن مسخ ہو چکے ہیں۔ ان کے سوٹ بوٹ پر نہ جاؤ کہ ایک دن کُرسی پر اور گلیے میں پھولوں کے ہار ہیں۔ اور دوسرے دن کتوں کی طرح ذلیل ہو جاتے ہیں۔ ان کے پیچھے ڈھول اور یا جے بھائے جاتے ہیں۔ کیا یہ عزت ہے۔ دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں۔ مگر اپنی بے عزتی پر بے خبری کی وجہ سے نہیں سمجھتے، ڈکدگی پر خدا انہیں نچا رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ حلیم اور صابر ہیں۔ فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کیا مگر اس کے سر میں درد تک نہ ہوا اور جب وقت آیا تو لاؤشکر سمیت غرق ہو گیا۔ تو حضورؐ کی دعا یقیناً قبول ہے۔ اور معزز ترین فرشتہ حضرت جبریلؑ کی دعا قبول ہے۔ دوسری دعا پر بھی حضورؐ نے آمین کہا۔ تو فرمایا کہ جبریلؑ نے کہا کہ وہ شخص ہلاک ہو جائے جس کے ماں باپ دونوں زندہ ہوں یا ایک کے بڑھاپے کو پالیا۔ اور یہ شخص ان کو راضی نہ کر سکا۔ حضورؐ نے اس پر بھی آمین کہا، اور ہر بد عملی کی سزا خدا آخرت میں دیتا ہے۔ مگر والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے۔

تیسری بات جس پر حضورؐ نے کہن کہا۔ فرمایا کہ جبریلؑ نے ایسے شخص کو بددعا دی جس نے مجلس میں میرا (حضورؐ) نام سن لیا اور پھر درود شریف نہ پڑھا تو جو شخص حضورؐ کا تعظیم و احترام کا حق نہ کرے ان کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھے، حضورؐ کے ذکر کے بعد ہر مسلمان پر خواہ زبان سے خواہ دل سے صلی اللہ علیہ وسلم کہنا واجب ہے۔ ہاں یہ الگ مسئلہ ہے کہ ایک مجلس میں بار بار نام لیا جائے۔ تو ایک دفعہ کافی ہے یا نہیں تو امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ دس دفعہ نام لیا جائے تو دس دفعہ صلوٰۃ ضروری ہے۔

ہر لمحہ ہر لحظہ غنیمت | اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وسار عوا الی مغفرۃ من ربکم وجنتہ عرضہا کعرض السموات والارضہ تو جس کو خدا نے کائنات کا ایک وسیع میدان دیا۔ تو اسے تو دڑنا چاہئے۔ خدا تو بخشنا چاہتا ہے۔ وسار عوا دوزخ آؤ۔

جلدی کروستی مت کرو۔ آج اگر خیر خیرات روزہ اور نماز کی طاقت ہے، تو کل پرمت ڈالو
 کار خیر میں آج کل نہیں ہوتا۔ دین کے لئے دوڑتے جاؤ، جنت کے لئے جس کی لمبائی اور عرض
 بھی آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ ہے ہم دنیا میں کس طرح دن رات ایک کریتے ہیں
 تب کہیں ایک ادھ کنال زمین مل جاتی ہے۔ تو وہ جنت جس کا عرض بھی ساتوں آسمانوں
 اور زمینوں سے زیادہ ہے تو اس کے طول کا کیا کہنا ہے اتنے بڑے گھر کی طرف خدا ہمیں
 بلا رہا ہے۔ تو اس کے لئے تو ایک ایک لمحہ اور لحظہ غنیمت سمجھنا چاہئے جو وقت گزرے
 اس پر رونا چاہئے کہ وقت نکل گیا۔ رمضان میں نفل پڑھے تو فرض کا ثواب ہے۔ ایک فرض کا
 شتر فرضوں کے برابر اجر ہے، ایک جہنم کا شتر جمعوں کے برابر، ایک روپیہ اللہ کی راہ میں دیا
 گویا شتر روپے دے دیے۔ لہذا رمضان المبارک میں جس نیکی پر بس چلے تو کئے جاؤ۔ حضورؐ
 نے فرمایا کہ یہ غنوارگی کا مہینہ ہے غریب سے غریب بھی رحمت الہی کے خزانہ سے محروم
 نہ رہے۔ ایک روزہ دار کا روزہ افطار کر لیا اس نے بھی ہمدردی کی خاطر دوسرے کی کسی
 چیز سے روزہ توڑ دیا۔ دل میں فراخی آئی۔ ہمدردی آئی۔ خداوند تعالیٰ اس کی گردن جہنم سے چھڑا
 دے گا۔ ہماری گردن گناہوں اور نجاستوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا
 رقبہ (گردن) خدا آگ سے چھڑا دیتا ہے۔ ایک کھجور کا آدھا حصہ دیا اس سے بھی اتنا اجر ملا۔
 تو ایسے بد قسمت بھی ہیں کہ ایسے وقت میں بھی دین کا کام اس سے
 انسان نما بندہ اور سُورہ | نہ ہو سکے۔ خدا کی قسم اس مسجد سے باہر ایسے انسان نما بندہ راہ
 خنزیر ہیں کہ خدا نے ان سے نیکی کی طاقتوں کو سلب کر لیا ہے۔ دل ان کے پیچھے کی طرح
 سخت ہیں۔ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاۃ اللہ نے ان کے
 دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں اور کانوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔
 گناہ اور شر و فساد کے لئے ہر وقت آمادہ ہیں، ہٹے کٹے ہیں، ڈنڈے ہاتھوں میں لئے
 پھرتے ہیں۔ مگر خدا ان کو دین کے کام کی توفیق نہیں دیتا۔ طاقت ہے، دولت ہے۔ مگر
 اللہ کی بندگی سے محروم ہیں۔ تو جو اللہ کے موفقی ہیں۔ (جن کو توفیق ملی ہے) ان کو غرور
 اور تکبر نہیں بلکہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ انہیں توفیق دی وہ دوسروں سے اپنے آپ

کو اشرف و اعلیٰ نہ سمجھیں یہ اللہ کا احسان ہے۔ اور جو راہ راست پر نہیں، ان کی خیر خواہی د بھلائی میں لگے نہیں۔ ان کو ذلیل و حقیر نہ سمجھیں اور کچھ نہ ہو تو ایک کوزہ بھر کر روزہ دار کے سامنے رکھ دیں کوئی مسافر شاید اس سے روزہ افطار کر لے ہمارے گاؤں کے ایک روزہ دار نے ایک جگہ مسجد کا ذکر کیا کہ سارے مسجد میں کوزہ تک نہ تھا کہ پانی سے روزہ کھول لیتا تو یہاں تک جب حالت پہنچ جائے تو روزہ کی برکات سے کیا مالا مال ہو سکتا ہے؟

رمضان میں لیلة القدر بھی بڑی نعمت ہے۔ جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کی حقیقت اور قیمت سمجھتے ہیں حضور فرماتے ہیں کہ اگر اس کا علم ہو جائے تو تمام عمر رمضان رہنے کی التجا کرتے۔ لیلة القدر کی رات قیام اور تلاوت میں گذاری تو ہزار مہینوں سے زیادہ ثواب اور درجہ ہے۔

انا انزلنہ فی لیلة القدر ہم نے قرآن مجید کو لیلة القدر میں نازل کیا۔ گویا ہزار ماہ عبادت کسی نے ۸۳ سال ۷ مہینے شب و روز اللہ کی یاد میں گزارے تو ایک مسلمان اور ایک وہ خوش قسمت جو اس رات کو پالے تو اس کا ثواب پہلے سے زیادہ ہے۔ اس رات ملائکہ حضرت جبرئیل وغیرہ آکر عابدین سے مصافحہ کرتے ہیں۔ علمائے لکھا ہے۔ کہ اس مصافحہ کی علامت یہ ہے کہ آنسو جاری ہوں۔ کپکپی طاری ہو، خشوع میں ڈوب جائے ملائکہ نے تخلیق آدم کے وقت حدیثہ ظاہر کیا۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدما، تو ایسے شخص کو زمین میں خلیفہ بنانا ہے جو فساد برپا کرے گا۔ اور خون بہائے گا۔ خدا نے اس وقت جواب دے دیا اور اب رمضان کی برکت کہ فرشتوں کا سردار جبرئیل علیہ السلام اپنی جماعت کے ساتھ آکر سلام و کلام کرتے ہیں یہ گویا ان حدیثات کا فرشتوں کو علی جواب ہو گا۔

اعتکاف | حضور اقدسؐ اس مہینہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ عشرہ اخیرہ میں دنیاوی امور سے قطع تعلق کر کے ایک مسجد میں حرم و گنہگار معافی کے لئے رب کے در پر پڑ جائے کہ جب تک بخشش نہ ہو یہاں پڑا رہوں گا۔ پھر ایسے وقت کہ رحمت خداوندی بھی جوش میں ہو اس کے در پر مسجد میں پڑا ہوا ہو۔ بیوی بچوں گھر بار کھیتی باڑی کو چھوڑ دیا ہو

تو کیا اللہ رب العالمین غیور نہیں؟ اب بندہ کو محروم جانے دے گا؟ اعتکاف کے لئے بہتر یہ ہے کہ مسجد جمعہ (جہاں جمعہ پڑھا جائے) میں بیٹھ جانا چاہئے۔ ورنہ جو بھی مسجد ہو، جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں بھی جاسکتا ہے، فرض واجب اور سنت میں بھی فرق ہے۔ اعتکاف سنت کفایہ ہے۔ جیسا کہ بتا رہے فرض کفایہ ہے کسی نے بھی ادا نہ کیا تو سب گنہگار ہوئے ورنہ سب کا ذمہ نارسہ ہوا، اب اگر کسی محلہ میں بھی یہ سنت کفایہ اعتکاف ادا نہ ہوا تو سب تارکین سنت ہوئے ورنہ سب کا ذمہ نارسہ ہوا۔ دولت مندوں اور صاحب استطاعت افراد کو بھی کرنا چاہئے نہ ہو سکے تو بڑے بڑے گھروں میں بریکار بیٹھے رہنے کی بجائے دس دن مسجد میں بسر کر دیں۔ تو سب گاؤں اور محلہ کا ذمہ نارسہ ہو جائے گا۔ اور سب کو ایسے شخص کا مشکور ہونا چاہیے اور اس کی خدمت بھی کرنی چاہیے اس کے لئے شہر اور دیہات کی تخصیص نہیں اس سنت کو ترک نہ کیجئے بفضلہ تعالیٰ ہماری مسجد میں یہ سنت کئی سال سے ادا کی جاتی ہے۔ زنا نہ گھروں میں مصیٰ اڑال دیں اور اعتکاف بیٹھ جائیں۔ اگر کوشش ہو تو یہ سنت زندہ ہو سکتی ہے جس نے سنت زندہ کی اسے سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔

عبیدیت اطاعتِ خداوندی کا مظاہرہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان
ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً
و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (الآئینہ)

رمضان کی فضیلت | اس وقت یہ حدیث مبارک جو میں نے آپ کے سامنے بیان
کی اس میں حضور اقدس علیہ السلام نے اسلام کے تیسرے

رکن کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ سر پہ آگیا ہے جو ہمارے لئے بہت
بڑا ذریعہ مغفرت و کامیابی ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جس مرد و عورت نے ماہ رمضان میں روزے
صرف ایمان کی وجہ سے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ یعنی اس کا روزے
رکھنا صرف ایمان اور ثوابِ خداوندی کی امید کی وجہ سے کوئی دوسری غرض لایچ و حکمت
ملحوظ نہ ہو۔

بندہ کا کام تعمیلِ حکمِ خداوندی ہے | شریعت کے ہر حکم اور مہربان میں ہزار ہا نیکیاں
اور بے شمار حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ مگر ایک بندہ مومن

کا کام یہ نہیں کہ احکامِ خداوندی کی تعمیل کے لیے مصلحتوں کے درپے ہو۔ حکمت اور فائدہ
معلوم ہو یا نہ ہو مگر بندہ کا کام تعمیلِ حکم ہے۔

اگر سمندر میں کودنے کا حکم ہو تو غلام کا کام فوراً کود جانا ہے۔ اور اگر آگ میں چھلانگ
لگانے کا حکم ہو جائے تو بلاچوں و چپراکو دجانا اطاعت و فرمانبرداری کی دلیل ہے۔ یہی

غلام کا کام ہے کہ بلا کسی پس و پیش آقا کے احکام کی تعمیل کرے۔

محمود و ایاز | محمود غزنوی ایک بہت بڑے بادشاہ گذرے ہیں۔ فاتح ہند تھے غزنی سے لے کر ہندوستان کے دوسرے سرے تک سلطنت پھیلی ہوئی تھی اس کے ساتھ ولی اللہ بھی تھے۔ جب کہ بادشاہوں میں اولیاء بہت کم ملتے ہیں اتنی عظمت و شان کی بادشاہی تھی۔ ان کا ایک غلام تھا جو ایاز کے نام سے مشہور ہے۔ ایاز سے حضرت محمود غزنوی کو بے پناہ محبت تھی۔ محمود و ایاز کے واقعات مشہور ہیں۔ ایاز کے ساتھ بادشاہ کی غیر معمولی محبت سے لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ موقعہ موقعہ وزراء مقربین نے بادشاہ سے اس کی وجہ دریافت کی کہ ہم بڑے بڑے عہدیدار ہیں اور سلطنت کے اہم امور انجام دینے کے باوجود جتنی محبت آپ کی ایاز کے ساتھ ہے اتنی ہمارے ساتھ نہیں۔ بادشاہ سن کر خاموش ہو جاتے۔ ایک بار بادشاہ بھرے دربار میں موجود تھے۔ اس پاس بڑے بڑے عمائدین و اہل حکومت بھی موجود تھے۔ اچانک بادشاہ نے ہیرے اور موتیوں سے مزین جواہروں سے جڑا ہوا گلاس اٹھا کر وزیر اعظم کو حکم دیا کہ اسے توڑ دے۔ وزیر اعظم حیران و ششدر رہ گیا کہ لاکھوں کا قیمتی باموری گلاس کس طرح توڑ دوں اور کیوں بادشاہ نے ایسا حکم دیا؟ سوچ میں پڑ گیا کہ بادشاہ کے دماغ میں فتور تو نہیں آیا؟ بادشاہ نے وزیر کے تامل کو دیکھ کر گلاس اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور دوسرے وزیر کو دیا۔ وہ بھی پس و پیش کرنے لگا۔ اب بادشاہ نے پورے غصہ میں اس سے بھی بے کر تیسرے وزیر اور درباری کو دیا اس نے بھی حیرانی اور یست و لعل کے ساتھ تعمیل حکم میں کوتاہی کی۔ اسی طرح سب مصاحبوں اور کمانڈروں نے پس و پیش کیا۔ اب سلطان محمود غزنوی نے گلاس ایاز کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور اسے توڑنے کا حکم دیا۔ ایاز نے حکم سنتے ہی ایک پتھر نیچے اور ایک پتھر اوپر رکھ کر گلاس توڑ ڈالا۔ بلوری برتن کو ریزہ ریزہ کر دیا موتی جواہر توڑ ڈالے۔ اب اچانک بادشاہ نے غصہ سے چلا کر کہا۔ کیوں اب آئندہ تیرا دماغ خراب ہے۔ ایاز نے فوراً دونوں ہاتھ جوڑ کر بادشاہ سے معافی مانگنی شروع کر دی۔ عاجزی اور شرمندگی کا اظہار کیا کہ حضور میں تو ایک غلام ہوں۔ جو اپنے غصے اپنی کم عقلی کی وجہ سے سرزد ہوئی۔ میں کم عقل ہوں۔ بے سمجھ اور بے وقوف ہوں۔

حضور مجھے فروخت کر ڈالے اور میری قیمت سے گلاس کا تاون پورا کیجئے۔ اور جو منرا و حیرانہ ہو سکے مجھ پر لگا دیجئے۔ محمود غزنوی ایاز کا یہ حال دیکھ کر درباریوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ دیکھئے ایاز اور تم میں یہ فرق ہے۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی شان یہ ہے کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل میں عقل مندی اور سوچ و فکر سے کام لینا شروع کیا اور ایاز کے ساتھ بھی عقل و فکر تھا مگر میرے حکم کی تعمیل کے بارے میں نہ اس نے عقل و فکر کو دخل دیا اور نہ مال کے ضائع ہونے و برباد ہونے کی فکر کی۔ پھر میں نے باوجود اس کے کہ تم سب کے سامنے اسے حکم دیا تھا مگر جب میں نے اسے ڈانٹا اور باز پرس کی تو اس نے یہ نہیں کہا کہ آپ ہی کا حکم اس کے توڑنے کا منتشر و سبب بنا ہے بلکہ رو کر معافی مانگی لجاجت اور معذرت کی۔ گڑ گڑا کر معافی مانگی۔ یہ ہے فرمانبرداری اور بے پناہ اطاعت جس کی وجہ سے ایاز نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔

میرے بھائیو! ایاز نے ہمیں ایک عجیب سبق دیا ہے کہ ایک فرمانبردار غلام اپنے آقا کی کس طرح اطاعت کرتا ہے۔ ایک غلام تعمیل حکم کی حکمتوں کا خیال نہیں کرتا۔ ہمیں تو تسلیم کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اور اپنی ہر مرضی اور خواہش کو آقا کی مرضی پر قربان کرنا چاہیے۔ عذر کار عاشق خون خود برپائے جاناں بخشن

ہمارے جد امجد حضرت آدم علی
بلا چوَن و سَپَرِ اَتَقِیاد و عِبَادَت کا دوسرا نمونہ | بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل جلالہ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا۔ ابلیس نے اس سے قبل سات لاکھ برس اللہ کی عبادت کی۔ بڑی علم و دانش کا مالک اور بہت بڑی عبادتیں کرنے والا تھا۔ اب خداوند تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدمؑ و ابلیس پر امتحان ہوتا ہے جو عبادت تعمیل ہی سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں ہر طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے، ہر طرف چلنے پھرنے کی اجازت دی۔ مگر ایک درخت کے نزدیک ہونے سے منع کیا حضرت آدم علیہ السلام نے تقدیر و فیصلہ خداوندی کے مطابق وہ میوہ کھایا۔ اللہ کو یہی منظور تھا کہ قانون و اسباب کے ماتحت انہیں جنت سے نکالا جائے۔ کہہ کر کافم کے یہ اللہ تعالیٰ نے اسباب و مسببات کا سلسلہ چلایا ہے۔

تو بہر حال خدا کی عزت سے حکم ہوا۔ جنت سے باہر ہو کر زمین میں اترنے کا۔ اور باز پرس کی گئی کہ کیوں اس درخت کو کھایا آدم علیہ السلام کے پاس جواب کے بے معقول و جوش تھے۔ اگر مثالہ کرتے تو کہہ سکتے تھے کہ یارب بر تو تقدیر کا معاملہ تھا۔ اور میری پیدائش سے قبل میرے مقدر میں بھی فیصلہ ہو چکا تھا۔ اور چونکہ زمین میں میری خلافت مقررات الہیہ میں سے تھی۔ اس لیے میں نے اس درخت کا میوہ کھایا۔ اور میرا یہ اقدام میری ہی منشاء و ارادہ کی تعمیل تھی اور بھی کئی باتیں عرض کر سکتے تھے۔ مگر نہیں حضرت آدم اپنے رب کے حضور گڑ گڑانے لگے اور قصور و عجز کا اقرار کیا۔ اور رد کر اپنے رب سے التجا کی۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان
لم تغفر لنا وترحمنا
لنكونن من الخاسرين.
(الآیۃ)

”اے رب ہم نے اپنے نفس پر زیادتی کی ظلم کیا
مجھ سے غلطی ہوئی اب اگر تو ہمیں نہ بخشنے اور تیری
رحمت و کرم نہ ہو تو ہم ہلاک و برباد ہو جائیں گے (تیری
ہی رحمت کا سہارا مانگتے ہیں اور تیری ہی پناہ میں

آتے ہیں۔)

یہ نہ فرمایا کہ قسمت ہی میں ایسا ہوا تھا کہ میری پیدائش سے پانچ ہزار سال قبل لوح محفوظ پر ایسا لکھا تھا۔ تو وہ تو ہونا ہی تھا۔ بلکہ بارگاہ خداوندی میں عجز و خطا کا اظہار کیا۔ رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اس بحر بیکریاں نے حضرت آدم کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی۔

اطاعتِ خداوندی میں عقل گنجانا ابلیس کا وظیرہ دوسری طرف عقلمند اور عالم
کہلانے والا ابلیس ہے اس کا
امتحان یہ تھا کہ خدا نے اسے حکم دیا کہ آدم کی سمت سجدہ کرو جس طرح ہم خدا کو سجدہ کرتے وقت اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف کرتے ہیں۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہوا تمام ملائکہ اور ابلیس سجدہ کرتے وقت اپنا رخ آدم کی طرف کریں۔ سب ملائکہ نے فوراً تکمیل کی مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا۔ اور سیدھا کھڑا رہا۔ خدا نے پوچھا ابلیس تو نے کیوں میرے حکم سرِ تابی کی اور کھڑے رہے۔ اب اگر ابلیس اعتراف عجز و قصور کرتا تو اچھا تھا۔ مگر اس نے عقل گنجانا شروع کی جس طرح آج کل دین کے ہر حکم کو عقل کی اندھی عینک سے دیکھا جاتا ہے۔

— تو ابلیس نے کہا کہ اب کا یہ حکم خلاف عقل ہے مجھے تو آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم کو مٹی سے خَلَقْتَنِي مِنْ تَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ (الآئۃ)

اب جب کہ خلقت کے لحاظ سے میں آدم سے افضل ہوں تو انہیں سجدہ کس طرح کروں۔ اب کیا ہوا۔ لاکھوں سال کی عبادت پر باد ہوئی اور ابداً لا باء تک ملعون و معتبوب ہوا خدا کا مسخوف بن کر رہا ہے۔۔۔۔۔ بھائیو! خدا کی بارگاہ میں روتے اور عاجزی و تواضع، در ماندگی اور عبدیت کی جتنی قدر ہے وہ کسی اور چیز کی نہیں۔ ایک معمولی فوجی افسر کے احکام کی تعمیل بلاچوں و چیراکی جاتی ہے۔ فوج بلا کسی پس و پیش احکامات کو ماننی چلی جاتی ہے اور اسے یہ مجال نہیں کہ یہ پوچھے کہ ہم کس طرف کو رخ کر رہے ہیں فلاں حملہ اور لڑائی ہیں کیوں کر نہ ہے۔ ہمارا سفر سمندر سے ہو گا یا جہاز سے ایسی باتیں پوچھنے والے کو شوٹ کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ مگر ہم ہیں کہ دین کی ہر بات اور ہر حکم خداوندی میں نکتے اور حکمتیں ڈھونڈتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں بھی خداوند تعالیٰ نے ہزاروں روحانی و جسمانی حکمتیں اور فوائد رکھے ہیں جن میں سے بعض کو خود حق تعالیٰ نے بیان بھی فرمایا ہے اور نبی کریم علیہ السلام اور ان کے بعد ہر زمانے کے اولیاء و عارفین نے اس کی تشریح بھی کی ہے۔

رمضان کی سب سے بڑی حکمت | مگر سب سے بڑی حکمت اور نکتے کی بات وہی ہے جسے حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں ایماناً

و احتساباً کے دو نقطوں میں اشارہ فرمایا کہ ہمارا روزہ صرف اور صرف ایمانی تقاضے اور یقین و اعتقاد کی وجہ سے اظہار عبدیت کے لیے ہونا چاہیے اور خداوند تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کا اجر و ثواب ملحوظ ہونا چاہیے۔

تعمیل حکم اور رحمت خداوندی پر یقین کے دو نمونے | حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے

دن جہنم میں دو شخص بہت شور مچائیں گے ان کی چیخ و پکار بہت زیادہ ہوگی۔ خداوند تعالیٰ ان کے نکالنے کا حکم دے کر ان سے پوچھیں گے کہ تم نے اتنا شور مچا کہ کیوں مچا رکھا ہے

اور جہنم میں لوگ موجود ہیں۔ وہ کہیں گے کہ اے اللہ ایک تو اس وجہ سے کہ تو ہمیں بخش دے، اور تکلیف بھی تو شدید ہے اس لیے ہم چیتے چلاتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے پھر حکم ہو گا کہ جاؤ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ ان میں سے ایک فوراً جا کر جہنم میں چلا گیا لگا دے گا۔ اور دوسرا جہنم کے کنارے ٹال سٹول اور لیت و لعل کرے گا۔ اور مڑ مڑ کر بھیجے دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ پہلے شخص سے پوچھے گا کہ تو نے پھر کیوں آگ میں چلا گیا لگا دی۔ وہ کہے گا۔ اے رب تیرا حکم تھا اس لیے میں سرتابی نہ کر سکا۔ اللہ جل جلالہ فرما دیں گے کہ ہاں بس اسی طرح بالعداوت میری دنیا میں بھی کرنی چاہیے تھی۔ اب دوسرا شخص لیت و لعل کرنے والا کہے گا کہ اے اللہ تو رحیم و غفور ہے اور مجھے تیری رحمت پر یقین ہے کہ ایک دفعہ جب نکال دیا ہے تو دوبارہ جہنم میں داخل نہیں کرے گا۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ تعمیل حکم بھی ایسے ہی ہونی چاہیے اور رحمت پر یقین بھی ایسا ہی چاہیے۔

روزے کا مقصد اور برکات ہمارے روزے کا مقصد محض ایمان و ثواب کی اُمید ہونی چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہمیں اسے بجالانا چاہیے جس نے اس ایمان اور امید مغفرت سے روزے رکھے غُفْرَانُ مَا تَقْتَضِي مِنْ ذَنْبِهِ اس کے پچھلے سال کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ بد بخت ہے وہ شخص کہ جس پر رمضان کا مہینہ گزرا۔ اور اس نے اپنی بخشش نہ کروائی۔ ہمارے صوبہ سرحد میں پہلے رمضان کا احترام کیا جاتا تھا اب دوسرے علاقوں کی طرح یہاں بھی رمضان کا احترام اور اس کی منزلت دلوں سے نکلتی جا رہی ہے یہ مسلمانوں کے زوال کی علامت ہے اور پھر ایسے موسم اور سردیوں میں بھی روزے نہ رکھنا بہت بڑی بد بختی ہے۔ جھوٹے ایسے موسم میں روزوں کو غنیمت بارود سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی ٹھنڈی غنیمت جو بلا کسی تکلیف کے ہاتھ آ سکے۔ اس غنیمت بارود سے فائدہ اٹھائیں رحمت خداوندی جو بخش میں ہے۔

رمضان

شانِ رحمت کا مہر

جمعۃ المبارک ۱۰ رمضان ۱۴۲۸ھ

خطبہ سنونہ کے بعد :- وعن عبد اللہ بن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس وکان اجود ما یكون عین یلقاه جبریل

علیہ السلام وکان یلقاه فی کل لیلة من رمضان فیدرسہ القرآن فلرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلة (اوصیاء کاملہ)

محترم بزرگو! مغفرت اور رحمت کا مہینہ اللہ جل شانہ ہم پر لا چکا ہے۔ اللہ جل شانہ بہت مہربان ہیں۔ بہت رحیم و کریم ہیں۔ اپنے عباد پر، نبی کریم کی امت پر وہ اعلان فرماتے ہیں مَا یَقْتُلُ اللّٰهُ بَعْدَ اَیْمَانٍ شَکَرْتُمْ وَاَمْنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَکِراً عَلَیْکُمْ (النساء ۱۲۸)

اے میرے بندو! اللہ کو

تمہارے عذاب اور عذاب

رحمان و رحیم کی شانِ رحمت و شفقت

کرنے سے غرض نہیں۔ دنیا میں بعض لوگ زور آور، جاہل لوگ ان کو یہ مزہ ملتا ہے کہ کسی انسان کو تکلیف پہنچے دیکھے۔ اللہ کی رحمت اور شفقت ہمارے ساتھ ہے ماں باپ دادے کی شفقت سے بے حد زیادہ ہے، دنیا کے سارے رحمتوں والے جمع کر دو ایک طرف اور دوسری طرف اللہ جل شانہ کی رحمت ان سب سے

زیادہ ہے۔ ایک حدیث میں نفیم کے لیے سمجھانے کے لیے آیا ہے کہ اللہ کے
 رحمہ کے گویا سو حصے ہیں۔ ایک حصہ رحمت کا اللہ نے اس سارے
 عالم میں رکھ دیا۔ اور اس ایک حصے کا اثر ہے کہ ماں باپ بچے کے ساتھ، حیوان
 اپنے بچے کے ساتھ شفقت کرتا ہے۔ گائے بیل بھی درندے شیر اور بھیرے
 بھی اپنی اولاد سے رحمت و شفقت کرتے ہیں۔ انسانوں میں دوستی اور جنوں
 کے رشتے جو دیکھتے ہیں، اور حیوانات میں دیکھتے ہیں۔ یہ صرف اس ایک حصے کا ظہور
 ہے۔ اور ایک کم سو (مثلاً نوے) حصے رحمتوں کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 مخصوص ہیں۔ ایک کم سو حصے رحمت اللہ جل جلالہ اپنے بندوں پر قیامت
 کے دن فرمائیں گے۔

کوئی انسان اپنے معصوم بچے کو بھوکا پیاسا نہیں رکھ سکتا اپنے معصوم
 بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتا نہ یہ کہ معصوم اولاد کو سیلاب میں چھوڑ دے
 اور بھینک دے یہ رحمت کا اثر ہے شفقت کا اثر ہے۔ تو اللہ کی ہم پر استاد
 سے ماں باپ سے پیر سے حکمران سے ہر چیز سے بڑھ کر شفقت اور رحمت ہے
 اس نے نیست سے ہست کر دیا، اللہ رب العالمین ہیں۔ اللہ شہاد کو عدم سے
 وجود کو نکالنے والا ہے۔ اور یہ ایک قدرتی اور طبعی بات کہ جس کی چیز کی پرورش
 کر دی، اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ پالنے کی دیر ہے گھر کی مرغی بکری جیوا
 کو پال تو اس سے پالنے کے اثر سے محبت ہو جاتی ہے ماں باپ اولاد کی تربیت اور پرورش کرتی ہے تب
 اس سے محبت بھی ہو جاتی ہے اور خدا کی پاک وہ ذات ہے جس نے ہمیں عدم سے وجود کو نکال دیا ہمارے
 ہاتھ پاؤں نہیں تھے ہماری آنکھیں نہ تھیں ہماری زندگی نہیں تھی اس نے دے دیے
 ----- نیست تھے تو ہست کر دیا۔ تربیت تو پھر بھی ہوتی ہے۔ کہ ایک چنر
 موجود ہے۔ البتہ اسے پالنا ہے۔ دھونا ہے اس کو دودھ دینا ہے۔
 اس کو محفوظ رکھنا ہے۔ مگر اللہ تو خالق بھی ہیں۔ اللہ رب بھی ہے پالنے
 والا بھی ہے۔ تو اللہ کا پیار اور محبت بندہ کے ساتھ بے حد زیادہ ہے۔

مگر اتنا تو بے کہ بندہ اپنے خالق کا معترف تو ہو جائے۔ ایمان تو بے آئے۔
اتنا تو دل میں یقین کرے کہ کس نے مجھے پیدا کیا۔ کس نے نیست سے
ہست کیا ہے۔

مقصد تخلیق کائنات | بدقسمتی تو یہ ہے کہ بہت سے لوگ اللہ
مسلمانوں میں ایسی حالت نہ لائے۔ بہت ایسے
ہیں اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقَكُمْ عَبَثًا وَاَنْتُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ
المومنون ۷۷

تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں عبث پیدا کیا۔ تمہارے پیدا کرنے کا کیا
کوئی مطلب نہیں تھا؟

کیا بے مطلب بے غرض بے فائدہ بے حکمت خدا نے پیدا کیا ہے
اور کوئی مقصد غنیمت نہ تھا۔ آج صبح میں کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک نظام ہے۔
چل رہا ہے۔ پیدا ہوتے ہیں۔ اور مرتے ہیں۔ پھر نہ تباہ ہوتا ہے۔ نہ باز پرس
اللہ فرماتے ہیں کہ یہ گمان تمہارا غلط ہے۔ اے انسان تم خود ایک کام بے مطلب
بے فائدہ بے حکمت نہیں کرتے ہو ہم سب کمزور سمجھ دے ہیں۔ یا پھر صبح اٹھتے ہیں
اگر کھڑے بھی ہاتھ میں اٹھا کر نکلتے ہیں تو اس لیے کہ اس سے کھیتی باڑی کریں گے
جانوروں کے لیے گھاس چارہ کاٹ کر لائیں گے۔ اور کتاب ہاتھ میں لیا تو اس لیے
کہ اب پڑھنا پڑھانا ہے۔ کپڑے اٹھاتے ہیں کہ اسے پہنتا ہے۔ یہ کمرہ بنایا
تو عبث نہیں اس لیے کہ گرمی سردی میں اس کے سایہ میں رہیں گے۔

تو تم کوئی کام عبث نہیں کرتے تو خدا فرمانے ہیں کہ یہ آسمان یہ زمین
یہ دریا یہ چاند یہ ستارے یہ انسان یہ حیوان کیا میں نے بالکل بے مقصد ہی
پیدا کر دیئے ہیں بہت بڑا ظلم کہو گے کہ اللہ کے کاموں کو بے مطلب کہو
سمجھتے ہو اور خود اپنے کسی کام کو بے مقصد نہیں رہنے دیتے۔ کوئی حرکت ہے
فائدہ نہیں کرتے کہ عقل کا تقاضا یہی ہے۔ اور بے غرض کام کرنا دیوانگی ہے

تو کیا خدا نے یہ سارا کارخانہ کائنات بے غرضی سے فائدہ پیدا فرمایا ہوگا۔

دیکھئے اللہ بے حد مہربان ہے۔ مگر اتنا تو کرو
استحضار نعم خداوندی کہ اس کو مان تولو اور ایمان تو لے اؤ کہ میرا خالق ہے

میرا رب ہے۔ اس نے میرے لیے یہ سارا کارخانہ عالم پیدا فرمایا ہے۔ اس بڑی
 متین کے سارے کل پرے حوکت میں ہیں۔ تو اس کے ذریعہ مجھے غذا پہنچتی ہے
 اس کے ذریعے میری زندگی کافی ہے۔ ذرہ ذرہ کائنات کا میری خیر اور بھلائی
 میں لگا ہوا ہے۔ اور یہ کس نے پیدا کیا۔ اللہ پاک نے تو جب ایک شخص یہ
 سوچ لے کہ اس فرش سے عرش تک مشرق سے مغرب تک دنیا سے میری زندگی
 اور میری بھلائیاں والستہ ہیں اور یہ سب خدا نے میرے فلاح و سبود کے لیے
 کیا ہے۔ تو یا اللہ تیرا کتنا کرم اور رحم ہے مجھ پر تو بے اختیار زبان سے نکلے گا۔
 کہ الحمد للہ الشکر لله اے اللہ ہم تیری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ انکلیں
 دی ہیں۔ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ زبان دی ہے۔ اس کا شکر ادا نہیں کر
 سکتے۔ ہاتھ پاؤں دیے ہیں۔ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ اور ایمان سے
 کیئے۔ اس روزہ میں شام کو افطار کے وقت جب ٹھنڈا شربت اور ایک
 سے ایک نعمت سامنے رکھی ہو۔ اور تم منہ سے لے کر اسے کھاتے ہو۔
 تو اس میں سے کسی ایک نعمت کا شکریہ تم ادا کر سکتے ہو؟ اے خدا یا تیرے
 اس ٹھنڈے پانی کا تیری اس نعمتوں کا جو ہم پہنچا ہے۔ اور ہو رہی ہیں۔ ہم کبھی
 بھی شکر بجا دے نہیں کر سکتے۔

اے نبی آدم کچھ تو کر لو۔ ان شکرتہ و آمنتم

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ کسی کو مذہب نہیں فرماتے ہیں۔ وہ بے حد
 مہربان ہیں۔ مہلت دیتا ہے۔ گناہگار کو قاتل کو مہلت دیتا ہے۔ کافر
 کو مہلت دیتا ہے۔ اور جب پکڑے تو صحیح پکڑتا ہے۔ چھوڑتا نہیں۔ ضرور
 پکڑتا ہے۔ ان ربك لبا المرصاد۔

اللہ کی قہر قدرت | ساری دنیا اسی کے پاس جا رہی ہے۔ اللہ کے
پل سے گزرنا ہے۔ چکنگ لاز گا ہونی ہے
دوسرا راستہ نہیں۔ ساری دنیا میں خرمستیاں کرتے پھر دے مرنا ضروری ہے
چھوٹے نہیں سکتے۔ اللہ کے پاس جا کر اللہ کے سامنے کھڑا ہے۔ دوسری
جگہ تیری نہیں خو مخواہ تیری گرفت ہوگی۔

محترم بھائیو! اے نبی آدم تیرے عذاب سے مجھے کوئی لطف تو
نہیں آتا۔ ایسے ظالم دنیا میں ہوتے ہیں۔ کہ ایذا و رسانی سے مزہ اٹھاتے
ہیں۔ اللہ کریم ایسا نہیں، وہ فرماتے ہیں مجھے کیا کہ تمہیں عذاب دوں گا
مگر اتنا تو کرو کہ شکر تو ادا کرو۔ ایمان تو لے آؤ مجھ پر مجھے مان لو کہ میں
کسی کا بپا کر دہ ہوں کسی کا مخلوق ہوں۔ بھائیو! ہم بڑھاپے والوں کو
اب پتہ لگتا ہے۔ جوانی میں پتہ نہیں لگ سکتا۔ ایک ایک نعمت خدا نے
دی ہے۔ زائل ہو جائے۔ تو ڈاکٹروں کے پیچھے پھرتے ہو۔ دوائیاں،
خریدو۔ ہسپتالوں میں پڑے رہو۔ تب خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر آ جاتی
ہے۔ یہ رمضان شریف کا مبارک ماہ میں بھی اسی رحمت کا ظہور ہے۔ وہ ہماری
بخشش کے لیے بہانہ ڈھونڈتے ہیں یہ

معفرت را بہانہ می طلبد

شیاطین اور سرکش جنات کی بندش | رمضان شروع ہوتے ہی جنت
کے دروازے کھول دیتا ہے، اور

جہنم کے دروازے بند فرماتا ہے۔ اور مردہ شیاطین یعنی سرکش شیاطین،
زنجیروں میں باندھ کر سمندر کی گہرائیوں میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ مردہ
الجن جن جنات میں سرکش اور غنڈہ جن ہیں۔ جیسا کہ انسانوں میں ایک
بڑا بد معاش ہوتا ہے۔ ایک متوسط درجے کا بد معاش ایک بچے درجے کا بد معاش
اسی طرح ان جنات اور شیاطین کے بھی انواع ہیں۔ درجات ہیں جو سرکش ہیں۔

وہ پکڑ لیے جاتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ رمضان میں بغیر کسی خاص کوشش کے جتنی مسلمانوں میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ وہ اس کا ثبوت ہے۔ اسی رمضان میں جتنا مسلمان عبادت نماز روزہ رکھتے ہیں۔ اتنا اور مہینوں میں نہیں گیا۔ ماہ کئی دہیات میں مسجدوں میں امام نہیں نہ جماعت کا اہتمام ہوتا ہے۔ رمضان آتے ہی ہر گاؤں میں امام اُمتدلاتے ہیں۔ کہ تراویح پڑھنی ہے۔ دیکھئے کیا ماہ تو فرض نماز تھی، تراویح بھی نماز ہے۔ مگر سنت ہے۔ نواسلہ نے اس میں شیاطین یا مذہبیئے تب تو یہ فرق آیا۔ اب سب کو امام اور جماعت کے بغیر چارہ نہ ہونے کا احساس ہوا۔ نواسلہ نے رمضان میں یہ توفیق دے دی کہ جماعت سے محروم نہ ہوں۔ اور سنت کو کڑہ تراویح بھی نہ رہ جائے۔ تو اتنے غیر رمضان میں عابدین نہیں جتنی تلاوت، جتنی قیام الیل تہجد اور عبادت، جتنے نماز اس ماہ میں ہوتے ہیں۔ اور ایام میں اتنا نہیں۔

صلائے عام وقت سحر | صبا یو! سحری کو آواز ہوتا ہے۔ اور ایسا ہے کہ گو گھر بیٹھے کوئی حکمران اکہ تمہارا دروازہ کھٹکھٹا دے کہ اے فلاں میں حاکم ہوں کیا چاہیے۔ کتنی چیتی، کتنا اٹا تھکے در کا ہے۔ تو اسی طرح رمضان میں اللہ تعالیٰ پکارتے ہیں کہ اے بندہ کوئی بے گناہ کا کہ گناہ بخشہ دوں، کوئی بیمار ہے اے شفا دے دوں، کوئی مقروض ہے کہ قرض سے چھڑا دوں، کوئی حاجت مند ہے کہ حاجت پوری کر دوں، ہر رات رمضان کو تہجد کے وقت یہ آواز ہوتی ہے۔ ویسے بھی یہ وقت بہت مبارک ہے۔ اگر رمضان میں اس کی برکتیں اور بڑھ جاتی ہیں۔ اس کی برکت سے اللہ جل جلالہ ہی عذاب جہنم سے محفوظ کر دے۔ سحری کھانے کو اٹھنے ہو منہ ہاتھ کھانے کے لیے دھوئے ہو۔ صرف پاؤں دھوئے رہ جاتے ہیں۔ تو پاؤں کو بھی دھو لو دھو ہو گیا۔ دو رکعت پڑھ لو۔ رمضان میں ایک نفل فرض کی جگہ لیتے ہیں۔ قیامت کے دن فرائض میں کمی ہو تو خدا فرضوں سے فرما دیں گے کہ اس

بندہ کی فوراً گرفت مت کرو۔ اس کے نوافل دیکھو تو روایات میں ہے۔ درگفت
فرض عوض ایک سو بیس یا ایک سو چالیس نفل اگر ہوں تو درکوت کی جگہ محسوب
ہو جائیں گے۔ فرض کا اجر نفل سے بہت زیادہ ہے۔ لیکن رمضان میں نفل فرض
کے برابر ہے۔ اور ایک فرض ستر فرض کے برابر ہے۔ اور کسی نے تمام کو کسی کے افطار
کے لیے ایک گھونٹ پانی دیا۔ اُدھا کھجور دیا ایک چھپرہ سالن دیا اور ایک ٹکڑا روٹی
دے دی تو اللہ اس شخص کی گردن جہنم سے چھڑا دے گا۔ عتق من النار۔
اُدھے کھجور سے تمہیں بخشتا ہے۔ بخشنے کے لیے بہانہ ڈھونڈتا ہے۔

ایک حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جس شخص نے
رفت مرگ کلمہ طیبہ موت سے پہلے زندگی کے آخر میں لا الہ الا اللہ

کہہ دیا یا اللہ پڑھ لیا تو دُخِ الجَنَّة، خدا اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ اور ہم
سب کی کوشش ہونی چاہیے کہ کوئی شخص مرگ کے قریب ہو۔ مریض کا علاج
ممکن نہ ہو تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو جائے۔
اور اس حدیث کا مصداق بن جائے۔ فرض کیجیے اس نے کچھ باتیں کر لیں، نصیحت
وصیت کی، آہ و فزاد کی تم پھر اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کر دو۔ لا الہ الا اللہ محمد
الرسول اللہ کہتے رہو کہ مریض کا دھیان ہو جائے۔ اور جب اس نے کلمات
پڑھ لیے تو پھر اور باتیں اس کے ساتھ مت کہہ کہ تمہارا مزاج کیسا ہے۔ فلاں
بات ایسی ہے اسے چھوڑ دو اب اللہ تعالیٰ پر۔ اگر پھر بات چیت ہوئی۔
تو پھر تلقین کر لو کہ آخری بات زندگی کی کلمہ طیبہ بن جائے تو خدا اسے جنت میں داخل
کر دے گا۔

ایسی طرح زندگی کا آغاز بھی اللہ کے
آغاز زندگی بھی اللہ کے نام سے نام سے کرنا چاہیے۔ بچہ جب پرنے
کے قابل ہو جائے تو چچا دادا امی اور بلی کٹا کی بجائے اس کو اللہ۔ اللہ سکھایا
جائے کہ اس کی زبان اسی نام سے چلنے لگ جائے۔ پھر اور باتیں بتلانے

رہو۔ اسی طرح مرتے دم بھی آخری لفظ اللہ کا اس کے منہ پر آجائے۔ زبان چل بھی جائے اللہ کے نام پر اور مرض موت میں رونے دھونے اور تقضول مزاج پر سیوں سے بھی کچھ نہیں بننا سمجھو کہ آخری وقت ہو اس پاس پیچھے ہوئے۔ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے رہو۔ اس کی زبان پر بھی جملے آجائیں اور جیب اس نے پڑھ لے تو پھر خاموش رہو۔ بار بار اسے حکم بھی منہ سے پڑھ لو۔

عبداللہ بن مبارک کی مرض وفات

یہ علماء کا بہت ادبچا نشان ہوتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک بہت بڑے عالم گزرے ہیں وہ بیمار ہیں۔ حدیث میں ہے کہ مرض کو آخری وقت کلمہ کی تلقین کیا کرو۔ عبداللہ بن مبارک کے شاگرد نے ان کے مرض وفات میں لا الہ الا اللہ پڑھ لیا، عبداللہ بن مبارک سمجھ گئے۔ تو انہوں نے بھی لا الہ الا اللہ پڑھ لیا۔ اب کچھ دیر بعد شاگرد دوبارہ اسے کہتا ہے۔ قل لا الہ الا اللہ پڑھو لا الہ الا اللہ۔ حضرت عبداللہ بن المبارک نے اس حالت میں بھی مسئلہ سمجھانے ہوئے شاگرد سے کہا کہ جیب میں نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا ہے۔ اور اس کے بعد کوئی اور بات نہیں کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کلمہ طیبہ پر ثابت قدم ہوں پھر دوبارہ وعظ کرنے کی ضرورت نہیں یہ تو موت کی حالت ہوئی ہے۔ بڑی سخت موت ہے تو حدیث سے امام بخاری کا استنباط یہ ہے کہ زندگی کسی کے چلی بھی گزری ہو۔ داڑھی مونڈنا تھا فسق و فجور میں ڈوبا رہتا تھا۔ مگر جب سکرات موت میں آخری بات لا الہ الا اللہ کہہ دی تو خدا اسے جنت میں داخل کر دے گا ہم خدا کی شان رحمت میں کیوں بخل کریں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ اَہْمُ مِّنَّا الْخُسْبٰی اُولٰٓئِكَ عَنْہَا مَبْعُوْنَ
 (الانبیاء: ۱۰۷) جن لوگوں کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے جنت لکھی ہے۔ انہیں جنت میں جانا ہے۔ ورنہ میں نہیں یہ تو قسمت اور تقدیر کی بات ہے۔ میں کیوں بخل

پہنچی ہے۔ وہ حضرت معاذی روایت یاد ہوگی کہ قَاتِلُ زَنِي وَائِ سَرَقِ

روزہ ایک دوامی عبادت | تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ مغفرت پاتے ہیں
رمضان میں دن ہے یا رات یہ جو ہمیں کھنٹے

عبادت میں ہیں اور روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اور سب عبادتوں سے ممتاز ہے
نماز میں جاگے ہوں گے تکبیر کو درگے رکوع اور سجدہ کو درگے دستہ بستہ ہو گئے
سو گئے یا وضو توڑ دیا۔ عبادت ختم ہو گئی۔ مگر روزہ عجیب عبادت ہے سوتے سوتے
بھی ہے۔ وضو نہیں تب بھی بازار میں خرید و فروخت میں گئے ہوئے ہو تب بھی
عبادت میں ہو۔ زمینداری بھی عبادت کتاب پر ضرر ہے ہو روزہ ہو رہا ہے۔
عبادت کا اندراج ہو رہا ہے۔ ایسے عبادت سے کوئی اور عبادت برابر نہیں ہو
سکتی۔ ہاں جس نے خاص اللہ کے دین کے لیے گھر بار چھوڑ دیا ہے اور جہاد
میں لگ گیا ہے۔ تو وہ الگ چیز ہے۔ تو بھائیو! اس رمضان میں جنت کے دروازے
کھلے ہیں۔ جہنم کے بند ہیں۔ شبیا طہیں بند ہیں۔ تو عبادت کی طرف رجحان ہو گیا
ہے اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اس رمضان میں مر گیا۔ دوزخ کے
لائق بھی ہے تو جیل بند ہے۔ اسے حوالات میں رکھنا جاتا ہے۔ کم از کم رمضان
کے ختم ہونے تک توھمٹی مل گئی۔

اور یہ ہمارے ائراج جو ہیں یہ
اعلیٰ علیین کی مثال | اعلیٰ علیین میں ہوتے ہیں۔ یا سچین

میں وہ جہنم کا سفاکی طیف ہے۔ اعلیٰ علیین میں جنت کے نور کے کنکشن لگے ہوئے ہیں
سچین میں جہنم کے کوڑا آتے ہیں۔ جیسے یہاں کوئی گھر مشور ہو تا ہے۔ اور کسی میں
نفس اندھیرا کسی میں نور اور خوشبو تازگی۔ تو جہنم کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ اور
جہنم کے عذاب کے ان تک پہنچنے والے اس رمضان میں تکلیف کے وہ
نفسانہ کوڑے سے کوڑے سے لگے جاتے ہیں۔ اس کے گھر کی سوجا جی اور بھونکا اور

غلاطت ختم کر دی جاتی ہے تو بچہ دین والوں کو بھی رمضان میں ایک گونہ راحت اور سہولت میں پہنچ جاتی ہے۔ ایک دفعہ سبحان اللہ پڑھنا، الحمد للہ پڑھنا کتنے ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

وقت افطار | افطار کا وقت قبولیت رکنا ہے۔ افطار سے قبل دو چار منٹ بات چیت چھوڑ کر اللہ کی طرف منوجہ ہو جاؤ۔ وہ بیان نکادے اللہ اور بندہ کے درمیان کا حجاب اٹھاتے ہوتے ہیں۔ بندہ جو مانگتا ہے خدا اسے پورا فرماتا ہے۔ روزہ کی درخواستیں ہیں ایک افطار کی ایک اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان حجاب اٹھ جانے کی۔ للصائم فرحتان فرحتہ عند فطرہ وفرحتہ عند لقاء ربہ۔

والآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

شرابی / حقیقت فضائل احکام اور

حکمتیں

خطبہ جمعہ المبارک

(خطبہ مسنونہ کے بعد)

بعض مقامات کی اوروں پر فضیلت | محترم بھائیو! محلہ بھی ایک حقہ ہے
 رقبہ کو حاصل ہے وہ کسی بادشاہ کے بنگلے کو بھی حاصل نہیں، مسجد کے پاس ہی کسی بادشاہ کا
 محل ہے وہاں چلم پیا جاتا ہے، وہاں لوگ ڈانس کرتے ہیں شراب نوشی ہوتی ہے،
 وہاں خانوں میں پیشاب کرتے ہیں، تھوکتے ہیں، مگر مسجد میں مسلمان آجائے تو خائف
 رہتا ہے، بڑی ادب و احترام سے مسجد کی ادب ملحوظ رکھتا ہے۔ مثلاً جو توں سمیت کوئی
 مسجد میں نہیں چلتا پھرتا، بول و براز تو خود نا جائز ہے، ڈانس اور ناچ تو بری چیز ہے
 دنیا کی فضول باتیں کرنا بھی مسجد میں منع ہے، مسجد میں تو ذکر الہی، ہونماز، ہو یا تلاوت ہو،
 تو یہ مسجد اگر مٹی گارے سے تعمیر ہو، ہونہ قالین ہوں نہ دریاں نہ وہ زیب و زینت
 ہو بادشاہوں کے بنگلوں میں ہوتی ہے مگر پھر بھی مسجد کی زمین مقدس اور محترم
 ہے اور اس کے مقابلہ میں بادشاہ اور وزیر کی کوٹھی بھیج ہے۔ تو اس مکان کو اللہ تعالیٰ
 نے ایک فضیلت دی اس روئے زمین پر بیت اللہ شریف بھی ہے، خانہ کعبہ مبارک
 کہ ہماری نماز تب درست ہے کہ اس کی جانب رخ ہو، رخ نہ ہو اور فصلانہ قبلہ
 سے دوسری طرف پھیر لیا تو حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کافر ہو گیا، اس نے
 نماز پڑھی عبادت کی مگر امام ابوحنیفہؒ و فتویٰ کنفریں محتاط ہیں تو وہ فرماتے ہیں

کہ ایسے شخص پر کفر کا خطرہ ہے یُخشیٰ علیہ الکفر۔

تو زمین کے ایک ٹکڑہ کی اتنی تقدیس ہو گئی جس پر خدا نے خانہ کعبہ بنا دیا اسے اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی اس میں ایک نماز کا ایک لاکھ کے برابر ثواب ہے زمین کے باقی قطعاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا وجہ ہے کہ وہاں ایک کے بدلے ایک لاکھ کا ثواب ہے اور مجھ پر ایک نماز کے بدلے دس یا باجماعات پڑھ لیا تو ایک کے بدلے ۲۷ درجے کا اجر ہے، نہیں اس خطے کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی۔۔۔۔۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں امام الانبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کا حال ہے کہ محمد مبارک کا حقد عرش سے، کرسی سے، خانہ کعبہ سے بڑھ کر افضل ہے۔

بعض ایام و اوقات کی فضیلت | اسی طرح سال کے بارہ مہینوں کی راتوں پر لیلۃ القدر کو فضیلت ہے کہ اس کی عبادت خیرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ہے، اور خیر کی کوئی حد نہیں کہ دس گنا، ستر گنا کوئی حد نہیں، بھائیو! اس ذی الحجہ کے مہینہ کے خصوصاً پہلے دس دن، پھر ایام تشریق ہیں گیارہویں، بارہویں، تیرہویں، ان ایام کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی فضیلت و منقبت دی ہے پورے سال کے دنوں کی عبادات ایک طرف اور ذی الحجہ کے ان ایام میں عبادت ایک طرف۔ ذکر واذکار کئے، سبحان اللہ کہتا رہا، الحمد للہ کا ورد کرتا رہا، استغفار کرتا رہا، دو رکعت نفل پڑھ لئے، روزہ رکھا، خیر و خیرات کر لیا، یہ سارے سال کی نیکیوں سے جس کی اللہ تعالیٰ توفیق دے اُس سے بڑھ کہ ان ایام کے اعمال اور عبادات فضیلت اور محبوبیت رکھتے ہیں۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت | صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان ایام کے علاوہ سال میں اگر کوئی جہاد میں شریک ہوا ہے اس سے بھی بہتر ہے، فرمایا ہاں اُس سے بھی بہتر ہے، ہاں وہ مجاہد جو جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو گیا، سواری بھی ہلاک ہو گئی اور دولت کو بھی کافروں نے لوٹ لیا اس کا مقام مستثنیٰ ہے، لیکن اس کے علاوہ گیارہ ماہ بیش دن کے جہاد اور نیکیاں

گو اپنی ذات میں کتنی بھی بہتر اور باعثِ اجر ہیں، جہاد کا ایک بڑا مقام ہے مگر ان دس دن عشرۂ ذی الحجہ کے عبادات کا مقام ان سے بڑھ کر ہے۔ تو ان ایام میں جتنا بھی صدقات و اعمالِ صالحہ ہو سکیں تو بہتر ہے ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے، عرفہ کے روزہ سے دو سالوں کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں اگلے سال کے بھی اور پچھلے سال کے بھی، اور عید کے دن مسلمانوں کے لئے، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قربانی مشروع کر دی ہے۔

کروڑوں روپے قربانی کے قائم مقام نہیں ہو سکتے | محترم بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے دن اگر ایک شخص بڑی نیکیاں کرے کروڑوں روپے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دے دوسری طرف ایک شخص نے سو ڈیڑھ سو روپے کا ایک حصہ کے کر قربانی میں شریک کر دیا، تو یہ قربانی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے ان کروڑوں روپوں سے بڑھ کر باعثِ اجر ہے نفلِ ثواب اس سے بھی ہو جائے گا مگر اس کے مقابلہ میں قربانی کا ثواب بہت بلند ہے۔

آغست کی سواری | امام الانبیاء سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب قبروں سے ہم اٹھیں گے تو

میدانِ محشر تک یہ قربانی سواری بن جائے گی۔ ہمیں کوئی تو شہرہ پشاور تک پیدل جانے کا کہہ دے تو تیار نہ ہوں گے، تو قبر سے میدانِ محشر تک کتنی مسافت ہوگی؟ تو یہی قربانی اس کے لئے سواری بن جائے گی۔ دنیا میں دو چار میل کی مسافت کے لئے سواری دیکھتے ہیں، بہا زیں سینکڑوں روپے خرچ کرتے ہیں تو نفس سے کہہ دو کہ اے نفس! اس دنیا میں تو ۱۰ میل کی مسافت طے کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے تو وہاں قبر سے میدانِ محشر تک کیسے پیدل جا سکو گے؟ یہ قربانی ہمارے لئے مرکب ہوگی۔

قربانی کا صلہ | امام الانبیاء سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے گھرے، یہ بھی اللہ رب العزت کے دربار میں شفاعت کریں گے، اس کا کوئی بجز چھڑ، ہڈی، بال بھی ضائع نہیں ہیں، قیامت کے دن ثواب کا ذریعہ ہر ہتھہ . ن قربانی کا سر فدیہ ہوگا، کانوں کے مقابلہ میں قربانی کے جانور کے کان فدیہ ہو جائیں گے، اسی طرح سارے اعضاء کے بدلے جانور کے اعضاء فدیہ ہو جائیں گے۔ اسی وجہ سے علماء کہتے ہیں کہ قربانی کے لئے بہتر سے بہتر جانور کو تلاش کیا جائے۔ خطیبوا بمہمانفسا گراں سے گراں بہتر سے بہتر۔

خليفة ثانی حضرت عمرؓ کی ایک اونٹنی تھی اس وقت غائبائین سودینا را ثمرنی گویا تین سو پونڈ اس کی قیمت لوگ دے رہے تھے کہ اسے فروخت کر دیں آپ فرماتے تھے کہ یہ میری سواری ہے تم پر فروخت کروں تو اپنے لئے اسے کیوں نہ سواری بناؤں کہ قبر سے محشر تک لے جاؤں، تو بہتر سے بہتر مال کی قربانی کرتے تھے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی | حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حجۃ الوداع کے موقع پر تلو اونٹوں کی قربانی دی، چونکہ قربانی انسانی جان کے بدلے جان دینا ہے اور یہ مسئلہ معلوم ہے کہ کسی سے قتل خطا ہو گیا تو اس کا فدیہ تلو اونٹ ہوگا، شریعت میں ایک جان کا بدلہ سو اونٹ ہیں، تو گویا سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کے بدلے سو اونٹ قربان کر دیئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ تربیٹھ اونٹ اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کئے اور باقی حضرت علیؓ سے ذبح کروائے۔ علماء فرماتے ہیں کہ تربیٹھ اونٹ خود ذبح کرنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ تربیٹھ برس میری عمر ہے، ہر سال کا ایک اونٹ۔ تو قربانی ایک خیر اور برکت کا عمل ہے۔

قربانی سنت ابراہیمی | صحابہ کرام نے عرض کیا ماہذہ ۷۱ ضاحی؟ حضور ان قربانیوں کی حقیقت کیا ہے؟ امام الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنتہ ابراہیم۔ یہ تمہارے روحانی باپ حضرت ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سنت ہے۔

ہر بڑی امت کے لئے والد ہوتا ہے، اور ہمارے ماں باپ حضور سے قربان ہو جائیں والد اولاد کی جسمانی اور ظاہری تربیت کرتا ہے، اور نبی ہمیں روح کی غذا دیتا ہے، روح کی تربیت دیتا ہے، ایمان کی تربیت دیتا ہے اگر ہم میں ایمان ہے تو پیغمبر کی برکت ہے۔ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم روح کی تربیت کرتا ہے اور ماں باپ جسم کی، امام الانبیاء سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ قربانیاں تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے اور آپ کے روحانی والد ہیں اور قریش یا عرب کے تو نسبی والد بھی ہوں گے، سادات کے لئے بھی نسبی والد ہیں، تو کم از کم والد کے طور پر بقوں پر تو عمل کرنا ضروری ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مہینہ کی دس تاریخ کو منی کے میدان میں اپنے تخت جگر بیٹے کو قربانی کے لئے پیش فرمایا اور اللہ تعالیٰ تو غنی، بادشاہ ہیں بندہ کے نیت اور ارادے کو دیکھتے ہیں، خدا نے ان کی قربانی قبول کر لی بیٹا بھی صحیح سالم دے دیا اور ان کے بدلے جنت سے بھیجا گیا ونبہ ذبح ہو گیا۔ وندیناہ بذبح عظیم۔

تکمیرات شریقی | اس وجہ سے حکم ہے کہ کل صبح نماز کے بعد ہر شخص اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر

واللہ الحمد ایک دفعہ ضرور پڑھا کرے یہ تکمیرات شریقی ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا اُدھر خدا نے حضرت جبرائیلؑ کو ونبہ کے ساتھ روانہ کر دیا تو حضرت جبرائیلؑ نے اوپر سے بلند آواز سے کہہ دیا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر، کہیں میرے پیچھے سے پہلے ذبح نہ کر دیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خوشخبری آرہی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے بلند آواز سے کہا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ اسماعیل علیہ السلام زمین پر لیٹے ہیں وہ بھی سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی قبول فرمائی ہے تو انہوں نے کہا کہ ”اللہ اکبر واللہ الحمد“ تو ان سب کے ان کلمات کو تکبیراتِ شریقیہ کے درجہ محفوظ کر دیا جو یومِ عرفہ کی صبح سے شروع ہو کر تیرہویں کی عصر تک فرض نماز کے بعد مردوں کے لئے بھرے اور خواتین کے لئے فرض نمازوں کے بعد صاحبین کے نزدیک مگر آہستہ پڑھتا ہے۔

قربانی کا اجر | صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں قربانی کے عوض کیا اجر ملے گا؟ فرمایا ”بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٍ“ گھبراہل کے بدلے نیکی دو لاکھ مال ہوں تو دو لاکھ نیکیاں تمہارے اعمال نامے میں درج ہوں گی، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! بھیڑوں میں تو بہت زیادہ مال ہوتے ہیں ”خااصوۃً یا رسول اللہ؟“ کیا اون کے بالوں کے برابر بھی؟ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، جس نے بھیڑ بکری، دنبہ ذبح کر دیا اسے اس کے بالوں کے برابر نیکیوں کا اجر ملے گا۔ بھیڑ بکری سال سے کم نہ ہو، گائے بیل دو سال سے کم نہ ہو، سات اسراف تک بڑے جانوروں میں شریک ہو سکتے ہیں۔

وجوب قربانی کا نصاب | یہ قربانی مردوں، عورتوں، بالغوں سب پر واجب ہے جب کہ اس کے حاجتِ اصلی کے اشیاء سے فالتو ساڑھے باون تو لے (رہ ۵۲) چاندی یا اس کی قیمت کے برابر اشیاء اس کے پاس موجود ہوں۔ زمین ہے اس کے پاس مگر نہ بھرے بے کار ہے اب اس زمین کو اگر بیچتا ہے تو اس کی قیمت ساڑھے باون تو لے سے زیادہ بنتی ہے اور فی الحال وہ زمین اس کی حاجت میں مشغول نہیں ارادہ ہے کہ اس پر گھر بناؤں گا کرایہ کے گھر میں رہتا ہے مگر فی الحال وہ زمین اس کی حاجت سے فارغ ہے تو اس صورت میں بھی قربانی ہوگی۔ اسی طرح تین جوڑے کپڑوں پر نہیں، دو جوڑے بستر کے علاوہ بستر ہوں یا دو چار پائیوں سے زیادہ چار پائیاں ہوں اور اسے بازار میں روپی کے حساب سے یا صحیح قیمت سے بیچے تو فالتو سامان کی قیمت ساڑھے باون تو لے چاندی کے برابر ہوتی ہے تو اس پر قربانی

واجب ہوگی، زمیندار کے دو بیل متثنیٰ ہیں جن سے ہل جوتتا ہے فالتو ایک جانور اور
 بیل ہے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جائے گا، ایک گھوڑے پر نہیں ایک گھوڑے سے
 فالتو گھوڑے ہوں جن کی قیمت نصاب کے برابر نکلتی ہو تب بھی قربانی کرنی ہوگی۔
 اس میں شک نہیں کہ آجکل مہنگائی ہے اور شیطان ورغلا تا ہے کہ یہ سو اور ڈیڑھ سو روپے
 کہاں سے لاؤ گے، مگر بھائیوں میں طرح ہم دنیا کے باقی سارے حوائج اور ضرورتیں پوری
 کرتے ہیں، ایسا کوئی نہیں جو کہہ دے کہ روٹی، چائے آج نہیں کھائیں گے اتنی مہنگی کون
 خریدے گا، ایسا کوئی نہیں جو کہہ دے کہ کپڑا اتنا مہنگا ہے کون خرید کر پہنے گا، ایسا ایک
 شخص بھی نہیں جسے راولپنڈی سے لاہور جانا ہے اور کہے کہ کرایہ اتنا مہنگا ہے کون بردار
 کرے گا چلتے پیدل چلے جائیں گے۔ بلکہ پورا کرتے رہتے ہیں۔

تو اس قربانی میں بہت خیر و برکت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اور جس
 کے ساتھ فی الحال فالتو سامان خواہ کپڑے ہوں یا گھر کا ساز و سامان یا مکان کا سامان یا
 فالتو مکان اور زمین ہو مگر قیمت پر ۵۲ تو لے چاندی یا اس سے زائد نکلے تو اس پر قربانی
 ضروری ہے ہاں اگر کسی پر قرض ہے اور یہ قیمت قرض میں محسوب ہو تو اس میں اٹھ جائے
 تو وہ پھر قربانی سے معاف ہے۔

روح قربانی اور گوشت کا مصرف | قربانی ہے خون اللہ تعالیٰ کے راہ میں
 بہا نا یہ گوشت، یہ چمڑا اللہ تعالیٰ نے اسی ذابح کو دے دیا ہے کہ تم جانو اور تمہارا کام
 جیسے چاہو اسے استعمال میں لے آؤ، البتہ مستحب یہ ہے کہ تین حصے کر لو ایک حصہ
 خود اور بال بچوں کو کھلا دو، ایک حصہ عزیز و اقارب، دوست و احباب میں بانٹ دو اور
 ایک حصہ مستحق فقراء و مساکین کو دے دو، اگر محلہ میں غریب زیادہ ہوں تو جتنا زیادہ بانٹ دیا تو
 زیادہ بہتر ہے۔

بہر تقدیر کروڑوں روپے کے خرچ سے قربانی کا ثواب زیادہ ہے کوئی اس سے
 محروم رہ جائے تو بڑی بد قسمتی کی بات ہے پہلے دن نہ ہو تو دوسرے دن، دوسرے دن

نہ ہو سکے تو تیسرے دن کر لی جائے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر تیسرے دن بھی عصر کے وقت غروب آفتاب سے قبل اتنی استطاعت ہوگئی، پیسے لگائے کہ قربانی کر سکے تو اُس وقت بھی قربانی واجب ہوگئی چاہیے کہ جلدی سے جانور خرید کر قربانی کر دے۔ تو اس کی غناز کوۃ کی غنا نہیں جس میں نصاب بھی ہوتا ہے اور نامی ہونا بھی ضروری ہے، یہاں قربانی میں نصاب تو ہے مگر ناجی ہونے کی قید نہیں البتہ یہ ہے کہ حاجت اصلی سے زائد ہو۔

بائع اولاد اور بیوی پر قربانی | دیکھئے اگر والد مالدار ہے اور اس نے قربانی کر لی تو بائع اولاد کی نہیں ہوئی اولاد خود کماتی ہے خود غنی ہے تو اُن پر خود قربانی کرنی لازم ہوگی اسی طرح شوہر اور بیوی کا حال ہے کہ ایک کی قربانی دوسرے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی دونوں غنی ہیں تو دونوں پر قربانی لازم ہے، بیوی کی طرف سے شوہر نے اپنی مرضی سے کر دی تو الگ بات ہے ورنہ شوہر پر لازم نہیں بیوی سے کہہ دے کہ جب اتنے زیر جمع کرنے تھے تو اب قربانی بھی خود کرو اسی طرح اولاد اور والدین کا حال ہے ہر ایک مالی فرائض اور واجبات میں ماخوذ ہے ہر ایک اپنے طور پر جنت میں جائے گا۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

خطبہ عید الاضحیٰ عید گاہ اکوڑہ خٹک

محترم بھائیو! وقت میں اتنی گنجائش نہیں مگر دو تین باتیں عرض کروں گا، آج قربانی کا دن ہے اور ہم اور آپ نماز سے فارغ ہو کر انشاء اللہ قربانی کریں گے۔

والدین کے لئے سبق | اس قربانی میں آباء یعنی والدین کے لئے بھی سبق ہے اور اولاد کے لئے بھی سبق ہے، والد کو یہ سبق دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کلمہ حق بیان کرنے میں اگر اولاد کی قربانی کی ضرورت آگئی تو بالکل

ایسے تیار ہو گئے جیسے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹے کی قربانی پیش کر دی۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات | میرے محترم دوستو! ہم اور آپ سب کی سنت کا احیاء ہم سب کا فرض ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بڑے ملک اور قوم کے مقتدا کی اولاد ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اگر کرسی چاہتے یا دولت چاہتے تو ان کو وہ کرسی مل جاتی ان کے والد کو مذہبی امور کا وزیر کہہ لو یا لاط پادری کہہ دو، وہ اس کا عہدہ تھا آؤر کا، لیکن ایک طرف حق کی بات ہے، اللہ کا حق ہے اور دوسری طرف دولت، امارت اور منصب ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نمود کے مقابلہ میں حق کا اعلان کرتے ہیں کرسی کے لالچ میں نہ آئے، یہ ایک درجہ تھا امتحان کا، ہم اور آپ پانچ روپے کی خاطر قرآن سر پر اٹھا کر بھری کچھری میں جھوٹی قسم دے دیتے ہیں جھوٹی قسم کھاتے ہیں یہ ہے ہمارا ایمان۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے وزارت ہے، سارے ملک کے مذہبی پیشوا ہونے کا عہدہ پیش ہے لیکن اسے پس پشت پھینک دیا۔

دوسرا امتحان ہے | امتحان کا دوسرا نمبر آتا ہے خوف اور ڈر کا، حکومت دباؤ ڈالتی ہے کہ قید کر دیں گے، کچل دیا جائے گا، پھانسی دے دی جائے گی، دھمکی ہے، خوف ہے، وعید ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وہ امتحان بھی آیا حکومت اعلان کرتی ہے کہ یہ ایک نوجوان، ہمارے خداؤں پر تنقید کرتا ہے سارے لوگوں سے کہا گیا کہ یہ ایک مذہبی مسئلہ ہے اور اگر تم اپنے خداؤں کی امداد کرنا چاہو تو یہ کار ثواب ہے ایک میدان مقرر کر دیا گیا کہ سارے لوگ مرد عورت، چھوٹے بڑے سب میدان سے لکڑی ایندھن اکٹھا کر کے یہ میدان بھرو یہ عبادت کا کام ہے اس میں ہم اس نوجوان کو جلائیں گے جو تمہارے خداؤں کے خلاف ہے۔

بھائیو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے منجنیق میں بٹھا دیا گیا کہ آگ کے نزدیک اس کی پیش کی شدت سے جان نہیں سکتے تھے، تو اس میں بٹھا کر یوں

سے مار کر پھینک دیں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے درمیان پہنچ جائیں۔
یہاں ایک بات یاد رکھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم میں بھی حضرت ابراہیمؑ کی پیروی
کا مادہ پیدا کر دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شانِ توحید و تفریق | آسمانوں میں فرشتے در رہے
ہیں، مخلوق خدا در رہی ہے

ہر چیز میں روح ہے و ان من شیئی الا بسبح بحمدہ یہ عزت بھی تسبیح کرتے
ہیں، یہ پروردگار بھی تسبیح کرتے ہیں یہ زمین بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں لگی ہوئی ہے، کسی
کی تسبیح حالی اور کسی کی قالی۔ تو آسمان و زمین اور فرشتے در رہے ہیں کہ یہ ایک نوجوان
ابراہیمؑ آگ میں ڈالا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے سب کو اجازت دے دی، حضرت
جبرائیلؑ کو بھی اجازت دے دی کہ میرا یہ غلام دار اور سولی پر چڑھایا گیا جا کر کہہ دو
اے جبرائیل! اگر کچھ مدد آپ سے مانگتا ہے تو کر لو اس کی مدد کی اجازت ہے مجھے،
حضرت جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کی وہ طاقت ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بستیاں ۶۰ لاکھ
افراد سمیت ایک انگلی سے اٹھا کر آسمانوں تک لے گئے اور اسے اٹا کر کچھ بچے بچے دیا
اور اوپر سے بہتر برساتے گئے، جبرائیلؑ علیہ السلام کی ایک انگلی سے سرود کی ساری حکومت
مٹ سکتی تھی فوج ختم ہو سکتی تھی مگر وہ پہلے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے
ہیں عرض کرتے ہیں کہ صاحب! میں جبرائیل ہوں میں اس لئے آیا ہوں کہ اگر کچھ مدد دینی
چاہو تو حکم کریں، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اپنی مرضی سے آئے ہو یا اللہ کے حکم سے؟
جبرائیلؑ عرض کرتے ہیں اپنی مرضی سے آیا ہوں، فرمایا امانت فلا کہ میں تم سے مدد
نہیں چاہتا، وہ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ سے تو مدد مانگ لو، حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام
نے فرمایا علمہ بحالی حسبہ عن سوالی۔ اس کا میری حالت کو جاننا کافی ہے
اُسے علم ہے تو سوال کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بالکل ایسا ہے کہ طالب علم سالانہ امتحانات
دیتے ہیں اور جب پرچے بانٹ دیئے جاتے ہیں تو نالائق طالب علم اب ادھر ادھر
نظریں مارتا ہے، نقل لینے کی کوشش کرتا ہے، اشاروں سے اوروں سے مانگتا ہے۔

تو یہ مجرم ہے یا نہیں کہ آج امتحان میں وہ ادوروں سے مدد مانگتا ہے اور دوسرے نقل لیتا ہے وہ پاس کرنے کے قابل نہیں بلکہ اسے امتحان گاہ سے اٹھا دیا جاتا ہے مدرسہ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ تو آج حضرت ابراہیم علیہ السلام پر امتحان آیا ہوا تھا وہ اگر ادوروں سے مدد چاہتے تو کامیاب نہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا، صبر و استقامت عزیمت پر کامیابی تھی کہ ایک جان ہے اگر خدا کے راہ میں چلا بھی گیا تو کیا ہو گیا؟

نارِ نمرود گل و گلزار | خلاصہ یہ ہے کہ آزمائش آتی ہے ورنہ اللہ تو بڑا غیور ہے وہ بندہ کے ارادہ اور نیت کو دیکھتا ہے، اخلاص کو دیکھتا ہے، اس کی نظر بندوں کے قلب پر رہتی ہے کہ اس میں کیا ہے اخلاص ہے، بلذہبت ہے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے سب کچھ تھا اور اس نے نارِ نمرود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گل و گلزار بنا دیا یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی تھی۔ تو جو مسلمان لالچی ہو، جو مسلمان ڈرتا ہو وہ یہ نہ کہہ کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیرو ہوں، حق کی راہ میں، دین کی اشاعت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت و شان اور بڑائی بیان کرنے میں ان سب تکالیف کو سہنا پڑے گا۔

فتنوں کی آگ اور ہمارا کردار | یہ عرض کرنا بھول گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے جب آتالا و اتیار کیا گیا تو ساری مخلوق بے چین تھی کچھ پرندے دریاؤں سے، تالابوں سے ایک ایک بوند پانی اٹھا کر لے آتے اور دُور سے آگ کی طرف پھینک دیتے اس سے آگ تو بجھ نہیں سکتی تھی مگر یہی کچھ ان کے بس میں تھا اللہ تعالیٰ نے ایسے پرندوں کو حلال اور پاک قرار دے دیا، اور ایک جانور چھپکلی گرگٹ دُور سے آگ کو پھونکیں مارتی تھی کہ اور بھڑک جائے اس کی یہی کوشش تھی، اس کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ چھپکلی کو دیکھو تو اسے مارا کرو۔

تو بھائیو! فتنوں کی آگ آج بھی بھڑک رہی ہے، دین کی حفاظت تو اللہ نے خود کرتی ہے لیکن اگر اس آگ کے بجھانے کے لئے ان پرندوں کی طرح ایک قطرہ بھی اس پر ڈالنا چاہا تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا۔ وہ آگ اگرچہ ہمارے قطروں سے نہیں بجھے گی مگر ہمارا اخلاص تو ظاہر ہو جائے گا، اور ایک شخص ہے کہ وہ دین کا مخالف ہے

چھپکلی کی طرح آگ کو بھڑکانا چاہتا ہے، دین سے لاپرواہ ہے مگر بد بخت ہے اس کی
پھونکوں سے کیا ہوگا؟

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ سخت دزن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
بُيُودُونَ يُطْفِئُونَ نَوَارَ اللَّهِ بَأْوَهِمْ (ترجمہ) یہ کم بخت اللہ کا نور اپنی پھونکوں
سے بجھانا چاہتے ہیں، کیا خدا کی روشنی پھونکوں سے بجھ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں،
وَاللَّهُ مَتَمِّتُورِهِمْ وَلُؤَكِرَهُ الْكَافِرُونَ۔

امتحان کا تیسرا مرحلہ (ترکِ وطن) | بھائیو پھر تیسرا مرحلہ امتحان کا آیا وطن چھوڑ دینے
کا، اور وطن چھوڑنا بھی بڑا مشکل کام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ مرحلہ بھی سر کر لیا وطن چھوڑ دیا، دارالہجرت آگئے تو وہاں اب
اللہ جل مجدہ نے ایک اور امتحان میں ڈال دیا کہ اے ابراہیم! اب تجھے وہ وادی غیریسی
آباد کرنی ہے، ایک ایسا ملک جو کھیتی باڑی کے بغیر ہے وہاں میرے گھر کو بسانا ہے۔
حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طوفان کے وقت خانہ کعبہ کی عمارت اٹھالی گئی تھی
اس کے بعد اس کی تعمیر نہیں ہو سکی تھی، حضرت

ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادہ اور اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وہاں جاتے ہیں۔

تعمیر کعبہ کا مقصد اقامۃ صلوٰۃ | اور کہتے ہیں کہ اے اللہ میں اپنے بچے اور بیوی
کو یہاں لاکر بسا رہا ہوں جہاں آج خانہ کعبہ ہے
رَبَّنَا لَتَقِيمُوا الصَّلَاةَ تَاكُنَا نَازًا قَائِمًا كَرِيمًا۔

بھائیو! آج ہمارے دین کے سارے نشانات، ہمارے اخلاق، ہمارے کردار،
ہمارے معاملات، ہمارا معاشرہ، بیع و شراء سب اسلام کے خلاف ہے مگر یہ ایک
چیز باقی ہے نماز، جو اسلام کی نشانی ہے اور یہ نماز بھی ۹۰ فیصد ادا نہیں کرتے مگر
حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کی تعمیر کے اپنی اولاد اسی غرض سے وہاں چھوڑتے ہیں لَتَقِيمُوا
الصَّلَاةَ اقامۃ صلوٰۃ اتنا اہم کام تھا۔

ربنا انی اسكنت من ذریعتی بوارج
غیر ذی زرع عند بیتک المحرم
ربنا لیتقوا الصلوة۔ الآية ۳۷
اے اللہ میں نے یہ اولاد ایسی وادی میں
بسا دی جہاں نہ گندم ہے نہ کھیتی باڑی نہ
فصل اور باغات۔

سب سے نازک امتحان | بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا اسماعیل
علیہ السلام، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بہت
بلند مقام ہے، خلیل اللہ ہیں۔

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا
اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست چن لیا۔
اب خلیل کے دل میں بیٹے کی محبت بھی نہیں ہونی چاہیے، اللہ تعالیٰ اس کا
امتحان لینا چاہتے ہیں اب ایک اور امتحان ہے خلت اور دوستی کا کہ اب تم میری
راہ میں اسی اکلوتے بیٹے کو قربان کر دو۔

جسرات | حضرت ابراہیمؑ قربانی کے لئے کمر بستہ ہو گئے، شیطان راستہ
میں سامنا کرتا ہے ہمتی کے میدان میں درغلالتا ہے کہ یہ کیا کر رہے
ہو؟ حضرت ابراہیمؑ اسے پتھر مار کر دھتکارتے ہیں، سات پتھر مارتے ہیں، بسم اللہ اللہ اکبر،
آج بھی حاجی جسرات پر کنکریاں مارتے ہیں، شیطان پر لعنت و ملامت بھیجتے ہیں۔
اولاد کی قربانی | تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ قربانی باپ کے لئے بھی سبق ہے کہ
باپ اللہ کی راہ میں اولاد کی قربانی کرنے کو بھی تیار ہو جائے جبکہ اپنی جان
کی قربانی آسان ہوتی ہے مگر اولاد کی قربانی بڑی مشکل ہے، ہم اور آپ اب دن رات مشقت
کرتے ہیں، گرمی میں، سردی میں محنت مزدوری کرتے ہیں کہ کچھ پیسے کمالیں تو بیوی بچوں کے
لئے آتے ہیں، خود سختی برداشت کرتے ہیں مگر اولاد کی محبت ایسی ہے کہ ہم چاہتے
ہیں کہ اسے تکلیف نہ ہو، تو اولاد کی قربانی اپنی ذات کی قربانی سے بھی مشکل ہے تو اب
والدین ایسے ہونے چاہئیں جو اللہ کی راہ میں اپنی اولاد بھی قربان کر سکیں۔

آج بھی اولاد کی قربانی کا حکم ہے | اور آپ کہہ دیں گے کہ ہم بھی قربانی کے لئے تیار
ہیں مگر ہمیں تو حکم نہیں ہوا اولاد کو قربان کرنے کا

تو یاد رکھیے کہ آج دین کی ضرورت، دین کو سیکھنے، آج دین کو پھیلانے کی ضرورت ہے، آج دین کی تبلیغ کی ضرورت ہے، کون مسلمان ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کرتا ہے۔ ایمان سے کیئے کہ اگر طاقت ہو تو اپنی اولاد کو انگریزی تہذیب و تمدن نہیں پڑھاتے؟ وہ تمدن، وہ تہذیب مغرب کا، یورپ کا، اس میں اولاد کو ڈالنا عین ترقی و کامیابی سمجھتے ہیں کبھی کسی نے کہا ہے کہ حضرت عمرؓ کی سیرت اولاد میں پیدا کرنے کی جدوجہد کروں، حضرت ابو بکرؓ کی سیرت، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اپنی اولاد کو سکھا دوں؟ نہیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اسے دین سکھا دیا تو دنیا اس کی خراب ہو جائیگی پھر تو یہ حلال و حرام کا فرق کر لیا، پھر تو رشوت کو، چوری کو، جوا کو حرام سمجھے گا، تو عرض یہ کروں گا کہ :-

آج متوسط طبقہ کے لوگوں نے بھی اولاد کی دنیا
اولاد کے معاملہ میں حضرت ابراہیمؑ سے سبق
کی بہتری کیلئے آخرت کو بالکل پس پشت ڈال دیا
تو کون ہے جس نے اپنی اولاد کو جہاد کیلئے وقف کر دی ہو، جس نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم اور تبلیغ کیلئے
وقف کر دیا ہو، دعویٰ تو کر سکتے ہیں کہ ہم بھی اولاد کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ تو آج قربانی کرتے
وقت ہمیں دلوں میں سوچنا ہے کہ یا اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تیری خاطر اپنی اولاد قربان
کر دی اسے ریت میں بھی ایسا ہی تیار رہوں گا۔

اور اولاد بھی کیسی ہو، جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، آج اگر کوئی والد اپنے
اولاد کیلئے سبق
اپنے والدین کے گلے پڑ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ تم بڑھے کہا سمجھتے ہو آج کی دنیا کی رفتار تجھے کیا علم
ہے؟ اللہ کہتا ہے کہ ولا تقل لہما آیت ولا تنہما "اپنے والدین کو آیت تک مت کہو اور
نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرو" آج کی اولاد عموماً ایسی ہو گئی ہے کہ باپ پہلے تو کہہ نہیں سکتا کہ یہ
بے راہ روی چھوڑ دو، بدکار لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو، یہ غلط کام مت کرو، اور اگر کہہ بھی دے
تو اولاد کہتی ہے کہ تمہاری اپنی راہ اور میری اپنی راہ تم روکنے والے کون ہوئے ہو؟
... اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

واخرو عوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خطبہ عید الاضحیٰ بمقام عید گاہ اکوڑہ خٹک

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

سامعین تقریباً دس ہزار

خطبہ مسنونہ کے بعد

وعن زید بن ارقم قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما

ہذا الا ضاحی قال ستۃ ابيکم ابراهیم (اوکا قال)

محترم بزرگوار اور بھائیو! اسلام ایک مکمل مذہب ہے۔ اسلام ہمیں زندگی کے ہر موقع ہر عمل، ہر خوشی، ہر غم، غرضیکہ ہر دنیوی اور معاشی کام میں خدائی تعلق سکھاتا ہے۔

عیدین کی بنیاد و عبادت | عید تمام دنیا کے اقوام مناتے ہیں، لیکن بعض تو موسم بہار کی آمد کے موقع پر کہ یہ موسم اچھا ہے میلہ منانا چاہیے،

بعض اس وجہ سے کہ انہیں اس دن دشمن پر فتح حاصل ہوئی، کامیابی حاصل ہوئی، بعض اس وجہ سے کہ ان کے رانہا، لیڈر، اور نجات دہندہ کی اس دن پیدائش ہوئی۔

مگر اسلام نے ہمیں سال میں دو عید دیئے اور دونوں کی بنیاد و عبادت پر ہے۔ عید الاضحیٰ کا تہوار بھی جذباتِ عہدیت کا اظہار ہے۔

قریبانی کی حقیقت | ایک صحابی نے امام الانبیاء سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیوں دی جاتی ہیں، یہ

کیا طریقہ ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے روحانی باپ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

بھائیو! ان تین جملوں میں قربانی کی حقیقت اور اس نظر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آج سے کئی ہزار سال قبل اللہ شریف

کی بنیاد رکھتے ہوئے دعا فرمائی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ ۚ تَتْلُو عَلَيْهِمْ
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
اے اللہ ایسا پیغمبر ان میں بھیج دے جو ان کی
ارواح کو درست کر دے انکے نفوس کا تزکیہ کر
دے تیری کتاب انہیں سناتا رہے۔

ان کے اخلاق و عقائد کو پاکیزگی دے، اخلاقِ زبیلہ، ذاتی مفاد، حرص، طمع، کینہ، بغض،
عناد ان کے دلوں سے نکال دے، اس مرکزِ عالم میں ایک رسول بھیج دے جو تیرے کلام
سے دنیا کو منور کر دے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعویٰ
قبول شدہ دعا ہوں۔ تو غیر تمہارا اولاد ہمیشہ اپنے باپ دادا کے چھے طریقے پر چلتی ہے جو ایسا
نہ ہو وہ صحیح اولاد نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمارے جدِ ثانی ہیں، ساڑھے نو سو سال
قوم کو تبلیغ کی قوم ٹس سے مس نہ ہوئی، حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ ان
پر تو کوئی اثر نہیں ہوتا ان کی اولاد بھی ایسی ہی ہوگی (سانپ کے بچے سانپ ہوتے ہیں)
ان کی اولاد بھی فاجر اور کفار ہوگی۔ ولد یلدوا الا فاجداً کفاراً، ان کو ہلاک کر دے۔
خداوند تعالیٰ کے قہر کی تلوار میان سے باہر نکلی طوفان آیا اور پانی ابلنے لگا، حضرت
نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ اے بیٹے اللہ تعالیٰ کے طوفان سے تجھے کوئی
نہیں بچا سکے گا کفار کی جھٹھ بندی چھوڑ دو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تہدید می
اعلان فرمایا۔

انہ عمل غیر صالح انہ لیس
من اهلك
یہ غیر صالح عمل والا ہے اور تیرے اہل
میں سے نہیں۔

الغرض تمام انبیاء امت کے روحانی باپ ہوتے ہیں مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام
کے ہمارے اوپر خاص انعامات و احسانات اور اکرامات ہیں ان کی شفقت بہت زیادہ
ہے ہم ان کا اتباع کرتے ہیں بَلْ نَتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا اور انکے احسانات
شکر یہ ہیں آج تک ہم ان پر نمازیں درود و سلام بھیجتے ہیں۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ قربانی تمہارے والد ابراہیمؑ پر شمعِ ہدایت تھی، کا طریقہ اور سنت ہے۔

حکمتِ قربانی | آج کے دن دنیا کے تقریباً ایک ارب مسلمان جب قربانی دیتے ہیں تو اسی نکتہ پر غور کرنا اور اسی حکمت کو ملاحظہ رکھنا ہے کہ

ہم اپنے بڑا بڑا بڑا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت تازہ کر رہے ہیں اور ایک سبق دہرتے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کا سبق ہے، ہم اور آپ بھی ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں ایمان کو، ہم نے بس یہی سمجھ رکھا ہے کہ مسلمان کے گھر پیدا ہونے تو مسلمان ہیں۔ جیسا کہ پیری کا تخم بویا تو پیری نکلے گی، بیکر کا تخم بویا تو بیکر، اسی طرح بس مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے تو مسلمان ہیں حالانکہ اسلام نام عمل و اخلاق کا ہے، اس کا اپنا ایک معاشرہ ہے، انگ عقائد ہیں۔ وہ ایک خاص تہذیب دنیا میں پھیلاتا ہے جس کی بنیاد آخرت اور ایمان باللہ پر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی سے ہمیں یہ درس دیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال، عزت و آبرو اور اولاد تک قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔

چنانچہ قربانی جان کے بدلے جان کا فیہ ہے، قربانی کرتے ہوئے ہم صدقِ دل سے اپنے مولا کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ:-

إِنِّ صَلَوَتِي وَنَسْكَئِي وَحَيَاتِي وَمَمَاتِي
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
مخلوقات کا۔

قربانی کا سبق ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو ہم اپنا خون بھی راہِ خدا اور اس کے دین کے لئے بہائیں۔

عید الاضحیٰ کا سبق ہے | اسی طرح آج کے دن دنیا کے گوشہ گوشہ سے مسلمان مکہ مکرمہ اور عرفات میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور بندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں عالمی اخوت اور برادری اور اتحاد کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ آج کا مبارک دن ہمیں باہمی اتحاد اور کفر و باطل کے مقابلہ میں یکجا ہو کر صفِ آراء ہونے کا سبق دیتا ہے کہ جب تک مسلمان باہمی متحد اور ایک دوسرے کے ہمدرد و غیر خواہ نہ ہوں تو دنیا میں انکی کامیابی مشکل ہے اسلام ہمیں کہتا ہے کہ الکفر ملة واحدة "کفر و باطل ایک ہی ملت ہے"۔

آج سارا کفر اسلام کے مقابلہ میں ایک ہے اور اگر مسلمانوں کے ساتھ کچھ تعلق رکھتے ہیں تو وہ بھی اپنے اغراض کی وجہ سے۔

حج کی ایک حکمت | تو آج کی عبادت 'حج' دنیا بھر کے مسلمانوں کا ایک مرکزیت اللہ اور خانہ کعبہ سے وابستگی کا ایک مظاہرہ ہے۔ اگر اس درخت کی شاخیں پھول اور پتے جڑوں سے وابستہ ہیں تو سب سرسبز و شاداب اور تازہ رہیں گے اور اگر پھول کو توڑ کر گلہ تنے میں رکھ دو تو جلد مڑ جھا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان ایک ہی مرکز سے جڑے ہوں، ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں تب ان کی کامیابی ممکن ہوگی۔

خطبہ حجۃ الوداع | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ یاد رکھو۔

لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم
میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے
کی گردن کاٹنے لگ جاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے کسی امتی کا دل جب توحید کی روشنی سے منور ہو گیا تو وہ بت پرستی نہیں کر سکے گا، شیطان اس سے ناامید ہو گیا ہے، پھر حضورؐ نے یہاں کفر و کفاراً کے معنی خود بیان فرما دیئے کہ یضرب بعضکم رقاب بعض کہ ایک دوسرے کے گردن مارنا، ایک دوسرے کے نقصان اور ذلت میں کوشاں رہنا کافروں کا شیوہ ہے۔

پھر فرمایا جس طرح آج کے دن دیوم عرفہ مکہ مکرمہ اور میدان عرفات کا احترام اور تقدس ہے اسی طرح تمہاری عزت و آبرو، مال و جان ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ فان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا۔

آئیے آج کے دن ہم سوچیں کہ اس سوٹی پر کتنے پورے اترتے ہیں، ہمارے

اتحاد و یگانگت، باہمی نغیرخواہی کا کیا حال ہے، پھر دنیا کی دوسری اقوام میں ہماری کتنی وقعت ہے۔ ہمارے پڑوس میں چینی قوم اٹھی ساٹھ ستر کروڑ کی آبادی ہے مگر آج ڈوس اور امریکہ اس کے اتحاد و یگانگت کی وجہ سے چکر میں ہیں اور مسلمان تقریباً ایک ارب ہیں مگر خس و خاشاک کی طرح کہ جب ایک قوم باہمی قتل و قتال، شتم و فساد میں مشغول ہو تو وہ اپنے کردار، معاشرہ، اخلاق و عفت کی اصلاح و حفاظت کیسے کر سکتی ہے۔

قربانی اور معاشی امور

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ کو نماز عید سے قبل اکوڑہ خشک کے وسیع وسیع عید گاہ میں اکوڑہ خشک اور مضافات کے ہزاروں مسلمانوں کے اجتماع میں

محترم حضرات! آپ نے ان شبہات و شکوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شیطان نے بھی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی سے منع کرنے کے لیے کئی بار کوشش کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پتھر پھینک کر اسے دھکا مارا جس کی یاد آج تک رمی جبرائیل کی شکل میں جاری ہے چنانچہ ہر سال حجاج اہلسی سے میزاری کے اظہار کے لیے کنکریاں پھینکتے ہیں۔ آج بھی انسانی شکل میں ایسے شیاطین موجود ہیں جو ہر سال قربانی کے خلائق آواز اٹھاتے ہیں۔ آج کہا جاتا ہے کہ قربانی پر اتنی دولت کیوں ضائع کی جا رہی ہے؟ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مال و جان سب کچھ قربان کرنے سے بھی اگر مولیٰ راہنی ہو جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں۔ سرسرخوشی اور کامرانی ہے۔ ہر گز ہرگز خسارہ نہیں۔ پھر اقتصادی لحاظ سے بھی مال ضائع ہوتا ہے کہاں؟ غریب لوگ سال بھر حیوانات پال کر اچھے داموں فروخت کر دیتے ہیں۔ اور ساری رقم منافع مسلمانوں ہی کے گھروں میں پہنچ جاتا ہے۔ کہیں باہر لو نہیں جاتا۔ کروڑوں روپے کی تجارت ہو جاتی ہے اس کا گوشت غریب پیٹ بھر کھا لیتے ہیں۔ بڑیاں کھا دینے کے کام آتی ہیں اور ہزاروں لوگوں کا کاروبار اس سے قائم ہے۔

آج ملک کو معاشی مسائل کا سامنا ہے اور اس کا حل اسلام کے ایک ایک ستون گرانے میں سمجھا جا رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ اقتصادی ترقی کے لیے اپنی خواہشات، فحاشی اور بے حیائی

کو روک دیا جائے اس کا حل بھی قربانی بند کرنے اور اولاد کی پیدائش روکنے کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے، اسلام اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشی مسئلہ ان طریقوں سے حل نہیں فرمایا بلکہ تعلیم دی کہ اے مسلمانو! زندگی کا زیادہ حصہ اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص کرو۔ تمہارے رزق کا فیصل خداوند کریم ہے۔

۱۱۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرّٰزِقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْن (الآیۃ) بے شک اللہ تعالیٰ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

۱۲۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلٰی اللّٰهِ رِزْقُهَا (الآیۃ) اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

۱۳۔ وَكَانَ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاَيُّكُمْ لَا آيَةَ (الآیۃ) اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے۔

۱۴۔ اَمِنْ هٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ اَنْ اَمْسَلَتْ رِزْقُهُ بِالْجَوَالِفِ عَتٰوٍ وَنِفُوْرٍ (الآیۃ) بھلا وہ کون ہے جو تم کو روزی دے گا اگر وہ اپنی روزی بند کرے کچھ نہیں بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں اڑے بیٹھے ہیں۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ وسائل رزق کو بھی پوری طرح کام میں لاؤ اور سچائی اور دیانت کے اصولوں کی بناء پر تجارت بھی کرو۔ ملازمت اور زراعت بھی کرو۔ ملک کا چیمہ چیمہ جو قدرتی خزانوں سے بھر رہا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ مگر خالص سے غافل نہ ہونا۔ یہ نہیں کہ تلاش رزق میں نہ نماز کا موقع

نہ جہاد کی فکر۔ باہمی مہم دہی اور ادا لے حقوق کا خیال رکھو۔ دوسری چیز اسلام نے یہ بتائی

کہ حصول رزق میں محرّمات جوا، سود، رشوت، ظلم اور چوری وغیرہ سے احتراز کرو۔ اسراف اور فضول خرچی سے منع فرمایا کہ یہ جوا، سود اور سینا بینی پر دولت کی تباہی ہو وادار نصاریٰ کے کام ہیں۔

مسلمانوں کے نہیں۔ اس کے ساتھ اسلام میں شراب اور خمر اور اسی طرح کی تمام اشیاء

کو حرام قرار دیا۔ حلال اور حرام سب واضح کر دیا گیا۔ اور بتایا کہ حلال سے استفادہ کرو اور حرام سے

ہر طرح بچو۔ تیسری چیز کی تعلیم یہ دی کہ عزت و امارت دونوں اللہ کی طرف سے ابتلاء

و امتحان ہیں۔ فرمایا امیر کے پاس جو فائز دولت ہے وہ حاجت مندوں کو دے اگر دس

کھاؤ اور آٹھا اپنی ضروریات میں خرچ کر و تو دوساکن اور مستحقین پر لگاؤ اپنی دولت کو

تارون کی طرح ذاتی کمائی نہ بھجور بلکہ اسے خلق خدا کی بھلائی، ملک کی ترقی، دین کی اشاعت اور آخرت کے لیے خرچ کرو۔ غرض حضورؐ کے مقرر کردہ منصوبہ بندی سے کام چلے گا نہ کہ خاندانی منصوبہ بندی سے یاد رکھو اسلام کے فطری طریقوں کو چھوڑ کر اور بھی تباہی اور بربادی کے گڑھے میں جا گرو گے۔ واللہ العظیم ان ناجائز طریقوں سے تمہاری دنیاوی پریشانیوں میں مزید بڑھ جائیں گی۔ تقریر کے اختتام پر آپ نے ملک میں عام بے دینی کی لہر اور اسلامی غیرت و حمیت کی کمزوری پر شدید افسوس کا اظہار کیا۔ اس ضمن میں آپ نے چین کے صدر لیو شاؤچی کے استقبال میں جوان لڑکوں کے رقص و سرود اور طلبات کے ناچ گانوں کو خاص طور سے ہدف تنقید بنایا کہ یورپ اور غیر مسلم اقوام کی تہذیب ہم پر چھارہ پی ہے۔ اپنی روایات اور قومی و ملی احساسات کو برسرِ بازار رکھو کیا جا رہا ہے۔ کافر قومیں اگر یہ سب چیزیں فلیشن سمجھتی ہیں تو ہمیں کہاں زیب دیتا ہے کہ ان کی تقلید میں قوم کی بیٹیوں کو بیویں برسرِ عام پھولیں۔ کیا خداوند کریم نے ہمیں دشمن سے اس لیے بچایا کہ روس امریکہ اور چین کے صدر آئیں۔ تو ہم عورتوں کو پنچو اکمران کی خوشنودی کا سامان مہیا کریں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا ایک اسلامی ریاست کی بیوی و قوم کی یہ رفاقت ہو سکتی ہے آج ملک کے تمام اخبارات غمخش تصویروں اور رقص و سرود کے مناظر سے بھرے پڑے ہیں۔ کیا کافر اقوام کے سامنے ہماری یہی اسلامیت اور قومی روایات ہیں؟ اسلام اور ایمان سے عاری شائستہ می تو ماسکو سے اپنے لیے تاشقند میں گلے کا دہی منگواتا ہے اور غمزوں کے سلسلے۔ اس طرح اپنے ایک معمولی پنچنگ کی کا اظہار کرتا ہے مگر ہم اپنی تہذیب کو اس طرح سڑکوں پر رسوا کریں۔

یاد رکھو! اس بے حیائی، ناچنے اور گانے سے قومیں عرق ہوئیں۔ اگر مسلمانوں کی اکثریت ان شہ مناک پر دگر اسوں پر واہ واہ کہتی رہے۔ اور اسے تہذیب و ترقی کی علامت سمجھنے لگے اور اس پر قلبی ناراضگی اور بیزاری کا اظہار نہ کیا تو خطہ ہے کہ خدا نخواستہ ایک عام عذابِ خداوندی ہمیں نہ آگھرے۔ یا اللہ ہماری لغزشوں سے درگزر فرما اور بعض کی نادانیوں سے ملک و قوم کو اپنی رحمتوں سے دور نہ فرما۔ اور ہمارے اس عزیز ملک کو اسلامی تہذیب سے مالا مال کرے۔

بَابُ

قرآن حکیم، علوم و معارف

کِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا
آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ -

(ص - ۲۹)

قرآن کریم کی تشریح و تفسیر

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جنوری ۱۹۶۹ء میں اپنے سفر مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں ۸ جنوری کو ڈھاکہ کے مدرسہ امداد العلوم میں علماء اور مشائخ کی موجودگی میں جلالین شریف کے ابتدائی درس سے تعلیمی سال کا افتتاح فرمایا۔

جلالین شریف جس کو ہم شروع کر رہے ہیں۔ یہ علم تفسیر کی کتاب ہے، تفسیر فسر سے ماخوذ ہے۔ اور فسر، الاطلاق بمبراد اللہ تعالیٰ ہے۔ خداوند تعالیٰ کی مراد سے مطلع ہو جانا کہ فلاں آیت کا مقصد مراد اور مدلول کیا ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے کچھ تعظیم فرمائی ہے۔ کہ آیت کا مضمون سیاق و سباق سے بھی مخالف نہ ہو اور قرآن میں کہیں دوسری جگہ مذکور ہو تو اس کی مراد اور الفاظ کے معانی یا مجاز متعارف کو بھی نہ چھوڑا جائے۔ تو شاہ صاحب کے نزدیک وہ تفسیر ہے۔ متقدّمین کی تعریف بھی بیان ہو چکی۔ آج ہم فتنوں کے دور سے گزر رہے ہیں۔ اور آپ جیب باہر قدم رکھیں تو پتہ چلے گا۔ کہ دین کے اندر کن کن طریقوں سے لوگ تخریف کر رہے ہیں۔ مثلاً الکاحر حدیث اور اس کی صحت سے انکار اور ہا قرآن نو اس کے الفاظ سے تو بظاہر انکار نہیں کر سکتے۔ مگر اس کے مرادات کو جو علماء بیان کرتے ہیں۔ بلکہ نوذبا اللہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت تو محض ایک ڈاکیومنٹ ہے۔ اب ہر شخص کو قرآن کے مراد کو متعین کرنے کا حق ہے اور یہ علم تفسیر کا ذمہ نہیں ہے۔ اسے نوذبا اللہ بعد کے علماء نے مختراع کیا ہے۔ اور یہ ذہنی مختراعات ہیں۔ ایسا کر کے یہ لوگ قرآن کے معنوی تعریف کے لیے راستے نکالتے ہیں کہ جو جی میں آئے اسے قرآن سے

مستنبط کرنے کا راستہ کھلا ہو تو کیا واقعی یہ تفسیر بعد کی ایجاد ہے؟ اور کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی؟ تو یہ باتیں ان لوگوں کی سراسر غلط ہیں الاطلاع بمراد اللہ تعالیٰ تفسیر ہے۔ جب حق تعالیٰ خود اپنی مراد بیان نہ کرے۔ تو پھر ہم اس مراد کو کس طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں اگر ایک انسان دل کو کسی انسان کے دل سے اور سینہ کو سینہ سے پیوست بھی کر دے۔ تب بھی ایک دوسرے کی مراد اور مقصد کو ہرگز نہیں سمجھ سکے گا۔ تو خداوند قدوس کی مراد اور مقصد کو بغیر بیان کے کیسے سمجھا یا جائے گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن کو آسمان سے کسی پہاڑ یا اونچے مکان پر نازل کر دیا جاتا اور لوگ دیکھ لیتے۔ کہ کتاب اوپر سے گر کر آگئی ہے۔

تو پیغمبر کے بھیجنے کی ضرورت کیا تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ وحی نازل فرمائی تو اب اس قرآن مجید کے معنی اور مدلول بھی وہ نہیں ہو گا جو آج کل پر دیز یا فضل الرحمان یا کسی کالج کا گریجویٹ متعین کرے گا۔ کہ یہ ہے اور یہ نہیں بلکہ وہ ہو گا جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمایا ہے جس کا بیان جلالین، بیضاوی، تفسیر کبیر، درمنثور ابن کثیر اور روح المعانی میں ہے اور جو معانی صحابہ کے ذریعہ ہم تک پہنچ چکے ہیں۔ اور یہ تفاسیر سلف سے منقول ہیں اور یہ چیز کہ یہ حضور کے متعین کردہ معانی ہیں اور آپ اس کی تشریح فرماتے تھے۔ اس کا ثبوت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ **وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ ذُلًّا نَزَلَ إِلَيْهِمْ** اور ہم نے تیرے پاس قرآن مجید اتارا کہ آپ ان لوگوں کو بیان کر دیں جو چیز ان کی طرف نازل کی گئی ہیں۔ تب تک کسی چیز کی وضاحت کو کہتے ہیں اور دوسری جگہ ہے **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ** (الآیۃ) وہ ذات جس نے امیوں میں رسول کو بھیجا عرب امی قوم تھی۔ اور امی کی جہالت، جہالت بسیط ہوا کرتی ہے۔ نہیں سمجھتی تو اپنے نہ سمجھنے کو سمجھنا نہیں کہہ سکتی اور اس وقت دنیا کی ان قوموں کی جیل، جہل مرکب تھا۔ اپنے جہل پر اڑے ہوئے تھے۔ ضدی تھے۔ اور اپنے آپ کو سمجھا رہی سمجھتے تھے۔ جیسے ہمارے زمانہ کا انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔ جو دین سے بالکل نا بلد ہونے کے باوجود سمجھنے کے جہل میں مبتلا رہتا ہے۔

عرب کی جہالت ایسی نہ تھی۔ بلکہ کوئی اپنی مال سے مرتبہ ہو لانی میں پیدا ہو تو جہل بسیط

کی اصلاح آسان ہوتی ہے اور دوسرے کی بہت مشکل اس کی مثال ایسی ہے کہ بکڑی کی تختی پر کوئی غلط چیز لکھی گئی تو پانی یا مٹی مل لیں تو وہ دوبارہ صاف ہو جائے گی اور ایک تختی تو بے کی ہے پتیل کی ہے۔ پھر اس پر حروف بھی کندہ ہوں تو اس کی غلطیوں کی اصلاح نہ صابن سے ہوگی نہ مٹی سے۔ بلکہ اس طرح دھونے سے اور بھی واضح اور نمایاں ہوگی۔ مٹے گی نہیں۔ اس کے مٹانے کی ایک صورت ہے کہ اسے آگ میں ڈال کر اس کی شکل مٹائیں نرم ہو تو دوبارہ تختی پر نقش کرائیں تو ایک ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوة ولہم عذاب عظیم (اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے ہیں۔)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ بہ سوائہ علیہم اندرتہم ام لم تنذرہم لایؤمنوت (برابر ہیں ان کے حق میں اگر آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔)

یہ جہل مرکب ہے جو چیز ان کے دل پر ثبت ہے، اسے مٹاؤ اور اس کے لیے جہاد کرو اور جہل بسیط والا شخص جب ایک چیز کو بھلائی اور ہدایت سمجھے تو فوراً اسے اختیار کرے گا اس وجہ سے یورپ زدہ دماغوں کی اصلاح مشکل اور بعض اوقات ناممکن ہوتی ہے۔ وہ مسخ ہو چکے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے یورپ میں نبی نہیں بھیجا۔ اور اس زمانہ کی منڈی، حکومتوں کسری اور قیصر کی حکومتوں میں بھی نبی نہ بھیجا بلکہ ان امین میں جو جہل بسیط میں مبتلا تھے، اسی لیے ان میں بھیجا کہ ان کی اصلاح ممکن تھی اور اس وجہ سے ان امین میں ابوبکر و عمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم جیسے نکلے۔

یتلوا علیہم ایتہ کے بعد نبی کا دوسرا کام یہ تھا کہ: دِیْنُکَیْہُمْ کہ شرک و بدعت اخلاق سیئہ ذمیرہ سے ان کا تزکیہ کراتا ہے۔ برے عقائد سے روکتا ہے اور پاکیزہ اخلاق سکھاتا ہے۔ یہ ہے تزکیہ آگے تعلیم کتاب کا ذکر ہے کہ: ویعلمہما الکتاب والحکمۃ۔ کہ تعلیم سے پہلے تزکیہ ہے۔ تو تعلیم سے پہلے اپنے قلوب کو صاف اور پاک کر دینا چاہیے۔ برتن صاف ستھرا ہو تو دودھ اور گھی جو بھی ڈالیں سب صاف ستھرا رہے گا۔ اور پلید ہو تو سب پلید ہو جائے گا

کرنیجہ تابع احسن ارنزل کا ہوتا ہے۔ تو تلاوت کے علاوہ ایک ہے تعلیم کتاب کے مضامین کو متعین کرنا اور الحکمہ میں اسرار و طائف قرآن اور عام سنت و حدیث اگیا اسی طرح دوسری آیت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ وانزلنا الیک الذکر لتبیین للناس ما نزل الیہم تمہیں اس لیے قرآن دے کر بھیجا کہ آپ اس کا بیان اور اس کی وضاحت کریں۔

حدیث میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا کہ: من یرد اللہ ان یرہدہ یشرح صدقہ
للاسلام۔ آیت کا کیا مطلب ہے؟ شرح صدر کا ظاہری معنی تو کسی چیز کو کھول دینا ہے۔ اب لفظی معنی تو سرا نہیں۔ سینے کی ظاہری کشادگی کا کیا مطلب؟ تو صحابہؓ نے شرح صدر کے بارہ میں حضور اقدس سے دریافت فرمایا تو آپ نے فرمایا نور یقذف فی القلب (الحديث) دنیاوی سے نفرت دینا ہے جو قلیل اور حقیر چیز ہے بے تعلقی اور موت کے لیے تیاری دل کی نورانیت یہ ہے شرح صدر جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ صحابہؓ نے حضورؐ سے اس آیت کے بارہ میں دریافت کیا۔ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلمة ولئلا لیسوا لہم الہون وہم مہتدون جنہوں نے ایمان کے ساتھ ساتھ ظلم خلط نہ کیا۔ وہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں تو صحابہؓ کرام نے دریافت کیا کہ حضورؐ! ظلم تو گویا وضع الشیء فی غیر محلہ کو کہتے ہیں تو ہم میں سے کون سا ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو تو مہتدون کا مصداق کون رہے گا؟ قالوا یا رسول اللہ آئنا لم یظلم نفسہ ہم میں سے کس نے اپنے آپ پر ظلم نہیں کیا؟ تو حضور اقدس نے وضاحت فرمائی کہ ظلم سے مراد شرک ہے عام گناہ نہیں جو شرک سے بچ گئے وہ مہتدون ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کی تشریح فرمائی ہوئی تو از خود معانی کا تعین صحابہؓ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اقمنا علی قراءة البقرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (میں نے سورہ بقرہ حضور اقدسؐ سے آٹھ برس میں پڑھی)

تو عربی تو ان کی اپنی زبان تھی ظاہر ہے انہوں نے جو پڑھا تفسیر ہی تھا حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ یہ تھا کہ ہم دس آیات پڑھ لیتے تو پھر اس پر جھے رہتے۔ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے عمل کرتے پھر دوسرا اور پھر تیسرا سبق لیتے ہیں حتیٰ بحصل لنا العلم والعمل

اس طرح ہمیں علم اور عمل دونوں حاصل ہو جاتا۔
 تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ نے حضورؐ سے قرآن کے سمجھنے میں کافی عرصہ گزارا حقیقت
 یہ ہے کہ اگر حضورؐ قرآن کی تفسیر نہ کرتے۔ تو آج اسے کون سمجھتا۔ اگر حضورؐ کی توضیح و تشریح
 شامل حال نہ ہو تو صلوة کا معنی اس کے اوقات و شرائط و مستحبات و دروایات کا علم کسے ہوتا
 تو حضورؐ نے قرآن کی تفسیر قولاً و عملاً فرمائی۔ اس کا نام ہے سنت اور حدیث اور جو شخص اسے
 نہیں مانتا وہ درحقیقت منکر قرآن ہے اور جو قرآن نہیں مانتا وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا منکر ہے
 جس کا ارشاد ہے کہ: نحن نزلنا الذکر و انالہ لحفظون قرآن کے الفاظ کے یہ خدا نے
 حفاظ پیدا کیے۔ لب و لہجہ کے یہ قراء پیدا کیے اور مدلول و مراد کے لیے علماء حق اور مشائخ
 اور مفسرین کو پیدا فرمایا۔ لوگ انہیں جتنا بھی حق سمجھیں مگر یہ تو اللہ کا انتخاب ہے جسے منتخب
 فرمائے۔ تم خوش قسمت ہو خدا نے تمہیں یہاں اس لیے جمع کر دیا کہ اللہ کی مرادات کو سمجھیں،
 پڑھیں۔ یہ اللہ کی جانب سے ایک بڑا انعام ہے۔ یمتوں علیک ان اسلموا قل لا
 تمتوا علی اسلامکم بل اللہ یمت علیکم ان ھد اکم للایمان اللہ نے آپ کو
 اساتذہ اور حضرت مہتمم صاحب کو اس خدمت کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو سمجھنے
 اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والا خرد عوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۛ

حفاظت قرآن

مؤرخہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ اربو نمبر ۱۹۶۸ء واہ کینٹ میں درس قرآن وحدیث کی چوتھی سالانہ تقریب منعقد ہوئی۔ یہ درس ہر ماہ کے آخری اتوار مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ، خلیفہ، مجاز حضرت لاہوریؒ ارشاد فرماتے ہیں مہمانان خصوصاً میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے علاوہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ النور مدظلہ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ اور مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر ماہنامہ الحق کے اسرار گرامی قابل ذکر ہیں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اس اجتماع میں جو تقریر ارشاد فرمائی اس کا قلمی عکس عنوان بالا کے تحت پیش خدمت ہے۔

(محمد عثمان غنی مدیر خدام الدین والارشاد)

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيُ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَاحْفَظُوْنَ ه
رپ ۱۴ سورۃ الحجۃ آیت ۷

محترم بزرگوار! اللہ تبارک و تعالیٰ کا از حد احسان ہے مجھ ناچیز پر کہ ایسے مبارک درس میں شمولیت کا موقع اللہ جل مجدہ نے عطا فرمایا۔

مجھ سے پہلے درس قرآن اور درس حدیث آپ سُن چکے ہیں۔ وقت بھی کافی بچھ اللہ گذر چکا ہے اور اس کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ النور وامت برکاتہم تشریف لائیں گے اور دعا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں | بزرگو! بھائیو! آپ حضرات کے سامنے دونوں نعمتیں پیش ہوئیں۔ ایک قرآن مجید کا درس اور دوسرے احادیث کا

درس۔ خداوند کریم کی نعمتیں ظاہر بات ہے کہ جو کچھ بھی ہم دیکھ رہے ہیں یہ سب اللہ جلّ مجدہ کی جانب سے ہے وَمَا يَكُفُّ عَنْ نِعْمَةِ رَبِّكَ أَنْ تَقُولَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (سورۃ النحل آیت ۵۳) اللہ جلّ مجدہ فرماتے ہیں تم پر جتنی نعمتیں ہیں، اپنا وجود آپ لیں، وہ قویٰ جو اللہ جلّ مجدہ نے ہمیں دئے ہیں، وہ شکل و صورت جو ہمیں اللہ نے عطا فرمائی، وہ جو بیرونی نعمتیں ہیں، یہ چاند، سورج، یہ ہوا، یہ قسم قسم کی غذائیں جو ہمیں مل رہی ہیں، یہ سب اللہ کی جانب سے ہیں۔ کفار بھی یہی کہتے رہے۔

وَلَكِنَّهُمْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ رَقِیْمٌ (آیت ۱۵) اور آج بھی چیلنج ہے۔ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ آسمان یا یہ زمین یا یہ سورج یا یہ دریا کسی اور کی مخلوق ہیں۔

محترم بزرگو! انسان کے اوپر جو نعمتیں ہیں خصوصاً، یہ تو اتنی کثیر ہیں جن کا شمار بھی نہیں ہو سکتا۔ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصَوْهَا (سورۃ النحل آیت ۷۸) اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

معنوی اور حقیقی نعمت | ان تمام نعمتوں میں سے بڑی نعمت اسلام کی نعمت ہے قرآن کی نعمت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی۔

محترم بزرگو! قرآن مجید، اس کی تلاوت، اس کی افہام اور تفہیم کا موقع جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ عطا فرماوے، یہ اس قدر بیش بہا نعمت ہے کہ اس کی کوئی حد اور کوئی انتہا نہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ نعمت تلاوت قرآن اور درس و تدریس، افہام و تفہیم قرآن اللہ جلّ مجدہ نے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا فرمائی۔ انسان کو عطا فرمائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (سورۃ الرحمن ۱-۴)

تلاوت قرآن | نعمت خصوصی | حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ نعمت،

یہ عطیہ فرشتوں کو نہیں ملا۔ اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان جب جماعت کے لیے نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو فرشتے اگر اقتداء کر لیتے ہیں، نماز میں اگر شریک ہو جاتے ہیں اور جس وقت امام سورۃ فاتحہ کو پڑھ لیتا ہے، تو اس کے بعد وہ ملائکہ بھی آمین پڑھتے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے: وَمَا أَجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارِسُونَهُ، يَبْنِيهِمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّعِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَقَّتْ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِندَكَ رِزْقًا مُّسْلِمًا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم کسی مکان میں، خدا کے گھر میں یا کسی جگہ پر جمع ہوتی ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ درس سُنے، درس دے۔ دھیما کہ آپ حضرات یہاں جمع ہیں۔ تو ان کے اوپر خدا کی جانب سے رحمت برستی ہے، ان کو خدا کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اگر یہاں سے آسمان تک یکے بعد دیگرے جمع ہو جاتے ہیں: حَقَّتْ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ ط تو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں، یہ اتنی بڑی نعمت ہے، یہ عطیہ ہے، جس سے اس اُمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نوازا ہے۔

میرے محترم بزرگو! قرآن مجید، جس کو وحی منلو کہا جاتا ہے، اس کا بھیجے والا، نازل فرمانے والا، اللہ جل مجدہ ہے، جو پاک ہے، يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (التغابن آیت ۱) جس کی شان یہ ہے کہ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب کی سب اس کی تسبیح اور پاکی بیان کر رہی ہیں، جو بادشاہ ہے جو حاکم ہے، جو مالک ہے، جو قادر ہے، جو حکیم ہے۔ قرآن مجید کو نازل فرمانے والا بھی اللہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، جس طرح اللہ کے کاموں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، اللہ کے کلام کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، قُلْ لَّيْنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يٰۤاْتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَاَلَوْ كَانْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظٰهِرًا ؕ (اس بنی اسرائیل ۸۸) آیت ۸۸، اگر تمام دنیا، تمام مخلوق بھی جمع ہو جائے، جن وانس سب کے سب جمع ہو جائیں۔ اگر اس قرآن کے مثل کوئی دوسری چیز یہ پیش کریں۔ لَا يٰۤاْتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَاَلَوْ كَانْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظٰهِرًا ؕ

صرف وحی غلطی سے پاک ہے | قرآن مجید کی شان یہ ہے کہ: لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ

مِنْ حَكِيمٍ حَبِيبٍ (سجده آیت ۴۲) بھائی! عقل بھڑک رہی ہے، انسان کی رائے غلطی کر سکتی ہے پوری قوم ایک چیز پر اگر جمع ہو جائے، ممکن ہے وہ غلطی کرے سائنسدان غلطی کر سکتا ہے، طبیب غلطی کر سکتا ہے، فلسفی غلطی کر سکتا ہے، عالم غلطی کر سکتا ہے، لیکن اللہ جل مجدہ نے جس وحی کو نازل فرمایا اس کے متعلق اعلان ہے: لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ۔ کبھی اس میں آمیزش باطل کی نہیں ہو سکتی۔ الحمد للہ یہ نہیں فرمایا کہ گذشتہ زمانے میں باطل نہیں آ سکتا تھا، اب آئے گا۔ نہیں۔ قیامت تک نہیں آ سکتا لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ نہ آگے سے نہ پیچھے سے، اس میں کوئی آمیزش باطل کی کر ہی نہیں سکتا۔ ورنہ بھائیو! چودہ سو برس قرآن مجید کے نزول کا زمانہ گزرا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ باطل نے نہ توڑ کوشش کی اس قرآن کے مٹانے کے لیے، اس کے الفاظ کے مٹانے کی کوشش کی۔ اس کے معانی میں تخریفات کی کوشش کی،

اور اللہ نے اس قرآن کی حفاظت کیسے
لہجہ، الفاظ اور رسم الخط کی حفاظت کی۔ کہ اس کا لب و لہجہ بھی خدا نے

محفوظ کر لیا۔ ہمارے سامنے قاری صاحب نے دو دفعہ تلاوت کی جو آپ نے سُن لی۔ اللہ نے ایک جماعت قاریوں کی پیدا کی کہ وہ اس کے لب و لہجے کی حفاظت کریں، ایک جماعت حافظوں کی پیدا کی، اللہ جل مجدہ دین کی حفاظت کے لیے عجیب عجیب انتظام فرما دیتے ہیں۔ دیکھیے! جو کولا ہو، لنگڑا ہو، نابینا ہو، ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کسی کام کا نہیں ہے، لیکن اللہ نے اس کو قرآن کا حافظ بنا دیا۔ ایک وقت تھا چودہ لاکھ حافظ مسلمانوں میں موجود تھے۔ اب بھی انشا اللہ اگر یہاں پر گنیں گے تو آپ کو بیس تیس حافظ اس چھوٹی سی جماعت میں مل جائیں گے۔ اللہ نے قرآن مجید کے لب و لہجہ کی حفاظت کی۔ قرآن کی ایک جماعت تیار فرمائی۔ اسی طرح اللہ نے قرآن کے رسم الخط کی بھی حفاظت کی۔ یہاں تک کہ جس طریقے پر قرآن مجید لکھا گیا ہے، اس کی حفاظت

بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمائی۔ مثلاً آج تک موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام جو کتاب ہے تو آپ حضرات تو پڑھتے ہوں گے موسیٰ، عیسیٰ یعنی الف کے ساتھ ”موسا“۔ ”عیسیٰ“ نہیں لکھتے بلکہ جی کے ساتھ لکھتے ہیں موسیٰ، عیسیٰ۔ اب اگر رسم الخط کے مطابق ہم اردو کے لیجے میں تلفظ کرتے تو موسیٰ عیسیٰ پڑھتے لیکن ایسا نہیں پڑھتے، بلکہ موسیٰ، عیسیٰ پڑھتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ — اب اَلرَّحْمٰن لکھا جاتا ہے، تو میم کے بعد الف نہیں لکھا جاتا، بلکہ میم کے اوپر ایک اشارہ سا ہے م کی طرح تو اَلرَّحْمٰن پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسم الخط کو بھی آج تک محفوظ رکھا ہے۔

ایک انگریزی تعلیم یافتہ کا لطیفہ | حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا لطیفہ ہے، ایک دفعہ گاڑی میں فٹ کلاس میں جا رہے تھے، ایک انگریزی تعلیم یافتہ بھی سفر کر رہا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں قرآن مجید تھا تو اس تعلیم یافتہ نے عرض کی کہ حضرت! مجھے بتلائیں، کیا چیز ہے یہ؟ فرمایا آپ اسے کیا کرتے ہیں۔ اس نے کہا، جی میں دیکھتا ہوں ذرا۔ خیر حضرت تھانویؒ نے دے دیا۔ تو جیسے آج حضرت مولانا زاہد الجبین صاحب نے ہمارے سامنے آکر شروع کر دیا۔ اب وہ دیکھتا ہے اُس کو، حضرت تھانویؒ نے اس سے پوچھا کہ بھائی! تم نے اس میں سے کیا پڑھا۔؟ اُس نے کہا، حضرت! یہ تو آ ل ر ا — نہیں بلکہ آ ل و — آ — ل و — اب وہ ”آ ل و“ ہو گیا — ایم۔ اسے پاس ہے آ ل و — جس طریقے پر لکھا ہے، الف لام ر ا — تو نہ یہ آ ل ر ا پڑھ سکتے ہیں، نہ آ ل و، اور ا ل و پڑھ سکتے ہیں، بلکہ الف لام ر ا۔

الغرض رسم الخط لب و لہجے اور الفاظ کی حفاظت کی طرح اُس کے معانی کے لئے بھی اللہ جل مجدہ نے علماء کو پیدا فرمایا۔ یہ اللہ کی امداد اور وعدہ کا ظہور ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَآلِھِ الْخَفِیُّوْنَ اس کے معانی کی حفاظت اللہ نے فرمائی۔ علماء کے ذریعے سے، اور پھر اُن علماء کو اللہ نے یہ جذبہ دیا کہ تم جاؤ، پھر داور لوگوں کو قرآن مجید کے معانی سمجھاؤ۔

امیبین میں بعثت رسولؐ کا مکتہ | حضرت مفتی بشیر احمد صاحب پسروری دامت برکاتہم نے آپ کے سامنے جو حضرت

سید خلیفہ اجل حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جو اب مرحوم ہو چکے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قفل کیا: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَاسًا مِّنْكَ (ایک جگہ ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ - (الجمعة ص ۱۲۹) بھائی پیغمبر کا کام کیا ہے: يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ - خدا کی آیتوں کو تلاوت کرنا — ایک کام تو یہ ہے کہ قرآن مجید کا صحیح تلفظ بتلا دے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ - اللہ وہ ذات ہے جس نے اُن پڑھوں میں بھیجا ایک عظیم الشان رسول یہاں بھی ایک عجیب نکتہ ہے۔ دیکھئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن پڑھوں میں رسول بھیجا، جہاں نہ کالج تھا، نہ سکول تھا، مکہ معظمہ کیا تمام جزیرہ عرب میں کوئی لکھنے والا پڑھنے والا نہیں تھا، کوئی تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ یہ ایک الگ چیز ہے کہ اس قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے وہ قوم اُن پڑھ تھی، لیکن اس قرآن مجید کی برکت سے اس کے پڑھنے اور اس کے نزول کی برکت سے وہاں پیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ جیسے بلند مرتبہ حضرات پیدا ہوئے۔ انہوں نے کس طریقے سے انصاف کیا اور عادلانہ طریقے پر حکومتیں کیں، آج بھی سیرت العزیز یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیز کی سیرت کو یورپ کے بعض کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے کہ جو حاکم بنے تو اس کو ذرا پڑھو۔ وہ قوم جو کہ اُن پڑھ تھی جن میں کبھی کوئی فیلسوف، کوئی ماہر نہیں گذرا تھا لیکن اس قرآن کی برکت سے اُن امیّین میں خالد بن ولید جیسے کمانڈر انچیف، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے امین اور حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ جیسے فقیہ پیدا ہوتے ہیں، اور خلفاء راشدین کی تو نظیر کسی امت میں نہیں ہے۔

فرض کیجئے اگر یہاں واہ کینٹ میں جہاں کہ بحمد اللہ سکول بھی ہیں کالج بھی ہیں۔ تربیت بھی ہے، اگر اس میں کوئی تربیت یافتہ آدمی نکل آئے تو وہ بھی خدا کا احسان ہے۔ لیکن کوئی عجیب بات نہیں۔ اس لئے کہ بحمد اللہ سب تعلیم یافتہ ہیں۔ اب سب تعلیم یافتوں میں اگر ایک شخص کسی تجارت کا مالک ہو جائے، تعلیم کے لحاظ سے تو وہ اتنے تعجب کی چیز نہیں لیکن جہاں کی تقریباً لاکھوں عرب آبادی امی ہو، دادی غیر ذی رُوح ہو، وہاں پر اللہ جل مجدہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اس قرآن کی برکت سے وہاں علماء پیدا ہوئے، وہاں افواج کے کمانڈر پیدا ہوئے، وہاں سلاطین کے استاد پیدا ہوئے، سیاستدان پیدا ہوئے، فقہا پیدا ہوئے، قراء

پیدا ہوئے اور تزکیہ باطن کی تو کچھ مثالیں آپ نے سنی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نہ بد وقت ناعت | حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنخواہ آٹھ آنے یومیہ تھی

نے کہا کہ امیر المومنین کی یومیہ تنخواہ بہت کم ہے، ایک ادنیٰ چپڑاسی کی جو تنخواہ تھی وہ امیر المومنین لیا کرتے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ کسریٰ کا تاج جو کروڑوں روپے کا تھا، مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں ازراہ مذاق ایک غریب شخص کے سر پر رکھا۔ اور لوگ ٹھوکریں گیند کی طرح لگاتے تھے۔ دنیا کے بیوقوف کہ دس کروڑ روپیہ تاج پر اس نے خرچ کیا۔ مال کی کمی نہ تھی لیکن خلیفہ وقت کو آٹھ آنے یومیہ ملتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صحابہ جرات نہیں کر سکتے کہ عرض کریں کہ کچھ نہ کچھ یومیہ یعنی تنخواہ زیادہ لے لیں۔ تو حضرت حفصہ کی خدمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ ابن جراح اور دوسرے اکابر صحابہ پہنچے چونکہ یہ حضرت عمر کی صاحبزادی تھیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور ام المومنین تھیں، اس لئے حضرت عمر ان کا احترام کرتے تھے۔ وفد گیا حضرت حفصہ کے پاس کہ ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنے والد محترم کی خدمت میں عرض کریں کہ آٹھ آنے یومیہ سے کیا ہوتا ہے؟ کچھ نہ کچھ تنخواہ زیادہ آپ لیں۔ صحابیہ کے تزکیہ کو دیکھتے کہ مال کو کس طرح سے انہوں نے لات ماری۔ فوراً چہرہ سرخ ہوتا ہے فرماتے ہیں: یہ بتاؤ کس نے کہا تم کو؟ انہوں نے کہا حضرت امیں نے اُن سے وعدہ کر لیا ہے کہ نام نہیں بتاؤں گی، فرمایا کہ اگر مجھ کو اُن کے نام معلوم ہو جاتے تو میں اُن کو سیدھا کر دیتا۔ اور پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں۔ حضرت حفصہ سے کہ یہ بتائیے کہ آپ کے ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش کیسا تھا؟ حضرت حفصہ نے کہا میرے ہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا رہتا تھا، سردی کے زمانے میں اس ٹاٹ کو آدھا نیچے کر لیا کرتے تھے اور آدھا اوپر پہن لیا کرتے تھے۔ یہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش۔

اہل بیت کے گھر کی حالت | حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ

تبارک و تعالیٰ انہا حضرت علیؑ کی بیوی ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ گوشہ خاتونِ جنت
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہونے لگا تو فرمایا کہ اسے بیٹی! تو مت رونا خاندان
میں سے سب سے پہلے تیری ملاقات مجھ سے ہوگی۔ اور جنت کی جہنمی عورتیں ہیں اُن تمام کی
سرورِ امی اللہ تبارک و تعالیٰ تہیں دیں گے۔ وہ خاتونِ جنت آکر عرض کرتی ہیں کہ حضور!
میں اپنے ہاتھ سے چکی پیستی ہوں، میں اپنے ہاتھ سے گھوڑے کے لئے گھاس تیار کرتی ہوں
ازراہ نوازش مجھے خادم عطا فرمایا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی!
اس سے بڑی چیز میں تمہیں بنانا ہوں۔ وہ یہ کہ جب تم سونے لگو تو اُس وقت ۳۳ دفعہ سبحان اللہ
۳۳ دفعہ الحمد للہ، ۳۳ دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ تو ذکر الہی ہو آج بھی تسبیحِ فاطمی سے
مشہور ہے۔ پانچ نمازوں کے بعد بھی اسے پڑھا جائے۔

حضرت موسیٰؑ کی زہد و قناعت | اور پھر یہ فرمایا کہ بیٹی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

پاس ایک چغہ تھا، دن کے وقت جب وہ گھر
سے تبلیغ کے لئے نکلتے تھے تو وہ پہن لینے تھے اور رات کے وقت میاں بیوی کے لئے
یہی ایک چغہ تھا۔ کون حضرت موسیٰؑ! جن کی لاٹھی میں اللہ نے وہ طاقت رکھی کہ فرعون کی تمام
سائیس مات پڑ گئی۔ فرعون کئی لاکھ کی فوج لے کر بحیرہ قلزم کے کنارے چلتا ہے اور کہتا
ہے کہ یہ کہاں ہم سے چھوٹیں گے؟ فرعون جو اَنَارَبُکْکُھ اَلْکُھلے کا دعویٰ کرنے والا تھا
وہ جانتا ہے کئی لاکھ فوج لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے اور ان کے پاس ایک لاٹھی ہے
دریا کے کنارے پہنچے، قوم انہیں کہتی ہے کہ حضرت! وہاں سے تو ہمیں آپ نکال لائے، آگے
سمندر ہے پیچھے فرعون ہے، ہم کو تو دوپٹے کے پاٹوں میں آپ نے گھیر لیا، اب تو ہم ختم ہو جائیں
گے۔ فرمایا: اِنَّ مَعِيَ رَبِّیْ سَیَرْفَعُنِیْ الشَّعْرَ اَیَّتُہُا کوئی فخر نہ کرو، ایک لاٹھی کو مارا بحیرہ قلزم
کے اوپر بارہ سڑکیں بن گئیں، بارہ دیواریں بن گئیں، اُن سڑکوں پر وہ دوبارہ قبیلے ہیں، الگ الگ
جا رہے ہیں۔ یعنی طاقت اللہ نے پیغمبر کو اتنی دی کہ ایک لاٹھی کی ضرب سے بحیرہ قلزم میں
بارہ سڑکیں بن گئیں، اور ان کے اوپر فوجیں جا رہی ہیں لیکن ایک طرف حالت یہ ہے، حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک چغہ ہے اُس ایک چغے کو رات کے وقت میاں بیوی دونوں

اڑھ لیتے تھے اور دن کے وقت اُس چٹنے کو پہن کر تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ بیٹی! یہ بتانا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اچھے سے اچھا، لذیذ سے لذیذ کھانا کتنا کھا اور کیا کھا؟ وہ کون سی چیز تھی؟ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا اپنے والد ماجد سے کہ حضرت! میرے پاس ایک دفعہ گھی تغور اسانا ٹڈی کے پھکٹ میں تھا، اور گھریں جو کی روٹی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھریں تشریف لائے میں نے اس گھی کو روٹی کے اوپر مل کر خدمت میں پیش کیا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق سے تناول فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عزت و کامرانی کا معیار | میرے محترم بزرگ! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیصر و کسری کے خزانوں کے ہوا ملک ہیں، اُن کا یومیہ آٹھ آنے ہے اور مسلمان جو اہل حل والعقد ہیں، مجلس وزراء اور مجلس شوریٰ جس کو کہا جاتا ہے، وہ درخواست کرتے ہیں، درخواست میں وہ ڈرتے ہیں کہ سامنے تو ہم کہہ نہیں سکتے حضرت حفصہؓ کو واسطہ بنایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں کہ اے بیٹی! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک راستہ ہمیں سکھایا ہے اور اُس راستے پر میرے ایک ساتھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور منزل مقصود تک پہنچ گئے، تم اُن آدمیوں کو کہہ دینا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اُس راستے سے ہٹ کر چلوں؟ پھر منزل مقصود تک کیسے پہنچوں گا۔؟ میری زندگی وہی ہوگی۔ آج آپ دیکھتے دس بارہ کروڑ مشرق وسطیٰ کے مسلمان ہیں۔ لیکن یہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم دس بارہ کروڑ طاقت والوں نے بائیس لاکھ آدمیوں سے تھپڑ کھائے اور کتنی ذلت ہم آج اٹھا رہے ہیں۔ اور ایک وقت وہ ہے، یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جب اُن کو یہ معلوم ہوا بیت المقدس کے پادریوں نے فوج سے یہ کہا کہ اس بیت المقدس کی کتنی تم تمہارے امیر اور خلیفہ کو دیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے آنے لگے۔ طریقہ یہ تھا کہ دو میل چار میل چوڑ سوار ہیں۔ اور پھر اترے، اونٹ کی مہار پکڑی، اور غلام سے کہا کہ اب چار میل تم سوار رہو، اتفاق کی بات کہ جب بیت المقدس قریب آیا تو راستے میں ہزاروں پادری اور بڑے بڑے کرغل اور جرنیل استقبال کے لئے کھڑے ہیں۔ کیا دیکھتے ہیں ابو عبیدہ بن جراح کہ امیر المومنین تو مہار

پکڑے ہوئے ہیں اور غلام اور غلامی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت ابو عبیدہ نے عرض کیا کہ حضرت! یہ ایک جوڑا کپڑوں کا میں لایا ہوں، صاف ستھرا آپ کے سامنے یہ جتنے لوگ ہیں، اس ملک کے کفار، یہ سب کے سب تعظیماً کھڑے ہیں، بڑے زرد جو اہر کا لباس انہوں نے پہنا ہوا ہے۔ آپ امیر المؤمنین ہیں۔ (اُس وقت کُرتے کے اوپر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں) اور پھر یہ ہمارا آپ نے پکڑی ہے اور آپ کا غلام اوپر بیٹھا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ان کپڑوں کو بدلیں، یہ صاف ستھرے کپڑے پہن لیں، فرمایا دیکھو ابو عبیدہ! ہم کو اللہ نے جو عزت دی یہ کپڑوں کی وجہ سے نہیں ہے، یہ اسلام اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت سے ہے۔ کہاں ہم امیین اور کہاں یہ قیصر و کسریٰ اور تمام بیت المقدس کے جو پادری ہیں اور اس ملک کے باشندے، یہ ہمارے استقبال کے لئے کھڑے ہیں، یہ برکت کس کی ہے؟ یہ کپڑے کی نہیں ہے کہ ہمارے کپڑے اچھے ہوں، یا دولت کی نہیں ہے، یہ برکت ہے اُس کلمے کی، اُس قرآن کی **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الرَّقَبَتَيْنِ اللّٰهُ وَذَاتِ سَعْدٍ** جس نے امیین میں یعنی اُن پر پڑھوں میں رسول بھیجا۔

اس میں ایک نکتہ یہ بھی علماء لکھتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ **بسیط جہل اور جہل مرکب** صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اس وقت تمام دنیا غلطی میں مبتلا تھی، تمام دنیا میں شرک، گناہ، غلطی موجود تھی، لیکن عرب کی غلطی جو تھی وہ جہل کی غلطی تھی۔ یعنی اتنی تھی، نا سمجھ تھی، اور قیصر و کسریٰ، شام و روم اور دوسرے ملکوں کی جو غلطیاں تھیں وہ علمی تھیں وہ خوب سمجھتے تھے کہ شرک بُرا ہے لیکن کرتے رہے۔ فرق تھا۔ عرب کے باشندے جو تھے وہ جہل بسیط میں مبتلا تھے، یعنی وہ اُن پر پڑھتے تھے اور اُن پر پڑھ ہونے کی وجہ سے بس وہ غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ اور باقی دنیا کے لوگ تعلیم یافتہ تھے۔

بھائیو! اُن پر پڑھا آدمی کا ٹھیک کرنا تو مشکل نہیں ہے، لیکن تعلیم یافتہ جب خراب ہو جائے تو اُس کا ٹھیک کرنا بڑا مشکل ہے اس کی ایک مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ فرض کیجئے ایک لکڑی کی تختی ہے اس پر چند حروف غلط آپ لکھ لیں، آپ نے کسی کے سامنے کر دیا، کہ بھائی یہ تختی ہے، اس پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے، وہ کہے، بھائی! یہ تو غلط ہے۔ بھائی اس کی اصلاح کیسے کریں؟

ذرا دھولو، — پانی سے دھویجے اور پھر اُس پر مٹی مل لیجئے، پھر صحیح کلمہ لکھیئے — تو جاہل
 ہو جاتا ہے، وہ نا بھی کی بناء پر چاہے جو کچھ بھی کرے لیکن ایک دفعہ جب وہ سمجھ جاتا ہے تو پھر
 وہ غلط راستے پر نہیں جاتا۔ آپ کے سامنے حضرت مفتی بشیر احمد صاحب نے ولید ابن ولید کا
 قصہ سنا دیا کہ جب تک اُسے اسلام معلوم نہ تھا وہ مخالفت بھی کرتا رہا، لڑتا بھی رہا، لیکن جب
 اُسے ایک چیز معلوم ہو گئی کہ یہ حق ہے، پھر وہ اس وقت سب کچھ قربان کرنے لگا، اور مسلمان ہوا۔
 اور یہ تعلیم یافتہ جو اب ہو جاتا ہے، اُس کی مثال ایسی ہے

تعلیم یافتہ طبقہ کا جہل | جیسے لوہے کی ایک تختی میں آپ غلط حروف کندہ کر دیں، اب اس
 تختی میں سے آپ اُس غلط کلمے یا غلط حروف کو کیسے مٹائیں گے؟ دھویجئے صابن کے ساتھ
 خوب پاؤ ڈر بھی لگا لیجئے، مٹے گا؟ کبھی نہیں مٹتا۔ بھائی! رگڑے، پوری سے، ٹاٹ سے
 صابن سے نہیں کسی سے یہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس کے لئے اب کیا طریقہ ہے؟ اُس کا طریقہ
 یہ ہے کہ اب اس لوہے کی تختی کو آگ میں ڈال دو تا کہ وہ پگھل جائے، لوہار کو دوتا کہ وہ پگھلا
 دے۔ اور پگھلنے کے بعد پھر ہتھوڑا لوار اُسے خوب پٹیو، دوسری تختی بناؤ۔ مادہ تو وہی ہے
 لیکن اس کی پہلی ہیئت کو بگاڑ کر کے پھر اُس تختی کو ٹھیک کر دو تب اُس کے اوپر آپ صحیح
 حروف کندہ کر سکیں گے۔

— تو عرب کی جو حالت تھی وہ اتنی تھی، اُن پڑھتے، وہ جہل بسط میں مبتلا تھے
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک انہوں نے نہیں پہچانا، وہ مخالفت تھے، لیکن جب انہوں
 نے پہچان لیا پھر وہ سب کے سب فتنے ہو گئے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُ
 وہ ذات ہے جس نے اُن پڑھوں میں ایک بڑے عظیم الشان پیغمبر کو بھیجا۔ اس عظیم الشان
 پیغمبر کی برکت سے آج اسی کو ڈر مسلمان روئے زمین پر موجود ہیں چودہ سو برس گزر گئے، لیکن
 الحمد للہ یہاں ایک آواز اٹھی کہ یہاں درس قرآن ہو گا، تو کہاں کہاں سے پروانے جمع ہو گئے
 یہ ہے اللہ کی شان۔

بھائیو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ: إِنَّا نَخْتُنُ نَزْلَنَا الذِّكْرَ هِم
 نے اس قرآن کو نازل کیا، اس کے الفاظ محفوظ، اس کے نقوش محفوظ، اس کا لب و لہجہ محفوظ، اُن

کے معانی بھی محفوظ —

تعلیم سے پہلے تزکیہ | اور یہ بھی میں آپ سے عرض کروں کہ یہ معانی جو ہیں ان کو بیان کرنے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں —

تلاوت کے بعد تزکیہ ہے تو یہ دلی و صانع جو ہے یہ طرف ہے اور قرآن مطروف ہے۔
توجہ برتن پاک ہوگا اس میں آپ دودھ ڈالیں وہ بھی پاک ہوگا۔ پیالی اگر پاک ہو
تو اس میں چائے ڈالئے، دودھ ڈالئے، ترکاری ڈالئے وہ پاک ہوگی لیکن اگر برتن پلید ہو
اس میں آپ دودھ ڈالیں تو وہ بھی پلید ہوگا۔ اس لئے صوب سے پہلے یُزَکِّیْهِمْ حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں کا تزکیہ فرمایا کہ تمام کاپا پلٹ دی، لوگوں کی
تمام حالتیں بدل دیں۔ یُزَکِّیْهِمْ اِنْکَشِبِ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے قرآن کے معانی سکھائے۔ اور تعلیم سے پہلے تزکیہ ذکر کرنے میں بھی یہی نکتہ تھا
قرآن مجید کی ترتیب اور کسی لفظ کی تقدیم یا تاخیر بھی ہزاروں حکمتوں اور بے شمار لطائف
سے خالی نہیں ہوتی، تزکیہ کے بعد قرآن مجید کے اسرار معلوم ہوں گے۔

بقدر تزکیہ فہم لطائف و اسرار قرآن | بھائیو! ایک لطیفہ میں آپ کی خدمت میں
علیہ دیوبند میں حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ طالب علمی کا زمانہ تھا، اللہ
سنے ان کو ذہانت بہت عطا فرمائی تھی کہتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے
حضرت تھانوی سے پوچھا کہ قرآن مجید میں دو آیتیں ہیں۔ ایک آیت نُسَبْ، وَالسَّارِقُ
وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا اَلَا تَرَوْا چور مرد ہو، چور عورت ہو فَاَقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا اُنْ کے
ہاتھوں کو کاٹ دو۔

تھا تو فی مساوات کی روشن مثال | آج لوگ کہتے ہیں اگر اسلام کے اوپر عمل ہو تو سب
اس ایک واقعہ کو کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ منظم کو فتح کیا، یہ حقیقت ہے کل
دنیا کی فتح ہے، خدا کی شان کہ بنو مخزوم جو کہ قریش میں بڑی باعزت قوم تھی — بنو مخزوم

کی ایک عورت نے چوری کی اور ثابت ہو گئی۔ یہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے، اور کئے کے رہنے والے ہیں، گویا اپنے گھر کے اوپر سلسلہ پیش آیا۔ ایک عورت نے چوری کی، اور دعویٰ ہوا، رپورٹ ہوئی، اب تمام بنو مخزوم اور قریش پریشان ہیں۔ یہ تو بڑی بدنامی ہو جائے گی، ہماری ایک عورت کا ہاتھ کٹ جائے جیسے کہ آج کل ہم ڈرتے ہیں بدنامی سے۔ کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کرے۔ اخیر میں سب نے کہا کہ حضرت اسامہ بن جریحؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کے صاحبزادے تھے، بڑی محبت تھی ان سے ایک دفعہ حضرت اسامہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران کے اوپر بٹھایا، اور دوسری ران پر حضرت حسینؓ کو۔ ایک طرف شہزادہ، دوسری طرف غلام زادہ۔ دونوں کے سروں کو ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّ مَنْ تُحِبُّهُمَا یَا اللّٰہ! مجھے ان دونوں سے محبت ہے اور تو ان سے محبت رکھ جو ان سے محبت رکھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا کہ اگر ایک ہاتھ میں اپنا بیٹا اور نواسہ ہے، تو دوسرے ہاتھ میں غلام کا بیٹا ہے۔ اس کو کہتے ہیں مساوات جو لوگ آج کل مساوات مساوات چلاتے ہیں۔ انہیں اپنی تاریخ معلوم نہیں۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضرت اسامہ کو پیش کر دو۔ حضرت اسامہ کی خدمت میں لوگ آئے۔ یہ ایک عورت کا معاملہ ہے، چوری کا، آپ سفارش کریں۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج حکومت نئی قائم ہوئی ہے اگر ابھی سے تشدد شروع کیا جائے۔ (آج کے الفاظ میں کہہ رہا ہوں) تو یہ لوگ تو متفق ہو جائیں گے دین سے اور یہ دین ختم ہو جائے گا۔ ربا کل روسی بن جائیں گے، بھائی یہ چور و سی بن جائیں گے چہل مرکب والے بننے دو، ہمیں ان کی کوئی پروا نہیں۔ مگر اللہ کے حدود قائم کر دو۔ انہوں نے کہا کہ حضرت اس دفعہ معاف کر دیں حضور نے خطبہ دیا اس مکہ معظمہ میں، بیت اللہ شریف میں، اپنے خاندان پر معاملہ ہے۔ سب سے پہلے کھڑے ہو کر تقریر کی کہ اے قوم! اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں بادشاہی دی، سلطنت دی، ہم سے پہلے بہت سی قومیں کو اللہ نے سلطنت دی تھی لیکن جب ان قوموں کو سلطنتیں ملیں انہوں نے غریب کے اوپر قانون

کو جاری کیا، امیر کو معاف کیا۔ یاد رکھئے! اسلام کا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ جس عورت نے چوری کی تھی اُس کا نام بھی غلطہ تھا، ترمذی وغیرہ میں یہ روایت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ غلطہ تو میری قوم کی غلطہ ہے اگر غلطہ میری جگہ گوشہ چوری کر لیتی (اللہ اُسے پناہ دے) میں اس کے ہاتھ بھی کاٹتا۔ اور یہ دنیاوی سلطنتیں جو تباہ ہوئیں وہ اسی وجہ سے ہوئیں کہ جب خدا نے ان کو حکومت دی تو انہوں نے اس کی قدر نہ کی، خدا کے قوانین کا نفاذ نہیں کیا اس لئے تباہ ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آج ہمیں اللہ نے حکومت دی، تم کیا اس میں سفارش کرتے ہو؟

ساریق اور زانیہ کی ترتیب میں نکتہ | میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ آیت مبارک ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں چور مرد اور چور عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس آیت میں مرد کو پہلے ذکر کیا۔ وَالسَّارِقُ اور عورت کو بعد میں۔ اور دوسری آیت ہے الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ مَّوَدَّةَ النَّوْرِ آیت ۱) وہ عورت جو زنا کرے، وہ مرد جو زنا کرے ان کو سو ڈرے لگاؤ (اگر زنا کا ثبوت ہو)۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے شاگرد مولانا تھانویؒ سے کہ بھائی! دونوں جگہ حد کا مسئلہ ہے۔ پہلی جگہ تو وَالسَّارِقُ مقدم ہے، مرد مقدم ہے۔ چور مرد، چور عورت۔ اور یہاں دوسری آیت میں عورت مقدم ہے الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي اس کی وجہ کیا ہے؟ اب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچ کر کے عرض کیا، جواب دیا استناد کو، انہوں نے کہا حضرت امیرے دل میں تو یہ بات آتی ہے کہ یہ چوری جو ہے، یہ باہمت کا کام ہے، چوری کرنا تو آسان کام نہیں، چونکہ چور تو مرد بھی ہو سکتا ہے، عورت بھی لیکن چوری کے لئے ہمت کی ضرورت ہے، اور ہمت آدمی میں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ ہے۔ اس لئے چوری مردوں میں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ ہو سکتی ہے، اور ان میں ہمت بھی زیادہ ہے، اس لئے اللہ نے ان کو پہلے ذکر کر دیا وَالسَّارِقُ۔ اور یہ زنا جو ہے اس کا منشاء شہوت ہے، شہوت رانی۔ اور شہوت عورتوں میں بہ نسبت مردوں کے زیادہ

زیادہ ہے۔ اس لئے یہاں التَّائِبَةُ عَوْرَتُونَ کو مقدم کیا۔ التَّائِبَةُ وَالتَّائِبُونَ —
تو — خیر حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ بڑے غصے ہو گئے اور یہ کہا کہ نہیں، یہ جو
تم نے توجیہ بیان کی ہے اگر ایسا ہوتا تو قیامت کے دن چور کہے گا، یا اللہ! تو نے مجھے
قوتِ مردانگی اور بہت دی تھی اس لئے میں نے اُس قوت کو استعمال کر لیا تو آپ مجھے کیوں
پکڑتے ہیں؟ وہ تو میں نے فطرت کے مطابق چوری کی — مردانگی اس لئے دی تاکہ لڑوں
اور پھینوں — اور عورت کہے گی کہ یا اللہ! اگر مجھ سے غلطی ہوئی تو قوتِ شہوانی آپ ہی نے
دی تھی، سب سے زیادہ دی تھی۔ اس لئے میرا مواخذہ کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے آپ نے
جو نکتہ بیان کیا یہ نکتہ تو ایسا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فَاجْلِدُوا — فَاقْطَعُوا نہ مرتب
ہونے چاہئیں۔ وہ تو اُن کو چھوڑنا چاہیے — حضرت تھانویؒ نے عرض کیا حضرت آپ
ہی بتائیں فرمایا کہ میرے دل میں اللہ نے یہ بات انشاء کی کہ دیکھو یہ چوری جو ہے یہ تو حرام
کھانا ہے۔ مرد کے لئے حلال ذریعے سے کمائی کے بہت سے طریقے ہیں، وہ تجارت کر
سکتا ہے، ملازمت کر سکتا ہے، مزدوری کر سکتا ہے، چونکہ وہ آزاد ہے ہر جگہ چل پھر سکتا
ہے، تو حلال روزی حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں اور اس پر مرد قادر ہے — او
عورت جو ہے، اُس کے لئے اتنے ذرائع نہیں ہیں جتنے کہ مرد کے لئے ہیں۔ اس لئے کہ
عورت بچاری پردے میں ہے تو وہ مزدوری نہیں کر سکتی، باہر نہیں پھر سکتی، ہاں گھر میں بیٹھ
کر کہیں سلائی مشین وغیرہ کا کام کرے، یہ تو ہو سکتا ہے لیکن مرد کے پاس جتنے ذرائع حلال
کمائی کے ہیں، وہ عورت کے پاس نہیں ہیں، اس لئے کہ وہ حجاب میں ہے، پردے اور گھر
میں ہے — تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجرم کو پہلے ذکر کیا کہ مرد جس کے پاس حلال کمائی
کے ذرائع بکثرت ہیں، پھر بھی وہ چوری کرتا ہے تو وہ ایک نمبر ظالم اور چور ہے۔ وَالسَّارِقُ
— اور عورت جو ہے، اُس کی چوری بھی گناہ ہے، لیکن وہ نمبر ۲ پر ہے، اس لئے کہ اس بچاری
کے پاس حلال ذرائع آمدنی کے نہیں ہیں، اس لئے وہاں عورت کو بعد میں ذکر کیا، مرد کو پہلے ذکر
کیا — نمبر ایک بد معاش — اور التَّائِبَةُ وَالتَّائِبُونَ — اس میں عورت کو کیوں
پہلے ذکر کیا؟ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا۔ دیکھو یہ زنا جو ہے یہ اسی وقت ہوتا

ہے کہ جہاں پر کوئی حجاب نہ ہو جہاں مرد اور عورت میں حجاب نہ ہو، اس وقت یہ نہ معلوم کیا ہوگا
 ہے، اب یہاں پر دیکھیں مرد ہے، مرد تو اب گھومتا ہے مرد کے لئے حجاب اور ستر کا حکم نہیں، ان
 مرد کے لئے حکم ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغْضُؤْنَ اَبْصَارَهُمْ (النور ۲۴) مسلمانوں سے کہہ
 دینا کہ جب راستے پر جاتے ہو، اور کوئی اجنبی عورت آئے تو تم آنکھ کو نیچے کر لو۔
 ایک دفعہ صحابہؓ کو مسلمانوں کو عیسا یوں نے پکڑ لیا اور پکڑنے کے بعد کہا کہ گرجا میں
 انہیں لے جاؤ۔ اور عیسیٰ حسین و جمیل عورتیں وہ وہاں لے آئے تاکہ یہ ان پر فریضہ ہو کہ
 اپنے ایمان کو کھو بیٹھیں۔ آج کل ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
 يَغْضُؤْنَ اَبْصَارَهُمْ (النور ۲۴) نے یہ نہیں کہا کہ مرد ایک کمرے میں بیٹھ جائیں، پردے میں
 راستے میں جائیں، ہاں یہ کہا کہ جب کوئی اجنبی عورت آئے تو آنکھوں کو نیچے کر لو۔ تو گویا مرد کے
 لئے حجاب نہیں ہے، تو اس کے لئے زنا کے راستے کھلے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر جگہ جاسکتا ہے
 بازار میں وہ جاسکتا ہے ہر جگہ میں وہ جاسکتا ہے، جہاں جہاں عورت نہیں جاسکتی، وہاں مرد جا
 سکتا ہے، اس لئے کہ جو ذرائع میں زنا کے وہ مرد کے حق میں کم ہیں، بخلاف عورت کے کہ
 عورت کے لئے تو حکم ہے کہ تم گھروں میں رہو، تم گھر کی مالکہ ہو، تم گھر میں رہو، گھر سے باہر بلا ضرورت
 نہ نکلا، اور اگر نکلا بھی ہو تو حجاب اور پردے میں قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
 اَبْصَارِهِنَّ (سورة النور آیت ۳۱) یہ بھی حکم ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: قُلْ لَا زُورَ لَّكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ
 مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (الاحزاب آیت ۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے
 فرمایا کہ تم اپنی بیویوں کو، اپنی بیٹیوں کو کہہ دینا کہ اپنے نقاب کو نیچے کریں۔ تو اب زنا
 کے لئے جو موانع ہیں وہ تو حجاب ہے، تو عورتوں میں چونکہ حجاب موجود ہے، اس لئے اس
 کے حق میں موانع زنا بہت ہیں۔ اب جو عورت ان موانع کے باوجود زنا کرے تو وہ غیر
 ایک مجرم ہے، اور مرد کے لئے موانع زنا بہت کم ہیں، پھر اس کے بعد اگر وہ زنا کرے، وہ بھی
 مجرم ہے لیکن وہ غیر دو مجرم ہے۔ اکثر انبیاء و الرافضیہ یہاں زانیہ کی پہلے ذکر کیا اور زانی کو
 بعد میں اس لئے کہ غیر دو مجرم ہے۔ اور وہاں جو نہ ایک مجرم ہے۔ غرض جس قدر زنا کیہ اس

وقت حضرت مولانا محمد یعقوب کا تھا۔ تو قرآن کے اسرار بھی اس کے مطابق ان پر کھلے۔ تو قرآن
دانی کے لئے دُرِّ کَمِیْہ کی ضرورت ہے۔ کہ جب قلب پاک ہوگا، ربط مع اللہ ہوگا، وہاں سے
انقاء مضامین ہوگا، وہاں سے لطائف حل ہو جائیں گے۔ لیکن اگر خدا کے ساتھ تعلق نہ ہو
قرآن مجید کی طرف کوئی توجہ ہی نہ ہو تو پھر معاملہ خراب ہے۔

بہر تقدیر — بھائیو! آج کے اس دور میں الحمد للہ یہ معجزہ ہے قرآن کا اِنَّا نَحْنُ
نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَآلَکَ لَکَ حَافِظُوْنَ اس قرآن کی برکت سے ہم مسلمان ہیں آج بھی —

قرآن کی حقیقی تفسیر | بھائیو! قرآن کے الفاظ قرآن کا معنی ادبی ہوگا جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔ افسوس آج لوگ ہمیں بد قسمتی سے یہ
بتاتے ہیں کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ڈاکیہ
خطے آتا ہے اور کسی کو خط دیا اور وہ چلے گئے، اب خط جانے اور وہ آدمی جانے — کہتے
ہیں قرآن ہم اب سمجھیں گے جو مطلب ہم لیں وہ صحیح ہے — نہیں بھائی! پیغمبر اللہ کا غلبہ ہوتا ہے
پیغمبر کی شان یہ ہے کہ وہ قرآن کا معنی بتاتا ہے ہمارے سامنے جو بھی کوئی معنی بیان کرے ہم اس سے
پوچھیں گے کہ ہمیں صحیح احادیث میں بتائیے کہ یہ معنی کہاں حضورِ قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے؟ یا صحابہؓ نے بیان کیا؟ اگر انہوں نے بیان کیا ہو تو بالتراس و العین اور اگر انہوں نے
نہیں بیان کیا تو ہمیں ایسے معانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ جل مجدہ نے اپنے دین کی حفاظت
فرمائی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہے آپ بزرگوں کی کہ ایسا عالم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا
بہر تقدیر یہ جماعت، یہ درس اللہ تا ابد باقی رکھے، حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور
حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ صدقہ ہے۔ یہ اللہ جاری اور دائم رکھے اور ہمارے ان
احباب کی عمروں میں برکت عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

سورہ بقرہ شریف کی اختتامی تقریر

مورخہ ۳۱ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعہ المبارک نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد تقویٰ نوشہرہ چھاؤنی میں ارشاد فرمائی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبَدُّوا مَا فِي
الْأَنْفُسِ كُمْ أَوْ تُخْفَوْهُ يَحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرْ لِمَن يَشَاءُ
وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
(پ ۳ البقرہ رکوع ۱۸)

ترجمہ: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔ اگر تم اپنے دل کی بات ظاہر کر دے
یا چھپاؤ گے۔ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جس کو چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے
عذاب کرے گا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ترجمہ از مولانا احمد علی لاہوری

سورۃ بقرہ کے احکامات کا خلاصہ | بلند گان محترم! آیات تلاوت شدہ سورہ بقرہ کی انہی
آیات ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بہت

احکامات ذکر فرمائے ہیں۔ حقوق کی دو قسمیں ہیں (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد۔ موجودہ صورت
میں نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ، جہاد وغیرہ کا ذکر ہے۔ جو حقوق اللہ ہیں۔ اور اسی طرح نکاح، طلاق،
خلع، رضاعت، عدت مسائل میں دین، اقرار، بیع، امانت ادا کرنے کا طریقہ رہن وغیرہ سب
حقوق العباد ہیں موجودہ سورت چونکہ اہم مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس لیے اسے حدیث شریف

میں سنام القرآن یعنی قرآن مجید کی کوہان اکھا گیا ہے۔ اس سورت کو اصل بنا کر اس کے ہر ہر سئلے پر ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں۔

پچھلے رکوع ۴۳ میں ارشاد تھا کہ گواہی کو مت چھپاؤ اگر تم نے حق چھپایا تو دراصل تمہارا دل گنہگار ہو گا۔ ان اندونی حالات و خیالات کا جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اس لیے موجودہ رکوع کی ابتدا میں اس اہم بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ تم کچھ بھی کرو۔ چاہے ظاہر کرو یا خفیہ طریقے پر اللہ تعالیٰ ان سب حالات کو جاننے والا اور وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی دل کے خالق ہیں اور دل اللہ کا مخلوق ہے۔ تو مخلوق کے ہر حال سے ہر وقت خبردار رہنا یہ خالق کی شان ہے۔ اس لیے دل کے ہر دوسرے خیال کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

حاکمیت خداوندی کا بیان | **يُدَبِّرُ مَآئِي السَّمٰوٰتِ وَ مَآئِي الْاَرْضِ ۝ اللّٰهُ**
 کے لیے ہی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ یعنی تم جانتے ہو کہ گزشتہ ہم رکوع میں جو قانون آیا ہے وہ کس طرف سے ہے۔ وہ اس زمین اور آسمان کے خالق اور بادشاہ کی طرف سے ہے۔ اور ہر ملک کے بادشاہ کا یہ طریق ہے کہ وہ اپنے ملک میں قانون کا نفاذ کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ جمہوری ہو یا شخصی ہو یا کسی اور طرز کا ہو مگر قانون ضرور موجود ہو گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے سب کا خالق و مالک ہے۔ تو کیا اتنی بڑی حکومت بغیر قانون کے چل رہی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس نظامِ ارضی و سماوی پر بھی ایک قانون لاگو ہے۔ اور قانون بنانے والا اللہ جل شانہ ہے۔ جب مجازی صدور کا قانون نافذ ہو سکتا ہے۔ تو خالقِ حقیقی کا قانون کیوں نہیں ہو گا؟ مالک و بادشاہ کو قانون پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ جامع الصفات ہیں۔ وہ صرف خالق و مالک ہی نہیں بلکہ علیم بھی ہیں۔ اپنی مخلوق کی ہر حالت سے باخبر ہیں۔ اس لیے اس کا قانون بھی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔ اور فطرتِ انسانیہ کے عین مطابق ہے۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اپنے
اللہ کی صفت رحم و کرم کا بیان | بندوں کے ساتھ بے حد و بے حساب ہے۔ حدیث

شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوحے کو دو تو اس میں سے سوال حصہ :
(یعنی بڑی رحمت کا پورے جہاں میں پھیلا دیا گیا ہے اور خدا کی محبت اپنے بندوں کے ساتھ
سو کے سوحے پوری کی پوری موجود ہے۔ اس لیے اس کا بنایا ہوا قانون محبت پر ہے اس
میں انسان پر طاقت سے زیادہ مشقت نہیں ڈالی گئی تو ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا قانون
کامل و صحیح ہے۔

اور اسی صفت رحم و محبت کا تقاضا ہے کہ جب کوئی قانون خداوندی سے نفاذ کرتا
ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فی الفور گرفت نہیں فرماتے بلکہ ڈھیل دیتے ہیں کہ شاید یہ صحیح ہو جائے لیکن
جب پوری طرح باغی بن جاتا ہے اور ڈٹ جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سخت گرفت فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہے۔ اندھ نہیں ہے۔ اگر آپ کے دل میں نیک خیال آیا تو اس کا
اجر اللہ کے ہاں موجود ہے لیکن اگر برا خیال آیا تو باوجود اس کے کہ اس کا علم اللہ کو ہے
مگر اس کی کوئی سزا نہیں ہوگی۔ جب تک اس پر عمل نہ ہو جائے۔
آج کل کی سیاست جو منافقت سے مشابہ ہے اس کا بھی اللہ کو علم ہے اور ذرہ ذرہ
کا حساب قیامت کے دن ہوگا۔

حقیقی عزت حاصلین قرآن حکیم کی ہوگی | اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا خاتمہ ایمان پر
فرمائے۔ حقیقت میں اس دن کی عزت
ہے۔ جب ابتداء سے انتہا تک ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوگی۔ درس قرآن میں
مثال ہوئے والوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ قیامت کے دن ان کو اجر دیا جائے گا۔ اور
نہ خیر ان کو بلکہ ان کے والدین کی بھی تاج پوشی کی جائے گی۔ ہمارے ہاں دارالعلوم حقایقہ میں
دستار بندی ہوتی ہے۔ فارغ ہونے والے علمائے کرام کی کتنی خوشی کا موقع ہوتا ہے تو
قیامت کے دن جن کی تاج پوشی کی جائے اور ان کی اہل و عیال قرآن تھی۔ کتنی بڑی خوش قسمتی
ہے اور اس دن دستار بندی فرمانے والے بھی اللہ تعالیٰ بذات خود ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ
ہم سب کو اس سعادت سے مشرف فرمائے۔ آمین

توبہ کرو | اللہ تعالیٰ کو منانا بہت آسان ہے کہتے ہیں کہ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا ہوا مت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے اگر تم بہت گناہگار ہو تو کیا ہے ایک دفعہ نام ہو جاؤ پھر دیکھو کس طرح معاف کرنا ہوں۔ فَيَغْفِرْ لِمَن يَشَاءُ۔ اس طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے اس کی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمائیں گے تو نے یہ گناہ کیا تھا یا نہیں؟ میرے کمرے کے آئینے نے غلط تو نہیں لکھا تھا۔ اب یہ بندہ سوچے گا کہ کیا ابھی ہی جہنم جانے کی ڈگری ملے گی یا مگر آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرے گناہوں پر دنیا میں بھی میں نے پردہ ڈالا تھا۔ اب بھی معفرت کر دی ہے۔ جاؤ۔!

رحمت خداوندی کا ایک واقعہ | حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی قوم کے ساتھ باہر نکل کر بارش کے لیے دعا کرتے ہیں۔

مگر قبول نہیں ہوئی جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو معلوم ہوا کہ تمہاری جماعت میں ہم سال کا ایک گناہگار غیبت کرنے والا موجود ہے۔ اسے نکال دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جھلائی تھے یس فوراً اس کا اعلان کر دیا کہ وہ خود نکلیں جائے۔ جو شخص اس طرح کا تق وہ سمجھ گیا۔ دل میں کہنے لگا کہ اے اللہ میرا پردہ رکھ۔ دل میں رونے لگا اور ارادہ بچھتے کیا کہ میں تو یہ اس سے بدگناہ نہیں کروں گا۔ پس توبہ قبول ہو گئی۔ بادل اُگئے اور بارش برسنا شروع ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حیرانگی میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی شخص کی دہ سے اب بارش ہو گئی یہ ہے اللہ کی رحمت، سبحان اللہ۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کا تعارف پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں خود کیوں پردہ رکھ کر دل جب میں تے اسے، معاف کر دیا ہے۔

رحمت کا دوسرا عجیب و غریب واقعہ | اسی طرح بخاری شریف میں ایک واقعہ آنا ہے کہ ایک شخص مرنے لگا ہے۔ اس نے

کہا کہ میرا دل تو جلا کر مجھے کچھ چھپائیں ادا دو اور کچھ دبیائیں بہا دو۔ وہ دراصل کفن چور تھا اس کو خدا سے اتنا ڈر تھا وہ تو مردوں کے کفن جہزاتا تھا اور ہم زندوں کے کپڑوں کے چور ہیں

اس کفن چور کا یہ خیال تھا کہ جب ذرات ذرات ہو جاؤں گا اور وہ پھیل جائیں گے تو مجھ پر ہنگامہ
 کو خدا کیا یاد رکھیں گے۔ وہ تو اس دن فرعون، نمرود، قارون وغیرہ کو سب میں ڈال رہے ہوں
 گے۔ حالانکہ یہ اس کفن چور کا خیال فاسد تھا۔ مگر یہ سب خدا کے خوف کی وجہ سے کہا۔ اس
 کے مرنے کے بعد لوگوں نے یوں ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے آپس میں ملا کر پوچھا کہ تو
 نے اس طرح کیوں کہا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ تیرے خوف کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا جاؤ۔ میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔

بھائی تم بھی اتنا کرو کہ مسجدیں اُڑنا نہ پڑھو۔ قرآن پاک کے درس میں بیٹھو۔ تلاوت
 کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت آتی ہے کہ نہیں۔

بھائیو! آج کل جہالت کا دور ہے۔ موجد کھلانے والے
شرک و بدعات سے بچو | تصویروں کے پرستار ہیں۔ شرک و بدعت میں ملوث ہیں
 اس لیے اُگے وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ کہ جو قانون خداوندی کا خیال نہیں رکھیں گے
 انہیں عذاب بھی درلگا۔

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اللہ مالک ہے خالق ہے۔ عالم ہے قادر
 ہے۔ ان باتوں کا تقاضا ہے کہ اس قانون پر عمل پیرا ہو۔ اسی میں نجات ہے۔ اسی لیے
 اُنندہ آیات میں قانون پر چلنے والوں کا بڑے اچھے انداز میں ذکر فرمایا۔

(ضبط و ترتیب مولانا احمد عبدالرحمان صدیقی امیر انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر)

فجر اور عصر کی اہمیت

سورۃ العصر کی روشنی میں

خطبہ جمعۃ المبارک اسکودہ

والعصر۔ ان الانسان لفي خسر۔ الا الذين امنوا وعملوا الصالحات
وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ (سورۃ العصر آیت ۳ تا ۵)

محترم بزرگو! مزدور کا کو عصر کے وقت اجرت ملتی ہے، دوکاندار عصر کے وقت کام پختا ہے
اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار قیامت
رویتہ خداوندی کے دن ہوگا اور از دحام بالکل نہ ہوگا، جس طرح چود ہویں گے چاند ہو
بادل نہ ہو تو مشرق سے مغرب تک کروڑوں افراد ایک آن میں مکمل دیکھ سکتے ہیں، سورج نکل
آئے تو ساری دنیا دیکھ سکتی ہے وہ حکم پیل نہیں ہوتا۔ خدا نے یہ ایک نمونہ بنایا اس بات کا کہ
قیامت کے دن خدا کے دیدار سے اسی طرح مشرف ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نصیب
کرے یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی خوشی اور نعمت اس سے نسبت نہیں
رکھتی، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق
یہی ہوگا۔

وجوه يومئذ ناضرة الى ربها
ناظرة ووجوه يومئذ باسرة
تظن ان يفعل بها
فاقرة۔

اس دن بہت پہرے ترقازہ اور خوش ہونگے
کہ اپنے رب کو دیکھیں گے اور بہت پہرے
اداس اور پریشان ہوں گے وہ دیدار سے محروم
ہوں گے خیال میں ہونگے کہ ہمارے ساتھ کمر توڑ

دینے والا سلوک ہوگا۔

رسورۃ قیامتہ آیت ۲۲ تا ۲۵

جب اللہ تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہو جائے گی تو اللہ کے بندے سب سے گریں گے لیکن
کفار اور منافقین کا پیٹ تختہ ہو جائے گا کہ زندگی بھر پیشانی نہ رکھی اب تو غرض کے لئے کر ہے

اللہ تعالیٰ سے محبتِ فطری

ہر شخص کی فطرت میں خدا نے پیدائش سے عشق رکھا ہے مگر دنیا کی آلائشوں سے وہ فطرت بچھ جاتی ہے جس طرح چولہے میں انگارے رکھ میں دب جاتے ہیں ہٹا دو تو انگارہ سلگ اٹھتا ہے، اسی طرح دنیا کے غموں، ذہیوی کاموں، دکان، کھیتی کی آلائشوں سے نفس کی خواہشات نے اس محبتِ فطری اور طبعی جذبہ کو دبا دیا ہے، قیامت کے دن وہ فطرت پھر ظاہر ہو جائے گی۔

دنیا کی ساری مجتہدیں ختم ہو جائیں گی، ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچے سب ایک دوسرے سے بھاگ اٹھیں گے، تو ایسے میں اگر ایک عاشق کو محبوب کا دیدار مل جائے تو اس سے بڑھ کر اور کون سی خوشی ہوگی؟ حدیث میں آتا ہے کہ خصوصاً وہ لوگ جو جمعہ کی نماز کو باقاعدہ آتے ہوں، اسی طرح ہفتہ میں ایک خاص وقت میں ہمدردانہ کادیدار ملتیرہوگا۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ کوشش کرو کہ عصر کی نماز تم سے رہ نہ جائے اس میں سستی نہ آجائے کہ چلو دنیا کے کام ختم کر کے پڑھ لیں گے، کہیں شیطان سے اس مقابلہ میں مغلوب نہ ہو جاؤ اس کے انعام و اکرام میں خدا کا جو دیدار ہے اس سے شرف ہوں گے، یہ اُن کو ملے گا جو نماز کی باقاعدگی کریں گے خصوصاً صبح کی نماز کی۔

فجر اور عصر کی اہمیت

امام الانبیاء سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر صبح اور عشاء کی نمازیں بہت گراں ہیں، ابھل

عشاء کا وقت سیناؤں اور کلیوں میں عیاشیوں میں گزرتا ہے۔

دُنیا میں اگر کوئی کسی کی ملازمت کرتا ہے تو افسر اور حاکم کے لئے کا وقت ہو تو
حاضری کے وقت ضرور موقع پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، تمام دن اپنی مرضی سے گے
رہتے ہیں، ریل کے مزدور اور ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں مگر گاڑی آنے کے وقت سب
جمع ہو کر پہلے کدال ہاتھ میں لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ شاید کوئی افسر دیکھ نہ سکے۔
تو عصر اور صبح کے وقت فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے اور سب وہ انسان کو نماز کی
حالت میں چھوڑ کر جائیں اور آنے والے فرشتے نماز ہی میں پائیں، دن کی ڈیوٹی واسے

عصر کے وقت جاتے ہیں، رات کی ڈیوٹی والے ان سے چارج لے لیتے ہیں، یہ فرشتے سرکاری
نگران ہیں اس طرح چار نگران صبح کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں

فرشتوں کے معائنہ اور رپورٹ کا وقت | اللہ تعالیٰ کو تو بندہ کی ہر چیز معلوم ہے
مگر وہاں لا قانونیت نہیں، بندہ اور کے

ساتھ قانون کا معاملہ ہے، مالک خالق اور حکم ہیں سب کچھ کر سکتے ہیں اور وہاں پر ہر معاملہ
کے ہزاروں گواہ ہیں نیکی کے بھی اور بدی کے بھی۔ تو فرشتے جب رپورٹ پیش کر دیں تو خدا
کو خوشی ہوتی ہے کہ آتے جاتے میرا بندہ عبادت میں مصروف ہے، گویا چار سرکاری گواہ آپ
کی بندگی کے خلاف کے دربار میں پیش آتے ہیں، دنیا کا کوئی افسر اگر لکھ دے کہ فلاں شخص
ڈیوٹی پر حاضر تھا، کام میں مصروف تھا تو خوش ہوتے ہیں کہ اب اوپر کا افسر خوش ہوگا، تنخواہ
بڑھے گی، ترقی ہوگی، مگر جب معاملہ آخرت اور خدا کا ہو اس میں ہم بے ہمت ہو
جاتے ہیں اور جب فرشتے اسے آکر دیکھیں کہ دنیا کے تمام سیر سپاٹوں میں، خواب میں
اور غفلت میں پڑا ہوا تھا، آتے وقت بھی عبادت سے غفلت اور جاتے وقت بھی سو یا
ہوا تھا یا ڈنڈا ماری اور سڑکوں کی سیر و تفریح میں مشغول تھا۔ الغرض دن رات
کے یہ طریق خدا کے دربار میں حاضری کے لئے بہت مبارک اوقات ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس سے عصر کی نماز چھوٹ گئی تو فکا تھا
وتراہلہ و مالہ، گویا اس کا اہل و عیال اور مال و دولت سب کچھ چھن گیا۔

بعض اوقات دشمن کے غلبہ کے وقت اہل و عیال سب مرجاتے ہیں، مال سارا
غرق ہو جاتا ہے، دشمن اگر چالاک ہو تو دعویٰ کر لیتا ہے کہ اس شخص نے خود اہل و عیال
کو قتل کیا، ظلم کیا، اب مقدمہ الگ چل پڑا جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی فکا تھا
حبط عملہ.....

دنیا کی بے ثباتی اور خدا کا عبرتناک واقعہ | دنیا کا ہر لحظہ قابلِ قدر ہے، دنیا
کی عزت، مال اور وجاہت کے

لئے خدا کو چھوڑ دیں تو کتنا بڑا خسارہ ہوگا۔ یہاں سے فرعون و ہامان اور ثمود سب

چنے گئے۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میرے ہاں دنیا کی ایک ٹھیکر کے برابر وقعت ہوتی تو کافر کو اس کا ایک ذرہ بھی اس سے نہ دیتا، مگر ایسے کافر بھی گذرے کہ ساری روئے زمین کی حکومت ان کو دی گئی تھی۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے لکھا ہے (اور ان کی بات بلا اصل نہیں) کہ خدا نے ایک دن عزرائیلؑ سے پوچھا کہ تم تو ارواح قبض کرتے رہتے ہو کبھی کسی پر رحم بھی کھایا ہے؟ اُس نے کہا کہ ہاں دو افراد پر رحم آیا تھا۔ ایک دفعہ ایک سمندر میں کشتی میں لوگ سوار تھے یا اللہ آپ نے حکم دیا کہ ان کے ارواح قبض کر لوں، بہار ڈوٹ گیا سب غرق ہو گئے، ایک تختہ پر ایک عورت ایسی بیٹھی رہ گئی اور مصیبت و خوف سے اس کا وضع حمل ہوا آپ نے حکم دیا کہ اس عورت کی روح قبض کر لو، اس حال میں بچے کے تہدرہ جانے پر مجھے کچھ ہزوں آیا کہ اس کا کیا بنے گا؟ دوسرا ایک شخص تھا شہزاد جس کی بہت بڑی حکومت تھی اس نے بڑی محبت سے اور محنت سے دنیا میں اپنے لئے جنت بنائی مگر جب وہ مکمل ہو گئی اور یہ اس میں داخل ہونے کے لئے دروازہ میں قدم رکھنے لگا تو آپ نے اُس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا، اس حالت میں اس کی محرومی پر مجھے ترس آیا۔

فرمایا کہ یہ دونہیں بلکہ ایک ہی تھے، اسی بچے کو میں نے کنارہ پر لگایا دھوبی کپڑے دھو رہے تھے انہوں نے اسے اٹھایا اُس کی ماں تختہ پر جو تھی اسے دفن کر دیا اور بچے کو اپنے بڑے کے پاس لے گئے اُس کی اولاد نہ تھی اُس نے اسے بیٹا بنایا۔ بچہ بڑا ذہین، عقل مند اور ہوشیار تھا، ایک دن وہ راستہ سے گزر رہا تھا کہ بادشاہ کی سواری جا رہی تھی یہ بھی اونچی جگہ کھڑا ہو گیا کہ سرکاری جلوس دیکھ لے جلوس کے آخر میں سپاہی جا رہے تھے کہ کوئی گرا پڑا سامان رکھا ہوا ہے اٹھاتے رہیں، ایک سپاہی کو راستہ میں ایک سرمہ دانی ملی اٹھالی کہ آنکھوں میں ڈال دوں۔ دوسرے ساتھی نے کہا کہ معلوم نہیں کیسا سرمہ ہے احتیاط بہتر ہے کسی سے تجسّس نہ کرالو اور اس کی آنکھوں میں ڈال دو، اتفاقاً یہی لڑکا سامنے آیا اسے بلا کر کہا کہ آنکھوں میں سرمہ ڈال لو۔ سرمہ میں یہ تاثیر تھی کہ اس کو ڈالتے ہی آنکھوں کی بینائی شدید تیز ہو جاتی اور اتنی تیز ہوتی کہ زمین کے اندر کے خزانے نظر

آنے لگتے، لڑکا تھا چالاک اُس نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو اب پیچ پیچ کر روئے گا۔
 بیٹے لگا کہ میری تو بینائی چلی گئی، سپاہیوں نے دُرسے سرسرو ہیں پھینک دیا اور بھاگ گئے
 اس لڑکے نے اسے اٹھایا اور گھر لے گیا اور جس طرح آجکل کے ماہرین پٹرول، سونا اور
 معدنیات نکالتے ہیں، اسی طرح وہ سونے اور معدنیات کو نکالنے لگا اور اس طرح اسے
 دولت اور حکومت ملی۔ جب دولت کے نشہ میں آیا تو دینداروں نے اسے نصیحت
 شروع کی کہ یہ سب کچھ اللہ کی مہربانی ہے اس کی خلاف ورزی مت کرو۔ اس نے کہا
 یہ فضول باتیں ہیں، انہوں نے کہا کہ ان باتوں میں تمہارا فائدہ ہے، کہا کیا فائدہ؟ انہوں
 نے کہا کہ عمل کرو گے تو جنت ملے گی جس میں یہ یہ کچھ ہے۔ اُس نے کہا اچھا جنت کی وجہ
 سے تم مجھے جھکاتے ہو میں دنیا ہی میں جنت بنائے دیتا ہوں۔ پھر اُس نے بیٹے کا
 مستری، ماہرین مہلوں کے رقبے میں لگا دیئے اور جنت کے احوال اور نقشہ پوچھ پوچھ
 کرواں اپنی جنت یسائی، تکمیل پر ایک خاص وقت داخلے کا مقرر کیا، تمام افسر امراء اور
 حکام بھی جمع کئے اور وہ دیندار لوگ بھی کھڑے تھے اُس نے مونچھوں کو تاؤ دے کر کہا
 کہ آؤ تم لوگوں کو وہ جنت دکھا دوں جس کی خاطر تم مجھے روکتے ٹوکتے تھے۔ اس حال میں
 یہ چل پڑا۔ اب ایک پاؤں اندر تھا اور ایک باہر کہ عزرائیل کو حکم ملا کہ اس کا روح قبض
 کر لو، پھر اُس نے جو ایک پیچ نکالی تو سب کچھ تہس نہس ہوا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں ایک شخص نے آکر ایسے ایک شہر دیکھنے کا حال
 سنایا، کسی نے پوچھا کیا ایسا شہر کہیں تھا؟ فرمایا ہاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے
 خبر دی تھی کہ میرے صحابہؓ میں سے ایک شخص اسے دیکھے گا اور جس کی یہ یہ علامات ہونگی
 دیکھا گیا تو اس شخص میں وہ سب علامات تھیں۔

بہر حال سورۃ والعصر میں عصر کی اہمیت
اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بے نیازی بھی واضح فرمادی کہ ایک نماز اللہ

کی بارگاہ میں دنیا کے سارے مال و متاع، دولت و حکومت سے بہتر ہے اگر کوئی اس کی
 عبدیت اور بندگی سے گریز کرے تو اسے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

حدیثِ قدسی میں ہے کہ اگر ساری زمین کے باشندے اشقیاءِ قلب بن جائیں تو میری ملک و حکومت میں ذرہ بھر فرق نہیں لاسکتے، ”ما نقص من ملک شیئاً“ یہ چاند، یہ سورج جس طریقے سے موجود ہیں ان میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ خدا کو ہماری حاجت نہیں انبیاء کی بعثت اور ہدایت و تبلیغ دین کی تعلیم سے محض ہماری بھلائی مقصود ہے اللہ تعالیٰ غنی ہیں ”وَأَنْتُمْ أَفْقَرَاءُ“ ہماری تابعداری اور اسلام سے بھی خدا کی حکومت میں کچھ بڑھتا نہیں۔ ایک وقت تھا کہ خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بیت موجود تھے کچھ فرق نہیں آیا خدا کی حکومت میں اور اگر سارے انسان اتفاقاً قسب کی طرح ہو جائیں اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اظہر تمام عالم میں شمس اور زمرے والا ہے تو کوئی اور انسان ایسا بن تو نہیں سکتا اگر بالفرض ایسے اتنی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری حکومت میں اس سے اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ تو سارے عالم کے بادشاہ ہیں، رب العالمین ہیں، اللہ تعالیٰ پالنے والا سارے عالم کا ہے، وہ مالک الملک ہے، حکمت کا مالک ہے، حکیم ہے، وہ علیہ کا مالک ہے، عزیز ہے۔

ان سب باتوں کے علاوہ اس کا رحم و کرم غالب ہے، بے حد ہے،
شانِ ربوبیت | اس نے جس طرح ہمیں وجود دیا اسی طرح ہماری بقا اور زندگی کے لئے جن پیروں کی ضرورت اور حاجت تھی اس کا بھی نظم فرمایا، زندگی اس نے دی اور وہ جو چیزوں سے اچھی ہوتی ہے اس کا بھی انتظام کیا، ہر لحاظ سے کل حوائج اور ضروریات پیدا کئے ہیں، ہمارے حوائج پورا کرنے کے لئے کروڑ باتیں ہیں جو زمین کے دسترخوان پر بھی ہیں اور ہم ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ہمارے تمام حالات اللہ جل جلالہ کی نظر میں ہیں، ہمارے زندگی اس کی نظروں میں ہے وہ ہماری بہتری چاہتا ہے مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم یہ بدستے بھی ہیں کہ اللہ ہی ہمارا خالق ہے یہ سب نعمتیں اس کی دی ہوئی ہیں۔

انگ اپنی خوشی اپنی عزت اور آرام و راحت کے لئے تم نے یہ فرض کر
حقیقی کامیابی | ایسا ہے کہ جس کے ہاتھ میں دولت ہے، شان و شوکت ہے جس وہی کامیاب ہے، وہی ترقی یافتہ ہے، اسی کو اچھا سمجھتے ہیں۔ ایک شخص منہائے حیات سمجھے کہ

میری اچھی خوراک ہو، اچھی پوشاک ہو، اچھا بنگلہ ہو، حاجت سے زائد رقم ہو دولت ہو
تو زندگی تب آرام کی ہوگی۔

تو بجاؤ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام اشیاء شریعت نے ناجائز نہیں کیں مگر اسلام یہ
سکھاتا ہے کہ حقیقی چین، سکون اور آرام و راحت و حقیقت ان اشیاء سے نہیں اگر
ایک شخص حکومت کا، دولت کا، اچھے بنگلے کا مالک ہو اور وہ اپنے آپ کو معزز اور
کامیاب سمجھے تو یہ بھری غلط ہے، یہ کامیابی نہیں، یہ عزت نہیں، یہ وبال ہے انسان
کے مفاد کے لئے کچھ بھی نہیں، ہمارے حرص اور لالچ کی توجہ نہیں۔ اس انسان سے
زیادہ کوئی مسکین نہیں جس کا حرص بہت ہے، حدیث شریف میں آتا ہے :-

لوکان لابن آدم وادیان من اگر انسان کو دو بڑے بڑے میدان سونے
دھب لابتغی ثالثما۔ کے بھرے ہوئے مل جائیں تب بھی تیسرے
کی تلاش میں ہوگا۔

ایک سونے کا میدان دے دو تو کہے گا دوسرا دوسرا دے دو تو کہے گا تیسرا فرمایا
ولایشیع جوف ابن آدم الا التراب ایک مٹی بھر خاک ہی اس کا بیٹ بھر سکتی ہے
ہماری آخری سواری جنازہ ہے اگر نصیب میں ہو تو دو چار آدمی اس سواری کو خالی
ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ زندگی کے جواہر زیورات قسم قسم کے کپڑے، بوڑے سب یہاں رہ
گئے، ہزاروں ایکڑ زمین یہاں رہ گئی، دو گز زمین لحد کی جگہ بھی نصیب ہو تو قسمت ہے
ورنہ کسی پرانے مقبرے میں دفن ہوگا۔ تولے انسان اس دنیا کے ساتھ دل باندھ کر کیا
لوگے؟

حضرت علیؓ ایک دن قبرستان شریف گئے، پکارا، اے لوگو!

قبر والوں کی حالت | مقبرے کے باشندے اے زبوا! اے خان بہادر و تمہاری کیا
حالت ہے؟ جواب نہ آیا پھر پکارا پھر پکارا، تو پھر خود فرمایا اچھا!
تم جواب نہیں دیتے مگر تمہارے بعد کیا حالت ہے؟ اس کا جواب مجھ سے سن لو، تمہارے
اموال جو تم جھگڑا کر کے جمع کرتے تھے حلال و حرام نہ دیکھتے تھے وہ اموال تمہارے وارثوں

نے لے وہ وارث جو تمہاری بیماری اور تکلیف وغیرہ میں تمہارا پوچھتے بھی نہ تھے تمہاری بہو یاں اور شوبہروں کو اپنا چکی ہیں اور تمہاری کیا حالت ہے؟ پھر خود اپنے ساتھیوں کو سنو ایک کاش اگر یہ جواب دیتے تو تم سن لیتے کہ یہ لوگ کہتے کہ تمہاری مال دولت یہاں کام آتی نہ امارت اور نوابی یہ قیر دنیا کے عمل کا صندوق ہے یہاں سانپ اور بچھو ہیں یا پھر جنت کا باغیچہ ہے، یہاں صرف عمل ہی کام آیا ہے، نہ جماعت نہ پارٹی نہ اولاد و اقارب کام آئے نہ اور کوئی چیز۔۔۔ آج ہمیں بڑے آرائی اور بے اطمینانی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم آخرت کو بھول ہی گئے، ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی نماز کے بعد صحابہ کرام نے پوچھا کہ کبھی اتنی لمبی نماز جماعت سے نہیں پڑھائی، انفرادی نماز میں تو رات بھر کھڑے رہتے جماعت کی نماز معتدلانہ ہوتی ہے کہ اس میں بچوں اور کمزوروں کی بھی رعایت ہو۔

امت کے بارہ میں حضور کی تین دعائیں | اور رہا بھی یعنی یہ خطہ بھی کہ سوال رہو

جائے اور قبول ہونے کی امید بھی تھی اس وجہ سے بہن الخوف والرجاء کی حالت میں اللہ کے سامنے
روتے رہے فرمایا کہ میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری امت پر رحم کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن
پوری کی پوری امت کو صفحہ ہستی سے مٹا دے ساری امت ایک شخص کے برابر ہے تو دعا
فرمائی کہ دشمن ساری کی ساری امت کو غلام نہ بنادے یا ساری امت کفر کے زخموں میں چلی جائے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔ دیکھئے ان چودہ سو سالوں میں اور ہماری اس مختصر
زندگی میں دو جنگ عظیم ہوئیں کا فراسخادیوں نے کوئی کسر نہ کیا کہ مسلمان دنیا سے مٹ جائے
مگر الحمد للہ کہ حضور کی دعا کے طفیل کل کی کل امت کو غلام نہ بناسکی کچھ روس امریکہ فرانس یہ طانیہ
کے غلام بنے مگر پھر بھی انڈیشہ اسے ترک تک اتنا عظیم خطہ اور ملک آزاد ہے یہ اتنی عظیم مہکت
خدائے دی ہے آزادی دی ہے اجتماعی طاقت اسی کر ڈر سے بھی زیادہ ہے غلہ پٹرول سونا
جنگل سامان کے اسباب پٹ سن وغیرہ سب کچھ خدائے مسلمانوں کو دیا ہے اللہ کا انکار کم ہے
کہ کفار نے یہ سب کچھ چھین لینے کی بھرپور کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے چنگیز اور ہلاکو نے فتنہ
تاتار نے ساری دنیا سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کی کتنی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے

یہ حضور کے اسی دعا کا اثر ہے۔ دوسری دعا حضور نے یہ فرمائی کہ یا اللہ میری امت ساری کی ساری کہیں قحط سے نہ مر جائے اور مجموعی امت اس مصیبت کا شکار نہ ہو۔ غالباً حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ قوموں پر قحط آئے گا ملاقوں پر آئے گا مگر مجموعی امت کو خدا محفوظ رکھے گا۔

بے حیائی اور فحاشی کا وبال | حضور کی خدمت میں صحابہ موجود ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں چند باتوں سے محفوظ رکھے فرمایا کہ جس قوم میں بے حیائی پیدا ہوگئی اس کو خدا بیمار لوں میں مبتلا کر دیتا ہے ایسی بیماریاں کہ باپ دادا نے ان کا نام بھی نہ سنا ہو وہ قوم طاعون اور طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور آج دیکھو کتنی بے حیائی بڑھ رہی ہے جو بھی اخبار اٹھا لو برہنہ عورتیں ہیں یہ فلاں صاحب کی بیوی سے یہ روس کا اتفاقی طائفہ ہے اور یہ چین کا، اسے بے حیاء بے حیائی کرتے ہو تو برسر عام کیوں کرتے ہو اللہ تعالیٰ غفور ہے مگر یہ بھی فرمایا ہے کہ لا یحبہ اللہ لا یحبہ الناس برسر عام برائی سے اللہ کی غضب کو کیوں دعوت دیتے ہو، اس کی کیا ضرورت ہے کہ فحاشی اور بے حیائی پر فخر کرو اور دنیا کو بھی بتلاؤ کہ یہ فلاں ڈانس کو انعام مل رہا ہے فلاں کبیری کو کپ مل رہا ہے میں نے یہ ڈانس کیا اور اس نے یہ گانا گایا تو آج اپنی حالت دیکھیں کیسی بیماریاں پھیل رہی ہیں آج کسی ہسپتال میں جگہ خالی نہیں عجیب و غریب امراض ہیں حکماء اور ڈاکٹر اس کے علاج سے حیران اور بے بس ہو چکے ہیں۔

ملاوٹ اور ناپ تول میں غدار | اور یہ بھی فرمایا کہ جس قوم میں ناپ تول کی ملاوٹ اور ناپ تول میں غدار | غدار ہی آجائے کچے پاٹ سے تو ہیں اور کچے پاٹ سے خریدیں ایک صاحب نے کہا کہ ہمارے ملک میں کوئی خالص چیز نہیں سوا خالص گناہ کے کہ سود اور ریزنا کو کون جائز کہہ دے گا؟ مگر باقی کوئی چیز خالص نہیں ہے چائے میں بورہ ہلدی ہیں مٹی اگر ہمارے حالات سے دنیا کو خیر ہو تو وہ حیران ہوں گے کہ یہ کیسی قوم ہے دھوکہ مسلمان کرتا بھی ہے تو کس کے ساتھ؟ اپنے مسلمان بھائی سے ایک عرب شاعر عتاباً ایک کی برائی کرتا تھا اینوں کی بھی مذمت کرتا اب جو کوئی بھی اس سے نہ بچا تو پھر اپنی ماں کے ہجو میں اشعار کہے تو اب ہم اپنے ماں باپ اور بھائی سے بھی دھوکہ کرتے ہیں حضور نے فرمایا جو قوم

تاپ تول میں چوری کرے کہ انصاف کا ترازو تو ہاتھ میں لے ہے اور اس طرح یہ اعلان کرتا ہے کہ میرے ہاتھ میں عدل و انصاف کی چیز ہے عدل و انصاف کا معاملہ کرتا ہوں مگر پھر اس میں بھی غلطی کرتا ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو قحط میں مبتلا کر دیتا ہے اور آج دیکھیں قحط نہیں تو کیا ہے کہ یلادھب یعنی بازار سے غائب کبھی آٹا غائب اور کبھی گھی غائب ہو جاتا ہے قوم شعیب پر خدا نے اسی جرم کی وجہ سے آگ برساتی۔

حضور کی دعاؤں کا اثر | اگر حضور کی دعائیں نہ ہوتیں تو واللہ العظیم اب ہماری حالت یہ ہوتی کہ آگ میں جھلسا دیئے گئے ہوتے پھر رہائے جاتے بادل اُٹھے وہ لوگ بارش کے منتظر تھے مگر آگ بسی، تو حضور نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو خدا قحط اور ظلم میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور جو قوم عسروہ کو لڑنے سے خدا تعالیٰ ان پر بارش بند کر دیتا ہے آج ہر طرف سے تم شکایت نہیں سن رہے ہو، کوئی نہیں سوچتا کہ جو کما یا خدا کے دیے ہوتے ہاتھ پاؤں سے اس کے دیے ہوئے علم و عقل سے اور نیکو دماغ سے کمایا پھر اس سب کے دیئے ہوئے نعمتوں میں دسواں بیسواں بھی نہ دے سکے تو خدا ہمیں دس بیس سال سو سال کی مہلت دے دے گا مگر بالآخر خدا ہی جیتے گا قحط اور خشک سالی آئے گی اور یہ جو کچھ رہتا ابھی ہے تو وہ بھی حیوانات کی برکت سے کچھ پاک اور کمزور مخلوق کا وجہ سے ان کی برکت سے ہم کھانا نہیں بہتہ ہوتے تو پھر اتنا بھی نہ ہوتا۔

ناشکری کا نتیجہ | اور فرمایا کہ جس قوم نے عہد شکنی کی خدا سے اوروں کا غلام بنا دیتا ہے یہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کا نتیجہ ہے۔

ومن اعرض عن ذکری فانت له
معیشۃ ضحاکہ | جس نے میری یاد سے اعراض کیا پس اس کیلئے
تنگ و ترش زندگی ہے۔

آج یہ صورت نمایاں ہے کہ ہر فرد کی زندگی تنگ ہو چکی ہے۔ رزق خدا کے ہاتھ میں تھا ہم نے مخلوق کو اس کا مالک سمجھ لیا تو جس چیز پر حکومت کی کنٹرول نہ ہو، اسکیم اور منصوبہ نہ ہو تو لوگوں کو اُس کی کمی کا احساس بھی نہیں ہوتا اور حجب منصوبہ کی بات ہوتی ہے کنٹرول ہو جاتا ہے تو کچھ نہیں ہوتا ہر چیز غائب ہو جاتی ہے اس لئے رزق خدا کے ہاتھ میں ہے اسی سے مانگنا تھا اور مانگنے

کی صورت یہ تھی کہ خدا کی بندگی اور تابعداری سب کاموں میں ہوتی اسی کو رفاق حقیقی سمجھتے
یا ہمی قتل و قتال | تیسری دعا حضورؐ نے یہ فرمائی کہ میری امت آپس میں خانہ جنگی میں مبتلا
 نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ دعا قبول نہ ہوگی جب یہ افران ہوں
 گے تو کچھ نہ کچھ تو انہیں سزا ہوگی تو میں یہ سزا ان پر مسلط کر دوں گا آج بھائی بھائی سے اور لادہا پ
 سے حکومت عوام سے عوام حکومت سے بدظن اور نالاس ہیں ایک دم یہ کایا کیوں پلٹ گئی
 ہے یہ ملک ان بڑے اعمال ہی کا نتیجہ تھا ہم نے کتاب و سنت کو پیچھے پھیر دی ہم ایک اسلاف
 اور اکابر نے کن کن طریقوں سے زندگی گذاری؟ اگر ہم تو غیروں کی طرف دیکھتے ہیں ورنہ ہمارے
 سامنے ایسے نقوش ہیں اکابر کے کہ ماورے تنگ و غیرہ کو بھول جائیں وہ تو سب فراڈ سے
 حقیقت کو اسوہ بنالو آج یہ سارا انتشار اور پراگندگی اپنی براعالمی کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
 وَلَوْ أَنَّهُ أَهْلُ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا
 عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا
 يَكْسِبُونَ (سورۃ مد آیت ۹۷)
 اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ سے ڈرتے
 تو ہم ان پر آسمان اور زمین کے برکات کے
 نزلے کھول دیتے لیکن وہ جھٹلانے لگے تو
 ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے پکڑ لیا۔
 انہوں نے بتدیری کی تکذیب کی۔

تباہی اور انفرادی دین سے بے خبری کا نتیجہ | آج کر ڈروں روپیہ تعلیم پر
 نصاب میں بنجاری شریف کا ترجمہ شریف کا کوئی حدیث ہے کہ حاکم کا کیا حق ہے یا رعایا کا کیا
 حق ہے، قوم کا کیا حق ہے خویش و افارب کا کیا حق ہے تو جو بواوری ایسے کاٹو فاخذنا ہم بکاؤ ایکسٹ
 ہم جتنے ہی دوسروں کے قرآن سے اتنا ہی معاملہ مشکل ہوتا جاٹے گا نہ آرام ملے گا نہ عیش و
 عشرت ہوگی نہ ملک میں فراخی آئے گی اور آج سب کے سب تو یہ کر لیں تو دیکھیں کہ شام تک کی
 حالت بنتی ہے حاکم بھی اپنے جرم سمجھ قوم بھی سمجھ حاکم روئے کہ با اللہ میری وجہ سے قوم پر
 عذاب صفت لاؤم اسے اپنے اعمال کا نتیجہ سمجھنا تو دیکھتے کہ کسی حالت بدلتی ہے کاش خدا ہمیں
 توفیق دے کہ دین کا جھٹلاؤ نہ کریں، دیکھو یورپ کی نفالی کر دے گیا اور بے پردگی کو تشہیر

گے تو مجبوتوں کی بارش بھی برسے گی خانہ جنگی اور اختلافات بڑھیں گے دعا فرماویں کہ جہاں جہاں سے خرابی اٹھ رہی ہے خدا نہیں اس سے تائب ہونے کی توفیق دے خدا حکام کو بھی ہدایت دے اور قوم میں اتحاد و اتفاق آجائے کہ سب مشترکہ طور پر دین کی خدمت کے لئے تیار ہو سکیں۔

والعصر کا خلاصہ | بات یہی ہوگی سورہ والعصر کا خلاصہ یہی ہے کہ دنیا کی کامیابی و کامرانی حقیقی کامیابی نہیں آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی حقیقت

نہیں نیکی کا ایک ٹل، عصر کی ایک نماز کے مقابلہ میں دنیا وہاں فیہا پر مسیح ہے فرمایا ہر شخص خسارہ میں ہے۔ سوائے اللہ پر ایمان لانے والا اور عمل صالح کرنے والا اور اوروں کو بھی ان باتوں کی تلقین کرنے والا اور دین کے لئے مشقت اور تکلیف برداشت کرنے والا کامیاب ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِّیْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درس قرآن کی اختتامی تقریب

درس قرآن کی ایک اختتامی تقریب ۲ مئی ۷۶ بروز منگل دولت خیل تنگی تحصیل چارسدہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(سورۃ فلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کے بعد فرمایا) بحمد اللہ آپ حضرات نے کتاب اللہ کو پڑھا، قرآن کریم جو نعم ایمان اور دلوں کی تروح ہے، اس سے حقیقی اور پاکیزہ زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کی حفاظت کے لئے خداوند کریم نے قرآن مجید کے آخر میں یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ یاد رکھیں تکلیفیں اور اذیتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔

۱۔ جسمانی۔

۲۔ روحانی۔

جسمانی تکالیف انسان کو ہزاروں طریقوں سے پہنچتی ہیں۔ درندوں سے بہائم سے زہریلے نباتات اور سانپ، بچھو وغیرہ سے اسی طرح انسانوں میں دشمنوں سے اور کافروں سے تکالیف پہنچا کرتی ہیں۔ اگر ان تمام مضر اشیاء کی ایدہ رسانی سے جسم محفوظ ہو تو عبادت کی جاسکے گی۔ جہاد میں اسے خرچ کیا جاسکے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور سنت کی پیروی اس سے کرائی جاسکے گی۔ غرض جسمانی اذیت کی وجہ سے انسان کئی اعمالِ خیر سے محروم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورۃ فلق (جو معوذتین میں پہلا ہے) میں جسمانی مضر توں سے بچاؤ اور اس کے علاج کا طریقہ بتلادیا۔

دوسری قسم تکلیف روحانی ہیں ابلیس اور
ابلیس مومن کی روح کا دشمن ہے | اس کے شر کے ذریعے انسان اور خاص
 کر مسلمان کو پہنچتی ہیں شیطان ہر مسلمان اور قرآن کی تلاوت کرنے والے شخص کا بدترین دشمن
 ہے۔ بعض دشمن سلسلے حملہ کرتے ہیں، مال چھینتے ہیں۔ بعض لباس کے لینے والے ہوتے ہیں بعض
 ہاتھ پاؤں زخمی کرتے ہیں، یہ بھی طریقہ اذیت دینے کا ہے اور بعض جسم کو قتل و قتال کے ذریعہ ختم
 کر دیتے ہیں جو پہلے سے بدتر دشمن ہے۔ اگر مال و لباس نہ ہو بدن باقی ہو تو ہم زندہ رہ سکتے ہیں
 اگر بدن زندہ نہ ہو تو مال اور لباس بے کار ہے۔ بدن ہو تو اس سے فائدہ لیا جائے گا ورنہ نہیں
 تو لباس بغیر جسم کے بے کار ہے اور جسم بغیر روح کے بے فائدہ ہے۔ پس جسم کا دشمن تو اہل کے دشمن
 سے زیادہ مضر ہوا۔ جسم کا قتل کرنے والا بھی اتنی اذیت نہیں دے سکتا۔ جتنا ایمان اور قرآن کا
 دشمن نقصان دیتا ہے۔ ایک شخص کافر کے ہاتھ یا ظالم کے ہاتھ قتل ہوا۔ بظاہر اس کا جسم روح سے
 جدا ہوا مگر اس کی روح زندہ ہے۔ اسے شہادت کا مقام مل جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔
 شہید کی روح بدن سے جدا ہوتے ہی حوروں کی گودیں چلی جاتی ہے۔ عذاب قبر اور قبر کی
 ہولناکی سے بے غم ہو کر جنت پہنچتی ہے۔ دیگر مومنین کے ارواح علیین میں ہوتے ہیں۔ جہاں
 انہیں جنت کی روح اور بریج پہنچتی رہتی ہے مگر شہید کی روح جنت میں سبز پندوں کی
 بوٹیلیوں میں پہنچ جاتی ہے۔ تو یہ قتل و ہلاکت جسم کے لئے بظاہر تکلیف ہے مگر یہی چیز حقیقت
 ترقی اور بقائے دائمی کا زمینہ بنی اور ابلیس ایمان کا دشمن ہے اور ایمان روح الروح (روح
 کی روح) ہے اور حب ایمان چھن جائے تو روح مردہ ہو جاتی ہے۔ جسم کی زندگی روح سے
 ہے مگر روح کی زندگی ایمان اور اطاعت سے ہے۔ اور ایمان پر حملہ ابلیس دلوں میں دوسے
 اور شبہات ڈالنے کی شکل میں کرتا ہے تاکہ روح کی زندگی ختم ہو جائے تو کفار جسم کی زندگی کو ختم
 کرتے ہیں جو فتح بقاء ہو جاتا ہے اور شیطان روح کی زندگی ختم کرتا ہے۔ جو مٹ کر ہلاکت ہے۔
 روح الروح قرآن اور ایمان ہے۔ ارشاد

قرآن اور ایمان روح الروح ہے | ربانی ہے۔

بایںہا الذین امنوا استجیبوا اے ایمان والو! اللہ کا اور رسول کا جس

اللہ وملت رسول اذا دعاکم لہما
یحییٰکم ربّ سورة انفال ع ۶۷
جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس
میں تمہاری زندگی ہے۔

تو اصل زندگی نہ روح کی ہے جس کا مدار قرآن و حدیث اور اسلام و ایمان پر ہے پس جس
روح اور قلب میں ایمان ہے وہ نہ تدہ ہے فلنجیبتہ حیوة طیبۃ (تو اس کو ہم زندگی دیں
گے ایک اچھی زندگی۔ پارہ ۴ سورہ نحل ع ۸۱) دنیا میں قبر میں اور آخرت میں زندہ ہی زندہ
ہے۔ مگر جب روح کی روح نہ ہو تو اُمّہا ویتہ و ما اذک ما ہیئہ نائِحامیۃ میں گر
جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ اور دنیا میں اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ
ضنکاً و فحشراً یوم القیامۃ اعمیٰ و
اور جس نے منہ پھری میری یاد سے تو اس کو
طنی ہے گذران تنگی کی اور لائیں گے ہم اس
کو قیامت کے دن اندھا۔
(پہلے سورہ طہ ع ۱۵)

جس مرد و عورت کی روح و قلب میں ایمان نہیں قرآن کی روشنی نہیں وہ بظاہر زندہ
مگر دراصل مردہ اور ابدی ہلاکت اور جہنم کا مستحق ہے جو چیز دنیا سے ساتھ جانے والی ہے وہ
روح ہے اور جو دشمن اس کو مارتا ہے وہ بہت بڑی نباہی اور بربادی کا باعث بنتا ہے
روح کو تباہ کرنے والا اور اس سے ایمان چھیننے والا ابلیس ہے اور شیطان روح سے
ایمان نکالتا ہے تو وساوس اور شبہات کے ذریعہ سے جسے وہ دلوں میں ڈال کر ایمان اور
یقین محکم کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ ایمان عبارت ہے یقین علم سے مثلاً اس وقت اگر دو ہزار افراد
بھی دلائل پیش کریں کہ وقت عصر نہیں یا یہ مقام تنگی نہیں تو آپ اسے بکو اس سمجھیں گے اور تمہارا
یقین یہ ہوگا کہ اب عصر کا وقت ہے اور یہ شہر تنگی ہے یہ پختہ اور غیر متزلزل یقین ہے جسے
ایمان کہتے ہیں۔

دین کے بارے میں ابلیس کی وساوس انداز می | شیطان اس ایمان بالقرآن کو
جو روح کی حیات ہے شبہات

اور وساوس کے ذریعہ دلوں میں فنا کرتا ہے۔ وساوس ڈالنے کے مختلف شکل ہیں کبھی دین
کے مسائل اور مبادی کے بارے میں یہ حربہ استعمال کرتا ہے مثلاً یہ کہ فلاں حکم اور مسئلہ قرآن

یہ مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں مثلاً شیطان نے دل میں ڈال دیا کہ قرآن سے ڈاڑھی کا ثبوت کہاں ہے؟ اور جب بظاہر نہ ملا تو کہا یہ تو مولویوں کی اختراع ہے وہ شخص یہ بحث ہے کہ میں تو اسلام کا پورا پابند ہوں مگر جب قرآن میں یہ مسئلہ نہیں تو کیوں پابندی کروں۔ اس طرح ایمان کے ساتھ شبہات جمع ہوئے اور جب ذرا بھی شک ہو تو ایمان ختم امام ابو حنیفہؒ نے اس بناء پر فرمایا کہ الایمان لا یزید ولا ینقص کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ غرض آج بھی شیطان کا انسانی لشکر اور ذریت یہی طریقہ استعمال کرتی ہے۔

جب قرآن کے علاوہ حدیث

دین میں شبہات پیدا کر نیوے بعض آدمی وہ ابلیس | پیش کر دو تو سادس پیدا

کرتے ہیں کہ حدیث کس طرح ثابت ہوئی یہ تو غمی ساز شے ہے۔ گویا شیطان ان کے ذریعہ افکار ساز نکلتا رہا ہے یا پھر تلاوت کا دروازہ کھول دیتا ہے کہ اس حکم کا قرآن و حدیث میں موجود ہونا تو صحیح ہے مگر اب اس زمانہ میں وہ ضرورت نہیں رہی جس کی وجہ سے یہ حکم لازم کیا گیا تھا۔ مثلاً نماز تو غیر ہتھکڑی لوگوں کو صفائی اور پاکیزگی کے لئے مقرر کی گئی اب لوگ صفائی پسند ہیں۔

نکوحۃ بخل و کنجوسی کی عادت چھڑانے کے لئے اب لوگوں میں بخل نہیں رہا۔ حج بین الاقوامی کانفرنس کے لئے ہے۔ اب دیگر مقامات پر بڑی بڑی کانفرنسیں ہو سکتی ہیں اور اس کی علت غایت دوسری جگہ بھی حاصل ہو سکتی ہے تو ان خاص طریقوں کی کیا ضرورت؟ قرآن میں ہے

کہ وحکم التلبوا اللہ نے سود حرام ٹھہرا دیا تو سادس پیدا کئے جاتے ہیں کہ یہ اسے مراد مروجہ سود نہیں ہے۔ بنکوں کو یہ حرمت شامل نہیں۔ اقصیٰ الصلوٰۃ کو تو مانتے ہیں مگر یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اس سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔ غرض یہ سب شیطانی وساوس ہیں جو انسانوں کے

ذریعہ بھی پیدا کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو علیم و حکیم ہیں من الجنتۃ والناس کہہ کر دونوں سے بندوں کو پناہ مانگنے کی تلقین کی۔ آج لاکھوں روپے ریسرچ کے نام سے اسلامی مسائل و مبادی کی تحقیق کے نام پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ چن تو خفیہ دار کرتے ہیں مگر ان انسانوں کے ذریعہ جو حکومت کی سرپرستی اور گرانٹ سے جو کام جاری ہے وہ اس ارشاد خداوندی

واناس میں داخل ہیں۔

دین میں تحریف | قرآن کریم کے الفاظ کو مان کر ان کے متفقہ معانی سے انکار بعینہ
 الفاظ سے انکار ہے۔ عل اور غایات کو لدی مان کر مسائل و احکام
 کی تبدیلی کرنا تحریف اور قرآن ہی سے انکار ہے۔ تاویل بھی وہی صحیح ہوگی جس کی الفاظ
 سے مناسبت ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ پانی لے آؤ، وہ کوزہ بھر کر لایا مگر
 اس کے سر پر دے مارا اور کہنے لگا کہ تم نے پانی لانے کو کہا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ سر
 سے پاؤں تک پانی پی لو اور بھیسگ جاؤ۔ تو ہر شخص اس کی اس تاویل کو غلط کہے گا۔ آج
 قرآن و حدیث کے ساتھ بھی استہزاء اور تمسخر ہو رہا ہے۔ اور لوگوں کو اتنی جرأت ہو گئی
 ہے کہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کا صحیح مطلب وہی ہے جو ان کی سمجھ میں آئے۔ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی مثال تو نعوذ باللہ صرف ڈاکیہ کی طرح تھی کہ قرآن ہم تک پہنچایا جو خدا کا خط
 ہے اور اس خط کے مطالب کے ساتھ انہیں کوئی غرض نہیں۔ اب مسلمان جانے اور اس
 کا مطلب۔

حدیث رسول کی حیثیت | اس شیطان الانس نے لوگوں کے اذہان میں یہ
 بٹھایا کہ رسول تو ڈاکیہ ہے نعوذ باللہ اور تم ماشاء اللہ
 لئے بڑے کہ خدا تمہارے نام خط بھیجتا ہے حالانکہ عقائد و عبادات، اخلاق و کردار تمہاریسے
 تندرین، ہمدردی اور شرافت ان سب چیزوں کی وضاحت اور بیان حضور ہی کے قلم سے ہے۔
 لقد من الله على المؤمنين اذ بعث
 فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم احاديثهم
 ويزكيهم ويعلمهم احكام الكتاب والحكمة۔
 (سپ)

اور کام کی بات)

رسول کی شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ آدم علیہ السلام جو نبی اول ہیں کے
 متعلق فرمایا ہے۔

ان في جاحل في الارض خليفة
 تو رسول ڈاکیہ نہیں۔ خدا کا نائب ہے۔

سید الرسل کی شان خلافت کی ہے اور وہ بھی سید الخلفاء کی۔

تلاوت و تلفظ آیات بھی توقیفی ہے | قرآن کے مطالب کو الفاظ سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کے الفاظ بھی

توقیفی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے الیٰ یومنا ثابت ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے مستقل عمل حفاظ اور قرائت اس کی حفاظت پر لگایا ہے۔ یہ تلاوت آیات بھی حضور کا فریضہ تھا آج اسی طرح اس کی تلاوت کی جائے گی مثلاً موسیٰ اور عیسیٰ کو آرد و اور فارسی کے تلفظ میں موسیٰ اور عیسیٰ نہیں پڑھا جاسکتا۔ تلاوت آیات جو حضور کا فریضہ تھا، اسی کا نتیجہ ہے۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے ایک لطیفہ لکھا ہے کہ ریل کے فٹ کلاس میں کہیں جا رہے تھے۔ اسی ڈب میں ایک اپٹو ڈیٹ بھی تھے جو ایم اے وغیرہ تھے۔ اس نے حضرت تھانویؒ سے قرآن مجید لے کر پڑھنی چاہی، وہاں اتفاق سے آکر نکل آیا، اب جب وہ پڑھنے لگا تو بجائے آکر کے آکر پڑھا غرض تلفظ آیات بھی توقیفی ہے نہ آکر پڑھو گے نہ آلو۔

تزکیہ نفوس | تلاوت آیات کے بعد دوسرا فریضہ حضور کا تزکیہ نفوس ہے۔ دیکھو دل پاک ہو گا تو اچھے اخلاق پیدا ہوں گے۔ اخلاق پیدا ہوئے تو اچھے اعمال بھی صادر ہوں گے اور اتنی تبدیلی آئے گی کہ تاریخ اس کا نمونہ پیش نہ کر سکے گی۔ جنگ یرموک میں حضرت ابوذرؓ کے بھائی زخمی ہوئے۔ بھائی کے لئے پانی لایا ساتھ پڑھے ہوئے دوسرے زخمی نے العطش العطش (پیس لگی ہے) پکارا۔ جان بلب زخمی نے خود پینے سے انکار کر دیا جب وہاں پانی لے کر پہنچے تو ان کا انتقال ہوا تھا، اسی طرح دوسرے کو آئے تیسرے کو پانی پیش کر دیا مگر سب اپنے مولیٰ سے جا ملے تھے۔ کیا اس کی نظیر تاریخ پیش کر سکتی ہے۔ یہ حضور کے تزکیہ امت کی مثال ہے۔ ان کی مجلس مبارکہ صحبت اور تعلیم کی یہ تاثیر ہے لوگوں سے شرک اور خود غرضی نکل گئی اور ہمدردی خلق ایتبار اور مخلوق کی وقعت اور ادائیگی کا احساس پیدا ہوا۔

تعلیم کتاب | دیعتہم الکتاب حضور کا تیسرا فریضہ تعلیم کتاب ہے ہر مسئلہ اور حکم کے اسرار و حکم اور رموز و آداب بتلائے مگر اب شیطان ان

سب چیزوں سے اُمت کو الگ کرنا چاہتا ہے، خواہ الفاظ قرآن ہوں یا احکام یا تعلیمات۔ کتاب و سنت یہ تحریک بھی منظم طریقے سے شروع ہے کہ قرآن کی تلاوت اور اس کے آدو دہی میں ہونا چاہیے۔ اللہ اکبر کہنے کی کیا بات ہے۔ خدا بزرگ ہے، کافی ہے اور مقصد اس تحریک کا یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور آیات سے لوگوں کا تعلق کٹ جائے اور خدا نخواستہ اس کا حال بھی دیگر کتب سماویہ انجیل، تورات وغیرہ کی طرح ہو حالانکہ اس چیز نے ان کتابوں کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ خود عیسائی علماء کو اعتراف ہے کہ ۳۵ ہزار جگہ انجیل میں تحریف کی گئی ہے۔ سینکڑوں نسخوں کو میز پر رکھ کر اسے ہلایا گیا اور جو چار نسخے کرنے سے بچ گئے انہیں چار انجیلوں کی صورتوں میں باقی رکھا گیا۔ جس کتاب کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہو اس کی صحت اور اعتماد کا کیا حال ہو گا۔ جب ان کتابوں کا اصل نسخہ نہ رہا تو جس کے جی میں جو کچھ آیات تمام خواہشات اور شہوات کو اس کی طرف منسوب کر دیا۔ ادھر قرآن مجید کا یہ عالم ہے کہ کافی عرصہ قبل اعداد و شمار کے مطابق اس کی آیات اور الفاظ کے ۴۱ لاکھ حافظ دنیا میں موجود تھے۔ اُمید ہے اب تو یہ تعداد اور بھی بڑھ گئی ہے۔ جب تک قرآن کے الفاظ اور عبارت محفوظ رہے گی غلط تاویلات اور غلط ترجموں اور تحریف کی نشاندہی کی جاسکے گی اور تحریف سے قرآن پاک محفوظ رہے گا۔

تزکیہ نفس اور قرآن پر عمل کی بخلات شیطان کی کوششیں | اسی طرح قرآن پر عمل نہ کرنے

کے کئی طریقے شیطان اور اس کی فریت استعمال کرتی ہے۔ مثلاً یہ کہ سودا و حرام اگر چھوڑ دیں تو آمدنی ختم ہو جائے گی، کھاؤ گے کہاں سے، جائیداد کہاں سے خریدو گے۔ ظلم نہ کرو گے تو زندگی تکلیف سے گزرے گی وغیرہ، یہ تزکیہ نفس کے خلالت شیطان کی کوشش ہے اسی طرح قرآن کے مطالب و معانی یعنی تعلیم کتاب سے حرجی کے لئے شیطان سائی رہتا ہے۔ ان سب وساوس اور کوششوں کا نتیجہ رُوح کی موت ہے کہ جب رُوح کا نفع فنا ہو جائے تو یہی رُوح تباہی اور ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے اور جب رُوح مرا اور جسم مر گیا تو پھر آپ کے لئے خارج میں تمام کائنات کا وجود بے کار ہو گا۔

روح کی قوت | صحابہ کرامؓ جہاد میں بہت قلیل ہو کر بھی فتوحات حاصل کرتے۔ امام غزالیؒ نے اس کی وجہ بیان فرمائی کہ جب اسلحہ صحیح طور پر استعمال ہو تو کامیابی ہوتی ہے اور یہ تب ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں میں قوت ہو اور طاقت تب آتی ہے کہ روح زندہ ہو، ان کی روح زندہ تھی تو اعضاء مضبوط اور طاقت ور تھے۔ اور فتح بھی ہر جگہ نصیب ہوئی۔ منافق کا روح کھوکھلا ہوتا ہے۔ اس کا روح متذبذب اور ایمان سے مطمئن نہیں ہے۔ مقصد کے بارے میں اسے شک و تردد ہوتا ہے تو دشمن کا مقابلہ کس طرح کر سکے گا۔ غرض قرآن مجید کے آخر میں ان دوسو سورتوں کے ذریعہ شیطان کے ان تمام ہتھکنڈوں سے بچاؤ کی صورت بتلائی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے مطالب پڑھنے کی توفیق دی تو اب اس کی برکات کی حفاظت ان دوسو سورتوں کے ذریعہ ہو سکے گی۔

خدمت قرآن کا مقام اور برکات | یہ جو آپ کو خدا نے قرآن مجید کی تلاوت اور درس پڑھنے کا موقع دیا تو یہ اس کا بہت ہی بڑا فضل و احسان ہے جہاں قرآن کی تعلیم ہو وہاں سے روشنی اٹھ کر عرش تک پہنچتی ہے۔ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ نے تیس سال تک قرآن مجید کا درس دیا اور ایک ہی جگہ بیٹھ کر ترجمہ قرآن مکمل فرمایا۔ اسی زمانے میں حضرت شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادی بھی تھے۔ جب حضرت شاہ صاحبؒ کا انتقال ہوا تو شاہ فضل الرحمان صاحبؒ نے فرمایا کہ قبر میں ان کے تدفین کے وقت چودہ میل ارد گرد عذاب قبر اٹھوایا گیا اور اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک ہمان کی خاطر پنکھا جھلا جاتا ہے مگر فائدہ اوروں کو بھی پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے عام قبرستان میں تدفین کو بہتر قرار دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی صالح تائی قرآن اور عالم اس میں دفن ہو تو اس کی وجہ سے سب کو فائدہ پہنچ جائے۔ مسجد یا گھر یا کسی الگ جگہ میں قبر بنانے میں دیگر مفاسد کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ دعا کا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ غرض یہ تھی برکت قرآن مجید کی تفسیر اور ترجمہ لکھنے کی۔ ہمارے استاذ الاستاذ حضرت شیخ الہند نے مالٹا سے واپس آ کر فرمایا کہ اللہ کے دربار میں پیشی کے وقت جب خدمت دین کے بارے میں

میں مجھ سے سوال ہوگا تو میں ترجمہ قرآن پیش کر دوں گا کہ میں نے حضرت شاہ عبدالغفور کا ترجمہ
 با محاورہ کر دیا ہے۔ شیخؒ نے فرمایا میں نے زندگی بھر نیکی نہیں کی صرف یہ ترجمہ ہے جس کے
 ذریعہ مجھے نجات کی امید ہے۔ حالاں کہ زندگی بھر جہاد میں مشغول رہے مشقتیں جھیلیں زندگی
 جیلوں میں گذاری تختہ دار پر چڑھائے گئے۔ درس حدیث تمام عمر دیتے رہے۔ ان سب
 چیزوں کو یاد نہیں فرمایا۔ صرف قرآن کی اس خدمت کا ذکر فرمایا۔ تو اہل علم اور عارفین سمجھتے ہیں کہ
 خدمت قرآن کا کتنا اونچا مقام ہے۔

تمہاری اس تلاوت اور اس درس کا اثر تمام روئے زمین کے مسلمانوں تک پہنچتا
 ہے کہ دنیا میں اب بھی زندگی کے کچھ آثار ہیں۔ فناء کا لمحہ نہیں آتی۔ کیونکہ اللہ اللہ کہتے سے اس
 کائنات کی بقا اور اس کی برکت سے کافر بھی نادمہ اٹھ رہے ہیں۔

معوذتین کی تشریح | اب مختصر ان سورتوں کی جنہیں معوذتین کہا جاتا ہے تشریح کی جاتی
 ہے۔ (رب الفلق) (رب ورب ہے فلق کا) فلق کہتے ہیں پو پھٹنے
 کے وقت کو جس طرح صبح کے وقت رات کو عظیم تاریکی منٹوں میں ختم ہو جاتی ہے اور یہ
 صرف اسی نادروذات مالک السموات والارض کی قدرت ہے۔ اسی طرح قرآن کی روشنی
 سے کفر و ضلالت کی تاریکیاں خدانے ہٹا دیں۔ فلق کا معنی ہے پھٹنا تو اللہ وہ ذات ہے
 جس نے یہ تمام سہزادیاں، پھل، پھول، آگائے اور زمین ان کے لئے پھٹ گئی۔ من شرم الخلق
 تمام مخلوق کی شرم سے خواہ وہ ظاہری امراض ہوں یا باطنی جس کا تفصیلاً بیان ہو چکا ہے۔ یہ
 سورتیں جادو و نظر بد وغیرہ سے تعوذ کے لئے بھی اکسیر ہیں۔ صرف ایمان کی قوت اور عقیدہ کی
 پختگی کی بات ہے۔ من شر غاسق اذا وقب اور بدی سے اندھیری کی جب سمٹ آئے
 (یعنی رات) اس وقت چور، ڈاکو، دشمن، قساق فجار اور تمام مضر اشیاء کے مشاغل بڑھ
 جاتے ہیں۔ رات ہر فتنہ کی آماجگاہ ہے۔ گناہوں کا ارتکاب اس میں ہوتا ہے۔

قل اعوذ برب الناس پناہ مانگتا ہوں تمام بنی نوع انسان کے رب کے ساتھ۔
 رب العالمین نہیں فرمایا۔ گو اس کی ربوبیت تمام عالم کے لئے مگر جتنا ظہور ربوبیت انسان
 میں ہے، دوسری مخلوق میں نہیں یہ تمام کائنات انسان کی تربیت میں لگا دی۔ جیسے بندہ

سوچے کہ میں مرلوں ہوں، مخلوق ہوں، خود بخود نہیں آیا۔ ہر سیکنڈ اور ہر لحظہ میری تربیت ہو رہی ہے تو اس تصور سے شیطانی وساوس ہٹ جاویں گے۔ ایک مومن اپنی تربیت کا لحاظ کرتے ہوئے ربوبیت خداوندی کو جان کر ایمان لے آتا ہے۔ اور تربیت کو خدا کی پہچان کا ذریعہ بناتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ جب میں مرلوں ہوں تو میرا رب ضرور ہے۔ دئی انفسکم اخلا تبصرون۔

خدا کی پہچان کی تعلیم | غرض اللہ نے اس ایک جملہ میں ہمیں تعلیم دی کہ رب کو پہچاننا اور اس طرح شیطانی وساوس کو نکال دو۔ عقلمند وہ ہے جو ان نشانیوں کو خدا کی پہچان کا ذریعہ بنا دے۔

ایک اعرابی کو شیطان نے پھسلانا چاہا کہ تمہارا خدا کہاں ہے کہ تم اس پر ایمان لائے ہو؟ تو اعرابی نے اسے لاکھی مار کر کہا کہ البعدۃ تعدل علی البعیر والاقدام علی السیر فما ذات ابراج وارض ذات فجاج کیف لاتعدل علی اللطیف الخبیر کہ بیگنی تو اونٹ پر دلالت کرے اور نقش پا چلنے والے کے قدموں پر تو اتنی بڑی کائنات اپنے خالق لطیف وخبیر کے وجود پر دلالت نہ کرے۔ مملکۃ الناس جو بادشاہ ہے لوگوں کا ہماری زندگی چاند سورج غرض عرش سے فرش تک تمام اشیاء پر موقوف ہے۔ یہ فصلیں، غلے اور سبزیاں، چاند، سورج اور بارشوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ غرض کائنات کا ہر پرزہ انسان کے نشو و نما اور ترقی میں لگا ہے اور کما حقہ تربیت ہو رہی ہے اور یہ اس لئے کہ عرش سے فرش تک سب کچھ اللہ کے کنٹرول اور قبضے میں ہے۔ اگر کوئی چیز بھی اس کی حکومت سے باہر ہو تو انسان کی تربیت بھی نہ ہو۔ مگر جب تربیت محسوس ہے اور یقینی ہے اور اس تربیت میں کل کائنات کو دخل ہے تو کل کائنات پر اس کی سلطنت بھی یقینی ہے چور، ڈاکو اور ابلیس اور تمام سرکش طاقتوں کی رپورٹ اور اس سے حفاظت بذریعہ حکومت کی جاتی ہے۔ اب جب وہ رب ہے اور مالک ہے اور دشمن خناس کے شر سے محفوظیت دینے والا بھی وہ ہے تو ہم بھی اس کی پناہ میں آئے۔

اطاعت کی وجوہات | اطاعت و تابعداری یا تو احسان اور نفع کی امیدیں کی جاتی ہے یا دفع مضرت و شر کے خیال سے۔ مثلاً ماں باپ کی تابعداری احسان کی وجہ سے اور حاکم کی ڈر کی وجہ سے۔ ایک جلدیہ منفعیت ہے دوسرے دفع مضرت جس میں ایک بھی پایا جائے تو اس کی تابعداری کی جاتی ہے اور خدا میں یہ دونوں ثابت ہیں کہ رب بھی وہی ہے یعنی تمام خیر و نفع کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے اور ملک بھی وہی ہے۔ تمام کائنات کی حکومت اسی کے ہاتھ ہے تو اب پیشانی بھی صرف اسی کی طرف جھکنی چاہئے۔ اللہ الناس کہ اب معبود بھی وہی ہے کہ جو مری عالم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ تو بندگی بھی اسی کی زیبا ہے۔ من شر الوسوس الخناس و سادس ڈالنے والوں کے شر سے مجھے بچا رہے۔ الخناس جو وسوسہ ڈال کر چھپ جاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ شیطان کے وسوسوں سے اللہ کے ذکر کے ذریعہ پناہ لیا کرو لا حول الخ پڑھ لیا کہ و یا اعوذ باللہ الخ پڑھ تو یہ بھاگ اٹھتا ہے۔ من الجنة والناس خواہ یہ مخلوق جنات میں سے ہو یا انسانوں میں ابلیس ہوں یا اس کے اتباع و سریرچ اور تحقیق کے نام پر ہوں یا اور کسی اسلامی آڑ میں مسلمانوں کے لئے مار آئین ہوں اور دین سے لوگوں کو ہٹانے کی کوشش کریں۔ اس سے اللہ ہمیں بچائے اور اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے۔ ان دوسو تلوں کو خوف کے وقت اور سونے وقت پڑھ کر اپنی دونوں تھیلیوں پر پھونک دیں اور دونوں ہاتھ اپنے بدن پر پھیر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی اور اس سورت کے مفہوم کو ملحوظ رکھیں تو شیطان کے وسوسوں کا دفع ہوتا رہے گا۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

اسرار و معارف تہذیب و فضائل درس قرآن مجید

مورخہ ۱۱ اپریل ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ بروز جمعہ المبارک بعد نماز عصر نقوی مسجد
بالمقابل گورنمنٹ کالج نوشہرہ صدر ضلع پشاور میں انجمن خدام الدین نوشہرہ کے انتہام قرآن
مجید کے درس کی افتتاحی مبارک تقریب میں یہ تقریر ارشاد فرمائی جسے مولانا احمد عبدالرحمان
صدیقی فاضل دارالعلوم حقانیہ نے قلمبند کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العلمین، الرحمن الرحیم، مالک یوم
الدین، ایتاک نعبد و ایتاک نستعین، اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین (آمین)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے بڑا مہربان نہایت
رحم کرنے والا جزاء کے دن کا مالک اہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں یہیں
سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے لعن کیا۔ نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ
گمراہ ہوئے۔ (آمین) (ترجمہ مولانا احمد علی لاہوری)

محترم بزرگو! اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (جب کہ تم ارادہ کرو قرآن مجید پڑھنے کا تو۔ اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم پڑھ لیا کرو) اس کے بعد جس طرح سے قرآن مجید کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا

ہے۔ اسے پڑھ لینا چاہیے۔ قرآنی تعلیم یہی ہے کہ تلاوت قرآن سے قبل شیطان سے پناہ مانگ لیا کرو۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ ہے کہ جہاں کوئی منفعت ہو اور وہیں کوئی مضرت کی چیز ہو تو پہلے دفع مضرت کرتے ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جلب نفع سے دفع مضرت مقدم ہے۔ یعنی نفع حاصل کرنے نقصان کا دور کرنا ضروری ہے۔ مثلاً ایک دوکاندار اپنی دوکان پر بیٹھا اشیاء فروخت کر رہا ہے اور خوب نفع کما رہا ہے۔ اس وقت کسی نے آکر دوکاندار کو اطلاع دی کہ تمہارے گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ تو وہ دوکاندار سب کچھ اس طرح چھوڑ دے گا۔ سب سے پہلے گھر جائے گا اور اس نقصان سے بچنے کی تدبیر سوچے گا۔

مسلمانوں کے دشمن | اسی طرح مسلمانوں کے بھی بہت دشمن ہیں کہیں انگریز، کہیں یہود و نصاریٰ وغیرہ اور خود مسلمانوں کے اندر گمراہ فرقے موجود ہیں۔ تو ایمان جیسی نفع رساں چیز تب باقی رہ سکتی ہے جب ان مفاسد و فتن کا قلع قمع کیا جائے۔ اب اگر ہر ایک کا الگ الگ نام لے کر اس سے پناہ میں آنے کی خدا سے درخواست کی جاتی تو بہت مشکل بن جاتا اس لیے ان تمام مفاسد و فتنوں کو پیدا کرنے والا شیطان، اس سے ہی پناہ مانگ لی جاتی ہے۔ اس طرح آسانی بھی رہی اور مقصد بھی حاصل ہو گیا۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ مثلاً ایک قیمتی صندوق ہے۔ اور اس میں ایک نہایت ہی گراں بہا موتی (لال) ہے۔ صرف صندوق کا پتھر بھی برابر ہے مگر موتی و لال کا پتھر اس سے کہیں زیادہ برا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مخالفین میں سے کافر مشرک وغیرہ تو کوئی مار کر جان ختم کر دیں گے۔ ظاہری طور سے نقصان ہوا۔ حالانکہ باطنی طور سے شہادت کا مرتبہ ملا۔ اور شیطان اندر کے موتی نکالنا چاہتا ہے۔ اس لیے پناہ مانگی گئی ہے۔ شیطان ظاہر میں تو کچھ نہیں کہتا۔ مگر آہستہ آہستہ اندر سے ایمان نکالتا ہے۔ اور یہی سب سے بڑا حرم ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سبق دیا ہے۔ کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھ لیا کرو۔ شیطان کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ مرکز ہدایت (قرآن مجید) سے ہمیں ہٹائے۔ مثلاً دیکھیے! جس طرح مالاکنڈ میں بجلی کا پاور ہاؤس موجود ہے۔ اس سے یہاں کی بجلیوں و مشینوں کا کنکشن بھی موجود ہے۔ تب تو کرنٹ آتی ہے۔ لیکن اگر اس کنکشن کو ختم کر دیا جائے تو پاور ہاؤس سے تعلق ٹوٹ جائے گا اور روشنی ختم ہو جائے گی۔

روحانی روشنی کا پادروہاؤں | الحمد للہ روحانی روشنی کا پادروہاؤں گنبد خضر اب بھی موجود ہے جس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سینہ منور ہوا اور صحابہ کرام کے قلوب منور ہوئے جس روشنی کی نظیر دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے وہ مرکز روحانیت اب بھی موجود ہے۔ صرف کنکشن کی بات ہے۔ چونکہ اب نہیں رہا۔ اس لیے مسلمان قوم تکالیف میں مبتلا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے علم و عمل میں ترقی دے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهِ حٰفِظُوْنَہ
اہم نے ہی قرآن مجید نازل کیا۔ اور ہم ہی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآنی خدام کی فضیلت | اب جس نے بھی قرآن مجید کے سامنے زانوئے ادب تہ کر دیئے تو وہ اس ڈیوٹی پر ہے جس کی ذمہ داری احکم الحاکمین نے خود لی ہے۔ جیسے سرکاری ڈیوٹیاں بہت ہوتی ہیں مگر ایک ڈیوٹی وہ ہوتی ہے جو انسر اعلیٰ خواہ اپنے ذمہ لیتا ہے۔ اور پھر کسی کو اپنا نائب مقرر کر دیتا ہے۔ تو اس کی مقام دوسروں سے اونچا ہوتا ہے۔ تو قرآن پڑھتے اور پڑھانے والے گویا اللہ تعالیٰ کے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ کیونکہ یہ وہ کام کر رہے ہیں جس کی ذمہ داری خدا نے خود اپنے اوپر لی ہے۔ تو شیطان بالکل اس کام کی ضد ہے۔ نور کے مقابلہ میں ظلمت ہے۔ وہ جسم کے اندر اصل نور کو چھینا چھینا ہے۔ جتنا کام بڑا ہوگا۔ اتنا ہی اس کا مخالف بھی بڑا ہوگا۔ شیطان کی پوری فوج ہے جسے وہ ان نیک لوگوں کے پیچھے لگا دیتا ہے۔ اور لوگوں کا کنکشن اپنے مربی مالک اللہ تعالیٰ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن و حدیث سے توڑتا ہے آپ اپنے اوپر نظر ڈالیں۔ ہمارے نظام تعلیم میں قرآن سرے سے ہی نہیں۔ سکول کے طلبہ ترجمہ قرآن تو کیا ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے اس وقت سطح زمین پر مسلمانوں کو ملانے والی ۸۰ کروڑ لاشیں پھر رہی ہیں۔ غزوہ بدر میں ۱۰۰ مسلمان تھے۔ ساری دنیا کے کافر لندہ رہے تھے۔ اس لیے کہ وہ قرآن سے منور تھے اور آج ہم ظلمت اور اندھیرے میں ٹکریں اس لیے کہ ہم ابھی ہیں۔ قرآن سے تعلق توڑ لیا ہے ہمارا کنکشن پادروہاؤں سے نہ رہا۔

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے | الحمد للہ اس قرآن مجید میں سیاسیات، معاشیات

مکمل قانون موجود ہے، شیطان نے مسلمانوں کا تعلق اس قرآن سے ختم کر دیا، شیطان کی پہلی کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا تعلق مرکز ہدایت قرآن مجید سے نہ رہے اور اگر اس میں کامیابی نہ حاصل ہو تو پھر قرآن کی روشنی جن نہروں کے ذریعے پہنچتی ہے۔ انہیں کاٹ دیتا ہے۔ ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: - وانزلنا ایلک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم اور ہم نے نازل کیا ہے آپ کی طرف قرآن مجید تاکہ آپ بیان کریں وہ جو لوگوں کی طرف نازل کی گئی ہے۔

قرآن حکیم کا مطلب | اس قرآن کا مطلب کیا ہے۔ معنی کیا ہے۔ اسی لیے حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کرام رہتے تھے۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ بڑے شجاع تھے۔ اور دیگر صحابہ جن کے بڑے بڑے کارنامے تھے۔ مگر ہجرت کر کے مدینہ منورہ اسی لیے تشریف لائے تاکہ اس کتاب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ سکیں صحابہ نے حضور سے سیکھا۔

الحمد للہ صحابہؓ سے تابعینؓ اور ان سے تبع تابعینؓ نے قرآن مجید کے معانی اور مطالب سیکھے۔ اور ان سے آج تک وہی علوم و معارف جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے تھے۔ کہ سینہ بسینہ منتقل ہوتے آئے ہیں اور سینوں و سینوں میں محفوظ رکھا شیطان کا کام ہے کہ ان علوم و انوار سے تعلق نہ رہے۔ وہ کتاب ہے کہ کیا یہ قرآن صرف موبولوں کو آتا ہے۔ یہ کوئی ان کا ٹھیکہ ہے۔ اسے تو تم بھی خود سمجھ سکتے ہو۔ بس انگریز جو کہیں صحیح ہے۔ پر دیندہ گمراہ لوگ جو کہیں بس صحیح ہے۔ سبحان اللہ عقل ہے۔ ان تہذیب نو کے دل و اول کی۔ اکوڑہ سے نوشتہ آنے کے لیے تو راستہ موجود ہے۔ مگر ان کے نزدیک قرآن کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے پس خود سمجھ لو۔ اگر دیباچے لکھ دے گا پانی پینچا، تو تو درمیان میں ایک نازک کاتے ہیں۔ اسی طرح قرآنی علوم بھی نالوں اور نہروں کے ذریعے سے پہنچتے ہیں اللہ تعالیٰ ان علماء کرام کی قبروں

پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے قرآن کو سینوں سے لگایا محفوظ رکھا۔

شیخ التفسیر لاہوری کا بلند مقام | اللہ تعالیٰ آپ حضرت کو مبارک فرما دے
بڑی خوشی ہوئی حقیقت یہ ہے کہ منتخبہ

ہندوستان پاک و ہند میں قرآنی علوم و معارف پر نہایت ہی عبق نگہری نظر رکھنے والوں
میں سے عارف کامل شیخ المشائخ، امام الادبیاء، مجدد و منا حضرت شیخ التفسیر لاہوری علیہ
رحمۃ واسعۃ کا مقام بہت اونچا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فہم القرآن میں بہت بڑا
ملکہ عطا فرمایا تھا۔ تمام زندگی قرآن کے درس کے لیے وقف فرمائی یہ اسی خدمت قرآن
کی برکت تھی کہ ان کے مزار مقدسہ سے خوشبو نکلی جسے خود میں نے دیکھا اور سونگیا ہے
مشک و عنبر سے زیادہ پیاری خوشبو تھی۔

جمال ہم نشین درمن اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاکم کہستم

آج اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان عزتوں میں سے حصہ دیا ہے۔ شیطان ان
راستوں کو کاٹنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کسی کالج کے پروفیسر یا پروفیسر
قرآن پڑھو مفصل اس کا یہ ہے کہ سب راستہ نہ رہے گا۔ تو اصل باقی نہ
رہے گا۔

شیطان کے حملوں سے بچنے کا طریقہ | اللہ تعالیٰ نے ہمیں سبق دیا ہے کہ شیطان کے حملوں
سے بچنے کیلئے اعوذ باللہ پڑھا کر و تفسیر کا وقت
تو ہے نہیں۔ اتنا معلوم ہوا کہ شیطان سب سے بڑا دشمن ہے اور شیطان کی گرفت سے
بچنا چاہیے۔ ذرا سایہ بھی سوچ لیں کہ شیطان جو مرد و بارگاہ الہی ہوا اس کی وجہ کیا ہے
اور کیوں ہمیں اس سے اتنا دور رہنے کا حکم فرمایا۔ اب ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی سے
معلوم کیا کہ شیطان کیوں مردود ہوا۔ اس نے سات لاکھ سال تک عبادت کی مانتا بڑا عالم
ہے کہ بڑے بڑے علماء کو گمراہ کر دیا۔ وہ خود کتنا بڑا ماہر ہوگا۔

شیطان کے مردود ہونے کی پہلی وجہ (غرور) | اس لیے مردود ہوا کہ اس نے گھمنڈ کو حکم دیا۔ اسجدوا لادم۔ الخ کہ آدم کو سجدہ کر دے شیطان نے کہا کہ اے اللہ یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور میں آگ سے۔ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَتَلَائِي مِنْ طِينٍ مجھے آگ سے تو نے پیدا کیا اور اس آدم کو مٹی سے شیطان اپنی ذات پر غاؤ ہووا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جانکل جا۔ یہاں تیرے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر و گھمنڈ سے بچائے۔ آمین۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج جیسے اہم قصے کو بیان کرتے ہوئے حضور کی توفیق فرمائی سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ ا پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی، یہاں بھی عبدیت کی صفت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عبدیت و عاجزی پسند ہے۔ تکبر اس کی ضد ہے۔ تکبر سزا زیل راخوار کر دے اس لیے دعا کرتے ہیں۔
اعوذ بالله من الشیطن الرجیم اے اللہ ہم کو گھمنڈ سے بچا۔

دوسری وجہ (حسد) | دوسری وجہ شیطان کے مردود ہونے کی حسد ہے۔ سب سے پہلا گناہ حسد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ تو اب میں نے سوچا دو ٹ میرا ہے ہیں ہی بنوں گا۔ موقع کی تلاش میں تھا۔ مگر جب آدم علیہ السلام کا قالب تیار ہوا۔ ہم سال تک مٹی سے قالب بنایا۔ شیطان اس کے قریب اکھڑا ہوا۔ اور فرشتوں سے کہتا کہ کیا تم اس کی بات مانو گے۔ فرشتوں نے کہا کہ ہاں شیطان آدم کے سارے ڈھانچے کو دیکھتا۔ کانوں کا سوراخ، آنکھوں کا سوراخ، منہ کا سوراخ، معدہ کا، کھوکھلا پن دیکھ کر بہت خوش ہوتا۔ کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر جب دل کو دیکھا اس میں سوراخ نہ تھا۔ بخت و مضبوط تھا۔ وہ بہت حیران ہوا۔ اس کے ارد گرد سے دیکھا کہ کیا چیز ہے۔ اور سمجھا کہ اگر میں شکست کھا سکتا ہوں تو وہ یہ دل ہوگا۔

خدا نے دل کی بناوٹ ہی ایسی کی ہے کہ وہ ذکر اللہ ہی کرتا ہے۔ جیب معشوق کا نام لیا جائے تو اعضا ہچڑک جاتے ہیں۔ اصل میں انسان کا معشوق اللہ ہے۔ اور انسان کا

اصل دل ہے۔ دل ہر وقت تلاش میں رہتا ہے۔ تڑپتا رہتا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ والے دلوں پر اللہ اللہ کی ضربیں لگواتے ہیں۔ اور جیسے آپ حضرات بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور انفرادی طور سے بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں جب یہ دل کا تڑپنا ختم ہوتا ہے یعنی عشق نہیں رہتا تو بس انسان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ تو شیطان نے گھمنڈ بھی کیا اور حسد بھی کیا کہ آدم کو کیوں خلیفہ بنایا گیا مجھے کیوں نہیں بنایا گیا۔ کتنا بڑا عالم و عابد کیوں نہ ہو جب وہ حسد میں مبتلا ہو جاتا ہے بس تباہ ہو جاتا ہے۔ زندگی مشکل بن جاتی ہے۔ حسد کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا کی نعمتیں دنیا میں نہ ہوں، چاہے مجھ میں نہ ہوں۔ تو اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے حسد سے بچائے جس کی وجہ سے شیطان ملعون ہوا۔

تیسرا سبب (اعتراف) شیطان کے مردود ہونے کا تیسرا سبب اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے۔ واللہ اعظم! جہل بہت بد قسمتی ہے۔ پہلے جہاں ایک مسلمان ہوتا تھا۔ اللہ کا عذاب نہ آتا تھا، اب مسلمانوں کی بستیوں کے اوپر عذاب آتا ہے۔ اس میں بھی مسلمانوں کا بھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ذرا خوب غصت سے جگاتے ہیں اور بیدار کرتے ہیں کہ شاید سنبھل جائیں۔ اور یہ بھی اللہ سے ربط و تعلق کی ایک دلیل ہے۔ اگر تعلق بالکل نہ ہوتا تو خدا بھر ٹوٹتا بھی نہیں۔ خیر! شیطان نے ایک حکم نہ مانا، اعتراض کر دیا تو ملعون ہو گیا۔ مگر کیا ہمارے ہاں قرآن ہے؟ ہماری انفرادی زندگی میں ہے۔ یا اجتماعی زندگی میں؟ ہم علماء تیس پاروں کا انکار کرتے ہیں یہ دنیا تو اللہ اللہ کرنے والوں کے دم سے آباد ہے جب اللہ اللہ کر نیوالا کوئی بھی نہ رہے گا دنیا تباہ ہو جائے گی۔ یہ ذکر اللہ سے عالم کی روح ہے ہر وقت دنیا کے کسی نہ کسی گوشے سے کوئی اللہ اللہ کر رہا ہوتا ہے اسلئے دنیا قائم ہے کیا معلوم اسی اللہ اللہ کرنے اور درس قرآن و حدیث کی برکت سے ہم سب زندہ ہیں۔ اور دنیا میں بستے ہیں۔ جہل ہم پورے قرآن پر معرض ہیں۔ شیطان نے ایک اعتراض کیا تھا۔ آج کل کہتے ہیں کہ یہ احکام اسلام مفت نہیں۔ زمانے کے مطابق نہیں جو بھی کہو، اللہ فرماتے ہیں۔ چل مردود کہاں سے آگیا۔ استاد اللہ اللہ! شیطان، کتنا ذلیل بنا۔ شیطان دو کام کرنا چاہتا ہے ایک تو اللہ نے اسے گرایا وہ اللہ تعالیٰ کو معبود باقی رہنے نہیں دیتا اور دوسرے چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی وجہ سے مردود ہوا۔ اس لیے اولاد آدم کو جنت

میں جاتے نہیں دیتا۔

جو تھی وجہ گستاخی و بے ادبی | شیطان کے مردود ہونے کی چوتھی وجہ گستاخی
و بے ادبی ہے کہ اس نے بے ادبی کی اور حقیقت

یہ ہے کہ پیغمبروں کا جتنا ادب و احترام کریں گے۔ اتنی ہی اللہ سر بلند می و سر فرز می دیں گے تو
آدم علیہ السلام پہلے پیغمبر ہیں اور سب سے آخری سید الانبیاء، اشرف المرسلین حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ادبی سے بچائے آمین۔

اللہ تعالیٰ ادب کی تعلیم خود دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی حضور کی آواز سے اپنی آواز بھی اونچی مت کرو۔ ادب سے رہو۔ حضرت فاروق
رضی اللہ عنہ کی آواز اونچی تھی۔ وہ اتنی آہستگی سے بات کرتے تھے کہ بعض اوقات حضور کو
دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ یہ بہت مشکل ہے کہ فطرت کے خلاف عمل کیا جائے اور یہاں تک خدا
نے فرمایا کہ اگر ادب اور احترام نہ کیا تو خطرہ ہے کہ سب اعمال ہی کہیں ضائع نہ ہو جائیں۔

حیث اعمال کن گناہوں سے ہوتا ہے | حیث اعمال یا تو شرک و کفر سے ہوتا ہے اور
یا بے ادبی سے، اس کے علاوہ بڑے بڑے

گناہ موجود ہیں مثلاً زنا، شراب کا پینا، گمروہاں اعمال کے ضائع ہونے کا کہیں بھی ذکر نہیں
ہے مگر یہی بے ادبی ایک ایسی بدی ہے جو سب نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے جس طرح وضو سے
سب گناہ صغیرہ ختم ہو جاتے ہیں۔

اس درس قرآن کے شروع ہونے کی بہت نئی
درس قرآن روحانیت کی غذا ہے | ہوئی کیونکہ یہ روحانی غذا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

انسان کو دو چیزوں سے بنایا ہے۔ ایک جسم دوسری روح۔ اگر سانس وان کہیں کہ روح کیا ہے
ہم اسے نہیں جانتے۔ تو ہم جواب دیں گے کہ چوتھی جیسا حقیر جاندار اور زمین جیسی چیز بھی روح
جانتی ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص زمین پر سویا ہوا ہے۔ لیٹا ہوا ہے۔ دس
برس بھی لیٹا رہے۔ چوٹیوں سے نہیں کھائیں گی۔ لیکن اگر ایک مردہ چند گھنٹے رکھ دیں تو
نیچے سے چوٹیوں اور پر سے گدھ وغیرہ پزندے چپٹ جاتے ہیں۔ یہ کیوں؟ یہ اس لیے کہ

الہ چاندروں کو غلوم ہے کہ پہلے روح تھی اب نہیں ہے۔ تو اس روح کو یہ جانور بھی پہچان رہے ہیں۔ اس طرح زمین پر غریب و امیر سب سوتے ہیں کبھی بھی زمین نے اسے نہیں کھایا۔ مگر مردوں کو فوراً زمین کھانا شروع کر دیتی ہے۔ یہ بھی اس چیز کی دلیل ہے کہ زمین بھی روح کو جانتی ہے۔

انسان کی ان دونوں چیزوں میں اعلیٰ روح کی شہاداتی کے لیے مظاہر رحمت مقام روح کلمے جب روح نہ ہو تو جسم کو دفن کر دیتے ہیں۔ اب دیکھیے جسمانی ضروریات کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے سب زمین و آسمان اور اس کے اندر کی اشیا پیدا کیں۔ کھانے کے لیے، پینے کے لیے، پہننے کے لیے وغیرہ وغیرہ اس کے لیے مکان بنایا۔ کاذکاء انتظام فرمایا۔ لیکن دنیوی ان سب اشیا کی ہمیں ضرورت ہے بھی اور نہیں بھی۔ مثلاً آگ ہے اس کا کام پکانا ہے۔ ہمیں پکانے کے لیے اس کی ضرورت ہے مگر جب کام ہو جائے تو اس کو بجھا دیتے ہیں کیونکہ اب اس کا جلانے رکھنا باعث نقصان ہے کہیں مکان نہ جل جائے یا انسان ہی نہ جل جائے۔ اس کے لیے لکڑی و کوئلہ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادیا۔ جب چاہو آگ لگا لو۔ اسی لکڑی و کوئلہ میں آگ کو آئندہ کے لیے محفوظ کر لو۔ اسی طرح پانی ہے۔ یہ دریا ٹے کال جو قریب ہی بہہ رہا ہے۔ اگر قابل میں ہی رہتا اور اس علاقہ کے لوگوں سے کہا جاتا کہ وہاں جا کر پانی لایا کرو تو کتنی مشکلات پیدا ہوتیں۔ پانی سے مزایا تم روانہ ہو جاؤ۔ تاکہ راستہ کے لوگ تم سے فائدہ حاصل کرتے رہیں۔ یہ اس کی شان رحمانیت ہے۔ پانی کی چونکہ زیادہ ضرورت ہے۔ اس لیے اوپر بھی اور تہوں کے نیچے بھی پانی محفوظ فرمایا۔ اگر ہر وقت ہر جگہ پانی ظاہر ہوتا تو انسان بے گناہ ہوتا، ہلاکت تھی۔ اس لیے اس کو مٹی کے نیچے محفوظ کر لیا۔ جب چاہو حسب ضرورت پانی استعمال میں لاسکتے ہو۔ ہوا کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس کے سمندر کو ہر جگہ ہر وقت پیدا فرمادیا۔ دنیا کے کسی خطہ میں ایسا کوئی مقام نہیں ہے جہاں ہوا نہ ہو۔ امیر اور غریب کا کوئی سوال نہیں ہے۔ ہر ایک چیز کو ضرورت کے مطابق فرمادیا۔ یہ اس کی شان رحمانیت ہے۔ پھل، پھول مختلف رنگوں اور خوشبوؤں سے بنائے۔ ہر چیز عجیب بنائی یہ سب عقلاء کے نزدیک اہم و برتر ہے۔ کا کوئی بددلیست نہ فرمایا

ہوگا۔ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روحانی غذا بھی محفوظ کرنے کا انتظام کیا ہے۔ یہ کسی انسان کا کام نہیں اور نہ ہی طاقت ہے۔ اللہ کی طرف سے عطایا ہیں اور انعامات جس کا شکریہ ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو علم و عقل میں ترقی نصیب فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلائے۔ آمین۔

مبلغین قرآن دریا ہیں | جوان کے قریب آئے گا پیاس بجھ جائے گی جو نہ آئے گا
نقصان اسی کو ہوگا۔ مثلاً اب اگر لوگ دریا بے لندہ سے
ہڑتال کر لیں کہ ہم پانی نہیں پیئیں گے تو نقصان کس کا ہے۔ دریا تو بہہ رہا ہے۔ نقصان ان لوگوں
کا ہی ہوگا۔ آج کل لوگوں نے قرآن سے ہڑتال کر لی ہے اب اس سے جو بائیکاٹ کرے گا
خود مرے گا۔

اس لیے آپ حضرات سے درخواست کر دوں گا کہ آج سے انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ
عشاء کی نماز کے بعد اسی مسجد تکبیر میں درس قرآن ہوا کرے گا۔ اس میں شریک ہو کر اپنی دونوں
زندگیاں بہتر بنائیں۔ والسلام۔

باب

تذکارِ رسولِ اکرم ﷺ وحی و رسالت
سیرتِ مطہرہ، تعلیمات و اسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
 حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ
 الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ط (احزاب - ٢١)

وحی و رسالت

اور نور نبوت

پیشاور یونیورسٹی کی ایک مجددی مدرسہ قرآن

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ الْحَزِيْزُ
الْعَلِيْمُ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمِ رُسُلًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهِ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَانْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ

اللہ جل مجدہ نے ان دو آیتوں میں جس کی تلاوت کی گئی رسالت کا مسئلہ ذکر فرمایا ہے
رسالت کے لئے مرسل (بھیجنے والا) کون ہے؟ مرسل الہیم (جن کی طرف بھیجا گیا) وہ کون تھے؟
اور رسالت، وبعثت کے مقاصد کیا تھے؟ تو مرسل تو اللہ رب العزت ہیں جس کی چند
صفات پہلی آیت میں ذکر ہیں۔

کائنات اور اللہ کی تسبیح | ایک صفت اللہ کی تسبیحیت ہے کہ وہ ہر قسم کے

عیب سے منزہ اور پاک ہے۔ آسمانوں اور
زمینوں کی تمام چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ ہمارا خالق اور مالک ہے جس نے
ہمارے وجود اور جسم میں لاکھوں فائدے رکھے ہیں۔ ہماری نشوونما اور تربیت میں حکمت کے
خزانے بھر دئے ہیں۔ تو یہ یقینی ہے کہ ایسی ذات ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک اور منزہ
ہوگی۔ یہ تسبیح حالی بھی ہے کہ کسی مکان کو کسی مصنوع کو دیکھ کر صانع کا یا کمال ہونا معلوم ہو
جاتا ہے۔ اور قالی تسبیح یہ ہے کہ اللہ نے ہر ایک چیز کو وجود عطا فرمایا اور ہر چیز میں
یہ احساس کا ایک مادہ رکھ دیا ہے — وان من شیء الا يسبح بحمده —

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس کے لئے اس میں مادہ علم اور ادراک، قوی ہے اور دیگر اشیاء میں کم ہے۔ مگر ہے سب میں، ارشاد خداوندی ہے۔

كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ (سورۃ ۲۴- ایت ۴۱)
روئے زمین پر ہر چیز کو، سب مخلوق کو، تسبیح اور عبادت کے طریقے سکھلا دئے
جواسے جانتے ہیں۔

صلوۃ خالق کی عظمت اور صفت جلال و کمال کی منظر ہے اور اللہ کی عظمت پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مالک ہے۔

ہر چیز میں شعور و احساس ہے | آج کل سائنس دانوں نے بھی مان لیا ہے کہ ہر چیز میں ادراک ہے۔ پرانے فلسفیوں نے بھی

ایک حد تک کہا تھا۔ تو یہ آس پاس کے جو درخت ہیں ان میں بھی ادراک کا مادہ موجود ہے۔ پتھروں میں بھی احساس ہے۔ حضور اقدسؐ کے ہاتھوں میں پتھروں نے بھی فصیح انداز میں کلمہ شہادت پڑھا۔ حج کے موقع پر آپؐ نے ایک سواونٹ کی قربانی دی۔ ۶۳۔ اونٹ خود سحر فرمائے اور باقی حضرت علیؑ سے کرواتے اور سواونٹ ایک آدمی کی وصیت ہوتی ہے۔ ۶۴۔ کاذبح فرمانا اپنی عمر کی طرف بھی اشارہ تھا۔ آپؐ نے کسی امیر کے بارے میں بھی نہیں سنا ہوگا کہ اس نے سواونٹ قربان کئے ہوں۔ تو یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدسؐ کی جو فقر و مسکنت تھی وہ اختیاری تھی جبراً نہ تھی۔ تاکہ امت کے فقر کو تسلی ہوئی رہے۔ اور امت کے بولوگ دنیا کے طالب ہیں وہ یہ نہ کہیں کہ طلب دنیا اور امارت و دولت تو سنت نہیں ہے تو روایات میں ہے کہ جب حضور اقدسؐ اونٹ ذبح اور سحر کرنے لگے تو

کلمہ یزدلفن الیہ۔ ہر اونٹ آگے کی طرف پھسلتا اور پیش قدمی کر کے آگے بڑھتا کہ حضورؐ مجھے بھی اپنے دست مبارک سے ذبح کر دیں۔ حضور اقدسؐ ایک دفعہ ایک باغ میں گئے تو ایک اونٹ نے سامنے آکر رونا شروع کر دیا حضورؐ

فرمایا اس کے مالک کو، کہ تم اس کو خوراک کم دیتے ہو اور کام اس سے زیادہ لیتے ہو۔ اس نے تمہاری شکایت کی ہے۔

حضور اقدسؐ جب احد کی پہاڑی پر تشریف لے گئے تو واحد خوشی کے عالم میں جھومنے لگا۔ تو حضور اقدسؐ نے فرمایا۔

اسکن فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان۔ سکون اختیار کرو تم پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

حضور اقدسؐ نے فرمایا۔ — احد جبل یحبنا و نحبه — جبل احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ گویا احساس و شعور بھی نبی کریمؐ کے ساتھ محبت جیسے پاکیزہ جذبات کا تھا حضور اقدسؐ نے ایک خشک اور سوکھے درخت کے تنے سے جس پر خطبہ میں سہارا لیتے تھے، علیحدگی اختیار کی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ خشک درخت حضور اقدسؐ کے فراق میں چیخ چیخ کر رونے لگ پڑا۔ تو ہر شے میں دراک کا مادہ ہے۔

تکوینی تسبیح | جمادات بھی اپنی اپنی ڈیوٹی دے کر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور مالکیت کا اعتراف کرتی ہیں۔ اسی طرح تکوینیات میں کوئی بھی انسان خدا کے حکم سے ستمناپی نہیں کر سکتا۔ بڑے سے بڑا متمرّد اور سرکش بھی۔ جب حکم مل جائے کہ مرجاؤ تو مرجائے گا۔ ذلیل ہو جاؤ تو ذلیل ہو گا۔ فرعون غرق ہوا۔ شداد کی روح قبض کر لی گئی۔ تو تکوینیات جب چار و ناچار ملتے ہیں تو پھر تشریحات نہ ماننا کہاں کی عقلمندی ہے؟

یسبح للہ — اللہ اسم ذات ہے۔ وہ ذات جو مستجمع ہے جمیع صفات کمال کے لئے، امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسم ذاتی ہے۔ اس لئے بھی کہ قرآن میں اللہ کو باقی اسماء کے آگے بیان کیا گیا ہے یہ موصوف ہے اور باقی نام اس کے صفات ہیں جیسے
هو اللہ الذی لا الہ الا هو الملک القدوس (الایت) یا جیسا کہ اللہ لا الہ الا هو الحق القیوم

وغیرہ میں، اسی طرح یہاں بھی آیت میں آگے اللہ کے صفات بیان کر دئے گئے ہیں۔

ما فی السموات وما فی الارض ہر کائنات کا ذرہ ذرہ، ارضی و سماوی کائنات کا
پکار کر کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے پیدا کیا جو وحدہ لا شریک لہ ہیں۔

داخلی اور خارجی روشنی | عالم کو اس نے پیدا فرمایا تو اس کے لئے روشنی کے
انتظامات بھی فرمائے۔ اس مسجد کو تم نے بنایا تو اسے

روشن رکھنے کے بھی انتظام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بصارت (قوت بینائی دی)۔ آنکھیں دیں
تو اس سے کام لینے کے لئے باہر کی روشنی پیدا فرمادی۔ سورج اور چاند کو پیدا فرمایا اگر
آنکھیں ہوں مگر آفتاب، چاند، بجلی کی روشنی نہ ہو تو آنکھیں بیکار ہوں گی۔ اور ہم اندھیرے
میں ٹمکیں مارتے پھر سکیں گے اگرچہ آنکھیں موجود ہیں مگر ہم بھٹکتے پھر سکیں گے۔ اسی طرح اللہ
نے ہمیں عقل عطا فرمایا لیکن عقل کی روشنی بھی ایک خارجی روشنی سے کارآمد ہو سکتی ہے۔
اور وہ روشنی ہے وحی اور رسالت کی روشنی۔ اگر وحی کا نور نہ ہو تو چاہے کوئی کتنا بڑا فلسفی
اور کتنا ہی سائنسدان بنے۔ عقلمند اور حکیم بنے مگر ہدایت نہیں پاسکتا۔

نورِ نبوت کے بغیر روشنی بے کار ہے | دیکھئے! آج دنیا نے اگرچہ مادی لحاظ سے
ترقی کی ہے مگر یہ ترقی درحقیقت انسانیت

کی تباہی ہے۔ اخلاق میں سب گھرے ہوئے ہیں۔ دنیا کی تباہی کے درپے ہیں۔ اس لئے کہ اس
ترقی میں نورِ نبوت سے استفادہ نہیں کیا گیا۔ کتاب و سنت کے رہنمائی کے بغیر عقل اور
فلسفہ تباہی کے راستوں پر ڈالتا ہے۔ اس لئے منتظم حقیقی نے روشنی کا انتظام انبیاء و رسل کی
شکل میں فرمایا۔ اور اگر ایسا نہ فرماتے انبیاء کو مبعوث نہ فرماتے تو قیامت کے دن لوگ یہ
بہانے کرتے کہ آپ نے ہمیں عقل دی تو مگر ہماری عقل تو محدود تھی۔ اس لئے ہمیں آپ کی
مرضیات کا پتہ نہ چل سکا۔ ہمیں تو اپنے روح کی بھی حقیقت معلوم نہ ہو سکی۔ حالانکہ اپنے
ساتھ تو رشتہ، عینیت کا رشتہ ہے۔ وما اوتینم من العلم الا قلیلاً

قرآن میں ہے کہ — وِیَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ — لوگ آپ سے روح کی حقیقت کے بارہ میں پوچھتے ہیں۔

ضرورت وحی و رسالت | تو جب کوئی شخص اپنے روح کو نہیں پہچانتا۔ تو وہ بغیر نور نبوت کے کیا بتلا سکتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مرضیات ہیں۔

اور یہ نامرضیات ہیں۔ تو اگر کوئی کہے کہ میں صرف اپنی بصیرت سے عقل سے اپنی زندگی کی راہ متعین کر لوں گا تو یہ غلط ہے۔ آج کل کہا جاتا ہے کہ وحی کی کیا ضرورت ہے ایسے شخص کو آپ اندھیرے استوں میں چھوڑ دیں اور اسے کہیں کہ اللہ نے دو بڑی بڑی آنکھیں دی ہیں تو روشنی کی کیا ضرورت ہے تو اللہ نے اس لئے انبیاء کو بھیجا کہ لوگ خدا کے سامنے جیل و حجت نہ کریں کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِّئَلَّا یَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ أَبَدًا الرُّسُلُ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (سورہ فرقہ ۲۴-۲۵) ایت ۱۲۵

اللہ عزیب سے منزہ ہے نقص اور خامی سے منزہ ہے اس نے حجت کو پورا فرما دیا وہ مالک اور بادشاہ ہیں القدوس وہ پاک ہے کسی کے اوپر ظلم اور زیادتی نہیں کرتا۔ دنیا کا ہر بادشاہ جت چاہے گرفتار کرے۔ اللہ تو مالک الملک ہے۔ وہ تو حقیقتاً سب کچھ کرنے کی قدرت رکھتا ہے مگر وہ ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ حبیب بھی کسی کو معذرت کریں گے تو پہلے اتمام حجت کریں گے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (سورہ فرقہ ۱۵) ایت ۱۵

رسول اور نائب رسول کے ذریعہ وہ لوگوں تک حق پہنچائیں گے۔ آج کا زمانہ دیکھئے کہ

محاضرہ اور اتمام حجت | دنیا کے گوشے گوشے تک قرآن و حدیث پہنچانے کے کیسے کیسے غیبی انتظامات ہو گئے۔ ایک زمانہ

ایسا تھا کہ ایک حدیث سننے کے لئے دور دراز کی مسافرتیں طے کرتے تھے۔ لوگ حق کے اتنے متلاشی تھے کہ احادیث کے درس میں (جو تعلیمات رسالت ہی ہیں) چالیس چالیس ہزار دو ات اور قلم گئے گئے۔ تو آج اگر لوگوں کا جذبہ کم ہو گیا ہے حق کے تلاش میں نہیں نکل سکتے

تو اگر گھر کے کسی کونے میں بیٹھ جائے تو حق کی آواز ریڈیو کے ذریعے اخبارات کے ذریعے اور لاٹوڈ سپیکر سے اذان کے ذریعے پہنچ جائے گی۔

امر و حکم کا حق صرف اللہ کو ہے | العزیز۔ اللہ تعالیٰ غالب بھی ہیں کسی کے دباؤ میں نہیں آتے کہ دباؤ کے وجہ سے کسی

حکم کو چھوڑ دیں یا اضافہ کر دیں، قدرت اس کی ہے قوت اس کی ہے۔ البتہ وہ حکیم بھی ہیں۔
الحکیم۔ آج اگر کوئی شخص متمردانہ زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی گرفت نہیں ہو رہی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ بلکہ یہ اسے مہلت ہے اللہ حکیم ہے غالب ہے مقدس ہے مالک الملک ہے۔ ہر غیب و نقص سے منزہ ہے توجہ ذات ایسے ایسے صفات سے موصوف اور متصف ہے صرف اسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو اپنے بندوں کو احکام بھیجے، قانون بھیجے۔ دنیا کا کوئی ملک جس میں حکومت ہو وہ بغیر قانون کے نہیں ہوتا۔ تو اللہ اپنے غلاموں کو سلطنت ارضی و سماوی کو قانون اور ضابطوں سے کھلا کب چھوڑتا۔ نہیں بلکہ ہمارے لئے بھی قانون ہے جس سے مرضیات الہیہ کا پتہ چلے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو انبیاء کے ذریعہ قرآن کے ذریعہ قانون دیا تاکہ تمام حجت ہو جائے۔ کیونکہ انسان عقل سے مرضیات الہیہ کا ادراک نہیں کر سکتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا۔ اس غالب اور حکیم ذات نے رسول کو بھیجا۔ اذ بعث فی الامیین رسولا منهم جس نے ان پڑھوں میں عظیم الشان رسول کو بھیجا جو انہی میں سے ہیں۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ سَرُوفٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ ۹ آیت ۱۲۹)
تو مرسلاً اللہ جسے جامع صفات و کمالات ذات ہیں اور مرسلاً حضور محمد رسول اللہ جیسی عظیم الشان

امیین میں بعثت کی حکمت | شخصیت اور مرسلاً الیہم عرب قوم جس کی تعبیر اُمّی سے کی گئی۔ اس وقت یہ لوگ غلطیوں

میں مبتلا تھے اور اگر کوئی تعلیم یافتہ ایمان سے کی ڈگری لینے کے بعد کوئی کمال حاصل کرتا ہے تو

یہ نادر چیز نہیں ہے کیونکہ اس نے کتابوں کا مطالعہ کیا ہوگا۔ مگر اس ملک میں پڑھنے لکھنے والے

تو چند ہی ہوں گے۔ کوئی کالج، کوئی مدرسہ اور سکول نہیں اس وقت جزیرۃ العرب میں

کتب خانے نہیں تھے۔ ہم لوگ پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں عمریں گزر جاتی ہیں چند طلبہ ہوتے ہیں۔

ان کو پڑھانے اور ان کے اصلاح میں سامعی رہتے ہیں ہزاروں روپیہ لگتا ہے مگر ان چند افراد

کی اصلاح مشکل ہوتی ہے اس کالج اور یونیورسٹی کے احاطہ میں کتنے لاکھ روپیہ خرچ ہو رہا

ہوگا اور کتنے اساتذہ ہوں گے، آپ ان سے پوچھیں کہ ان کی مسامحی کا نتیجہ کیا نکلا؟ مگر حضور

اقدس کے تشریف آور می کے وقت عرب کی جو حالت تھی وہ آپ کے سامنے ہے مگر ۲۳

برس کا عرصہ قلیل عرصہ ہے اس عرصہ میں حضور کی تعلیمات سے کفر مٹ گیا، شرک مٹ گیا لوگوں

کے عقائد بدل گئے۔ اور عقائد و مذہب کی تبدیلی کوئی آسان بات نہیں آج ہم کسی ایک رسوم

رواج کو مٹا نہیں سکتے۔ ابو جہل اپنے ساتھیوں سمیت بدر میں داخل جہنم ہوا وہ کسی حکومت

اور اقتدار کے لئے نہیں لڑ رہا تھا۔ زر۔ نزن۔ زمین تین چیزوں پر لڑائی ہوتی ہے۔ تو ان

چیزوں کے لئے وہ نہیں لڑ رہا تھا۔ بلکہ وہ اپنے باطل مذہب جسے وہ مذہب سمجھ رہا تھا کسی

بقاء کے لئے لڑ رہا تھا تو ایسے لوگ جو اپنے مذہب اور نظریات میں اتنے کڑا اور مضبوط تھے

حضور اقدس نے ان کا کیا لپٹ دیا۔ ان میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ پیدا

ہوئے۔ آج سیاست میں کیا کوئی حضرت عمرؓ جیسا سیاست دان پیش کر سکتا ہے کوئی حضرت

خالد بن ولیدؓ جیسا کمانڈر ان چیف پیش کر سکتا ہے۔ کوئی حضرت عبیدہ بن الجراحؓ

جیسا سالار اور امین پیش کر سکتا ہے۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ کی یہ حالت بنی یہاں کروڑوں

روپیہ خرچ ہوتا ہے مگر ہم اپنے ماحول کو درست نہیں کر سکتے۔ اور وہاں حضور اقدسؐ

اکیلے ہیں نہ دولت ہے نہ خزانے ہیں اور پھر ان امیہ میں ایسے ایسے عالم فقیہ، حکمران

سیاست دان اور ماہرین حرب و ضرب پیدا ہو گئے۔ اللہ اکبر

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منہم۔ اللہ کو منظور تھا

کہ ان امیین کے ذریعہ اسلام پھیلے گا۔ علامہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس کو ایسے دور میں مبعوث فرمایا کہ باطل طاقتیں ہر طرح طاقت اور قوت رکھتی تھیں۔

ایک ایک لڑائی میں دشمن نے ۳-۳ لاکھ افواج پیش کئے۔ ۷-۸ لاکھ کی تعداد آئی ہے۔ مگر اللہ نے کسریٰ اور قیصر جیسے طاقت وروں کے ہاں نبی آخر الزماں کو مبعوث نہیں فرمایا بلکہ عرب کے امیین میں تو اس کے کئی وجوہات ہیں۔ ایک ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی تھی کہ وابعث فیہم رسولاً منہم۔ مگر ایک حکمت یہ ہے کہ جو شخص نادان ہو، اُن پر ہوا اس کی اصلاح آسان ہے اور جو باوجود علم کے غلطی کرتا ہے اس کی اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔ کوئی مولوی اور پروفیسر اگر ضد پر آجائے تو ہزاروں سمجھائیں مگر ضد نہیں چھوڑے گا۔ اور کسی اُن پر یہ بات کی سچائی واضح ہو جائے تو وہ اپنی جان قربان کر دے گا۔ تو حضور اقدس کی تعلیمات کی صداقت کہ ۲۳ برس کے قلیل عرصہ میں امیین کے کایا کیسے پلٹ دی ہنزدہ احد میں چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو خون کو رومال سے پونچھنے لگے اور اسے زمین پر نہیں گرنے دیا اور فرمایا کہ جب کسی قوم نے اپنے نبی کا خون گرا دیا تو وہ ہلاک ہو جاتی ہے۔ اور حضور نے دعا کی کہ اللہم اھد قومی فانہم لا یعلمون۔ یا اللہ یہ لوگ نہیں جانتے۔ علت بتلا دی کہ لا یعلمون۔ طائف کے میدان میں حضور اقدس پر پتھر برسائے گئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور اقدس کے ساتھ ہیں کسی نے کہا کہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کر دے۔ ملک الجبال آتے ہیں تاکہ حضور کی تسلی ہو کہ میں اکیلا اور بے سہارا نہیں ہوں وہ پیش کرتے ہیں کہ چاہو تو ابھی طائف کے دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر ملا دوں اور یہ چکی کے دو پاٹوں کی طرح اس کے درمیان ہلاک ہو جائیں۔ حضور اقدس نے فرمایا نہیں یہ لوگ نا سمجھ ہیں شاید ان کی اولاد میں سے کوئی ایمان لے آئے اے اللہ ان کو تباہ نہ کر۔

پھر حرب امیین کے سامنے حق واضح ہو گیا تو لاکھوں صحابہ کو

کایا پلٹ انقلاب

وہ مقام ملا کہ دنیا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر عزت اور

بلندی کا مقام نہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ یہ خدائی تمغہ ہے صحابہ کا۔ لقد رضی اللہ
عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
مُخْلِدينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورۃ ۹- ایت ۱۰)

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ
تَزِيهِمْ رُكْعًا سُبْحًا يَبْتَغُونَ فَلَاحًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا (سورۃ ۲۸- ایت ۲۹)
عالم اکبر کے شعور و ادراک کے کمال کا دور | ایک دور میں عالم اکبر کے طرح شخص
اکبر بھی طفل تھا طفولیت کا دور

مقتدا نبیاء نے لوگوں کو تکیوینی امور بتلا دئے جیسے بچوں کو سکھایا جاتا ہے۔ پھر حضرت
نوح علیہ السلام کے زمانہ میں شخص اکبر جوان بنا۔ حضرت ابراہیم کے زمانہ تک جوانی کا دور تھا تو اس
میں بھی انبیاء علیہم السلام کو سمجھا جاتا رہا جوانی کا اور سرکشی کا دور ہوتا ہے لڑتا ہے مارتا ہے
تو سرکشوں کی سرکوبی ضرور ہوتی ہے مواخذہ اور گرفت ہوتی ہے اور اگر بچہ غلطی کرتا ہے تو
سرزنش اور سزا نہیں ہوتی۔ تو حضرت آدم سے حضرت نوح کے زمانہ تک قوموں پر عذاب نہیں
آیا۔ اور جوان کو سزا دی جاتی ہے۔ عالم اکبر جوان ہو گیا۔ عناصر اربعہ مضبوط تھے تو اللہ تعالیٰ نے
حضرت نوح کو تشریعیات کی وحی بھیجی۔ حضرت نوح نے ہر طرح لوگوں کو سمجھایا۔ ساڑھے نو سو
برس حضرت نوحؑ نے تبلیغ کی۔ مگر صرف ستر کے لگ بھگ مسلمان ہوئے لوگوں نے کہ دن کو لوگوں
کے سامنے آپ ہمیں نصیحت کر کے رسوا کرتے ہیں تو حضرت نوح علیہ السلام رات کے وقت
ان کے پاس جانے لگے جب انہیں معلوم ہوتا تو بستر وں میں دیک جاتے لحاف سے چہرے
ڈھانپ لیتے خراٹے لینے لگتے کہ ہم سوئے ہوئے ہیں۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَبِلاً وَنَهَاراً فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاؤِي إِلَّا

فَرَّاهُ وَآتَىٰ كُلَّمَا دَعَوْهُمُ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعُهُمْ فِيَٰ أَذَانِهِمْ ۖ وَ
 أَنَّهُ تَغْفِرُوا ثِيَابَهُمْ ۖ وَأَصْرُوا ۖ وَاسْتَكْبَرُوا ۖ وَاسْتَكْبَرُوا ۖ (سورۃ اہل بیت ۷۶)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو معذب کر دیا۔

اس کے بعد قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعب، قوم تبع جو بڑے زور آور اقوام تھے کو بھی
 معذب کیا۔ اس کے بعد شخص اکبر پر شیخوخت اور پختہ کسی کا زمانہ آیا جسے ۵ برس سے چالیس
 تک جوانی کا زمانہ ہوتا ہے۔ ساٹھ ستر برس کے بعد جسمانی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ مگر تجربہ
 اور علم زیادہ ہو جاتا ہے شعور و ادراک اور علوم میں پختگی ہو جاتی ہے تو حضرت سیدنا
 ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے علوم و فنون اور حکماء و علماء کے نشوونما ہونے لگا۔ یہاں
 تک کہ حضور کا زمانہ آیا تو اب علوم کے انتہائی پختگی، تجربات کا دور ہوا۔ اور ایسے ایسے علوم
 دے گئے جو انتہائی آخری اور اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں یہ تکمیل انسانیت کا دور ہو گیا۔ اور
 وحی بھی وہ وحی نہیں جو حضرت آدم کے لئے تھی بلکہ جس کا آغاز حضرت نوح علیہ السلام کے
 دور سے ہوا۔ وہ تشریعیات اور ہدایات ربانی جو تکمیل انسانیت کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ فرمایا
 إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ ۖ وَالنَّبِيُّ مِنَ الْبَعْدِ ۖ (سورۃ اہل بیت ۷۶)

اب حضور اقدس کا زمانہ ہے اور
انکشاف و اکتشاف کی تکمیل کا زمانہ | ساری بنی نوع انسانیت اس کی ہے

چاہے امتہ دعوت ہے یا امتہ اجابت۔ مگر جو مادی ترقی اور انکشاف و اکتشاف حقائق اور
 علوم دینیہ اس آخری دور میں ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں کسی اور قوم کے عہد میں نہیں ہوئے
 آخری دور کے لئے ایسے عظیم الشان پیغمبر کو منتخب کر کے بھیجا گیا جس کا علم بھی سب انبیاء
 سے جامع اور کامل بلکہ اکمل ہے فرمایا۔ اوتیت علم الاولین والاخرین۔ جنکے عقل
 اور اعلم ہونے پر دشمن بھی گواہی دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں کوئی مقدمہ پیش ہوا
 کسی نے ایک فریق کے بارہ میں کہا یہ ثقہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا آپ اس کے ساتھ کسی

معاملہ میں شریک ہوئے ہیں یعنی ان کو معاملات میں بڑا ہے کہا نہیں فرمایا کہ تم نے اس کو مسجد میں عبادت کرتے دیکھا ہوگا۔ مگر صرف اس سے کسی کے حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی جب تک معاملات میں اسے نہ آزمایا ہو تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان اُممیین ہی نہیں سے مبعوث فرمایا گیا کہ جنہوں نے انہیں چالیس سال تک ہر معاملہ میں پرکھا اور جانا بعثت نبوت سے قبل ۴۰ سال کے عرصہ میں سب انہیں عقل الناس سمجھتے تھے سب سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار جہاں انہیں کوئی مشکل درپیش آیا تو سب سے زیادہ صادق العقول صادق العقل آپ ہی کو مانتے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر سچا آپ ہی کو سمجھتے تھے تو جس کی ہر بات نبوت سے قبل دشمن کے نظروں میں سچی ہے تو نبوت کے بعد کب اس کے تعلیمات جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ حکم ہوا کہ فاصدع بما قوہ مراب کھلے بندوں بے خوف و خطر میرے احکامات لوگوں تک پہنچا دیجو تو آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور پہلے اُن سے دریافت کیا کہ اگر میں تمہیں اس پہاڑ کے پیچھے آنے والے خطرات سے ڈراؤں تو مجھے کیا سمجھو گے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا اور شہادت کی کہ ما وجدناک الا صادقاً۔ ہم نے تمہیں آج تک ہمیشہ سچا پایا۔ الغرض ایسا رسول کا خرمی دور میں بھیجا جو اعلم الناس اصدق الناس تھے۔

مقصد بعثت | اور ایسا عظیم الشان رسول جو — يتلوا علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ — بعثت کا ایک مقصد تلاوت آیات ہے اور دوسرا یہ کہ وہ ان کا تزکیہ بھی فرماتے ہیں۔ قلب و دماغ کو شرک و کفر، حسد و بغض، تمام برائیوں سے پاک کرتے ہیں اور ایسا تزکیہ فرمایا۔ کہ حضرت جعفر شہادت دیتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہماری زندگی لوٹ مار اور قتل و فساد ہی ہو کرتی تھی

صحابہ کا بے مثال تزکیہ | پھر کیسا تزکیہ ہوا؟ جنگ یرموک میں میرا بھائی زخمی ہوا پیاس سے تڑپتا تھا میں ان کے پاس پانی لے گیا۔ ادھر دوسرے زخمی کے آواز آئے العطش۔ ہائے پیاس۔ تو اس زخمی نے منہ بند کر دیا اور کہا نہیں

پہلے اس دوسرے زخمی کو پانی دے دو۔ وہاں پہنچا تو دوسرے طرف سے ایسی آواز آئی یہاں بھی پانی سے انکار ہوا۔ اسی طرح سات صحابہ تک پانی پہنچا ہر ایک نے ایثار کو اختیار فرمایا پہلے زخمی تک واپس ہوئے تو انتقال فرما چکے تھے۔

اسی طرح اور بھی تو موت کے وقت یہ ہمدردی یہ ایثار یہ مٹا سات کئی کئی دن گھروں میں فاقہ ہے آگ نہیں جلتی بکری کا سرا آجاتا ہے وہ خود بھوکے رہ کر پڑوس میں بھیج دیتے ہیں وہ خود اسی طرح ادروں کے گھر میں یہاں تک کہ وہ پہلے گھر میں واپس ہو جاتا ہے۔ یہ ہے وین کیہ ہم کا نتیجہ۔ اس کے بعد ویلعلہم الکتب وال حکمتہ۔ تزکیہ مقدم ہے تعلیم پر کہ قرآن مجید دودھ کے طرح صاف و شفاف چیز ہے۔ برتن کو پہلے صاف کر دو پھر اس میں دودھ ڈال دو جب دل و دماغ متزکی نہ ہو تو قرآن و سنت کے مضامین سے اسے بھر دو تب بھی اصلاح نہیں ہوگی۔ نہ اعلم کافی نہیں۔ علم کے ساتھ نفس کے اصلاح و تزکیہ جو اصل مقصد ہے کا بھی فکر رہنا چاہئے۔

اور حضور کا کام تلاوت جو بذات خود اہم چیز ہے جب کہ پر ویزی اور منکرین حدیث اسے بے کار سمجھتے ہیں۔ اور حضور اقدس کا کام صرف ایک ڈاکیہ جیسا کہ غلطے آئے آگے اس کا کام ختم نہیں حضور تلاوت بھی کرتے تعلیم کتاب بھی اور اس کے ساتھ ایک اور چیز بھی ہے وال حکمت کتاب کے مقابلہ میں جب حکمت آتا ہے تو اس سے سنت مراد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے آپ لوگوں پر اور ان پر جو قرآن کو پڑھتے ہیں سمجھنے کے سعی کرتے ہیں (و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)



سرچشمہ نور و ہدایت ﷺ

محرم الحرام کے مناسبت سے منقذ تقریب میں جامع مسجد رابپور انیر فزرس
سنٹر میں کیمڈ ٹوں کے اجتماع سے خطاب تمام حاضرین جلسہ کا تعلق
فوج سے تھا۔

خطبہ منور کے بعد یسبح الله ما في السموات وما في الارض الملك القدوس العزيز الحكيم
هو الذي بعث في الاقمتين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب
والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين ہ جمعہ آیت ۱۲۱

محترم بزرگوار! آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھ ناچیز کو حاضری کی شرف عطا فرمائی
میں ایک طالب علم ہوں۔ اور الحمد للہ کہ آپ حضرات بھی طالب علمی کے دور سے گزر رہے
ہیں۔ کیمڈ ٹ ہیں۔ تو جیسے طالب علم آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ مجھ سے بھی زیادہ توقع نہ
رکھیں کہ خوش آوازی یا اعطاء کلمات پیش کر دوں۔ پھر سہا رہی ہوں۔ ذرا پس کا اعصاب
پر بھی اثر ہے۔

محترم بھائیو! سید الکائنات رحمۃ اللہ علیہ
سید الکائنات روشنیوں کا سرچشمہ

رحمت ہیں۔ تمام کمالات کا منبع ہیں۔ جیسے کہ یہ روشنیاں ہیں۔ موم تہی چراغ، بجلی کی
رشتی ہو کر تہی ہے۔ ستاروں اور چاند کی روشنی ہوتی ہے۔ سب سے اوپر سورج
ہے۔ جس سے یہ ساری روشنی ماخوذ ہے۔ جتنے سیارے ہیں۔ انہیں سورج کے

اور دگر دگھوتتے ہیں۔ جیسے آپ حضرت اکتے ہیں کہ تمام اوروں کیوں کا نام سورج پر ہے اور
سب روشنیوں دنیا کے اندر سورج ہی سے جلی ہے۔ اس طرح امتوں میں سب سے زیادہ
باکمال پیغمبر ہوا کرتے ہیں۔ اور سب انبیاء کا سردار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کمال ہیں
تو دیگر انبیاء مثل چاند کے ہیں تو آپ مثل سورج کے ہیں۔

صحابہ کرام ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اصحابی کا نجوم۔ میرے
تمام صحابہ ستارے ہیں۔ ان کی روشنی مجھ سے مانو دے ہے۔ سمندر

اور تارکیوں میں ستاروں ہی راستہ معلوم کیا جاتا ہے۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
اشارہ فرمایا کہ میرے بعد صحابہ کرام سے ہدایت پاتے رہو۔ فقبا یہ صحابہ اقتدیتم ہدیۃم
جس کی بھی متابعت کر لو گے ہدایت پا لو گے اگر صحابہ نہ ہوتے تو آج ہمارے پاس قرآن
بھی نہ ہوتا۔ نہ احادیث کا ذخیرہ نہ اسلام تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کا تذکرہ بنا دے۔

توہین صحابہ کا انجام ابواحنی ایک بڑے عالم گذرے ہیں۔ ایک شخص سر گیا۔ بڑا آدمی
تھا۔ ابواحنی کو غسل کی دعوت دی گئی۔ جب اگر انہوں نے چادر

اٹھائی تو اس کے گلے میں ایک اٹھ پٹا ہوا پایا۔ ڈر کر بھاگ گئے تحقیق کی تو معلوم ہوا یہ شخص
صحابہ کرام کو گایاں دینے والا تھا۔ ایک اور شخص نے حضرت حسنؓ کے مزار پر قصد ایشاب کیا
اور کرتے ہی کتے کی طرح بھونکنے لگا۔ دیوانہ ہو گیا۔ مرنے کے بعد بھی قبر سے کتے کے
بھونکنے کی آواز نکلنے لگی۔ اصحابی کا نجوم۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔

کعبہ عام و کعبہ خاص اگر ایک شخص ایسے مسجد میں نماز پڑھتا ہے کہ سنگ مرمر سے بنا ہے
سو نے چاندی کی نگاری اس پر ہوتی ہے۔ بڑی نفیس ہے۔ پھر

یہ شخص الحمد (فاتحہ) پڑھتا ہے۔ اور قرآن مجید کے ۳۰ پارے بھی ختم کر لیتا ہے۔ اور مسجد میں سجدہ میں کوٹ
میں جاتا ہے خشوع و خضوع کرتا ہے۔ مگر اس مسجد کی سمت قبلہ رو نہیں۔ خانہ کعبہ سے مڑی ہوئی ہے۔
کیا اس کی نماز ہوگئی؟ بالکل نہیں خدا کا حکم ہے۔

قول وجہك شط للسجد الحرام۔ اور فرمایا۔ فو لتوا وجوہكم شطرا۔ تم

نمازوں میں اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف رکھو۔ اور اگر قصد رخ موڑتا ہے تو دوسرے آئند اس پر
کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں مگر ہمارے امام ابو حنیفہؒ ایسے فتویٰ میں بڑے محتاط ہیں تو فرمایا بخشتی علیہ الکفر۔ اس پر

کفر کا خطرہ ہے۔ دیکھیے آپ تو فوجی ہیں۔ اگر ایک افسر نے ایک ہمت اور ایک رخ ایک کام سے یہ متعین کر لیا۔ پھر آپ اس پر فساد نہ چلیں تو آپ کی غلطی ہرگز معاف نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہماری زندگی کے تمام امور کھانا پینا۔ سونا لہنا شادی کرنا سب کچھ چاہے ہم فوجی ملازمت کریں چاہے ملک کا صدر ہو یا وزیر ہو آقا ہو یا غلام ہو۔ ہمارے ان کاموں کے لیے بھی ایک قبلہ ہی مقرر کیا گیا ہے۔ زندگی کے جتنے حصے ہیں ان سب کے لیے قبلہ۔ حضور اقدس کی ذات مقرر کی گئی ہے۔ لقد کان لکھرفی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

اگر کسی کا رخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ ہو۔ وہ **رخ موڑنے کا نتیجہ برزخ میں** قطعاً غلط ہے۔ ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ ایک کفن کش تھا اس نے گناہوں سے توبہ کر لی۔ اگر ابو اسحاق سے قصہ بیان کرتا ہے کہ میں نے کئی اموات سے کفن نکالتے کا وقت دیکھا کہ ان کا رخ قبلہ سے مڑا ہوا تھا۔ حالانکہ لوگ مردوں کو قبر میں رکھتے وقت قبلہ رو کر لیتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اماں اور امی سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جس نے اپنی زندگی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ بنائی تو موت کے بعد فرشتے اس کا رخ دوسرے طرف پھیر لیتے ہیں۔ وہاں تو جھوٹ نہیں چلے گا۔ کہ جب فرشتے پوچھیں من تبدیل۔ (تمہارا نبی کون ہے تو یہ اس کے جواب میں غلط بات کہہ دے۔ جب زندگی بھر نفس کے تقاضوں اور خواہشات پر چلتا رہے تو قبر میں بھی اس کا رخ قبلہ سے پھیر لیا جائے گا۔

مختار مجاہد اکبر جیسے ناچیز اور کجا آقا کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بیان۔ ۷

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب

منور نام تو نقص کمال بے ادبی ست

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شان

ہے۔ خدا کے نزدیک تو

کمالات اولین و آخرین کی جامع ذات

بعد از خدا بزرگ تویی تقدیر مختصر

خدا اور خدا کی صفیں تو خدا کے اندر ہیں۔ یس کلمہ شیخی۔ قل ہوا اللہ احد

خدا کی شان بیکتاب ہے، بے نظیر ہے، بے مثل ہے، مگر خدا کے تمام مخلوقات میں خواہ کوئی بھی
مقرب مخلوق ہو حضور کی شان سے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حسن یوسف دم علییٰ پر سفینا داری

آنچه خوابان همه دارند تو تنہا داری

انا وحینا الیک کما اوحینا الی نوح ہم نے آپ کو وحی بھیجی۔ جیسی کہ نوح علیہ

والنبیین من بعدہ و اوحینا الی السلام اور ان کے بعد کے دوسرے

ابراہیم واسماعیل واسحق موسیٰ و عیسیٰ بن انبیاء کرام کو اور ابراہیم موسیٰ و عیسیٰ کو

مریمہ (آیت) وحی بھیجی

حضرت نوح سے حضرت عیسیٰ ایک جتنے کمالات انعامات انبیاء کو دیئے گئے۔ وہ سب
کے سب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے ہیں۔ اگر لاکھوں سنارے اور چلیاں لگائی
جائیں مگر آفتاب کی روشنی تک پہنچ نہیں سکتی۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰهُ یُعْطِیْ حُضُورُ نے
فرمایا میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔

حضور کی شان مبارک یہ ہے کہ مخلوقات میں
ربوبیت خداوندی اولین معلم

اور سب سے پہلے معلم اور استاد بھی رہی ہیں۔ اللہ نے ہمیں عجب پیدا نہیں کیا۔ اور بدن
میں اشرف چیز روح ہے۔ سب سے پہلے ارواح کو پیدا کیا۔ وہاں سبق سکھانے پوچھا گیا اَلَسْتُ
بِکَیِّحُم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو تمام ارواح سیدنا آدم علیہ السلام سے تاقیامت
پیدا ہونے والے انسانوں کے ارواح نے حضور کی طرف دیکھا کہ کیا جواب دیں۔ روح طبعیہ کو
حضور اقدس نے پہلے آواز دی۔ کَلَّا اَنْتَ رَجُلٌ تَدْعُیْ ہُمْ لَیْسَ لَکُمْ اَلِیْسَ ہُمْ لَکَ اَو تَقُولُ اَنْتَ
بِہِیْ جَوَابٌ جَا۔ آج دنیا میں کروڑوں مسئلے ہیں جس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر سب سے
بڑا مسئلہ مسئلہ حلاوت کا اعتراف ہے۔ مگر اس کے باوجود سب سے زیادہ ان میں
بات پر متفق ہیں۔ وہ اللہ کو ماننا ہے۔ قرآن میں ہے جس بات کے بارے میں ان سے پوچھو
کہ انسانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا۔ تو یہ لوگ کہیں گے۔ لَیْقُولُنَّ اللّٰہُ

اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ انٹی گارڈ تحریک چلانے والا رسی بھی جب مرنے لگا تو مینار سے گرتے وقت منہ سے نکلا کہ اے گارڈ جیسا کہ ایک دن زلزلہ آیا تو گاؤں سے بھی آوازیں آئے گییں سینما سے مسیحا پناہ دیا۔ خدا نے ذرا اپنی قدرت دکھا دی تو بس خدایا د آیا۔ اور دلوں سے اس کی آواز نکلنے لگی یہی وہ یمن الست ہے اور یہ وہی پہلے یمن بلی آنت کربنا کا اثر ہے۔ جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے سارے ارواح میں بیٹھ گیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑا پیارا نام ہے۔ یہ عربی لفظ ہے۔ یعنی وہ اُمت محمدی کا شانِ حمد | ذات جس کی توصیف جس کی تعریف جس کی عظمت و اترا

کثرت کے ساتھ بار بار آسمانوں میں زمینوں میں قیامت تک ہوتی رہے گی۔ عجیب نام ہے حمد ایسی تعریف کو کہتے ہیں جس میں محبت ہو دل میں انتہائی محبت اور قدر ہو اور حمد کی یہ وصف ہر چیز میں نمایاں ہے۔ اس اُمت کو اللہ حمادوں کا نام دیا ہے۔ بہت زیادہ حمد کرنے والے کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کھانے کے اختتام میں الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا وجعلنا من المسلمین ہے۔ ہر آن اللہ کا حمد نماز میں الحمد للہ رب العالمین سے آغاز کرتے ہیں قرآن کا آغاز اسی آیت ہے۔ سوتے جاگتے حمد و ستائش سونے سے اٹھ کر دعا ہوتی ہے۔ کہ

الحمد للہ الذی احيانا حمد و ستائش اس ذات کو ہے جس نے
بعد ما اماتنا و اليہ موت کے بعد ہمیں دوبارہ زندگی دی اور
التشور۔ اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

قیامت کے دن ہر چیز کا اپنے اختتام کے پہنچے جانے کے بعد اہل جنت کہیں گئے۔
واخر دعوانا ان الحمد للہ ہماری آخری پکار بھی یہی ہے کہ حمد و
رب العالمین ہ ستائش کا سزاوار رب العالمین ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جھنڈا ہو گا اس کا نام بھی نوا الحمد ہو گا۔ فرمایا۔
وبیدی نوا الحمد میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا۔

حضور کو بشارت بھی جس مقام کی دی گئی وہ بھی حمد والی ہے۔

عسیٰ ان یبعثک ربک بہت قریب کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود
مقاماً محموداً ۱۰ تک پہنچا دے۔

اور وہ محمد بھی ہیں اور محمد بھی اور خدا کی طرف سے نور بھی۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۱۱

خفاش نور سے محروم ہوتا ہے تو بہ قیمت بھی اس نور سے محروم ہوگا۔ حضور کی شان یہ

ہے کہ۔

و یخرجہم من الظلمات وہ انہیں اندھیروں کے روشنی کی طرف
الی النور ۱۲ (آیت) نکال باہر کرتا ہے۔

جہاں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس نور و درود
حضور سے امت کا تعلق اور حقوق شریف پڑھا کر در ایک دفعہ ساری زندگی

میں درود پڑھنا تو بالاتفاق فرض ہے۔ اس لیے کہ قرآن حکیم میں صریح حکم ہے کہ، صَلُّوا عَلَیْہِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا ۱۳ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کسی مجلس میں بار بار نام آجائے تو ایک دفعہ صلی اللہ علیہ
وسلم کہنا واجب ہے۔

امام کرخی کہتے ہیں کہ ہر دفعہ سننے سے درود واجب ہو جاتا ہے۔ تو اس کی برکت

تو ہر حالت میں ظاہر ہوتی ہے۔ عیسائی وغیرہ اور اقوام میں اپنے پیغمبروں کی وہ عظمت اور لغت

اور توصیف نہیں جو مسلمان اپنے پیغمبر کا کرتے ہیں۔ پانچ وقت اذانوں میں اعلان ہے کہ۔

اشہد ان محمداً رسول اللہ پھر تشہد میں حضور کی عبدیت و رسالت کا اعتراف کیا جاتا

ہے۔ و اشہد ان محمداً عبداً ورسولاً پھر تشہد کے بعد اللہم صل علی

محمد اور اللہم بارک علی محمد کہہ کر نبی کریم پر صلوٰۃ و سلام اور برکات بھیجنے کی

دعا کی جاتی ہے۔ تو جیسا کہ شان ہے۔ ویسا ہی آپ کا نام بھی ہے۔ واقعی اگر اللہ کے

بعد اگر کسی کی توصیف و تعریف ہوتی ہے۔ تو وہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اللہ

کا ارشاد ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور ہم نے آپ کا ذکر اونچا کر دیا۔ اور

فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیمًا اللہ کا فضل و حکم آپ پر بہت زیادہ ہے۔

نبوت کی روشنی | حضرت عثمان بن عفانؓ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جس دن حضور تشریف لائے۔ حضور کی پیدائش کے ساتھ روشنی چمک اٹھی جو شام تک پہنچی

علماء نے نکتہ لکھا ہے کہ سب سے پہلے عرب کے بعد شام میں اسلام پھیلا پھر حضور خود بھی وہاں نبوت سے پہلے تشریف لے گئے اور شب معراج میں بھی شام تک سفر کا ذکر قرآن میں آیا۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ یلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ (الآیت)

اور یوم الميثاق میں خدا نے انبیاء کرام حضور کے لیے انبیاء سے حلف فاداری سے وعدہ لیا تھا کہ واذا اخذ الله

ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لهما معكم لتؤمنن به (الآیت) یہ ایک حلف و فاداری تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تمام انبیاء کرام سے جو اپنی امتوں کے نمائندے تھے کہ اس کے باوجود کہ تمہیں کتاب اور وحی و رسالت دوں گا مگر پھر بھی جب ایک نبی آخر الزماں آئے گا۔ تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے تمام انبیاء کرام نے وعدہ کیا کہ ہم ان کی مدد کریں گے۔ تو شب معراج میں خدا نے تمام انبیاء سے آپ کی متابعت نمازیں اقتداء کی شکل میں کرائی۔

دجالی دور اور حضرت عیسیٰ | اور ایک پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آسمانوں میں زندہ رکھا ہے کہ جب حضور کی امت پر فتنے آئیں گے

اور سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہے۔ اور دجالی فتنوں کے آثار شروع ہیں۔ آج سائنس کے فریبہ بارش برسانے کی سعی ہو رہی ہے۔ مردوں کو زندہ کرنے کے تجربے بھی کیے جاتے ہیں۔ تو گویا دجال سائنس والوں کا باپ ہو گا۔ اور اگر یہ سب کچھ کر دکھائے گا۔ گو دجالی دور میں سائنس کا پورا عروج ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ اس امت کو بچانے کے لیے آکر دجال سے جہاد کریں گے چالیس برس تک اس روئے زمین پر رہیں گے۔ یہ اسی وعدہ خداوندی کی ایک مثال ہے۔

فرمایا۔ انانبتی الانبیاء میں انبیاء کا نبی ہوں۔ فرمایا سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا۔ اور ویدی لو اوالحمد۔ محمد کا پھر سہرا میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اور تمام امتیں اس خاتمہ محمد کے نیچے ہوں گی۔

مقام شفاعت کبریٰ | حدیث شفاعت میں ہے۔ جو بڑی لمبی روایت ہے
 قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا دن ہوگا۔ اور میل
 پھر مسافت پر آفتاب ہوگا۔ تو اس کی تمازت کا کیا عالم ہوگا؟ قائماً صفاً لا تری
 فیہا عوجاً ولا امتاً۔

کسی کا پینہ شرب کسی کا سینہ تک کسی کا گھٹنوں تک قدموں تک ہوگا۔ لوگ انبیاء
 کرام کے پاس شفاعت کرنے حاضر ہوں گے۔ مگر ہر نبی معذرت کرے گا کہ رب العالمین
 جلال میں ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کافر کیوں چاہیں گے کہ جلدی حساب کتاب شروع
 ہو۔ جب کہ انہیں تو جہنم میں جانا ہوگا جو قیامت کے شائد سے شدید ہوگا۔ تو وجہ یہ ہے
 کہ قیامت میں دنیا کے سارے اعمال سامنے آجائیں گے۔

ووجدوا ما عملوا حاضراً (ترجمہ) تمام ابراہیوں کو حاضر پائیں گے۔
 تو وہ رسوائی اور ذلت جو عزیز و اقارب سب کے سامنے پڑھ رہی ہے اسی سے
 بچنے کا وہ چٹکرا رہا ہے۔ شفاعت کی درخواست اس لیے کریں گے۔ تو ایسے وقت
 ہی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کیلئے آمادہ ہو جائیں گے۔

والآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

عقیدہ ختم نبوت

اور

مرزائیت

۱۹۶۶ء میں قادیانی مسئلہ کے خلاف تحریک اٹھی، مسئلہ ایران میں بھی زیر بحث رہا، اس دوران کا ایک خطبہ جمعہ۔

(خطبہ مسنونہ کے بعد)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا التَّوْرَةَ اِلَىٰ مُوسٰى وَاِنَّا لَمُحَافِظُوْنَ۔۔۔

محترم بزرگو! دین اسلام کو، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل مجدہ نے ہدایتِ عالم کے لئے بھیجا اور اس کا وعدہ ہے اس آیت میں کہ وہ دین کی حفاظت فرمادیں گے۔ اِنَّا۔ بے شک یقیناً ہم نے اتارا اس ذکر کو اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر دنیا کے باشندے کل کے کل منہ موڑ لیں، دین سے منہ پھیر لیں تب بھی اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ ہی فرمادیں گے، اگر ہم نے دین کے لئے کچھ کیا تو سعادت ہے، ہماری نجات بھی ہو جائے گی۔

اور اللہ جل مجدہ کا ذکر بوجہ شخص کرے تو خدا کو تو اس کی کوئی ضرورت ذکر و درود نہیں، آسمانوں میں چار انگلیوں کے برابر ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتے اللہ کی بارگاہ میں رکوع سجدہ، ذکر الہی میں مشغول نہ ہوں۔ ذکر سے تو خود ہمارے قلوب میں نور پیدا ہوتا ہے ہماری نجات ہوگی اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ لیا تو اُن کی شان کی بلندی اس پر موقوف نہیں اُن کو تو اللہ تعالیٰ نے بلند فرمادیا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ، اور اللہ تعالیٰ خود اور اربوں کھربوں فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تَوْبَعًا لِّمَیْمَنَتِہِ الْاُولٰٓئِیْنَ۔

احسان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں نجات دیدے۔

نعمت اسلام کی بے قدری کا وبال | تو ہمارا فائدہ ہے اس میں، اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

وابستگی حقیقی معنوں میں کر لی تو ہمارے لئے نجات ہے نہ کی تو یہ نہیں کہ دین مٹ جائے گا
وان تتولوا یستبدل قومًا غیرکم ثم لا یكونوا امثالکم
اگر تم نے منہ موڑ لیا تو خدا تعالیٰ تمہیں مٹا دے گا، ختم کر دے گا۔

وہ تو گوئے قیگوت ہے اور یستبدل قوم ما غیرکم کے اولین مخاطب صحابہ کرام
اور عرب تھے، تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ اگر ہم نے خدا نخواستہ

کو تباہی کی تو وہ اور قوم کون سی ہوگی؟ فرمایا عجم، وہ عجم جس میں بعد میں امام ابوحنیفہؒ جیسے
لوگ پیدا ہوئے، لو کان الایمان بالثریا لئلا یرجال من فارس (الحديث)
اگر ایمان ثریا ستارے پر ہو تو فارس کے کچھ لوگ اسے حاصل کر کے رہیں گے۔
تو دین کی خدمت میں کو تباہی ہمارے لئے باعث تباہی ہے، دین تو قیامت تک
باقی محفوظ اور غالب رہے گا۔

دشمن سے اسلام کی تائید | اسلام پر کچھ ایسے دور بھی آئے کہ ظاہرین نگاہیں
سمجھنے لگیں کہ دین ختم ہو جائے گا، مگر اللہ تعالیٰ

کافر، فاسق سے بھی دین کا کام لے لیتا ہے، کافر کو دین کا چوکیدار، فاسق کو دین کا خادم بنا
دیتا ہے۔ عینکوت سے بھی دین کا کام لے لیتا ہے، یہودیوں کی بڑی طاقت تھی،
دولت تھی جیسا کہ آج کل مرزائیوں کے پاس ہے، آج بھی یہودیوں سے سارے مسلمانوں
کا انقطاع ہے مگر ہمارے ملک کے مرزائیوں کے وہاں مشن قائم ہیں، دُنیا کے
مسلمانوں کا تو وہاں آنا جانا مشکل ہے مگر مرزائیوں کے لئے دروازہ کھلا ہے۔
تو خیمبر میں یہودیوں کی بڑی طاقت تھی دن بھر بہاد ہوتا رہتا شام کو جنگ موقوف
ہو جایا کرتی تو اس روز کے احوال پر تبصرہ ہونے لگتا، کسی نے کہا آج بھی سب صحابہؓ
نے دین کی خدمت کی مگر شجاعت تو اس ایک شخص نے کی جو کہیں گاہ میں بیٹھ کر

جو بھی یہودی سلسلے تھا تو وہیں اسے قتل کر دیتا اس نے بڑی تعداد یہودیوں کی قتل کی، اس جیسی شجاعت ہم نے نہ دیکھی۔ یہ بات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض ہوئی تو فرمایا ٹھیک ہے اس نے بہادری کے جوہر دکھائے مگر وہ شخص تو بہت ہی سے۔ صحابہ کرام کا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر قطعی ایمان و یقین تھا مگر صحابہ کرام کو تجسس ہوا اور کچھ لوگوں نے اس شخص کی نگرانی شروع کر دی، کل پھر وہی بہادری، مگر بالآخر جب وہ ایک دفعہ زخمی ہوا تو اس نے اپنے بھنجر سے خودکشی کر لی، کچھ صحابہ اس زخمی کے پاس پہنچے اور اسے شہادت کا مژدہ سنایا، مبارک باد دینے لگے۔ اس نے کہا مجھے بہادری اور شہادت سے کیا غرض، میں تو ان عورتوں کو اپنی بہادری جتلا رہا تھا جنہوں نے کل مجھے بزدلی کا طعنہ دیا تھا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ تو خیمہ ہیں لڑتے ہیں اور تم گھر میں پڑے ہو، تو ان کے طعنوں سے تنگ آ کر میں آیا اور بتلانا چاہتا تھا کہ میں بزدل نہیں ہوں۔

گویا اس کا بہادری اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہیں نام و نمود اور نمائش کے لئے تھا پھر شرک کے بعد دوسرا گناہ کسی مسلمان کو قتل کرنا ہے اور اس سے بھی بڑا گناہ اپنے آپ کو قتل کرنا ہے، یہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کی بے قدری ہے۔
ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاءہ جہنم (ترجمہ) جس نے کسی مؤمن کو قصداً قتل کر دیا پس اس کی جزا جہنم ہے۔

صحابہ کرامؓ نے یہ صورت حال دیکھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا مشاہدہ کیا تو اللہ اکبر پکار اٹھے اور ائمہ اہل اللہ و ائمہ اہل بیتؑ اور سولہ کہا کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات سچی، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ان الله ليثوب هذا الدين بالدرجل الفاجر والحديث
اللہ تعالیٰ اس دین کی حفاظت و تائید
کبھی فاسق و فاجر سے بھی کرتے ہیں
دیکھئے اس جنگ میں دین کی تائید کس سے کرائی؟

وقت ہے نہیں مگر کچھ اجباب کی خواہش ہے کہ
ختم نبوت اساس دین موجودہ مسئلہ پر کچھ عرض کروں۔

ختم نبوت مسلمانوں کا عقیدہ اور جزو ایمان ہے، اللہ رب العزت نے فرمایا ہے
 ما کان محمد ابداً احداً من رجا لکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین
 عالم محسوسات میں چراغ ہے، مومن نبی کی روشنی ہے، ستاروں کی ہے، بجلی کی ہے
 چاند کی روشنی ہے مگر سورج کی روشنی آخری روشنی ہے، دنیا کی ہر چیز بر مخلوق کی
 ابتداء بھی ہے انتہا بھی ہے۔ تو نبوت کی بھی ابتداء ہے آدم علیہ السلام اور انتہا امام الانبیاء
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ صرف ایک ذات خداوندی سرمدی
 ہے ابدی اور ازلی ہے نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء۔

تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ
 نہیں، اس مسئلہ پر ہمارے عبادات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور سارا دین اس پر قائم
 ہے۔ پیچھے دور میں جب بھی پیغمبر تشریف لائے تو لوگوں نے اسے مان لیا کچھ عرصہ بعد
 جب اللہ تعالیٰ نے دوسرے نبی کو بھیجا تو پیچھے نبی کی اور اس کے دین کی اطاعت ضروری
 نہ رہی، اب نئے نبی کی ہر بات اور ہر امر کی اطاعت ضروری ہو گئی۔ حضرت آدمؑ کے
 بعد خلیفہ نے حضرت نوحؑ کو بھیجا، حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ آئے تو حضرت نوحؑ
 کے احکام کی اطاعت ختم ہو گئی، حضرت موسیٰؑ کی آمد پر حضرت ابراہیمؑ کے قوانین کی تعمیل
 باقی نہ رہی۔ بایں معنی کہ وہ سب احکام اور شرائع اپنے دور میں حق تھے اور سب رسول
 بچے تھے مگر اب نبی موجود کی اطاعت واجب ہوئی تو جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 تشریف لائے تو سارے شرائع منسوخ ہو گئے صرف آپ کی شریعت واجب العمل ہو گئی۔

اور پیغمبروں ہی سے امت بنتی ہیں ہمارا امام ہے
آئینہ نبیوں سے بنتی ہیں مسلم اور مسلمان، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملتے

والوں کا نام یہودی، حضرت عیسیٰ کے مومنوں کا نام نصرانی اور حضرت ابراہیمؑ کے ماننے والے حنیفی کہلائے، جب بھی نبی آیا ماننے والوں کا نام بھی انگ ہو گیا اور قوانین بھی۔

آج ہم حج کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں تو یہ تب ہو سکتا ہے کہ ہمارے لئے یہ عبادات اور احکام ویسے ہی لازمی رہیں جیسے صحابہ کرام کے لئے تھے اور مسلمان کہلانا بھی تب درست ہے، نماز، روزہ، حج بھی اس وقت تک درست ہے کہ اُس نبی آخر الزمان ہی کا دین جاری و ساری رہے۔ اگر تعوذ بائبل کوئی بھی نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میرے پاس بھی وحی آتی ہے جس میں امر بھی ہے نہی بھی ہے تو پھر یہ ہمارے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب غلط ہو جاتے ہیں یا کہ نہیں؟ دین موسوی کے قوانین و احکام پر آج عمل کرنے سے ہم سب گنہ گار یا کافر ہوں گے یا نہیں؟ تو یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔

آج بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں اختلافات پہلے سے ہیں، تو وہ اختلافات اپنی جگہ لیکن ختم نبوت کا مسئلہ جب تک محفوظ ہے تو کل دین اور بندگی کے طریقے صحیح ہیں ورنہ اگر یہ محفوظ نہ رہا تو کون سا اسلام آخر اسلام کہلائے گا؟ پہاڑ سے گرا کچھ میں اٹکا، والی بات ہوگی بلکہ حقیقتاً آسمان سے گر جائے گا، ہمارے تمام عبادات احکام و اعمال غلط ہو جائیں گے پھر تو وہی کرنا ہوگا جو مرزا (غلام احمد تنہا) کذاب کہے گا کتابوں میں خود مرزا نے لکھا ہے۔

قومی اسمبلی میں مرزا ناصر سے مباحثہ | اور ہم نے رومی اسمبلی میں) مرزا ناصر

قادیانی مسئلہ پر پارلیمنٹ میں اپنے موقف کی وضاحت کے لئے آتے رہے) پر ثابت کر دیا اور اُس نے بھی اعتراف کر لیا کہ جو شخص بھی مرزا کی باتوں کو نہ مانتے اُسے سچا نہ جانتے خواہ اُس نے مرزا غلام احمد کا نام بھی نہ سنا ہو وہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں، یعنی دنیا بھر کے غیر قادیانی تمام کے تمام مسلمان کافر ہیں جیسے کافر ہیں۔ تو بات وہی ہے کہ اب جو پچھلے نبی کی اطاعت کرے گا وہ باطل پر ہوگا گویا نئے آنے والے کے مطیع ہی مطیع ہوں گے۔

تو یہ کتنا اہم مسئلہ ہے اور چودہ سو برس کے اختلافات اور فرقوں کے باوجود کبھی ایسی تحریک اٹھی ہے کہ سب کے سب فرقوں نے کسی کی تکفیر کے لئے ایسی تحریک اٹھائی ہو؟ شیعہوں نے، بنیوں نے، دیوبندیوں اور بریلویوں نے یک زبان ہو کر آواز اٹھائی اس لئے اختلاف امتی رحمۃ کی بنا پر کچھ اختلافات باعثِ رحمت ہوتے ہیں۔ مگر یہ عقیدہ ختم نبوت تو بنیاد ہے جس پر کل مسلمانوں کا اور اسلام کا بنیاد قائم ہے، اگر یہ عقیدہ اور اساس نہ ہو تو سارے عالم اسلامی کی تکفیر ہو جائے گی اور ہم اپنے اعمال و عبادات اور دین کو نہ پہچا سکیں گے تو کافر ہوں گے، تو پھر باتو کہہ دو کہ ہم سب کافر ہیں اور صرف مرزائی مسلمان ہیں، لیکن الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں اور امام الانبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹنے والے ہیں تو پھر جو بھی اس عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہے وہ کافر ہے اور مرتد ہے۔

آئین میں مسلم کی تعریف | الحمد للہ ہمارے آئین میں ایک اور دفعہ بھی رکھا گیا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونا لازمی ہوگا اور اس شرط کے بعد مسلمان کی تعریف بھی آئین میں شامل ہو گئی کہ مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر نبی جس کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، وہ ملائکہ، قیامت اور جہنم ضروریات دین کا منکر نہ ہوگا۔ تو اب تو یہ مسئلہ واضح ہی ہو گیا اب تو یہ بات آئین میں شامل کرانی ہے کہ مرزائیوں کا کافر ہونا قطعی ہے۔

بات یہ تھی کہ مرزا اور اس کے متبعین مرزا اور مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ تو پندرہ دن کے مباحثوں کے بعد اور ان کی کتابوں کے حوالوں سے اس بات کو مرزا کا منہ مان لیا کہ ہم مرزا کو نبی کہتے ہیں یہ ظلی اور بروزی باتوں سے ہمیں کوئی بحث نہیں، گو وہ اپنے آپ کو شہر نبی کہتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو کامل اور افضل سمجھتا ہے اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت مرزا کے بھیس میں آکر بدر کامل ہو گئی، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، استغفر اللہ۔ تو آئین میں حضور علیہ السلام

کا آخری نبی ہونا تو تعریف میں اگر شامل ہو گیا تھا۔

مرزا نامہ نے جرح کے دوران یہ بھی کہا کہ حضور علیہ السلام کے بعد چودہ سو برس میں
مرزا غلام احمد سے پہلے کوئی اور نبی نہیں آیا، اس سے پوچھا گیا کہ اس کے بعد آئے گا؟
کہا نہیں ہے۔

تو یہ عجیب بات ہوئی کہ نبوت کی یہ کھڑکی تاریخ اسلام میں صرف ایک مرزا کے لئے
کھلی اور پھر ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی، نہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے کھلی نہ فاروق اعظمؓ
کے لئے نہ امام ابوحنیفہؒ کے لئے اور سید الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے
لئے کھلی اور اگر کھلی تو مرزا کے لئے۔ اِنَّا نَشِدُّوْا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ،

تمام دنیا کے غیر قادیانیوں کی تکفیر | دوسری بات بھی اسمبلی میں اس پر ثبوت کی
گئی کہ اس سے پوچھا گیا کہ تم ہمیں مسلمانوں کو

کیا سمجھتے ہو؟ کہا مسلمان۔ ہم نے حوالہ جات پیش کئے کہ مرزا تو سب کو کافر اور دائرہ اسلام
سے خارج کہتا ہے، کہا ہم کفرین مرزا مرزا کی تکفیر کرنے والے کو کہتے ہیں، یہ مولویوں کو
ہم کافر کہتے ہیں۔ کیا اوروں کو نہیں کہتے؟ کہا نہیں، پوچھا کہ پھر سب کی نماز جنازہ کیوں
نہیں پڑھتے، سر ظفر اللہ نے قائد (محمد علی جناح) کا کیوں نہ پڑھا کیا اُس نے بھی کبھی
مرزا کی تکفیر کی تھی؟ پھر پوچھا کہ مسلمان بچوں کا تم پڑھتے ہو؟ کہا نہیں، نکاح؟ کہا نہیں،
مرزا نے اپنے ایک بیٹے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جبکہ خود مرزا نے کہا تھا کہ میری ساری
اولاد میں سے یہ بڑا باادب بیٹا تھا۔ وہ بیٹا مسلمان تھا۔ ہم نے پوچھا کیا اُس
نے باپ کی تکفیر کی تھی؟ کہا نہیں، تو پھر اس پر کیوں نہ پڑھی؟ اب بے چارہ اٹک گیا اور
اور کہنے لگا کہ اُس نے یہ جرم کیا تھا کہ مرزا کی بیعت نہ کی۔ تو اب اس پر ثبوت ہو گیا
کہ دنیا کے اسی کروڑ مسلمان تمہارے نزدیک کافر ہیں تو پھر کافروں کے اندر اکٹھے
رہنے کی کیا ضرورت ہے؟

لاہوری مرزا شیخوں سے پارلیمنٹ میں مباحثہ | مرزا شیخوں کی لہجوری پارٹی
کو بھی ایران میں موقعہ دیا گیا

اُن سے پوچھا گیا کہ مرزا تمہارے نزدیک کیا تھا؟ کہا محدث، ملہم وغیرہ وغیرہ، اور مسیح موعود بھی کہا۔ اور یہ الگ بحث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو مسیح کی دعا سے زندہ کیا وہ دجال کو قتل کرے گا اور خیر و جلال کو بھی۔ مگر تم نے کون سے کام کئے؟ تم نے تو انگریزوں کو اپنا آقا بنالیا، اسلام کے پانچ اصولوں میں ایک یہ بھی اضافہ کر دیا کہ جو بھی میری بیعت کرے گا وہ انگریز کا پکا وفادار رہے گا۔ اُس نے اپنے باپ دادا کی خاندان کی انگریز سے وفاداریاں پیش کیں، اُس نے ساٹھ برس کی عمر انگریز کی خوشامد اور وفاداری میں گزاری، پچاس پچاس الماریوں کو انگریز کی اطاعت اور اس سے جہاد کے حرام ہونے پر بھروسے کا ذکر کیا۔ ملکہ وکٹوریہ کو ایسے ایسے تملقانہ خطوط لکھے کہ کوئی بھی شریف انسان ایسی لجاجت، خوشامد کافروں کی نہیں کر سکتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مقابلہ میں آئے تو ڈٹ کر مقابلہ کیا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے کافروں کے مقابلہ میں آگئے اور حق کا اعلان کرتے رہے۔ تو کوئی پیغمبر تو کیا کسی ردیل انسان سے بھی اتنی چالپوسی کا مظاہرہ نہیں ہو سکتا۔ لاہوریوں نے کہا حدیث میں ہے کہ ینزل نیکم عیسیٰ بن مریم نبی اللہ۔ ہم نے پوچھا کہ اس میں تو اسے نبی کہا ہے تم پھر مرزا کو نبی کیوں نہیں مانتے؟ کہا ٹھیک ہے مگر مجازی مانتے ہیں، پھر کہا کہ مرزا غلام احمد کے منکر ہمارے نزدیک کافر نہیں۔ ہم نے پوچھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا، محدث کہا، ملہم کیا تو اس کا انکار تو اللہ اور رسول سے انکار ہے پھر کافر کیوں نہیں سمجھتے؟ کہنے لگے کہ کافر تو ہیں مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی مسلمان نہیں۔

اور مرزا یوں کی کتابوں میں جہاں مسلمانوں کو مسلمان کہا بھی گیا ہے وہ بھی مرزا بشیر الدین کے الفاظ میں محض تعارف اور شہرت کی وجہ سے ہوا ہے کہ عبد اللہ عید الرحمن، خدا و رسول کا منکر ہو دہری اور قاتل ہو تب بھی کتابوں میں اس کا نام عبد اللہ عید الرحمن ہی آئے گا تو مسلمان کو مسلمان اس کی شہرت و پہچان کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

الغرض نبی بھی مجازی، مسلمان بھی مجازی، نماز و حج و روزہ بھی مجازی، تقادیر کا
مکہ مدینہ ہونا بھی مجازی۔۔۔ لہٰذا سے مراد بھی لہٰذا نہ۔ دجال عیسائی ہیں اور خرد تال
ریل گاڑی ہے۔ لَا تَحُولُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ ایک مذاق بنایا ہوا ہے دین اور شریعت
کو اور نبوت کو۔

الغرض اسمبلی میں پچھلے دو تین سال میں مرزا کا نام لینا بھی مشکل تھا، سپیکر ان کا
ذکر ہوتے ہی مقرر کو روک دیتا تھا، اب اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسی صورت
نکالی کہ دو ماہ سے دن رات اور رات کے دس دس بجے تک یہی بحث و مباحثہ
اللہ تعالیٰ نے کرایا اور ایوان کے درو دیوار عقیدہ ختم نبوت کی توضیح و تشریح
سے گونجنے لگ گئے اور امید تو ہے کہ انشاء اللہ العزیز اسلام اور عدل کے
مطالبات فیصلہ ہو گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

حضور اقدس کا اسوۂ حسنہ

یہ تقریب دعا کہ (بنگلہ دیش) کے اہم تجارتی مرکز بیت المکرم کی عظیم الشان جامع مسجد میں ہزاروں افراد کے مجمع میں ۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ کو بعد از نماز مغرب سیرت کے ایک اجتماع میں ارشاد فرمائی جسے اُس وقت اس قدر مرتب کتاب نے قلمبند کیا۔

(خطبہ مسنونہ کے بعد) لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم فان تولوا فتحيي الله لالا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم
محترم بزرگوار اللہ جل مجدہ کا فضل و کرم ہے اور دوستوں کی شفقت و عنایت کہ مجھ جیسے ناچیز کو یہاں پر آنے کی دعوت دی اور دیوبند کے زمانہ سے یہاں کے بہت سے احباب اور دوستوں سے تعلق خاطر رہا جن کے ساتھ دیوبند میں بہت وقت گزرا اور ان دوستوں کے شفقت کی بدولت یہاں آکر سب سے ملنے کی سعادت نصیب ہو گئی۔

محترم بزرگوار! یہ سیرت کا اجلاس ہے اور مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس کی بارگاہ میں کچھ محبت اور عقیدت کے جذبات پیش کئے جائیں۔ ع
مورسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

ایک شاعر فرماتے ہیں کہ ایک چوٹی کو خانہ کعبہ پہنچنے کی ہوس ہوئی تو چوٹی کی کیا حیثیت ہے کہ وہاں ان جنگلوں پہاڑوں اور دریاؤں کو لے کر کے خانہ کعبہ پہنچ سکتی تھی کسی نے کہا اگر تجھے کوئی ٹوٹی ہوئی ہو تو خانہ کعبہ کے کیڑے تو کبھی کبھی سیر کے لئے دریاں جاتے ہیں تو سب دو کیڑے وہاں آجائیں تو ان کے قدموں میں چھٹ جاؤ وہ کیڑے تو گر جائے گی تو تجھے بھی پہنچا دے گی۔

اسود حسنہ ہی اللہ تک رسائی کا ذریعہ ہے | تو ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ کے

لیکن ہماری کیا حیثیت کہ ہم دربار عالی میں پہنچ سکیں تو اس کی صورت سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو تھامیں ان کے قدموں کو بکڑیں عقیدت، محبت اور اطاعت کا رشتہ ان سے قائم کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے دربار میں حاضر ہیں جب ان کا دامن تھامیں گے تو اللہ کے دربار تک بھی رسائی ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: - قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله اگر اللہ سے محبت ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت جو ہمارے خالق و مالک اور کارساز ہیں ہر راز و مصیبت پہنچانے والا اللہ ہے تو کون بندہ نہ چاہے گا کہ میرا عشق و محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ ہو تو فرمایا کہ ان سے کہہ دینا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ سے تمہاری محبت ہو جائے۔

فَاتَّبِعُونِي — تو میرے نقش قدم پر چلو۔ — تو حضور کی پیروی پر چلنا ان کی سیرت کو اختیار کرنا یہ ہے ہمارا طریقہ وصول اللہ کا اور اللہ کا کرم دیکھئے کہ فرمایا اس کے نتیجہ میں —

يحببكم الله — ہمارے لئے تو عشاق کے درجہ میں شمار ہو جائے گا بھی

بڑی سادگی کی بات ہے مگر یہ کرم دیکھئے کہ فرمایا کہ تم اس کے نتیجہ میں اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ — محبت کی بجائے محبوبیت کا مقام مل گیا۔ — اور محبوب کی ہر اچھی اور بری بات بھی محبوب ہوتی ہے اگر آپ کو چھوٹے بچے سے محبت ہوتی ہے تو والد اور والدہ اسے گود میں لیتی ہے وہ بچہ ماں کی گود میں پیشاب بھی کر لیتا ہے تھے بھی لیکن والدین کبھی اس سے نفرت نہیں کرتے کیونکہ اس کے ساتھ محبت ہے تو اسے پھینکتے نہیں۔

حضور اور حقیقی مساوات | حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ — حضرت زید کا بیٹا جن کا ذکر

انہی زید کے بیٹے اسامہ کو حضور نے اپنی گود میں اٹھالیا ایک جانب ان کو اور دوسری جانب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تو ایک توسید اشباب اہل الجنتہ کے مصداق تھے جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ الزہرا کا بیٹا۔ اور وہ فاطمہ زہرا کے بارہ میں فرمایا۔ —

فاطمۃ بضعة منی۔ ناظم میرے دل کا میرے بکر کا ٹکڑا ہے اور دوسرے
طرف ایک غلام زادے حضرت اساتہ کو اور ساتھ یہ فرماتے رہے۔ اللہم انک
احبہما فاحبہما واجب من یحبہما اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں
پس تو بھی ان دونوں سے محبت فرما اور ان سے بھی محبت رکھ جو ان دونوں کے ساتھ محبت
اللہ ربی۔۔۔۔۔ آج بھی دنیا مساوات مساوات کا نعرہ بلند کرتی ہے۔

ع تن ہمہ داغ داغ شد نہ کہچا کجا ہم
عمل کے میدان میں دنیا صفر ہے حضور اقدسؐ نے اپنی سیرت اور اپنے کردار سے
عمل سے بتلایا کہ مساوات ایسی ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ اور اسوۂ حسنہ کی پیروی | مساوات کا حال یہ ہے کہ اس امت پر
سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا عمرؓ کے

احسانات ہیں ان کے عہد میں مصر و ایران فتح ہوا قیصر و کسریٰ پر قبضہ ہوا لاکھوں مربع میل
زمین ان کے صدقے امت کے قبضہ میں آج بھی ہے مگر جس وقت آپ دنیا سے تشریف
لے جا رہے تھے تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر فرمایا کہ اس تمام عرصہ حکومت میں جتنی
تنخواہ میں نے لی اُسے میرے بعد میرے نلال مال سے بیت المال کو واپس کر دینا۔ اور تنخواہ کیا تھی
آٹھ دس آنے یومیہ جبکہ دنیا کا سونا چاندی مدینہ کی گلیوں میں لٹایا جا رہا تھا کسریٰ اور قیصر کے
تاج کے ساتھ لوگ گیند کھیل رہے تھے اور مذاق اڑا رہے تھے کہ ایسے بھی بیوقوف دنیا میں
ہیں کہ ایک ٹوپی پر اتنی دولت خرچ کی ہے ایسے زمانہ میں حضرت علیؓ وغیرہ حضرات نے چاہا کہ
حضرت عمرؓ سے عرض کر دیں کہ ملک خوشحال ہے آپ اپنے لئے تنخواہ بھی کچھ بڑھا دیں مگر
کسی کو خدمت میں کہنے کی جرات نہ ہو سکی تو حضرت حفصہؓ ام المومنین (جو آپ کی صاحبزادی
تھیں) کے پاس حاضر ہوئے تو حضورؐ کی بیوی کی حیثیت سے اُس کے ذریعہ حضرت کو کہلوانا
چاہا کہ آپ والد ماجد کی خدمت میں یہ گزارش پہنچا دیں کہ بیت المال میں گنجائش ہے اور
آپ کی حالت یہ ہے کہ کُرتے پر پیوند میں سوکھی روٹی کھاتے ہیں ایک دفعہ جمعہ کی نماز میں
قدرے تاخیر سے پہنچے تو معذرت کی کہ ایک ہی جوڑا تھا دھویا تھا سو کھنے میں دیر ہوئی تو دیر سے

آیا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین خطبہ دے رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ بارہ ٹکڑے مختلف رنگوں کے کپڑوں کے جسم پر پیوند لگے ہوئے ہیں۔ تو حضرت حفصہؓ نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ اگر آپ کی خواہ کچھ بڑھادی جائے تو کیا خرچ ہے غصہ ہوئے اور فرمایا کہ کس نے تجھے یہ بات کہی فرمایا کہ میں نے ان لوگوں کو نام بتلانے کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ جیسے اکابر صحابہ تھے انہیں ڈرتھا کہ امیر المومنین اسے ہرگز گوارا نہ کر سکیں گے اور ہم پناہ راض ہوں گے حالت یہ تھی کہ دفتر میں سرکاری کام رات گئے تک کرتے رہتے کوئی جہان آتا تو چراغ بجھائیے اندھیرے میں بات چیت ہوتی رہتی جہان جانے لگا تو چراغ پھر سے جلا دیا اُس نے پوچھا کہ آیا تو بجھا دیا اب جا رہا ہوں تو جلا دیا۔ فرمایا کہ یہ تیل بیت المال کا ہے اور میں سرکاری کام میں مشغول ہوں تم میرے ذاتی دوست ہو اور کسی ذاتی معاملہ میں آئے ہو تو اتنی دیر میں جو تیل خرچ ہو گا تو قیامت کے دن مجھ سے اُس کا محاسبہ کیا جائے گا کہ اتنا تیل کہاں اور کیوں خرچ کر دیا تو حضرت حفصہؓ نے کہا ابا جان نام تو ان لوگوں کا میں نہیں بنا سکتی وعدہ کو چکی ہوں۔ پھر حضرت عمرؓ نے آپ کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی اسوہ مستحضر کرنا چاہا جس کا ذکر ہو رہا ہے فرمایا آپ تو رسول اللہ کی بیوی تھیں تمہارے ہاں حضور کا بچھونا کیسا تھا؟ اور حضور اقدسؐ کی حالت تو یہ تھی کہ ایک دفعہ گھر میں تشریف لائے تو ایک کپڑا راکشی قسم کا دیوار پر لٹکا ہوا پایا تو فرمایا واپس ہوئے حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں اور جا کر منت کرنے لگیں کہ کیوں واپس ہوئے فرمایا۔

مجھے دنیا کے زینب و زینت سے کیا سروکار۔۔۔ حضرت عائشہؓ نے اُسے پھاڑ دیا۔

نشان رسالتؐ | تو دو جہانوں کے سردار جن کے بارہ میں اللہ کا ارشاد ہے وعلماک ما لم تکن تعلم۔۔۔ وکان فضل اللہ علیک عظیمًا حضرت آدمؑ کے مقدر میں تھا کہ وہ زمین تپس جائیں اللہ تعالیٰ کے احکام کا اجرا اور خلافت ربانی ان کے مفوض میں تھی تو جیسے کہ طلبہ کو پہلے زرعی کالج میں تربیت دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پہلے جنت میں بسایا وہاں تربیت دی قسمت میں آنا تھا دنیا میں مگر عالم اسباب میں انہیں ایک شجرہ سے روک دیا انہوں نے جیسا کہ تقدیر میں تھا اُسے کھالیا کہ دنیا میں آنے کی وجہ

بن جائے۔ اِنّی جاعلک فی الارض خلیفۃ تو بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدمؑ زمین میں اترے تو دعا کی یا اللہ بجزمت و وسیلہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر رحم فرما اور معاف کر دے اور جیسا کہ قرآن میں ہے کہ وہ روئے لگے۔ بَنَّا ظُلُمْنَا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسیرین (الآیۃ) اور حضور اقدسؐ کی شان تو یہ تھی کہ جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما ارسلک الا رحمةً للعلمین ہم نے تجھے پورے کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے پوچھا کہ ابھی تو میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ناسوت میں پیدا نہیں کیا عالم ملکوت و عالم لاہوت میں اگرچہ سب سے پہلے آپ ہی تھے۔ جیسا کہ کنت نبیاً و ادمین الماء والطین سے ثابت ہوتا ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ رُوْحَ ط۔ سب سے پہلے اللہ نے میرے روح کو پیدا فرمایا۔ تو تجھے ان کا نام کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا جب میرے جسد میں روح ڈالی گئی اور میری نظر عرش پر پڑی تو اس کے ستونوں پر میں نے لکھا بٹوا دیکھا کہ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مقصد تخلیق آدمؑ کے لئے تکمیل نبوت کی ضرورت تھی | تو حضور اقدسؐ کی مقبولیت اللہ کی بارگاہ میں کتنی ہے؟

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور جب کوئی معزز ترین بہمان آتا ہے تو ہمینوں سے تیار رہی ہونے لگتی ہے تو حضورؐ کی تاقیامت بعثت مقصود تھی۔ کہ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔ کے لئے تکمیل نبوت ضروری تھی اور عبادت سے ثابت ہوتا ہے کہ سب کا مکمل تکمیل اور اکل ترین عبادت حضور اقدسؐ کی تھی تو اللہ کو منظور تھا کہ سید العابدین سید المرسلین سید الانبیاء کو پیدا فرما دے تو سب سے پہلے تو عبادت کی جگہ کو تیار فرمایا ہزاروں سال پہلے آپ کے مولد و منشاء مکہ مکرمہ میں اللہ نے اپنے محبوب۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل کو اس عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے بھیجا۔ ابراہیم و اسماعیل کے ہاتھوں اس معبد بیت اللہ کی تعمیر و تجدید کرائی کہ کچھ عرصہ بعد میرا حبیب آئے گا اُس کے لئے اور اُس کی اُمت کے لئے

عبادت کا مرکز قبلہ اور عبادات کا رخ یہی بنے گا حضرت ابراہیمؑ بھی سہرا یا دعابے ہوئے تھے
 فرمایا ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم یتلو علیہم آیتک وعلیم لکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم کہ
 جب قیامت سے قبل فتنے اٹھنا کو پہنچیں گے اور اس کے بعد اسلام سارے عالم میں بالآخر
 نمایاں ہوگا۔

<p>اللہ نے تمام انبیاء سے وعدہ لیا کہ جب میرا نبی آخر الزمان مبعوث ہوگا اگر تم اُس وقت تک رہو تو اس کی امداد کرو گے۔</p>	<p>وَإِذَا خَذَا اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ۔ (الآیۃ)</p>
--	--

ان انبیاء سابقین میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان میں محفوظ
 رکھا ہے کہ جب ضرورت پڑے گی تو ميثاق کی بناء پر انہیں اُتار دیں گے۔

حضرات اب تک فتنے اتنے نہیں اُبھرے اور بھی فتنے ابھریں گے اور بھی فتنے عروج
 پائیں گے مگر پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ روئے زمین کا کوئی ایسا گھر نہیں ہوگا خواہ وہ مٹی
 گارے کا ہو تو اونٹ کے بالوں کا خیمہ کہ اس میں اسلام داخل ہوگا اور اسلام کا غلغلہ وہاں سے
 بلند ہوگا۔

عبادت گاہ کے ساتھ — عبادت کی ضرورت | تو جس طرح خانہ کعبہ کی شکل میں
 عبادات کے لئے قبلہ کی

ضرورت ہوتی ہے حضرت ابراہیمؑ اُس کی تعمیر کر رہے تھے اُسی طرح قیامت تک عبادات اور
 زندگی کے اسوۂ کامل نبی کریمؐ کی بعثت کے لئے بھی ساتھ ساتھ دعا فرما رہے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ
 فرماتے ہیں کہ جس نے خشوع و خضوع تمام آداب و شرائط کی رعایت کے باوجود بھی قصد نماز
 میں اپنا رخ قبلہ سے پھیر دیا تو مرتکب کبیرہ ہوا نماز نہ ہوئی امام فتویٰ میں محتاط ہیں اور ائمہ نے
 فرمایا کہ ایسے شخص پر کافر ہونے کا خطرہ ہے۔ یَخْشَىٰ عَلَيْهِ الْكُفْرُ — تو جیسے نماز
 کے لئے ہر مسلمان قبلہ کی تحقیق کرتا ہے کہ رخ درست ہو تب نماز ہوگی۔

حضور قبلہ عام ہیں | تو اسی طرح یاد رہے کہ ہمارے لئے ایک قبلہ خاص کعبہ ہے اسی طرح
 ہمارا ایک قبلہ عام بھی ہے شادی کیسے کرو گے؟ اس کی وجہ بیوی بچوں

سے گزرا وقت ہوگا؟ پڑوسیوں مسلمانوں سے اور پوری انسانیت کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہوگا یہ امور عامہ ہیں ان سب میں ہمارا قبلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے لہذا کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اسی طرح ہم چاہیں کتنے تہذیب ہوں کتنے بڑے سائنسدان ہوں کتنا ہی مشرق و مغرب کی تہذیب و تمدن اپنائیں لیکن جب تک اپنا قبلہ قبلہ عالم سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۃ حسنہ اور ان کی ذات نہ بنائیں گے تو نہ ہماری شادی صحیح ہوگی نہ غی نہ عبادات مقبول ہوں گے تو ان کی زندگی اور سنت سے ہٹنا بھی کفر والی بات ہوگی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہم سب کے حق میں دعائیں فرمائیں۔

ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم یتلو علیہم | کہ وہ رسول ان میں بھیج دے جو ان کے قلوب کا تزکیہ کر دے آیات سنا دے اور کتاب و حکمت کی تعلیم انہیں دے۔

حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کعبہ کے ساتھ قبلہ حقیقی کے لئے دعا کی | اب حضرت ابراہیمؑ

خاتم النبیین رسولؑ اسوۃ ہر لحظہ امت کے سامنے ہوگا اس لئے حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے پوچھا کہ اے حفصہؓ رسول اللہؐ کے گھر میں ان کا فرش اور بستر کیسا تھا تو حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ میرے گھر میں حضورؐ کا فرش ایک ٹاٹ ہوتا تھا جو سردی میں آدھا نیچے اور آدھا اوپر اڑھیتے تھے یہ تھا حضورؐ کا فرش پھر فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ حضورؐ نے تمہارے گھروں میں کون سا اچھا سے اچھا کھانا تناول فرمایا فرماتیں ہیں کہ بابا جان ہمارے گھروں میں تو دو دو مہینے ویسے گزر جاتے کہ چو لھے میں آگ نہ جلتی گذرا پانی اور کھجور پہ ہونا کبھی ایسا ہوتا کہ جو کا آٹا وہ بھی بغیر چٹا ہوا اس کے بھوسے کو پھونک سے اڑا کر کچھ صاف کر لیتے اور اس سے کچھ پکالیتے ایک دفعہ حضورؐ اقدسؐ میرے گھر میں تشریف لائے تو گھر میں کچھ مکھن اور جو کی روٹی تھی جو میں نے حضورؐ کو پیش کر دی اور یہی ایک ایسی غذا تھی جو حضورؐ نے میرے ہاں کچھ رغبت سے کھائی۔

اختیاری فقر | اور یاد رہے کہ حضورؐ کا فقر بھی اختیاری تھا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کو یتیم بنایا گیا کہ امت کے لاکھوں یتیموں کو یتیم ہونے کی حسرت نہ رہے کہ جب ہمارے آقا بھی یتیم تھے تو ہمیں کیا افسوس ہے دو جہاد یتیمافاویٰ اور ہم

نے تجھے یتیم پا کر ٹھکانہ دے دیا اور دو جہاد عائلاً غنی اور تجھے فقیر پایا تو تو انگر
 کر دیا۔ تو آپ نے اختیاری طور پر فقر کو ترجیح دی کہ امت کے لاکھوں اور کروڑوں فقروں
 کو افسوس نہ رہے۔ ایک لاکھ روپیہ آیا تو ہمارے آٹا نے افطاری سے قبل قبل صدقہ کر دیا۔
 افطاری کے لئے بھی کچھ نہ رکھا غزوہ جہنم میں ۲۴ ہزار اونٹ ۴۴ ہزار بکریاں ۱۲ ہزار اوقیہ چاندی
 آیا حضورؐ نے دو دو سو تین تین سو اونٹ تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے فقیری کو اختیار کیا کہ میری
 امت کے فقراء کو اس سے ایک گونہ تسلی ہوگی۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے ایک دفعہ درخواست
 کی کہ غنیمت میں آئی ہوئی باندیوں سے مجھے بھی ایک دے دیں کہ خود چکی کرتی تھیں آٹا پستی
 تھیں پانی بھرنے سے جسم پر داغ پڑ گئے جھاڑو خود دیتی تھیں خود حضرت علیؑ کے گھوڑے کو چارا
 دیا کرتیں تو چاہا کہ ایک باندی مل جائے خدمت میں کچھ ہاتھ بٹائے گی۔ حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ
 تجھے اس سے بہتر چیز تین لاکھ اور وہ یہ کہ تسبیحات پر مداومت کرو رات سوتے وقت ۳۳۔
 ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہا کرو۔

اس زمانہ میں طبقاتی تفاوت اور استحصال کے
 معاشی مساوات نہیں موائیات جھگڑے نہ تھے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میں نہ کھاؤں
 بلکہ میرا ہمسایہ کھالے حضورؐ نے فرمایا :-

لیس المؤمن الذی یشیع وجارہ | وہ شخص مومن نہیں کہلا سکتا جو خود پیٹ بھر کر
 جائع الی جنبہ (الحديث) | کھاٹے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔
 حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ خود تین دن بھوکے رہے اور مسکین، یتیم، اسیر (قیدی) کو
 ترجیح دی۔ اس دوران عشاء کا اذان ہوا تو تقریر روک دی اذان کے بعد آپ نے دعا کے وسیلہ
 پڑھی اور کچھ دیر تک اس کی تشریح بھی فرمائی۔

حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے بیٹی بدر کے شہداء کے وارث اور مجاہدان
 باندیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ الغرض حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے سوال و جواب کے بعد
 ان سے فرمایا اے حفصہؓ میرے دو ساتھی تھے (حضور اقدسؐ اور سیدنا ابوبکرؓ) دونوں ایک
 راہ پر چلے اور منزل پر پہنچ گئے تیسرا ساتھی راستہ پر ہے تو کیا یہ لوگ مجھے اپنی منزل سے

ہٹانا چاہتے ہیں اور یومیہ میں اضافہ کی درخواست متروک کر دی۔ حضرت عمرؓ کے بیٹے کی تنخواہ حضرت اسامہؓ سے پانچ سو روپے کم تھی ابن عمرؓ نے پوچھا کہ میں اور اسامہؓ دونوں ہم عمر ہیں دین کی خدمت میں برابر کے شریک ہیں پھر یہ تفاوت کیوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بیٹے تو میرا محبوب ہے اور وہ حضورؐ کے غلام زادہ ہیں میں اپنے بیٹے کو حضورؐ کے غلام زادہ کے برابر کبھی نہیں بنا سکتا۔ تو حضورؐ نے حضرت اسامہؓ اور حضرت حسینؓ کو گود میں لیا ہے اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ احبہما۔۔۔ الخ اسامہؓ بچہ ہیں حضورؐ اس کی ناک صاف فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں صاف کر دیتی ہوں فرمایا نہیں۔۔۔ تو بات یہ ہو رہی تھی کہ اگر اللہ کی محبت چاہتے ہو تو حضورؐ اقدس کے نقش قدم پر چلو محبوب کی ہر بات کی تقلید اور اتباع تو طبعی چیز بن جاتی ہے وہ کیسی محبت جس میں اطاعت نہ ہو؟۔

مال و جان کی حرمت | حضورؐ نے ہمیں تعلیم دی کہ اے لوگو بچائے اس کے کہ اپنا سارا وقت معاشیات (دنیا) پر خرچ کر رہے ہو اس سے زیادہ وقت

دین کو دے دو۔ فرمایا المسلم من امن الناس علی دمارہم و اموالہم مومن وہ ہے جس سے تمام لوگ اپنے مال و دولت اور خون کے بارہ میں مطمئن اور بے خطر ہو یہاں راستہ میں کسی سے کچھ گرا تو سب جانیں کہ یہاں ڈھاکہ میں سب مومن ہیں وہ اسے اٹھا کر ضائع نہیں کریں گے دکانیں کھلی چھوڑ کر بھی مطمئن رہیں۔۔۔ حجۃ الوداع میں حضورؐ اقدسؐ نے فرمایا کہ جیسا کہ یہ مہینہ اور یہ شہر اور یہ دن محترم ہے اسی طرح قیامت تک تمام مسلمانوں کے مال و دولت عورتوں کی حرمت سب انسانوں پر محترم کرامۃ یومکم ہذا فی بلدکم ہذا فی شہرکم ہذا۔۔۔ تو حضورؐ کا مقصد یہ تھا کہ معاشیات ہی کو مطلوب و مقصود حیات نہ بناؤ کچھ وقت دین کو بھی دو اور اُسی کو اصل سمجھو معاشیات بھی دین کو معیار بناؤ۔۔۔ فرمایا لا یزول الحمۃ من تحت الاکانۃ الا بالی۔۔۔ حرام کمان سے بنا ہوا گوشت اور خون لازماً جہنم کی آگ سے جلایا جائے گا حرام قطعاً مت کھاؤ فرمایا جو مال کماتے ہو اس میں اوروں کا بھی حصہ ہے۔ زکوٰۃ، صدقات کفارات جس شکل میں بھی ہو مال میں اوروں کے حقوق ادا کرتے رہو۔۔۔ اور فرمایا۔ اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیه۔۔۔ اللہ اس وقت تک اپنے بندوں کی

مدد فرماتے ہیں جہاں تک وہ اپنے بھائیوں کی امداد اور خیر خواہی میں لگے رہیں۔ اور فرمایا
کہ تمہاری کمائی دین کے لئے ہونی چاہیے۔

میرے بھائیو! حضور اقدس کی سیرت مطہرہ کا کہاں تک بیان کیا جائے ان کی شان تو یہ ہے
کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخقر۔۔۔

حسن یوسف دم عیسیٰ دید بیضا داری

آنچه خواباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

آپ کی سیرت اور شان کو بیان کرنا ہم جیسے جاہلوں کے بس
اتباع سیرت ذریعہ نجات | میں کہاں؟ وہ شان بڑی عالی اور ارفع ہے کیا عجب تھوڑی

دیر کے لئے یہاں بیٹھنا اور حضور کے ذکر مبارک کے خاطر نجات کا ذریعہ بن جائے۔ آپ کی شان
تو یہ ہے کہ فرمایا کہ قبر سے سب سے پہلے میں ہی اٹھوں گا جنت کا دروازہ سب سے پہلے میرے لئے
کھولا جائے گا اور آج یہ حضور کا صدقہ ہے کہ پاکستان جیسا بڑا ملک اللہ نے ہمیں اسلام کی
برکت سے دیا ہے تو اگر حضور سے ہمارا رابطہ ہوگا آپ کی سیرت پر چلیں گے اور اپنی اجتماعی
انفرادی قومی اور سیاسی زندگی آپ کی سیرت سے منور کریں گے اور حضور سے محبت و اطاعت
کا رابطہ ہوگا نماز کی طرح تجارت و زراعت ملازمت اور معیشت تمدن و معاشرت میں حضور
کی ذات کو قبلہ بنائیں گے تو انشاء اللہ ہر طرح کامرانی اور سرخروئی ہمیں نصیب ہوگی۔

والآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ط

تقریریں سیر

یہ خطاب انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر کے سہ روزہ سیرت کانفرنس کی پہلی نشست میں ۲۸ جون کو ہوا۔

خطیبہ مسنونہ کے بعد امیرِ محترم بزرگوار اور بھائیو! احسنو اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور اس محبوب کی جس ادا کو بھی ہم اختیار کریں گے ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ وہ ہمارے لئے ذریعہ نجات بنے گا، مغفرت راہبانہ می طلبد، مغفرت راہبانہ می طلبد، خداوند کریم بخشش کے لیے یہاں سے ڈھونڈتے ہیں۔

خریدارانِ یوسف علیہ السلام | حضرت یوسف علیہ السلام بازار میں فروخت کرنے لائے گئے۔ تو بڑے بڑے امراء محل و جواہرے کو خریدنے کے لیے آئے تو ایک بڑھیا عورت بھی آئی اس کے ہاتھ میں کچھ سوت کے دھاگے ہیں اس عورت سے کسی نے پوچھا کہ تو یہاں کیا لینے آئی۔ تو کہا نیلام ہوگا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں میں بھی اپنا نام درج کرانا چاہتی ہوں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جہاں نیلام ہوتا ہے تو جتنے بھی خریدار ہوتے ہیں ان سب کا نام پہلے لکھ دیا جاتا ہے۔ اس آدمی پندرہ آدمی ہیں آدمی پھر قرعہ ڈالتے ہیں۔ یا بولی دیتے ہیں جس کی بولی زیادہ ہو اسی کے نام پر کہہ دیتے ہیں

لیکن لکھتے وقت سب خریداروں کا نام لکھا جاتا ہے۔ تو اس بڑے مہیا نے کہا کہ میں بھی جاؤں کسی نے کہا تو عجیب دیوانی عورت ہے۔ بڑے بڑے امراء و لال و جواہر والے موجود ہوں گے۔ تمہاری کیا استطاعت ہے۔ تمہارے چند دھاگوں کی کیا قیمت تو بڑے مہیا نے کہا مجھے یہ معلوم لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں نام تو ہو جائے گا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ناموں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی فہرست میں لکھ دے۔

محبت سے محبوب | قل ان کستم تحبوا اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ
اللہ اس پتہ کیسے کہا عجیب جملہ ہے۔ دیکھو اللہ جو مالک السموات والارض ہے ہمارے لیے کیا یہ سعادت کم ہے۔ کہ ہم درخواست پیش کریں اور خداوند کریم اس کو قبول فرمائیں اور اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ ہمارے لیے یہ بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ مگر یہاں تو اللہ کی جانب سے اعلان ہوا ہے کہ اے پیغمبر آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ اگر تم نے میرا تابع کی۔ میری پیروی کی تو (یحبکم اللہ) تم محبوب ہو جاؤ گے۔ خدا تمہارا محب ہو جائے گا۔ اللہ اکبر!

مہیا بوا! اگر حق تعالیٰ کے عاشقوں کی فہرست میں نام شامل ہو تو یہ بھی غنیمت ہے۔ کہانی ہم۔ کہاں خدا کی ذات لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرما میں انہیں کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمُ اللّٰهُ اگر تمہیں خدا کے ساتھ محبت ہے۔ تو میری پیروی کرو اور حب تم میری پیروی کرو۔ گے۔ تو نتیجے میں تم محبوب بن جاؤ گے کس کے؟ یحبکم اللہ اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔

اب دیکھو، پتا ہے ہمارا آپ کے چھوٹے بچے ہوتے ہیں۔ یہ ماں باپ کے پیہب ہوئے ہیں۔ پیہب سے ہوتے ہیں۔ ماں باپ کی محبت ہوئی ہے۔ اس کے بچے کے ساتھ جو گود میں پلتا ہے۔ وہ آپ کی گود میں پیشاب بھی کبھی کر لیتا ہے

پاخانہ بھی۔ تو کبھی آپ نے اس کی ماں کو دیکھا نہیں ہوگا۔ کہ بچے کو اٹھا کر پھینک دے
 ”کہ بڑا گستاخ ہے۔ تم نے میری جھولی کو پلید کر دیا“ کبھی پھینکا ہے؟ نہیں کیوں؟
 اس لیے کہ محبت ہے۔ اور اگر کوئی دوسری عورت اس عورت کی ماں سے کہہ دے
 کہ اس بچے کو دور پھینک دے یہ گندہ ہے۔ اس نے تمہارے کپڑے کو بھی ناپاک
 کر دیا تو وہ ناراض ہو جائے گی۔

اس بچے کے ساتھ باپ کا پیار بے محبت ہے۔ تو وہ چھوٹا بچہ نا سمجھی
 کی وجہ سے کبھی باپ کی ڈاڑھی کو ہاتھ ڈال لیتا ہے کبھی ہاں کھینچتا ہے۔ لیکن چونکہ
 بچے کے ساتھ باپ کی محبت ہے تو وہ باپ بچے کو زمین پر پھینکا نہیں کہ اس نے
 گستاخی کر لی بلکہ محبت کی وجہ سے اسے اور بھی سینے کے ساتھ لگا لیتا ہے۔ تو کسی
 عجیب چیز ہے محبت۔ فرمایا اگر تم نے میرے پیغمبر کی تابعداری کی تو تم خدا کے محبوب
 بن جاؤ گے۔ تمہاری جتنی گندگیاں ہیں۔ تمہاری جتنی برائیاں ہیں۔ یَغْفِرُ لَكُمْ
 ذُنُوبَكُمْ یہ گناہیں نہایتوں سے بھی زیادہ بخش ہیں اسکے سامنے نہایت ظاہری گناہ کی حقیقت نہیں یعنی لکم
 ذُنُوبَكُمْ اگر خدا کے محبوب بن جاؤ گے تو تمہارے گناہ اللہ تبارک و
 تعالیٰ بخش دے گا۔

شان رسالت | سبھاؤ! حقیقت تو یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
 شان نزالی شان سے یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ ہم پر
 رحم فرمائیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہم پر رحم فرمائیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ اپنی رحمتوں کو ہم
 پر برسائے۔

دیکھیے ایک جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ
 يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اللّٰہ اور اللہ کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اوپر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درجوں کو رب العزت
 برآں میں بڑھاتا رہتا ہے۔ ترقی دیتا رہتا ہے۔ ہر آن میں اپنی رحمت سے معراج
 کی رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دربار میں پیش ہو کر اپنی عبادت

اپنی بندگی قوی مانی بدنی ہر لحاظ سے پیش کی التحیات لله والصلوة والطیبات
 —۔۔۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبدیت پیش کی۔ اللہ کی جانب سے جواب
 ملا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ اے میرے پیغمبر
 تجھ پر سلامتی ہو میری جانب سے اور خدا کی رحمتیں ہوں آپ کے اوپر اور برکتیں ہوں
 ہر تکلیف سے ہر نقص سے ہر عیب سے اللہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ وعدہ فرمایا سلامتی کا اور خدا کی طرف سے وعدہ ہوا۔ رحمتوں کے نازل ہونے
 کا۔ اور پھر اس کے بعد ہے کہ اس معراج کی رات میں بہت رحمتیں آپ کے اوپر
 اتریں و برکات ان رحمتوں میں ان سلامتیوں میں ہر آن میں برکت ہوگی یعنی ترقی ہوتی
 رہے گی۔ تو آج بھی ترقی ہے۔ کل کا دن آج سے بھی ترقی کھائے۔ قیامت کا دن آج سے
 تو اور بھی ترقی ہوگی۔ آگے جنت کا منظر۔ آگے گا تو اور بھی ترقی ہوگی۔

تو پیغمبر کی شان تو اللہ نے بڑھا دیا ہے اور روزانہ بڑھاتے رہتے
درود شریف ہیں لیکن اللہ کریم ہے۔ وہ ہمیں بھی شامل کرنا چاہتا ہے

ہمیں فرماتا ہے کہ دیکھو کہ جس کام کو میں کرتا ہوں تو تم تو میرے غلام ہو اور بندے
 ہو تم بھی اس میں شریک ہو جاؤ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا
 الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا تاکہ تمہارے درجے بھی
 بلند ہو جائیں۔ سبحان اللہ۔ وہ دینا چاہتا ہے۔

وہاں فرمایا کہ اگر تم میرے محبوب بننا چاہتے ہو تمہارے لئے تو یہ بھی غنیمت
 ہے۔ فخر ہے۔ کہ یا اللہ ہم آپ کے عاشق بن جائیں۔ ہمارے لیے یہ تو بڑے
 فخر کی چیز ہے۔ لیکن وہاں سے اعلان ہوتا ہے کہ تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پیرو بنو۔ وعدہ کے مطابق خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ یحبکم اللہ
 اور یہاں ہمیں اللہ شریک کرنا چاہتے ہیں کہ تم کو بھی چاہیے کہ میرے حبیب صلی اللہ
 علیہ وسلم پر درود شریف اور دعائے رحمت کرتے رہو۔ تاکہ تمہارے لیے قیامت کے دن

شفاعت واجب ہو جائے تم پیغمبر کے حق میں ایک دفعہ درود پڑھو گے۔ اللہ
دس دفعہ اپنے دربار میں تمہارا نالے گا کہ میرے بندہ نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ
وسلم پر ایک دفعہ درود شریف پڑھ لیا ہے۔ تمہاری پریشانیوں کو اللہ دور کر دے گا
تمہارے غم کو اللہ تعالیٰ مٹا دے گا۔ تمہارے کاموں کو اللہ تبارک و تعالیٰ پورا
کر دے گا۔

پیغمبر کی ادائیں بھی محبوب ہیں | بھائیو اور بھائیو! پیغمبر کی ادائیں پیغمبر کی ادا ہوتی
ہے۔ دیکھو! وہ قصہ آپ لوگوں نے قرآن
شریف میں پڑھا ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو سید المرسلین ہیں۔ وہ تمام
پیغمبروں کے سردار ہیں۔ حضرت موسیٰؑ اور العزیزؑ بھی ہیں۔ فرعون ہمیشہ موسیٰ علیہ السلام سے
مقابلہ کرتا ہے اور حق کے ساتھ ان حکومتوں کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں۔ قدرتی بات
ہے یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے یہ سلسلہ پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ قدرتی بات ہے
اور اسی میں بغیر برکت ہوتی ہے۔

معرکہ حق و باطل اور خدا کی حکمتیں | دیکھیے اگر حق کے مقابلے میں باطل نہ ہوتا
تو اہل حق کی استقامت حق والوں کا

صبر حق والوں کے جو درجے بلند ہوتے ہیں۔ وہ کیسے بلند ہوتے۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ایک سیکنڈ میں باطل کو مٹا سکتا ہے۔ لیکن اہل حق جو
کہتے ہیں کہ ہم حق کے متبع ہیں۔ ہم ہر سختی میں حق کو نہیں چھوڑیں گے۔ حق کے لیے
قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ حق کے لیے جنگ احد میں صحابہ کرام شہید ہوئے
تو یہ موقع پھر کہاں ملتا یہ تو تب ہی ملے گا۔ لہذا کہ ایسے مواقع اللہ دنیا میں لاتے
رہیں تاکہ حق کے مقابلے میں باطل سر اٹھائے اور اہل حق اس کو کچلنے کی کوشش
کریں اور پھر ٹکراؤ اور تصادم کے دوران مصیبتیں بھی آتی ہیں۔ اس کو برداشت
کریں۔ اس کو استقلال کے ساتھ تحمل کے ساتھ خوشی کے ساتھ برداشت
کریں۔

حضور اقدس کا جذبہ قربانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میدان احد میں ہیں

حجرہ شہیدان احد میں شہید ہوتے ہیں۔ ان کے ناک ان کے کان ان کے اعضا کاٹے جاتے ہیں۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنے چچا کے جسد مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اللہ کے راستے میں میرے چچا نے قربانی دی۔ چچا باپ کے برابر ہوتا ہے۔ اور فرمایا اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کا خیال نہ ہوتا کہ وہ کسی کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چچا کو قبر میں دفن نہیں کیا۔ تو میں انہیں باہر ہی چھوڑ دیتا اسی حالت میں تاکہ یہ جو باقی بدن ہے اس کو حیوانات کھاتے پرندے کھاتے۔ چرند کھاتے اور قیامت کے دن میں جب اللہ کے سامنے کھڑا ہوتا تو میرے چچا کے جسم کی ایک ایک بوٹی چھندوں کے پیٹ سے ماپہندوں کے پیٹ سے درندوں کے پیٹ سے اکٹھی ہوتی اور یہ آواز ہوتا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا محترم حضرت حجرہ شہید الشہدا ہیں تو میرے لیے یہ باعث فخر ہوتا تو ہمارے آقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسی ہی تمنا کرتے ہیں کہ یا اللہ میں چاہتا ہوں کہ میں تیری راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں پھر شہید ہو جاؤں۔ لیکن اللہ نے کافروں کو موقع نہیں دیا، ہنسنے کا۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے ہاتھوں شہید ہو جاتے تو آج کافر مذاق کرتے۔ ان کے ساتھ کہ ہم نے تمہارے پیغمبر کو شہید کیا ہے۔ قتل کیا ہے۔ اس لیے جو کہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تو تمنا شہادت ہے۔ وہ اللہ نے پوری فرمادی۔ ایک طرف اگر حضرت حجرہ شہید ہیں، سید الشہدا ہیں۔ تو دوسری طرف خواہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کے ایک مسئلے کے لیے کہ حکومت سب سے چھینیں کہ باپ حاکم ہو تو بیٹا بھی ضرور حاکم ہو گا۔

اگر کوئی شخص محض اس بنا پر اپنے آپ کو حق دار سمجھتا ہے تو غلط سمجھتا ہے

تو آپ دین کے ایک مسئلہ کو زندہ رکھنے کے لیے میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین کی شہادت یہ بھی مصداقِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کا ظہور ہے۔

بھائیو! ایسے مواقع امتحان کے ہوا کرتے ہیں۔ جن کو جنت کمانا ہوتی ہے، وہ آگے بڑھ جاتے ہیں۔ حق کے لیے آواز بلند کر دیتے ہیں۔

جن کو ڈوبنا ہوتا ہے مرنا ہوتا ہے۔ جہنم جانا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں، بھئی یہ مولویوں کی باتیں ہیں۔ کہہ تے رہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے! آمین کہ ہم دین کے لیے جیئیں۔ دین کے لیے عزت جان و مال و اولاد سب کچھ ایسا قربان کریں جیسا کہ ہم نے وعدہ کیا ہے اللہ کے ساتھ ان اللہ اشتہی من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة۔

حضرت موسیٰ اور ساحرین کا مقابلہ | تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون تھا۔ میں آپ کا زیادہ وقت

لینا نہیں چاہتا عزیز مہمان آئے ہوئے ہیں توہ تقاریر فرمائیں گے۔ صرف اتنا عرض ہے کہ پیغمبر کی اتباع میں کتنی برکتیں ہیں۔ فرعون کا مقابلہ ہوا تو اس نے تمام ملک میں اعلان کر دیا۔ اس نے ساحروں کو جمع کیا۔ اور اس نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے جو معجزات ہیں۔ اس کا مقابلہ میں کروں گا۔ میرے ساحر کریں گے۔ تو اس نے ساحروں کو جمع کر دیا۔ ملک بھر کے ساحر ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ جیسا کہ آپ کے ہاں کھیلتے ہیں۔

کالجوں میں سکولوں میں دوپارٹیاں ہوتی ہیں۔ دونوں طرف سے کھیلنے والے ہوتے ہیں ان کے یونیفارم ان کے کپڑے ایک طرح کے ہوتے ہیں تو ان ساحروں نے جادو گروں نے جو فرعون کی پارٹی کے لوگ تھے جس کے متعلق فرعون نے کہا تھا کہ ہم تمہیں خطاب یافتہ بنائیں گے، خان بہادر بنائیں گے نواب بنائیں گے۔ سر بنائیں گے۔ تمغہ دیں گے دربار میں کرسی ملے گی۔ جیسے پہلے زمانے میں انگریز خطاب دیتے تھے۔ بڑا خطاب تمہیں ملے گا۔ میرے بھی ملیں گے۔ جاگیریں بھی ملیں گی۔

اگر تم ہماری طرف داری کرو گے تو فتح یاب ہو جاؤ گے۔

ان ساتروں نے کہا فرعون سے کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو ایک نظر دیکھنا چاہتے ہیں کہ کل جس کے ساتھ مناظرہ مقابلہ ہوگا۔ اس کو ذرا پکھلیں۔ دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی ایسے ہی کپڑے بنا دیجئے جیسے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے ہیں۔ تاکہ یوتی فارم تو ایک طرح کا ہو۔ کپڑے ایک طرح کے ہوں۔

اسلام سے مذاق | آج کل لوگ کہتے ہیں کہ یہ سارا اسلام کپڑوں میں آگیا۔ بھائی

کپڑوں میں اسلام نہیں، کھانے میں اسلام نہیں سود اور غیر سود میں اسلام نہیں۔ تو معلوم نہیں اسلام کونسا ہوا۔ اسلام کہاں پڑا ہوا ہے کپڑوں میں اسلام نہیں ہے۔ داڑھی میں نہیں ہے۔ کھانے میں نہیں ہے۔ سود میں نہیں ہے۔ زنا میں نہیں ہے۔ باپ خنہ میں نہیں ہے۔ کھیلنے میں نہیں ہے۔ جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ مولوی ٹوٹتا ہے تو کہتے ہو کہ کیا اسلام اس میں ہے۔ تو آخر یہ لوگ بتائیں کہ اسلام کہاں ہے؟ بھی عجیب بات ہے

اگر ہم یہ کہیں کہ تم اگر خواہ مخواہ انگریز بننا چاہتے ہو۔ تو کیا کوٹ پتلون ہی میں انگریزیت ہے تم سیدھا انگرہ کھا اور قمیض پہن لو اور انگریز بن جاؤ لیکن کہیں گے کہ نہیں کہ اس کوٹ اور پتلون کے بغیر ہم انگریز نہیں بن سکتے۔ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ان باتوں میں بھی اسلام ہے تم اگر اس شعار کو پہنو گے جو انگریزوں کی ہے تو ہم بھی نہیں پہچان سکیں گے کہ تم انگریز ہو یا پاکستانی، تو خدا نے مہربانی کی کہ جب پاکستان بن رہا تھا۔ تو یہاں بہت سے مسلمانوں کو جیب دوسرے لوگوں نے پکڑا کہ یہ ہندو ہیں قتل کر دو انہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں تو اس نے پوچھا تمہارے اندر نشانی کیا ہے۔ اسلام تم نے بھی تو وہ ساری صفیتیں اپنا رکھی ہیں داڑھی ہے تو وہ اس نے منڈا رکھی ہے۔ تو ختنہ جو ایک سنت طریقہ تھا اس سے بچانے گئے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اب سمجھے کہ تینے میں کتنی برکت ہے ختنے کی برکت سے کہ تم مسلمان بچ گئے مگر خدا اس سے بچانے کی کوئی علامت ہی نہ تھی

ہر قوم اور ہر شیعہ حیات میں پابندیاں | دیکھو کہ جس محکمے میں آپ
جاؤ گے۔ آپ کے اوپر
ہزاروں قیودات لگ جاتی ہیں۔ آپ اگر معمولی ملازم ہیں تو آپ کے اوپر قیود آتے
ہیں۔ آپ اگر فوج میں ہیں تو آپ پر پابندیاں آتی ہیں۔ پولیس میں ہیں تو آپ کے
اوپر قیودات آتے ہیں۔ اور صرف اسلام ایک ایسی چیز کہ اسلام میں آجائیں تو مادر
پدر آزاد ہو جاتے ہیں۔ پھر کوئی قید نہیں ہے اپنے اوپر برداشت نہیں کر سکتے۔
یہ عجیب چیز ہے۔ ہر جگہ کوئی نہ کوئی تو پابندی ہے۔ لیکن یہاں کوئی پابندی نہ ہو
بھائی! کپڑوں میں کتنی برکت ہے۔

میں آپ سے عرض کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساحروں نے
مقابلے کے وقت فرعون سے کہا کہ ہمیں ان جیسا یونیفارم اور کپڑے بنا دو۔ فرعون
کے پاس کارخانے و سائل اور تو بڑے بڑے تھے۔ درزی بھی بہت تھے۔ رات
بھر درزی لگے اور سب کے ویسے ہی کپڑے بنا دیے۔

صبح کے وقت مقابلہ ہوا۔ مقابلے کا قرآن
ساحرین فرعون کا ایمان | مجید میں ذکر ہے۔ ساحروں نے شکست

کھائی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ساحر اور پھر وہ جیسا کہ ہمارے شاعر امین گیلانی صاحب
نے کہا کہ ہم مرنے بھی جانتے ہیں۔ فرعون نے ان کو کہا کہ یہ تو تم ایمان لے آئے۔
میرے بغیر کسے ہوئے۔ انہوں نے کہا تمہارا جی میچ آئے فیصلہ کرتا ہے کر لے۔
فاقص ما انت قاض اما تقضی ہذا الحیوة الدنیا تو تو
ای دنیا میں فیصلہ کرتا ہے تاکہ جیل میں ڈال دے پھانسی کر دے اور کیا کر سکتا ہے
ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اگلی زندگی اچھی ہو جائے۔ اللہ ہمارے گناہوں کو بخش دے
تو جو فیصلہ چاہے دے دے۔ ہمیں پھانسی کرتا ہے۔ قتل کرتا ہے تو قتل کر دے
ہم اسلام کو اب نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم دُوب موسیٰ و ہارون پر ایمان لائے ہیں۔ مسلمان
ہو گئے۔

تشبیہ بالانبیاء کی برکت | تو کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب آئے
ہیں اپنے کمرے میں اللہ کے سامنے درخواست
کی پیغمبر ہیں یا اللہ! یہ اتنی کوشش جو کی گئی کئی برسوں سے، یہ مناظرہ کا میدان
مقرر ہوا۔

یہ سب اسی لیے تھا کہ فرعون اور اس کی فوج اور طاقت مسلمان ہو
دیکھو! اگر بادشاہ مسلمان ہو جائے تو رعیت کو درڑوں کی تعداد میں ہو تو اچھی ہو
جاتی ہے رعیت تو نالوں کی طرح ہیں۔ اگر سرچشمہ خراب ہے نا لے چاہے
سونے چاندی کے بنالو مگر اس کا پانی گندہ ہی ہوگا۔ اور اگر چشمہ جہاں سے
پانی نکلتا ہے اچھا ہو تو پھر نالیوں کے کنارہ مل پر اگر گندگی بھی ہو لیکن پانی
صاف سقرا جائے گا تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ یا اللہ یہ انتقام تو اس لیے کیا
گیا تھا کہ فرعون مسلمان ہو جائے مگر بقیے پر اس کی فوجی طاقت جیسے یہ مسلمان
بن جائے مگر یہ ساحر مسلمان ہو گئے اور وہ کافر ہی رہا۔ تو خداوند کریم نے کیسا
جواب دیا۔

خداوند کریم نے فرمایا کہ یہ فرعون ہے بڑا متکبر اس نے اپنے کوٹ ٹیلوں
کو اپنے یونیفارم اور وردی کو بدلانہیں۔ جو ان کا شاہی سروج لباس تھا اور یہ ساحر
جو آپ کے سامنے مقابلے میں آئے تو انہوں نے کپڑے تمہارے جیسے پہن لیے
تو اللہ فرماتے ہیں کہ میری رحمت نے اس چیز کو گورا نہ کیا کہ میرے محبوب نبی کے
لباس میں ایک شخص آئے۔ اور میں اسے جہنم میں پھینک دوں۔ میرے محبوب کے
لباس میں ایک شخص آئے، میں اسے جہنم میں کیسے پھینک دوں۔ ان ساحروں
نے یہ تو ساٹھ، ستر ہزار آدمی تھے یا کم یا زیادہ انہوں نے آپ جیسا لباس
اپنا لیا۔ تو دیکھیے پیغمبر جیسے لباس کی مشابہت اختیار کرنے سے جنت مل گئی۔

اور یہ بھی آپ سے عرض کروں
دین کی حفاظت اور سخت جانی | خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے محافظ اور اس کے دین کے محافظ اللہ ہی ہیں۔ آج تک خدائے حفاظت کی اور ان شاء اللہ قیامت تک جیب تک اللہ کو منظور ہوگا اس دین کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ اس کے ساتھ چاہے کوئی کتنا ہی ٹکڑے مارے۔ دیکھو یہ اسلام کی مثال جو ہے اس کی مثال گیند جیسی ہے۔ اس کو زور سے نیچے مارو۔ آپ یہ کہیں گے کہ میں نے بالکل اس کو نیچے کر دیا۔ لیکن جتنا زور سے آپ اسے پھینکیں گے اتنا ہی وہ اونچا کودے گا۔ ابھرے گا۔

جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی خالد ابن ولید فاتح تھے وہی خالد ابن ولید بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر آکر گرتے ہیں اور سیف من سیوف اللہ کا خطاب حاصل کرتے ہیں

اسلام کی تاریخ | اسلام کی تاریخ یہ ہے کہ جس نے اس کو گرانے کی کوشش کی وہ خود گرتا ہے۔ خود مٹتا ہے۔ جس قوم نے بھیجے

پروا ہی کی وہ قوم مٹے گی میں آپ سے کتنا ہوں۔ کافروں کو ملت دی جاتی ہے لیکن ہمیں خدا ملت نہیں دیتا۔ جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اور پھر وہ اسلام کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاداری نہیں کرتا۔ وہ غدار ہے۔ اس غدار کو خدا کی حکومت کبھی ملت نہیں دیتی

سیرت | بھائیو! یہ جلسہ ہے سیرت کا میں آپ سے عرض کرتا ہوں سیرت یہ صورت کے مقابلے میں ہے۔ صورت کہتے ہیں ظاہری شکل کو کسی چیز کی ظاہری شکل کو صورت کہا جاتا ہے اور کسی شخص کے اندرونی حالات کو سیرت کہا جاتا ہے۔

سیرت کی برکت سے جزیرہ عرب کے لوگوں نے سلطنت حاصل کی، سیرت رسول اللہ کی برکت سے وہ علم کرام بنے۔ اس سیرت کی ضرورت ہر زمانے میں ہے لیکن اس بیسویں صدی میں آج کا جو دور جہالت ہے آجکل جو تباہی ہو چھا رہی ہے۔ آج جتنی اخلاقی گراؤ ہے مسلمانوں کے اندر اس کا

علاج یہ ہے کہ ہم سیرت رسول اللہ کی روشنی کو ہاتھ میں لے لیں ہمارے پیغمبر نے
شادی کے معاملہ تجارت کے معاملہ حکومت کا معاملہ تمدن کا معاملہ معاشرت
کا معاملہ گھنٹے طریقے پر انجام دیا۔ ان کے اخلاق مبارک کس طریقے پر تھے؟ انہوں
نے ہمیں کون سے طریقے بتلائے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارک
کو معلوم کریں۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں۔

سیرت سے حقیقی تعلق | یہ ہے سیرت سے تعلق۔ بھائیو! اگر ہم سیرت کا مطلب
اتنا ہی لے لیں کہ چلو ہم نے جلسے میں شرکت کر لی تو
کتنے ہیں، ایک مسلمان تھا۔ ہندوستان میں ایک مسلمان تھا روزے نہیں رکھتا تھا۔
افطاری کے وقت ہندوستانی لوگ ذیادہ انتظام کرتے ہیں۔ افطاری کے لیے وہ
بہت ساری چیزیں لپکاتے ہیں۔ کھانے پینے میں شرکت کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ تو
افطاری کے وقت سب سے پہلے وہ روزہ نہ رکھنے والا بیٹھ جاتا تھا۔ افطاری
کے لیے تو کسی نے اسے کہا بھائی روزہ تو رکھتا نہیں۔ افطاری کے لیے سب سے
آگے بیٹھ جاتا ہے۔ تو وہ شخص کہتا ہے کہ بھائی بھئیوں مجھ کو اتنا پکا کافر سمجھ لیا ہے۔
دو کام ہیں۔ دین کے روزہ رکھنا اور افطار کرنا ایک تو میں نہیں کر سکتا گناہ گار ہوں
تو یہ دوسرا بھی نہ کروں پکا کافر بن جاؤں تو ہمارا عشق رسول اللہ اور مسلمانی بھی رہ گئی
ہے۔ کہ سال بھر میں تو اعمال اور اقوال سے پیغمبر کا مقابلہ کر دو۔ پیغمبر کے دین کو کچھ
پیغمبر کے دین کے خلاف کر دو۔ اس کا مذاق اڑاؤ اور جب بیچ اول کا مہینہ آگیا ہے
تو کہتے ہیں کچھ مسلمان تو ہیں کچھ میلاد شریف کر لیں۔ کچھ قوالی کس میں
شرکت کی۔ افطاری کے لیے سب سے آگے بیٹھ گئے اس لیے کہ اس پر
بیسے خرچ نہیں ہوتے۔ پیسے خرچ بھی ہوں تو خیر نام بھی تو ہو جائے گا۔ نہیں پیغمبر نے
ہمیں زندگی کے ہر شعبے کے لیے احکامات چھوڑے ہیں۔ قوانین چھوڑے ہیں
اور اعمال کا نمونہ ہمارے سامنے چھوڑا۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی ساری زندگی کو اس کے مطابق کر دیں۔ بھائیو! حقیقت ہے

میں پھر آپ سے عرض کرتا ہوں۔

قائدے کے مطابق کافروں کے لیے تو جہنم میں
عذاب ہیں۔ دنیا میں ان کے لیے عام طور پر عیش

امریکی تماشا گاہ عبرت

و عشرت ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری عبرت کے لیے کہ آج جس امریکہ کے
سامنے ہماری آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ آج یہ امریکہ پٹ رہا ہے۔ ویٹ نام میں آج
اس امریکہ کی حالت یہ ہے کہ معمولی سے معمولی بات کے اوپر وہاں کتنے مبالغے ہو
رہے ہیں۔ کتنی لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ اب یہ آپ نے دیکھا کہ جس نے یہودیوں کی
سرپرستی کی امریکہ نے جب بھی اس مفضوب قوم کی سرپرستی کی، اسرائیل کی، اس
وقت سے وہ پٹ رہا ہے۔

اور آج بھی ایک شخص ان میں قتل کیا گیا عیسائی کے ہاتھ سے کہ کیوں تم نے
یہودیوں کی حمایت کی یہ اللہ تمہیں بتاتا ہے کہ تم عبرت پکڑو۔ جو قوم اللہ کی دشمن ہے
اس کی جو بھی سرپرستی کرے گا۔ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔

مسلمان کے لیے تو عموماً مہلت
بہت بڑے عذاب اور گرفت کا خطرہ

بیس سال گزر گئے ہمیں خدا نے بڑی مہلت دی ہے۔ مجھے تو ڈر ہے کہ خدا نخواستہ
اگر بے دینی کی یہی رفتار رہی اور سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم ویسے ہی کوٹے
اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑ کر چلتے رہے۔ جیسے کہ آج ہمارے
سامنے ہیں۔ تو ایسا نہ ہو کہ کہیں خدا کا عذاب آجائے اور یاد رکھو کہ آج اگر ہمارے اوپر
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے دنیا میں زلزلے آئے۔ لیکن کیا یہ کوئی کم عذاب ہو گا کہ ہمارے
ملک کو خدا نخواستہ میدان جنگ بنایا جائے۔ اور آزادی کی نعمت چھین جائے
ہمارے ملک پر ہائیڈروجن بموں کی گولہ باری ہو۔ پھر ہمارا ملک تباہ و برباد ہو
جائے۔ خدا کے قہر سے ڈرنا چاہیے۔ خدا کی گرفت سے ڈرنا چاہیے۔ ہماری
نجات کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں اس کا مطالعہ

کمری اور سمجھیں اپنی گھریلو زندگی اور بیرونی زندگی اپنی تجارت اپنے معاملات اپنی حکومت اپنے تمام طرز کو پیغمبر کے طریقوں پر بنائیں۔ ان شاء اللہ اس سیرت کے ذریعے سے جو زندگی ہمیں ملے گی۔ ہم دنیا میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ آخرت میں بھی، کامیاب ہو جائیں گے۔

آپ خلوص سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان تین دنوں کے اجلاسوں کو کامیاب کر دے اور ان بزرگوں کو ان بھائیوں کو تہنوں نے یہ کوشش کی کہ اس مسلمان قوم کو سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف کرائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجوں کو بلند فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سنت نبویؐ

معاشرت اسلامی کی اساس

(رمضان المبارک کے دورانے ایک خطبے کا حصہ)

معاشرت اسلامی | مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ کھانا کھاؤ تو داہنے ہاتھ سے اور لہجہ اللہ الرحمن الرحیم آغاز میں پڑھ لو۔ چائے پیتے ہو تو بائیں ہاتھ سے پیالی ست اٹھاؤ۔ پانی پیو تو گلاس داہنے ہاتھ سے پکڑ لو۔ اگر انگلیاں سالن سے گندری میں تو داہنے ہاتھ کی ہتھیلی میں رکھ کر پی لو۔ بایاں ہاتھ استنجا کے لئے اور ناک صاف کرنے کے لئے ہے۔ جسم کے غیر شریفی کاموں کے لئے ہے اس لئے خدا نے دو ہاتھ دے کر ناک بائیں ہاتھ سے صاف کر لو۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھا لو، استنجا بائیں ہاتھ سے کر لو۔ پانی داہنے ہاتھ سے پی لو۔ اس ایک ہی ہاتھ سے دونوں کام کرنا کتنی ذراست کی بات ہے۔ لکھنا ہے تو دائیں سے چلنا ہے تو دائیں ہاتھ۔ مگر فرنگی کو اللہ تعالیٰ غرق کر دے۔ فرنگی کی ذہنیت کو اللہ تعالیٰ تباہ کر دے اس لئے ہماری روایات اور چھوٹے سے چھوٹا طریقہ بھی ایسا بگاڑ کر رکھ دیا کہ ہم سوچے سمجھے بغیر اور محسوس کئے بغیر اپنے نبیؐ کے، اپنے دین کے سب طور طریقے چھوڑ بیٹھے۔ انگریزی لکھنی ہے تو وہ بھی صفحہ کے بائیں جانب سے، ٹریفک ہے اور راستہ پر چلنا ہے تو بائیں ہاتھ سے۔ وہ سوچ سمجھ کر ہمارے تمدن اور شریعت کی جڑیں ہی کاٹنا چاہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے اور سنتیں مٹانا ہی ان کا مقصود ہے۔ یہ تو مسلمان ہے کہ بالکل سویا ہے کہ اس کا کوئی نصب العین اور مقصد حیات ہی نہیں۔ اور قوموں کے پاس تو اپنا مذہب اور اپنی تہذیب ہے ہی نہیں وہ تو سمجھتے ہیں کہ ہم تو گٹے ہوئے ہیں مگر یہ مسلمان قوم کیوں اپنے مذہب سے وابستہ رہے کیوں کامیابی اور کامرانی سے

ہمکنار ہو؟ کیوں جنت چلی جاتے؟ جیسا کہ شیطان کہتا ہے کہ جب میری اہل جگہ جہنم ہے تو یہ مسلمان کیوں مجھ سے بچ کر جنت جاسکے گا۔ تو شیطان کی فریبت کا بھی یہی طریقہ ہوتا ہے کہ یہ حق پر رہنے والے کیوں حق پر رہیں۔

قرآن کریم کا اعجاز

مخالفین کا اعتراف

قرآن کریم کے اس اعجاز کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ دشمنوں میں بڑا دشمن ابتدائے اسلام میں ابو جہل تھا۔ اسی طرح ابوسفیان اور احنف بن شریک۔ یہ لوگ قریش کے سرداروں

میں سے تھے۔ ابو جہل کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر خداوند کریم نے فتح مکہ کے بعد فضل فرمایا اور اسلام لائے۔ تو یہ لوگ حضور کے ابتدائی دور کے مخالف گروہوں کے لیڈر تھے اور جیسا کہ آج کا لیڈر جتنا جھوٹا بولے، بہت ہشیار اور چالاک ہو بہت شور و شغب مچا سکے اور اپنے لئے خوب خوب کما سکے۔ اسلام اسلام کر کے پوری قوم کو فریب دے سکے وہ اتنا ہی بڑا لیڈر ہے۔ یہ یو پی اور کمیونسٹ لیڈروں نے کامیاب لیڈر کی تعریف کی ہے۔ اور قرآن کریم کی عجیب تاثیر ہے مگر ہم اس سبب خبر نہیں پہنچی بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم کا دشمن پر بھی اثر اور تاثیر کا حال سن کر انسان ڈنگ رہ جاتا ہے۔ رمضان شریف میں کتنی کتنی جگہ شبینے ہیں۔ آدھی رات اور ساری رات بچے، بوڑھے، کمزور، بیمار و دست بستہ منشوع و مضوع سے اللہ کے سامنے کھڑے رہ کر قرآن کریم سنتے رہتے ہیں۔ تو یہ قرآن ہی کا اثر ہے اور قرآن ضرور بالضرور اثر کرتا ہے۔ تو امام بیہقی نے لکھا ہے کہ یہ تینوں لیڈر ابو جہل احنف اور ابوسفیان دشمنی میں پیش پیش تھے اور جیسا کہ آج کل سیاستدانوں کا حال ہوتا ہے کہ قوم کے سامنے بڑے پیچھے چلاتے ہیں اور پھر آپس میں ہو جائیں تو شیعہ و شکر۔ تو یہ تینوں ایک رات اپنے اپنے گھر سے چھپ کر نکلے۔ اور حضور اقدس جس مکان میں تلاوت فرما رہے تھے چھپ کے کھڑے ہو گئے، سنتے لگے۔ ایک دوسرے سے خبر نہیں ہیں ایک ایک کونے میں چپکے سے آیا دوسرا دوسری دیوار کے ساتھ۔ تیسرا بھی آیا کسی اور جانب سے کان لگا کر کھڑا ہوا کہ کچھ دیر سن

کہ چلے جائیں گے۔ مگر قرآن کی لذت تو عجیب و غریب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بتجدیدیں کھڑے ہوئے پڑھ رہے ہیں۔

اور یہ لوگ باہر کھڑے ہیں امتحان کے طور پر جو سن رہے ہیں ان پر اثر ہوتا ہے تو جواب سے دوزانو ہو کر متوجہ ہو، یقین ہو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور میرے لئے باعث ہدایت ہے۔ نو سبحان اللہ! اس کے اوپر کتنے اثرات پڑیں گے وہ تو پھر رگ و ریشہ میں سرایت کرتا ہے۔ تو ان تینوں پر صبح ہو گئی۔ اب جاتے ہیں تب جاتے ہیں، مزہ آگیا، لذت میں ڈوب گئے۔ چلتے چلتے ہیں صبح ہو گئی۔ اذان کے وقت کے قریب حضور نے تہجد ختم کر دی تو یہ لوگ بھی کھسک گئے۔ اتفاق یہ ہوا کہ آگے چل کر یہ تینوں آپس میں ملاقی ہوئے۔ ارے بھائی! تم کہاں رات گئے کیا کر رہے ہو۔ تینوں قوم کے لیڈر ہیں ایک دوسرے کو حقیقت بتلا دی کہ میں تو امتحاناً سننے آیا تھا۔ کہ کیا کلام ہے؟ دوسرے نے کہا میں عشائے آسمانوں سے آیا ہوں۔ تیسرے نے بھی یہی کہا۔ پھر تین دن ایسا کرتے رہے اور کلام الہی سنتے رہے۔ تیسرے دن اکٹھے ہوئے تو طلاق اور حلف دلوا یا ایک دوسرے سے کہ یہ تو بہت بُرا ہوا اگر لوگوں کو پتہ چل گیا تو سب مسلمان ہو جائیں گے۔ دو تین دن بعد اخف ان میں سے ابوسفیان کے پاس آیا کہ خدا کے لئے بتلا دو کہ اس کتاب کے بارے میں کیا رائے تم نے سن کر قائم کر دی ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ظاہر بات ہے یہ خدا کا کلام ہے انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر طرح سوچا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ بلا غت یہ عقائد، یہ تدبیر منزل، یہ سیاست یہ اخلاق نہ کسی کتاب میں پڑھے نہ سنے نہ دنیا میں گھوم پھر کر کہیں دیکھے۔

اخف نے کہا کہ بھئی میری بھی یہی رائے ہے۔ اخف پھر ابو جہل کے پاس گیا اور ابو جہل سے کہا تم نے کیا رائے قائم کر دی۔ تین راتیں تو تم نے بھی قرآن سن لیا۔ اس نے کہا کہ بھائی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ انسان کا کلام نہیں۔ اس کے عجائبات غرائب ایک ایک جملہ ایک ایک آیت کی خوبیوں کا جواب نہیں ہو سکتا۔

وضوح حق کے

باوجود حمیت جاہلیت

انھوں نے کہا کہ پھر آخر ہمیں کیا پڑی ہے کہ اس کی مخالفت کر رہے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کیوں کرتے ہو۔ ابو جہل نے کہا دیکھو ہم

لوگ آپس میں چھیرے بھاتی ہیں۔ بنو نعم ہیں اور ہم میں پرانی رقابت اور دشمنی چل رہی ہے قومی و جاہلیت، قومی ترقی، قومی وقار پر ہر معاملہ میں ہم نے ان بنو ہاشم سے برابری اور ہم سہری کی ہے۔ سخاوت کی تو ہم نے۔ اس کے مقابلہ کی سخاوت کی۔ بنو ہاشم زمرہ میں کھجور ملا کر شربت مہانوں کو پلاتے تھے تو بنو امیہ نے کہا کہ ہم دودھ ملا کر پلائیں گے کہ ان سے کم نہ رہیں۔ اگر انہوں نے شجاعت میں کوئی قدم اٹھایا تو ہم نے ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ الغرض قدم بہ قدم برابری اور سبقت کی سعی کرتے رہے تو اب جب ان میں ایک نبی بنایا گیا تو ہم اس کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے کہ ہم بھی اپنا نبی کھڑا کر دیں (کہ وہ تو خدا کے انتخاب پر ہے) تو اب سوائے اس کے چارہ نہیں کہ مخالفت اور مقابلہ کریں اور اس کی نبوت اور دعوت مٹا کر دم لیں۔ اب تو برابری کی کوئی صورت نہیں۔ نبوت کسی کے گھر کی بات تو ہے نہیں اپنے بس کی بات نہیں۔ سخاوت و شجاعت کی بات ہوتی تو کمر بھی لیتے مگر نبوت تو وہی چیز ہے۔ مگر طبیعت ماننے پر بھی آمادہ نہیں کر سکتے کہ یہ فضیلت حریف کو حاصل ہو تو علاج سوائے مقابلہ اور لڑائی کے ہمارے بس میں نہیں۔

حضور کے طریقوں

کی پیروی

الغرض بات یہ ہو رہی تھی کہ ہمیں حضور اقدسؐ نے ہر معاملہ میں

ایک سنت اور طریقہ چھوڑا ہے۔ شیطان جب رمضان میں بند

تھا تو نہ وعظ کی ضرورت تھی نہ تقریر کی نہ لاپس کی اور نہ ڈرانے

وہمکانے کی۔ تراویح بھی پڑھے ختم قرآن بھی ہوتے رہے۔ بارش بھی شدید تھی سردی بھی۔

مگر کسی کو عبادت سے نہ روک سکی۔ جذبہ تھا کہ حضورؐ کی ایک سنت تراویح کو کیوں چھوڑیں

تو سنت اس طریقے کو کہتے ہیں جو حضورؐ نے ہمارے لئے چھوڑ دیا۔ مثلاً کہ کھانا کھائیں تو

دائیں ہاتھ سے شروع کرو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ ختم کرو تو اس حدیث پڑھ لو پیالی گلاس دائیں ہاتھ

سے پکڑو۔ ہاتھ میللا ہو تو تفصیلی میں رکھ کر بائیں ہاتھ سے تمام لوہ جسم کے خسیس افعال میں کھیل سٹانے
استنجا وغیرہ کے لئے یا یاں ہاتھ استعمال کرو۔ مگر فرنگی کب ان سنتوں اور طریقوں کو برداشت
کر سکتا ہے۔ فرنگی سے میرا مطلق کافر مراد ہے ابلیس اور ابلیس کی فوج کہتی ہے کہ ہمارا مذہب تو ختم
ہے دنیا میں رہا نہیں یہ مسلمان کیوں مذہب مذہب کرتا پھرے؟ تو صرف مخالفت برائے
مخالفت ہے۔ باطل کی حق سے جنگ ہے اور کوئی مقصد نہیں اس لئے کہ امتی پیغمبر کی سنت پر
قائم نہ رہے لیکن کائنات مسلمان یہ سوچ لے جو رمضان میں اپنے نبی کے سنت کی خاطر گرمی سردی کی
پرواہ نہیں کرتا تھا۔

فرض نماز کی اہمیت
اور دیکھو بھائیو! تراویح کی جتنی بھی قدر کی تو بہتر ہے۔ مگر اسی طرح فرض نماز
وہ چیز ہے کہ حضرت اسامہؓ رسول اللہ کے جنرل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے آخری مرض وفات میں مقرر ہو گئے تھے۔ عرب میں قومیت پر نسب و
قوم پر ملک و وطن پر فخر بہت زیادہ تھی۔ حضورؐ نے ۲۳ برس قوم کو تبلیغ کی۔ تعلیم دی تو دنیا سے جانے
سے دو ایک روز قبل ایک اہم مہم کے لئے سب کا کمانڈر ایک ایسا جنرل مقرر کیا جو غلام زادہ تھا
حضرت زیدؓ کا صاحب زادہ، ایک نوجوان کو مقرر کیا گیا ایسے فوج کا جس میں حضرت ابو بکرؓ حضرت
عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے افراد بھی ہیں اور یہ ارادہ تھا کہ عراق کی طرف مارچ
ہو گا۔

امارتہ اسامہؓ اور امت کا امتحان
اس میں کتنی اور حکمتوں کے علاوہ حضور اقدسؐ میں یہ بھی معلوم فرمانا چاہتے تھے کہ
میری یہ قوم یہ امت کس لیول پر ہے۔ رنگ و نسل کے دائروں سے نکل چکی
ہے یا نہیں۔ یہ کون کر سکتا ہے یہ پشتوں سے یہ مولوی ہے یہ سید ہے
اب کسی کہتر شخص کی امارت قبول کی جائے تو بہ تو بہ۔ اب میں اس کو سلام کروں گا۔ اس کا حکم کیسے مانوگا
یہ تو میری بے عزتی ہے۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ نہیں ایسا نہیں ہے ان اکرم عند اللہ اتقاکم
مدار شرافت تقویٰ کی ہے تو ایک نوجوان غیر عرب کو سب پر مقرر کر دیا۔ مگر سب نقاد ہیں اس

دورانِ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے۔

ابھی حضرت اسامہؓ کی لشکر نے کوچ نہیں کیا تھا کہ حضورِ اقدس کے بیماری کی وجہ سے حضرت اسامہؓ واپس ہوتے، جہاد پر روانہ نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہیں ضعیف ہے اسامہؓ حاضر ہوئے تو جھک کر اپنے کان حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کے قریب کر دئے کہ حضورؐ کچھ فرما رہے تھے تو فرمایا کہ حضورؐ نے میرے لئے دعا فرمائی اور اس کے بعد فرما رہے تھے الصلوة وما ملکت ايمانکم - اے میری امت نماز کا پاس رکھا کرو۔ اور اپنے غلاموں، نوکروں، خادموں، ضعیفوں، نذیر دستوں کا خیال رکھا کرو۔ آپ کے ان دو جملوں میں سارا دین آگیا۔ دین یا تو خدا کے حقوق ہیں یا بندوں کے حقوق۔ تو حضورؐ کی آخری وصیت تھی کہ خدا کے حقوق ادا کرو جس کا اہم ترین مظاہرہ نماز ہے اور خدا کا حق ادا کرتے ہیں۔ تو رمضان میں تو تراویح اور سنتیں بھی نہیں چھوڑ سکتے اور رمضان کے علاوہ فرض نماز بھی نہ پڑھیں تو کتنے افسوس کی بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دین کے دشمنوں کے اثرات اور سازشوں سے محفوظ رکھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نبی الرحمة اور صحابہ کی شانِ رحمت

اسوۃ حسنہ کی متابعت

خطبہ جمعہ یوم الجمعۃ - ۵ ارذیٰ قعدہ ۱۴۳۸ھ

(خطبہ مسنونہ کے بعد) وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها (الایتہ)

کل عالم پر خدا کی ظاہری و باطنی نعمتیں ہیں۔ ہمارے جسم کی نشوونما کے لئے جن چیزوں کی حاجت ہے خدا نے وہ سب پیدا فرمائیں اور خاص کرم اور خدا کی جو خاص رحمت ہے وہ یہ کہ ہمیں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا۔ حضور اقدسؐ تمام جہان کے لئے سارے عالم کے لئے سب سے بڑی رحمت ہیں۔ اس رحمتہ للعالمین نے صرف اپنے تابعداروں کی نہیں بلکہ اپنے دشمنوں کی بھی بدخواہی کبھی نہ کی۔ ایک دعائیں فرمایا کہ یا اللہ میں انسان ہوں اگر غصہ میں کبھی میرے منہ سے کسی مسلمان کو کوئی بددعا نکلی ہو تو اسے اس کے حق میں دعا بنا دے۔ اے خدا میری کسی تلخ بات کو بھی ان کے حق میں رحمت اور رفع درجات کا باعث بنا دے۔ فرمایا

اللَّهُمَّ إِنِّي آتَاكَ عِنْدَكَ حَقًّا
لَنْ تُخْلِفَنِيهِ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ
فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَذِيْتُ أَوْ نَشْتُمُهُ
أَوْ جَلَدْتُهُ أَوْ لَعَنْتُهُ فَاجْعَلْهُ
لِي عِلَاقَةً وَ تَرْكُوةً وَ قُرْبَةً
تُقَرِّبُنِي بِهَا إِلَيْكَ . (الحرب الأعظم للہجری)

اے اللہ میں تجھ سے عہد لیتا ہوں تو مجھ سے ہرگز
اس کا خلاف نہ کرے گا۔ اس میں تو شبہ ہی نہیں کر میں ایک
بشر ہی ہوں تو جس کسی مومن کو میں نے تکلیف دی ہو
یا اس کو برا بھلا کہہ دیا ہو یا اس کو کوڑے لگانے کا
حکم دے دیا ہو یا بشریت کی بنا پر اس پر لعنت کی ہو
تو اس کے حق میں اس کو رحمت، پاکی اور ایسی قربت کا ذریعہ

بنائے گا۔

حضور اقدسؑ نے کبھی دشمن سے بھی سخت برتاؤ نہیں کیا۔ بدینہ منورہ میں حضورؐ کے سب سے بڑے دشمن عبداللہ بن ابی تھفے۔ کہ کبھی نقصان اور تکلیف پہنچانے میں کمی اور کسر نہ چھوڑی۔ منافق تھا۔ جہاد میں بھی شریک ہو کر ایسی سازشیں کرتا کہ حضورؐ راجب راستہ سے گزریں تو اپنے منافق ساتھیوں کو نقاب پہنا کر کھڑے کر داکر کہ حضورؐ کو شہید کر لیا جائے۔ اندرونی سازشیں بھی بے حد۔ کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر یہود کو آمادہ کرتے کہ احد کے جنگ میں کافروں سے مل لیں۔ بدین میں بھی یہی حالت تھی اس کی تو حضور اقدسؑ نے اپنے ایسے دشمن کی رسوائی اور اذیت کی خواہش بھی نہیں فرمائی۔

حضرت عمرؓ نے جب عبداللہ بن ابی پر جنازہ پڑھنے سے حضورؐ کو روکا تو فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار سے اس کی بخشش ہوتی تو اے عمرؓ میں اس کے لئے ستر مرتبہ سے زیادہ دعا کر لیتا۔ اندازہ لگتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کا بھی جہنم جانا گوارا نہ تھا۔ آج ہم دین اور اسلام کی بنیادی کے لئے کیا کرتے ہیں آج صرف دو ٹکے کے لئے کتنی جانیں ضائع کر دی جاتی ہیں۔ اور میدان جنگ کے موقع پر تو سب کچھ حلال سمجھ لیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ اور صحابہؓ | مگر حضور اقدسؑ کے تربیت یافتہ صحابہؓ تو حضرت عمرؓ جیسے تھے
کی شانِ رحمت | صحابہ جن سے اسلام ظاہر ہوا۔ اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔ حضرت عمرؓ اسلام لائے تو فرمایا کہ یہ کیا مطلب کہ بیت پرستی تو کھل کر ہو رہی ہو۔ دھرم سال تو آباد ہوں اور اسلام کی عبادت خفیہ ہو۔ تلوار نیام سے نکال کر لوگوں کو لٹکا کر اب خدا کی بندگی علانیہ ہوگی، ہے کوئی جو ہمیں روک سکے؟ حضرت عمرؓ نے ہزاروں مساجد آباد کئے ہزاروں شہر قبضہ کر کے اسلامی قلمرو میں شامل کئے۔ ملک کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔ پھر ایک ظالم کے ہاتھوں ناز پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے۔

مقام صحابہؓ | میرے بھائیو! صحابہ کا بڑا اونچا مقام ہے صحابہ کرامؓ کا طبقہ خیر القرون قرنی (الحشر) کا مصداق ہے۔ (کہ بہترین عہد میرا عہد اور قرن ہے) فرمایا:-

اصحابی کا النجوم بایسہم اقتدیتم اہتدیتم اور فرمایا:-

کہ اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر۔ میرے بعد ان دو افراد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی پیروی کرو۔ حضرت عمرؓ تو حضرت عمرؓ تھے فرمایا:- لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمرؓ ہی ہوتے۔ تو حضرت عمرؓ کے رائے ہوتی تھی کہ جو مارا آستین مسلمانوں کے جماعت میں چھپے ہوتے ہیں اور مارا آستین سے ہمیشہ نقصان پہنچتا ہے۔ اسلام کو ہمیشہ ان مارا آستین سانپ اور بچھوؤں سے نقصان پہنچا۔ باہر کے لوگ اسلام کو کیا نقصان دے سکتے؟

شہادت عمرؓ | ظلمت کیا روشنی کا مقابلہ کرے؟ خفاش کب سورج کا مقابلہ کر سکے گا۔ یہ اسلام کا بھادہ اور ہے ہوتے چوہے اور بچھو اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں۔

تو حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ مدینہ منورہ جو اسلام کا مرکز دارالخلافت ہے اس میں منجراور باہر کے عجمی کافر جو غلاموں کے شکل میں کیوں نہ ہوں انہیں مہمان نہ رہنے دیا جائے۔ یہ ان کا حکم تو نہ تھا مگر مشورہ تھا، رائے تھی۔ خدا کے فضل سے اب اکثر صحابہ بالدار اور دولت مند تھے۔ ان کی تجارت اور کاروبار ایسے غلاموں کے ذریعہ ہی ہو رہا تھا۔ تو حضرت عمرؓ کو ایسے ہی غلاموں میں سے ایک غلام ابولولوؓ نے نماز کے عالم میں چھرا گھونپ دیا۔ حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے قاتل کا پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ فلاں قاتل تھا اور جب لوگوں نے اسے گھیر لیا تو اس نے خود کشی کر لی۔ یہ ایک بڑی سازش تھی۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ یہ تو ابولولوؓ تھے۔ تو فرمایا کہ تمہارے والد مدینہ میں غلام رکھنے کے حق میں تھے۔ کہ باہر کے لوگوں کے تعاون کے بغیر کام نہیں چلتا۔ میں تو چاہتا تھا کہ اس مرکز میں مارا آستین نہ رہیں۔

اخبارات میں ہوتا ہے کہ دنیا میں جو بھی گڑ بڑ ہے یہ امریکہ کے جاسوسی ادارہ سی آئی اے

کے کرتوت ہیں۔ اسلامی ممالک کے کابجوں، طلبہ، تجار، اخبارات کو قبضہ میں لے رکھا ہے یہاں تک کہ اب خود امریکہ والے اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ کی باطنی فراست اور بصیرت تھی۔

عہد صحابہ اور عصر حاضر کے
تصور عدل کا موازنہ

بہر حال حضرت ابن عباس نے یہ سن لیا تو بے اختیار زبان سے یہ لفظ نکلا کہ اچھا اب انہیں سمجھ لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ غلط بات ہے ایسا ہرگز نہ ہونے پاتے اسلام

ایک کے بدلے دوسرے کو سزا دینے کے حق میں نہیں۔ بیٹے کے گناہ میں باپ نہیں پکڑا جائے گا۔ مجملہ عزیز و اقارب، قوم اور وطن ایک کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔

ولا تزر وازرةٌ وزرٌ اخری
ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں اٹھائے گا

یہ جاہلیت کے طریقے ہیں اور ہمارے پچھانوں میں تو اب بھی رائج ہے کہ ایک کا بدلہ دوسری قیسری نسل والے ایک دوسرے سے لے لیتے ہیں۔ پچھلے دنوں زیارت کا کا صاحب کے ایک معصوم بچے کو سکول جاتے ہوئے قتل کیا گیا۔ اور کہا گیا کہ یہ تو فلاں کے خون کا بدلہ تھا۔ ایسا کلمہ کہنا بھی کفر ہے (اللا یحیی جان علی ولده او کما قال) ایک اور صحابیؓ سے فرمایا۔

لا یحیی علیک ولا تجنی علیہ
اس کی جانیہ تمہیں نہیں اٹھانی اور تمہارے جرم کا یہ سزاوار نہیں۔

تو حضرت عمرؓ نے قاتلانہ حملہ اگر ہمارے جیسے زمانہ میں ہو جاتا تو کیا قتل عام ہو جاتا۔ مدینہ منورہ میں ہزاروں سینکڑوں غلام تھے۔ تو خلیفہ راشد فاروق اعظمؓ کے قتل میں کتنے لوگ دھڑلے جاتے۔ آج معمولی سی اتفاقی بات کو بھی سازش بنا لیا جاتا ہے۔ یہ اسلام اور موجودہ زمانے کا فرق ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں دوسروں کو کچھ نہیں کہا جائے گا وہ ہمارے اسن میں آئے ہیں۔ تو یہ پرست تھی حضورؐ کی تعلیم و تربیت کی۔

حضرت عثمانؓ کی شانِ رحمت
 حضرت عثمانؓ ذوالنورین ہیں خلیفہ راشد ہیں۔ حضورؐ نے یکے بعد دیگرے دو صاحبِ زادیاں عقید میں دیں دوسری بھی فوت ہو گئی تو فرمایا کہ تیسری تیسری لڑکی ہوتی تو وہ بھی نکاح میں دے دیتا۔ تو محبت اور مقبولیت کا یہ حال ہے۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ ہیں چالیس روز تک محاصرہ میں ہیں۔ پولیس، عوام سب آپ کے حق میں ہے۔ صرف چند شوریدہ سرخالف ہیں۔ تمام قوت آپ کی پشت پر ہے۔ جان نثار اچازت مانگتے ہیں کہ ان باغیوں کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ فرمایا، ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ میں اپنے تخت اور خلافت کے لئے کسی کا ایک خون نہیں بہانا چاہتا میں خون میں سرخ ہو کر خدا کے ہاں مظلوم بن کر پیش ہو جاؤں۔ مگر خدا کے ہاں ایک قطرہ خون کے محاسبہ کے لئے تیار نہیں۔

آج جو ہم حالات کا رونا رو رہے ہیں تو یہی رونا ہے کہ ہم کہاں پہنچے؟ اور یہ جو لوگ اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں تو اس لئے کہ اگر اسلام صحیح شکل میں لوگوں کو معلوم ہو جائے تو پھر ہمارا ٹھکانہ کہاں رہے گا؟ بد معاشی کیسے چل سکے گی۔ آج اکثریت بے دین ہے، شرابی، زانی ہیں بے غیرت ہیں۔ ڈانس کرنے والے ہیں۔ جیوار و مروت سے خالی ہیں۔ اب یہ چند مولوی اسلام اسلام کرتے ہیں یہ تو ہماری حقیقت کھول رہے ہیں اس لئے حقائق اور حقیقت سے کتراتے ہیں۔ تو حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے مگر کسی کا خون بہانا منظور نہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے قاتل کے بدلے دوسروں کے بارہ میں ابن عباسؓ کی بات پر سخت ناگواری ظاہر کی کہ ایک کی سزا دوسروں کو نہیں دی جاسکتی۔

خانہ جنگی اور فساد سے گریز
 مگر یہ بیماری اتنی عام ہے کہ ہم دیوبند میں تھے۔ اور یہ مدارس کے طالب العلم بھی انہی عوام سے نکل کر آتے ہیں آسمان سے تو نہیں کہ ان کے کاموں پر تعجب کیا جائے۔ تو دہلی میں سواتی طلبہ اور پشاور میں طلبہ کئی لڑائی ہوتی

تو کسی جگہ بھی دوسرے فریق کے وطن کا کوئی مل جاتا تو اس پر حملہ کر دیتے۔ یہ حالت ہو گئی ہے مسلمانوں کی۔ تو اسلام شہر اور فساد نہیں چاہتا۔ حکومت اگر دس آدمیوں کو کسی حق میں بھانسی کر دے تو اس کو حق ہے مگر ہمیں از خود انتقام اور بدلے کا حق نہیں۔ اسلام یہ خانہ جنگی نہیں برداشت کر سکتا

قصاص کا حق مقتول کے ولی کا ہے مگر اس کی تعمیل حکومت سے کرے گا کہ خانہ جنگی اور فساد نہ پھیلے۔

وطن اور قوم کے | اس وجہ سے حضورؐ نے فرمایا کہ جو بھی وطنیت کے نعرے لگاتا ہے
بدبودار نعرے (جیسے سرحدی، پنجابی، سندھی، بنگالی) یہ جھالیت کا بدبودار نعرہ ہے
ایک مہاجر نے انصاری کو مذاق میں تھپڑ دی انصاری نے۔ یا اللہ انصا

اور مہاجر نے یا اللہ مہاجرین کا نعرہ لگایا حضورؐ نے ناگواری ظاہر کی اور فرمایا کہ مسلمان ہو کر ایسے
بدبودار نعرے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ایسا شخص جہنم کا پل ہو گا جو وطنیت اور قومیت کے نعرے
لگاتے۔ وان صام وان صلی الخ اگرچہ وہ نمازی ہوں روزہ دار ہو۔ تو اسلام کی اپنی امت کو یہ تعلیم
ہے حضورؐ دشمنوں کو دعا دیتے ہیں۔ ابن ابی جیسے دشمن کے لئے دعا مانگتے ہیں ہم نے ایسے جتنے اللہ تعالیٰ
نبیؐ کا کیا طریقہ اپنایا؟ کونسا عمل اختیار کیا؟

کلور و فام | ہم ایسے دور میں ہیں کہ مسلمانوں کو کلور و فام سنگھایا جاتا ہے دنیا کی توہین
جاگتی ہیں اور ہماری ایک ایک بات جو اسلام کی ہے اس کی رگ پر

نیش زنی کرتی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں امریکہ کے طرز پر عمارتیں بن رہی ہیں۔ مجھے یونیورسٹی کی نئی
تعمیر کے بارہ میں کسی نے کہا کہ اکثر پاخانوں کا رخ قبلہ کے طرف ہے وہ نہیں چاہتے کہ ہم اس ایک
اسلامی سنت کو بھی قائم رکھیں حضورؐ نے فرمایا

لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها استنجا کے دوران قبلہ کے طرف نہ رخ پھرو نہ اس
طرف پیٹھ پھرو۔

لیئے ہو تو قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ لیٹو۔

آداب اور طریقوں کے خلاف سازش | تو دشمن کی اتنی کوشش ہے کہ دنیا کے پاخانوں اور قدمچوں کا رخ
قبلہ کی طرف موڑ دیا جائے کہ بیٹھنے والے کا رخ خواہ مخواہ قبلہ کے
طرف ہو۔ مگر ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ ٹھیک ہے کہ قصاص

حاجت ایک عام ضرورت ہے مگر مسلمان تو گائے بیل کی طرح نہیں کہ جہاں ضرورت پڑ گئی اور جس

طرح ہو فارغ ہوا۔ کچھ آداب اور طریقے اس کے بھی اسلام نے سکھائے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ گائے بیل کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔

لا تبذل قاعدا کہ اس طرح تو پیشاب کی چھینٹیں بدن اور کپڑوں پر پڑیں گی۔ اور قبیر کا مذاق ہو گا۔ مگر دشمن ایسا ہوشیار ہے کہ اس نے امریکہ سے لے کر چین تک سب کو کھڑے ہو کر نہ بول کا طریقہ سکھایا۔ بیٹری تیلون پہنا کر مجبور کر دیا کہ جہاں پیشاب آیا گا سے بکری کی طرح پاؤں میلے کر کے پیشاب کر دو۔ اور اگر کچھ کہا جائے تو کہیں گے مولوی صاحب کیا بیٹھ کر پیشاب اور کیا کھڑے ہو کر اس میں کیا فرق ہے؟ تو ہم ان سے کیوں نہیں کہتے کہ اے مسٹر کیا کھڑے ہو کر پیشاب کیا بیٹھ کر تم بیٹھ کر کیوں نہیں کرتے۔ تو اصل مقصد دشمن کا اسلام کے طور طریقوں، عادات و اطوار کو بدلتا ہے اگر مسلمانوں کو ان سب باتوں کا احساس ہو جائے تو پھر یہ مسلمان ساری دنیا پر دوبارہ قبضہ نہ کر بیٹھے گا؟

دشمن جانتا ہے کہ ان عادات اور اسلامی آداب کا بھی ایک اثر ہے جس سے تمام مسلمانوں کی روحانیت پر اثر پڑتا ہے۔ اور وہ غالب ہو بیٹھتا ہے۔ اسی طرح کھانے کے طریقوں کو بھی بدل دیا گیا کہ اپنی تمدن اور معاشرے سے ہٹ جاتے۔ لوگ فیشن سمجھ کر قطعاً نہیں سمجھیں گے۔ اور کلوروفام سونگھا سونگھا کر مسلمانوں کے روح کو مضحک کر دیا گیا۔ جب کہ حجتہ للعالمینؑ کے طریقوں میں نجات اور کامیابی تھی اور اس کے طریقوں کو چھوڑ کر ہم تمام ذرائع اور وسائل اختیار کرنے کے بعد بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ سو اے اس کے کہ مہذب اقوام اور ذلیل و خوار قوموں کی طرح ان کا بھی انجام ہو جائے۔

ایک اور خطبہ جمعہ کا ایک حصہ

لقد جاءكم من رسول من انفسكم عذو بنو عليكم ما عنتم
حولين عليكم بالموثمين روت ديم

قرآن میں حضورؐ کی
شان اور چار صفات

محترم بزرگوار! اللہ جل مجدہ نے ہم پر سب سے بڑا احسان عظیم فرمایا کہ ہمیں حضور اقدس ص کے امت میں پیدا فرمایا۔ حضور اقدس کی شان اس آیت مبارکہ میں بیان کی گئی ہے اور چار صفات حضور نبی کریم علیہ السلام کے اللہ جل جلالہ نے بیان کئے ہیں۔ خداوند کریم فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے خداوند کریم نے ایک ایسا عظیم الشان رسول بھیجا جو تمہاری نوع میں سے ہے۔ تم اسے پہچانتے ہو اس کی ساری زندگی، بچپن، شباب، سب تمہارے سامنے ہے و دعوت الی اللہ کا دور بھی تمہارے سامنے ہے اور جب اللہ نے انہیں سلطنت و بادشاہت دی وہ زندگی بھی تمہارے سامنے ہے۔

الصادق الامین | حضور اقدس ص مکہ معظمہ میں ظہور نبوت سے پہلے ہیں تو لوگوں نے انہیں صادق الامین لقب سے پکارا۔ یعنی سچے اور امانت دار۔ ان پر دشمنوں کا اتنا اعتماد تھا کہ یہ اتنے امین ہیں کہ وہ اپنی قیمتی چیزیں ان کے پاس امانت رکھتے۔ نبوت ملنے کے بعد کفار نے شدید مخالفت شروع کر دی۔ ایذا رسانی اور تکالیف رسائی میں کوئی کمی نہیں چھوٹی مگر یہ عجیب ہے کہ باوجود عداوت اور مخالفت کے جب سفر وغیرہ پر جاتے تو اس زمانہ میں بھی اپنے امانات حضور کے پاس رکھتے تھے۔ اپنے رشتہ داروں اور ہم مذہبوں پر اتنا اعتماد نہیں تھا۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ جس رات حضور ہجرت فرما رہے تھے تو اپنے پیچھے حضرت علی کو چھوڑا ہے۔

شیطانی اسکیموں کی ناکامی | اور اس دور میں کفار نے دارالندوۃ میں حضور کے شہادت کی اسکیم بنائی تاکہ حضور کی دعوت اور نہ پھیلے۔ جتنے تک تو بات پہنچ گئی تو کسی نے حضور کو جلا وطن کرنے۔ کسی نے قید کرنے کی تجویز پیش کی تو ابلیس جو ایک نجدی شیخ کے لباس میں شریک تھا اپنے دلائل سے ایک ایک تجویز کی مخالفت کی کہ اس طرح تمہیں کامیابی نہ ہوگی۔ حضور باہر جا کر اپنا مرکز بنالیں گے۔ یا جیل میں ہو تو اس کے قیدیہ والے اکٹھے ہو کر انہیں نکال دیں گے۔ پھر حضور کو شہید کرنے کی تجویز پیش ہوئی مگر قوم اور قبیلہ کا

فصاح لینے کا اشکال سامنے آیا کہ عرب تو انتقام چھوڑنے والے نہ تھے تو ابلیس نے تجویز پیش کی کہ اس کا علاج میں بتلاؤں کہ قریش کے تمام خاندان جو ہیں ان سے ایک ایک فرد لیا جائے۔ اور ایک دم اور ایک جا حضور پر وار کر دیں۔ اس صورت میں ہر ہر خاندان کا فرد قاتل شمار ہوگا تو سب کے ساتھ حضور کے خاندان والے نہیں لڑ سکیں گے۔ سارے شہر کا مقابلہ ان کے لئے مشکل ہوگا۔ چار و ناچار رویت لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ دوسواونٹ اکٹھے کر کے دے دے جائیں گے۔

اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور رات کو حضور پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا چنانچہ سب رات کو گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور عرب میں بعض صفات غیرت کی بھی تھیں اور دشمنی کے باوجود یہ مناسب نہ سمجھتے تھے کہ گھر میں عورتوں کے ہوتے ہوئے داخل ہوں یا سونے میں کسی کو قتل کر دیں۔ تو ارادہ ان کا یہ تھا کہ جب رات کو حضور باہر آئیں گے تو تاریکی میں ان پر حملہ کر دیا جائے گا۔ مگر حضور اقدسؐ کو وحی کے ذریعہ بتا دیا گیا۔ حضور حضرت صدیقؓ کی معیت میں باہر نکلے۔ چاروں طرف کفار تلوار سونٹے کھڑے ہیں۔ حضور نے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی اور شاہت الوجوہ تین دفعہ پڑھ کر ان کی طرف پھینک دی کہ یہ چہرے منحوس و ناکام رہیں۔ خداوند فرماتے ہیں کہ:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ
ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار کھینچ دی ہے کہ حق ان کے قلوب تک پہنچے اور نہ ان کی نظر لگتی ہے۔

الغرض یہ سب کافر اندھے ہو گئے کہ کسی کی نظر بھی آپ پر نہ پڑی۔ حضور اقدسؐ اطمینان سے باہر تشریف لے گئے۔ اب بھی علماء لکھتے ہیں کہ اگر ایک شخص لوگوں کی نگاہوں سے کترانا چاہے تو مذکورہ آیت اور حضورؐ کا وظیفہ ”شاہت الوجوہ“ تین دفعہ پڑھ کر پھونک دے انشاء اللہ ان کے نظر نہ پڑے گی۔

ایک جن کا واقعہ | ہمارے حضرت مولانا مدنی قصہ سناتے تھے کہ ایک جن تھا الہ آباد میں وہ کسی عورت پر اثر کر گیا غافلین آجاتے کہ علاج کریں۔ مگر جنات ان کی خوب بٹائی

کر دیتے اور رسوا کر کے باہر نکال دیتے۔ وہ جن پھر گنگوہ آیا اور خود قصہ سناتا تھا۔ کہ ایک میلہ کھیلا عامل آیا میں نے اسے ڈانٹا کہ تیرے جیسے بہت سوں کو میں نے مار بھگا یا ہے دم بھونک نہیں چلے گی۔ مگر وہ آیا اور مجھے ڈانٹا کہ نکل جا اور اس نے آیت ، وجعلنا من بین یدریم الخ پڑھ کر بھونک دی۔ اور ایک فولادی دیوار میرے طرف کھینچ گیا میں منہس پڑا۔ مگر پھر اس نے یہ آیت پڑھی۔ دوسری دیوار کھڑی ہو گئی۔ تیسری دفعہ آیت پڑھی تو تیسرے طرف سے بھی محصور ہو گیا۔ اب تین طرف سے تو قلعہ کھج گیا ایک طرف کھلا تھا تو اس نے کہا کہ اب بھی بھاگتے ہو ورنہ جلا دوں گا۔ تو اسی وقت بھاگ کر الہ آباد سے گنگوہ آیا ہوں۔ تو یہ تو خدا کا کلام ہے اس میں اتنی قوت کیوں نہ ہو؟ — تو حضور نے اس وقت حضرت علیؑ کو چار پائی پر ملا کر چھوڑ دیا۔ کافر کبھی کبھی جھانک کر دیکھ لیتے اور مطمئن ہو جاتے کہ ابھی حضورؐ چادر تانے سوئے ہوئے ہیں۔ بالآخر پتہ چلا کہ حضورؐ تو جا چکے ہیں پھر کفار نے تلاش شروع کر دی قصہ تفصیلی ہے۔

ابوبکر اور غار | حضورؐ جب غار ثور کے قریب ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ساتھ تھے کہا حضورؐ ثور کی رات اندر بھیڑا ہے۔ میں اندر جا کر غار صاف کرتا ہوں۔ سانپ بچھو نہ ہو۔ اسے کہتے ہیں عشق و محبت حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میری عمر بھر کی نیکی اور بھلائی ایک طرف اور حضرت ابوبکرؓ کی اس ایک شب کی خدمت دوسرے طرف اور وہ مجھے مل جاتے تو میری سعادت ہوگی۔

ہزاروں شہر حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلام میں داخل ہوئے۔ مگر یہ ان سب نیکیوں پر اس ایک رات کو بھاری سمجھتے تھے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے جسم کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخوں کو بلوں کو بند کر دیا۔ کہ کوئی زہریلی چیز حضورؐ کو ڈس نہ لے۔ دو سوراخ پھر بھی رہ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے قدموں کی ایڑیاں ان کے سامنے لگا دیں کہ کوئی سانپ بچھو تو مجھے ڈس لے مگر حضورؐ محفوظ رہیں صحابہ کرام کے قربان جانیے انہوں نے بھی عشق و محبت کی انتہا کر دی۔ اور خاتم النبیینؐ نے بھی انتہا کر دی۔

اس میں ہر اردل کا فرحضور کو گھیرے ہوئے ہیں کچھ پیچھے کھڑے ہیں کہ تیر اور تلوار کے دار اپنے جسم پر پہنکیں اور حضور محفوظ رہیں۔ ابو دجانہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر حضور اقدس ﷺ کی علیہ وسلم کو تیروں سے بچا رہے ہیں۔

بہر حال حضرت علیؑ کو جاتے وقت گھر پر چھوڑنے کا یہ بھی مقصد تھا کہ جو جو امانات لوگوں نے رکھی ہیں خواہ وہ جان کے دشمن تھے مگر میرے بعد حضرت علیؑ وہ امانتیں اُن تک پہنچا دیں۔

اب وقت ختم ہے ان اشارات کسی اور فرصت میں آیت کریمہ کی تشریح ہو گی اب صرف مختصر بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ خداوند قدوس نے فرمایا

آیت کی تشریح

بے شک آیا ہے تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول کہ جن باتوں سے تمہاری تکلیف پہنچے وہ اس سخت بھاری ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ امت پر سب سے سہولت ہو۔ آسانی ہو اور دنیاوی و آخروی ہلاکتوں اور عذاب سے محفوظ رہے۔ اس کے دل میں ہر وقت تمہاری خیر خواہی اور نفع رسانی کی تڑپ ہے تمہاری ہدایت کا حرص ہے اور وہ ایمان والوں پر نہایت شفیق ہیں۔ یہ چار صفات ہیں۔

۱۔ عز و جلال علیہ السلام ۲۔ رحمت علیکم ۳۔ رؤف ۴۔ رحیم۔ آخر دعوانا ان الحمد لله

رب العالمین۔

اجتماع سیرت

یہ خطاب ربیع الاول ۸۸ھ کو اس وقت کے صدر آزاد کشمیر کے دعوت پر مظفر آباد کے ایک جلسہ سیرت میں ہوا۔ تقریب میں صدر آزاد کشمیر اور دیگر اعلیٰ حکام بھی موجود تھے

(خطبہ مسنونہ کے بعد) صدر محترم و معزز حاضرین گویں کچھ عرض کرنے کے قابل نہیں مگر یہ حاضری کا شوق جو مجھے بھی بہت دنوں سے تھا کہ یا اللہ ان بھائیوں سے ملنے کا موقع ملے جو آزاد کشمیر کے نام والے خطہ میں رہتے ہیں جو مجاہدین اور مہاجرین کی سرزمین ہے۔ اس جذبہ کے تحت آپ کے ہاں حاضری کا موقع ملا۔ اور دل نے چاہا کہ آپ سے ملوں۔

نصرت خداوندی | محترم بھائیو اور بزرگو! گذشتہ ۶ ستمبر ۶۵ء کے موقع پر تمام پاکستان کا ذریعہ کے مسلمانوں بالخصوص آزاد کشمیر کے مسلمانوں نے جس جذبہ دینی کے تحت

ایک طاقتور دشمن کو شکست دی اور دشمن کو دنیا میں رسوا کیا گیا حقیقت میں ارشاد خداوندی کم من نسیۃ قلیلة غلبت نسیۃ کثیرۃ باذن اللہ کا مصداق تھا یہ محض خدا کی امداد تھی جو نصرت دین کے نتیجہ میں شامل حال ہو جاتی ہے۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم الگم اللہ کے دین کی نصرت کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ دین کی امداد کے لئے مکر باندھ لیا ہمت کی تو اللہ جل جلالہ نے تمہاری امداد فرمائی۔ ہماری حیثیت فوج اور اسلحہ اور وسائل کے لحاظ سے پہلے بھی نہ تھی مگر خدا نے مدد فرمائی تو غلبہ حاصل ہوا۔ اور ایک نقشہ ہمارے سامنے مشرق وسطیٰ کا آیا کہ عدد کے لحاظ سے ۲۲ کروڑ ہیں پٹرول کے لحاظ سے آدھے پٹرول کے مالک ہیں اور سامان جنگ بھی ہے مگر اس میں شکست ہوئی۔ یہ دونوں

عبرت کے واقعے ہیں۔ ہم ظاہری اسباب کے لحاظ سے بے دست و پا تھے مگر اس وقت مسلمانوں میں ایک جذبہ تھا، اسلامی جذبہ۔ ہمارے لئے حکومت کرنے کا دوسو برس کی غلامی کے بعد آزادی کا ایک موقع عطا فرمایا۔

صحابہ کی قربانیاں | صحابہ کرام پر ایک آزمائش بدر کے شکل میں سامنے آئی۔ تو حضورؐ نے صحابہ

کے سامنے صورت حال رکھ دی کہ ایک ہزار مسلح بہادر نوجوان دشمن بن کر سامنے ہیں اور مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ دو گھوڑے۔ ستر اونٹ ہیں اور صرف ۳۱۳ مسلمان ہیں ایک ایک اونٹ پر باری باری چلتے تھے۔ مدینہ منورہ سے بدر تک چار دن کا راستہ تھا۔ اور رمضان کا مہینہ۔ قربان جانیے حضور اقدسؐ کے سیرت سے حضورؐ کے ساتھ دو ساتھی ہیں حضرت علیؓ اور حضرت ابولبابہؓ تو تینوں اونٹ پر باری باری چلتے ہیں۔ صحابہ کرام جو جان و مال و آبرو سب کچھ حضورؐ کے قدموں پر قربان کرتے تھے اور باعث سعادت سمجھتے تھے۔ مگر حضور اقدسؐ آقائے نامدار نے ہمارے سامنے ایک سیرت پیش کی کہ سب کی طرح باری میں برا بھلا کیا ہیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بے شک تمہارے لئے حضور اقدسؐ کے ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ خدا کرے ہم عمل کے لحاظ سے بھی مسلمان بن جائیں۔ قولی بھی ضائع نہیں جاتا ثواب ملتا ہے۔ مگر صرف قولی مسلمان ہونے پر کرنے کے قابل نہیں۔ حضرت ابولبابہؓ حضرت علیؓ ہاتھ جوڑتے ہیں کہ حضورؐ ہماری جان اور ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضورؐ آپ سوار می سے نہ اتریں۔ فرماتے نہیں۔ آپ دیکھیں کیا تم مجھ سے زیادہ طاقت ور ہو گئے ثواب کے زیادہ حاجت مند ہو۔

ذلت و ادبار | تو آج ہماری حالت کیوں بدل گئی بیت المقدس جہاں حضورؐ نے امامت

کا احاطہ | فرمائی وہاں آج رقص گاہ بنائی جا رہی ہے۔ یہود کی گولیوں سے مسلمان چھلنی

ہو رہے ہیں۔ آج سندھ سے داہری ہونے کے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ بجائے اس کے کہ اپنے آپ کو محمدی کہیں راہہ داہری پر فخر کیا جاتا ہے۔ صحابہ بھی تو مسلمان تھے کہ حضرت سلمانؓ فارسی مدینہ کے

تلاش میں غلام در غلام بن کر جا رہے ہیں بالآخر مدینہ پہنچے اور گوہر مقصود پالیا اسلام قبول کیا تو
 تو لوگ نام و نسب پوچھتے۔ فرماتے میرا نام اسلام ہے، باپ کا نام اسلام، وطن اسلام۔ تو ایک
 مسلمان کے لئے فخر کی چیز تو اسلام ہے۔ مؤمن مسلم۔ اسلام اس کے علاوہ اور کوئی چیز قابل فخر
 نہیں۔ مگر آج راجہ داس کی طرف نسبت کرتے ہیں یہ حالت ہو گئی ہے ہماری خرمستیوں کی حجاج
 بھی مسلمان تھا کہ سندھ سے فریاد سن کر اپنے داماد اور بھتیجے محمد بن قاسم کو بھیجا جس نے فریادیوں
 کو چھڑایا۔ اور ملتان تک فتح کرتا آیا۔ اور اسلام پھیلایا اور ایک ہم ہیں کہ بڑے آرام و راحت
 کے ساتھ بیت المقدس کی رسوائی برداشت کر رہے ہیں۔ آج ہزاروں خواتین کی آبروریزی
 کا بھی ہم پر اثر نہیں۔

فتح و کامرانی کا اصل سبب | تو حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کی فتح کے بعد جو اس وقت مرکز تھا، تمام
 پادریوں اور عیسائیوں کا اور حضرت عمرؓ جس کے مال و دولت اور خزانوں
 کی کمی نہ تھی مگر حضورؐ کے سیرت پر چلنا مقصود تھا۔ لوگ استقبال کے لئے جمع ہیں اور سوچتے ہیں کہ
 فاتح روم و فارس دوسرا خلیفہ راشد کیسے رقی برقی لباس میں ملبوس ہوں گے۔ سونے کے کر بند ٹیکے
 ہوں گے۔ مگر حضرت عمرؓ اس حال میں ہیں کہ ایک اونٹنی ہے اس پر زاد سفر، کپڑے وغیرہ بھی ہیں اور
 ایک غلام بھی اس سواری میں شریک ہے۔ دو تین میل سے اس پر غلام سواری کر کے آ رہا ہے۔
 حضرت عمرؓ ساتھ ساتھ پیدل جا رہے ہیں۔ مہار تھا سمہوئے ہیں۔ افواج کے کمانڈر حضرت
 امین الامت ابوبکرؓ بن ابی جراح عرض کرتا ہے کہ حضورؐ آپ کے کپڑے سفر کی وجہ سے گدو
 غبار میں اٹے ہیں۔ کُرتے میں کٹی پیوند لگے ہوئے ہیں تو کپڑوں کو بدل دیجئے۔ مفتوح قوم دیکھ
 رہی ہے۔ تو فرمایا کہ یہ سلطنت ہمیں خدا نے کپڑوں کے برکت سے نہیں دی۔ اسلام اور لا الہ
 الا اللہ کی برکت سے ملی ہے نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام اور عملاً بتلادیا کہ اسلام
 نے جس عدل و مساوات کا سبق ہمیں دیا ہے۔ اب اتفاق سے جب غلام کی باری ہے تو یہ نہیں
 کر سکتا کہ اس کی حق تلفی کی جائے۔ پہنچ گئے تو اب سلامی ہو رہی ہے۔ لوگ اونٹ کے سوار

کو امیر المؤمنین سمجھ رہے ہیں۔ یہ حضور کے تسلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ جیسا حضورؐ نے بدر جاتے ہوئے حضرت علیؓ اور حضرت ابولہبؓ کو سواری میں شریک بنا دیا تھا

شامان چہ محبوب گزہ نوازند گدرا

بدر کے موقع پر خدا نے فتح دی تو کیوں؟ ان تنصرد اللہ ینصرکم کا نتیجہ تھا۔ ہمارے اوپر جو بھی کچھ انعامات ہیں و ما بکم من نعمۃ فمن اللہ یہ آسمان یہ ستارے یہ پہاڑ یہ ہوا اللہ نے پیدا کئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم نے آسمان کو تھا ما ہے یا زمین بنائی اور یہ دریا چلائے ہیں۔ جالسن۔ خرو شچیفت۔ کینیڈی کوئی بھی ایسا دعویٰ کر سکتا ہے۔ امریکہ کا ملعون قوم یہود کی حمایت کا نتیجہ سامنے ہے۔ کینیڈی نے ایک دن کہا اور میں نے اخبار میں پڑھا کہ اگر ہم ایک بٹن دبائیں تو دنیا فنا ہو جائے گی۔ کہ ایم بم کا اتنا ذخیرہ ہے۔ یہ پڑھ کر اسی وقت میں نے کہا کہ خدا خیر کرے۔ بڑائی کا جملہ بے حد خطرناک ہوتا ہے۔ چند دن گزرے تھے تین چار دن ہی گزرے تھے اور آج تک اس کے قتل کا پتہ نہیں چل سکا۔

بدر اور صحابہ کی اطاعت کیشتی

الغرض حضور اقدسؐ نے بدر کے موقع پر صحابہؓ سے پوچھا کہ اب کیا رہے یہ صور حال لوگوں نے جواب دیا سب باتیں ہیں مگر بخاری شریف کی روایت کا جو ایک ٹکڑا ہے کہ حضرت مقدادؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم قوم موسیٰؑ کے طرح نہیں کہ جب موسیٰؑ علیہ السلام کی کبت سے خدا نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے چھڑایا (جیسے کہ ہم انگریز کی غلامی سے نکلے) بنی اسرائیل پر بھی خدا نے انعام کیا تو حضرت موسیٰؑ نے خدا کے حکم کے تعمیل کا کہا کہ اب اپنے دشمن خالقہ سے لڑو تو انہوں نے گویا کہا کہ اے موسیٰؑ ہم تو غلامی میں ہی اچھے تھے۔ قبطیوں کے خانساں اُسی بھلے تھے اسی حالت میں رہنے دیجئے۔

اذہب دانت دبتک فقاتلانا ہمننا قاعدون۔ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے یہ کیا لڑائیاں ہمارے گلے ڈال رہے ہیں۔ تو حضرت مقدادؓ نے حضورؐ سے کہا کہ ہم تو بنی اسرائیل کے طرح نہیں کہ آپ سے کہیں کہ اذہب دانت دبتک (الایۃ) کہ تو او

تیرا رب جانے۔ اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں کود تو ہم چون و چرا نہیں کریں گے

سنت رسول | اور وہ کونسا مسلمان ہوگا کہ پھر پوچھے کہ اس کا فلسفہ کیا ہے اگر کوئی مسلمان سے کہے کہ یہ بات حضور کی سنت ہے اور پھر وہ پوچھے کہ سنت کا کیا مقام ہے؟ تعجب ہے کہ آج مسلمانوں کو مسلمان ہو کر اس بات کی ضرورت پڑتی ہے کہ حدیث اور سنت کا مقام متعین کیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضور اقدسؐ تو قرآن کے شارح ہیں مفسر و معلم ہیں حدیث کی حیثیت تو وہ ہے جو خدا نے متعین فرمائی کہ

وما کان المؤمن ولا المؤمنۃ اذا قضی
اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لہم
الخیرہ من امرہم
کسی مومن اور مومنہ کو اللہ اور اس کے رسول کے

اللہ اور رسول جس بات کا حکم دے پھر مسلمانوں کو کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہیں
فلا وربک لا یؤمنون حتی یتکبروا
فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا
فی انفسہم مخرجًا مما قضیت
و یسلموا تسلیما
تیرے پالنے والے کی قسم کہ اس وقت تک یہ مومن نہیں کہلا سکتے جب تک آپس کے جھگڑوں اور معاملات میں تجھے حکم اور فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں پھر آپ کے فیصلے کو دل میں کسی طرح تنگی لائے بغیر دل و جان سے تسلیم بھی کر لیں۔

فطرت، یوم الميثاق اور حدیث و سنت کا مقام
آج آپ حدیث کا مقام ہم جیسے جاہلوں سے کیا پوچھتے ہیں۔ اس کا مقام تو سارے عالم ارواح سے پوچھو جب عالم ميثاق میں اللہ نے پوچھا کہ الہیت بریکم۔ کیا میں تمہارا پالنے والا

نہیں ہوں۔ کیا دولت و مکان یہ رشوت اور یہ سسگناگ تمہیں پالتے ہیں یا خدا پالتا ہے اگر ایسا ہے تو ماں کے پیٹ میں کوئی رشوت تمہیں مل رہی تھی وہاں چھت تھا۔ پنکھا تھا۔ مکان تھا۔ کوئی چیز تھی کوئی نہیں۔ صرف خدا تعالیٰ تھا۔ تو کام عالم کے روجوں نے اللہ کے اس

سوال کے جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک کی طرف توجہ کی کہ وہ سارے عالم کے استاد اور مرشد تھے

کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین حضور نے فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے گارے میں تھے تو حضور نے جواب میں فرمایا۔ بلی انت ربنا۔ جی ہاں اے رب تو ہی ہمارا پالنے والا ہے۔ تو یہ بھی حضور اقدس کا ایک حدیث ہی تھا۔ سارے عالم نے ایک زبان ہو کر آپ کے پہلے جلے اور پہلی حدیث کو مان لیا اس حدیث پر سارے عالم نے عمل کیا اور یہ یوم الميثاق کا سبق اور عہد کہلایا۔ آج بھی اکثریت دل سے خدا کی قائل ہے۔ جو نہیں وہ بھی ذرا زلزلہ، طوفان آجاتے تو اس وقت یہ غیر محتاط اور عیاشی کے باتیں کرنے والے بھی سر بسجود ہو جاتے ہیں۔ آخری بات منہ سے یہی نکلتی ہے کہ یا اللہ ہمیں بچا دو۔ یہ فطرت ہے جو دنیاوی علائق اور خواہشات کے وجہ سے رکھ میں چھپ جاتا ہے۔ کہ محبوب غائب ہے مرنے وقت پھر چیخا ہے جب پھنس جاتا ہے اے خدا، اے گارڈ، اے اللہ۔ اور وہ بھی وقت آئے گا کہ سب کی سب مخلوق خدا کے سامنے حاضر ہوگی۔ وہاں لوگ اکتا کر انبیاء کے پاس حاضر ہوں گے۔ حضرت آدم، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے پاس کہ حساب کتاب شروع ہو جائے اور سارے عالم کے سامنے ذلت سے سج کر ایک طرف ہو جائیں۔ مگر یہ سب انبیاء اللہ کے جلال کی وجہ سے معذرت کر لیں گے حضور اقدس فرماتے ہیں کہ میں ہی رستگاری کے برای کروں گا۔ سجدہ میں گر کر اللہ کے محامد بیان کروں گا پھر سفارش کروں گا کہ یا اللہ حساب کتاب شروع ہو جائے پھر حساب شروع ہو جائے گا۔

تخسرو پرویز، الکابر | اور مجھے منکرین حدیث کی بات سن کر خسرو پرویز کسریٰ فارس کا خیال
حقیقت کا بانی | آجاتا ہے کہ جو قرآن و حدیث نہیں مانتے وہ خسرو پرویز کے مقلد ہیں

اس پرویز نام میں کچھ اثر ہے۔ اس کو سن کر کھوڑے نام کی تاثیر ہے کہ الکابر حدیث کا بانی خسرو پرویز
حقاً۔ اتنی زبردست حکومت جس کو امریکہ یا روس سے تشبیہ دیں تو غلط نہ ہوگا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو

سارے عالم کے لئے ہادی، داعی اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے تھے، کافراً للناس تھے حضور
 اقدسؐ نے خط بھیجا خسرو کے نام من محمد بن عبد اللہ الی کسری عظیم فارس سے۔ اما بعد
 اسلم تسلیم۔ تو یہ بھی ایک حدیث ہی تھا حضورؐ کا تو اس نے خط مبارک پڑھتے ہی اس کا غذ یعنی حدیث
 کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور انکار کر دیا۔ حدیث کو پھاڑ دیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ خود ریزہ ریزہ ہو گیا اور خلافت
 راشدہ میں اور بہت جلد کسری ختم ہو گیا۔ پھر چودہ کسری سلسلے کے بعد دیگرے تخت نشین
 ہوتے رہے اور قتل ہوتے رہے۔ اس نے حدیث کی بے ادبی کی تو اس کی حکومت جو ختم ہوئی تو پھر
 کبھی قائم نہ ہو سکی اور ان شکار اللہ نہ ہو گی۔ فرمایا ہلاک کسری فلا کسری بعدہ — اور
 قیصر روم نے کاغذ کو خط مبارک کو یعنی حدیث کو چوما۔ اس کی قدر کی۔ اس کا بھتیجا شریہ تھا اس نے
 ٹو کا بھی اور کہا پینیک دو۔ مگر ہر قل نہ مانا۔ انجام پڑے وہ دوچار نہ ہوا تو آج ہم مسلمان آتے
 گئے کہ حدیث کا مقام دریافت کرتے ہیں، صحابہؓ نے تو حضورؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ اگر
 آپ برک النعام تک بھی جائیں تو ہم کوئی وجہ اور علت نہیں پوچھیں گے جب رسالت و نبوت
 قطعی دلائل سے ثابت ہو گئی تو اب فلسفوں اور حکمتوں کے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے
 حضرت مقدادؓ نے جواب میں یہ بھی کہا کہ ہم آپ کے آگے پیچھے داہنے بائیں جانب لڑیں گے۔
 خداوند تعالیٰ نے بدر میں ایسے صحابہ کے بارہ میں فرمایا اور بشارت مغفرت دنیا میں دی کہ

اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم جو بھی چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

آپ لوگوں نے جب بھی جہاد کے معاملہ میں ایسی سرفروشی اور جذبے کا مظاہرہ کیا تو خدا بھی
 تمہاری نصرت کرے گا۔ آج ہم کسی بت کسی ستارے کسی انسان کے سامنے سجدہ نہیں کرتے کسی
 آسمان کسی پہاڑ سے مرعوب نہیں تو یہ سب حضورؐ کی تعلیم توحید کی برکت ہے۔

محترم بھائیو! ایک بات اور عرض کرنی ہے کہ اسوہ حسنہ اور سنت رسولؐ سے عشق
 مدار ایمان ہے۔ مرض وفات میں حضرت ابو بکرؓ نے حضورؐ کے کفن کے سنت کی تعمیل کرائی۔ اپنے
 عمر کا بچھا گیا ۶۳ برس ہے۔ کہا حضورؐ کا وصال کون سے دن ہوا۔ بتلایا کسی نے کہ پیر کے دن حضر

ابوبکر نے خواہش ظاہر کی کہ کاش مجھے بھی یہ متابعت اور حضورؐ سے موافقت نصیب ہو جاتے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق بھی آنا ہے کہ جب ۶۳ برس کے ہوتے تو ہر روز پریشان ہو ہو کر پوچھتے رہتے اور چاہتے کہ انتقال ہو جائے کہ اس سنت تکوینی میں موافقت آجائے۔ اسوۂ حسنہ کا امتثال اور حضورؐ کا ادب و عظمت محبت اور پھر اطاعت کے ساتھ اور ہر وقت قصد اور عزم ہو عمل کا تب نجات اور سرخرو فی نصیب ہوگی۔
(اس کے بعد تقریر نوٹ نہ کی جاسکی)

تجلیات وحی

انوار کتاب و سنت

(خطبہ جمعہ المبارک)

نحمدہ کا ونصلی علی رسولہ الکریم۔ وعن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال ثلث من جمعہن فقد جمع الایمان الانصاف من نفسك وبذل السلام للعالم والانفاق من الاقتار یہ ایک حدیث ہے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

حدیث موقوف و مرفوع | اس کو اصطلاح محدثین میں حدیث موقوف کہا جاتا ہے صحابی کا ایک قول صحابی کا ایک عمل ایک فتویٰ بھی

حدیث ہے مگر جس حدیث میں یہ تصریح ہو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے، اس کا نام محدثین حدیث مرفوع کہتے ہیں، اور صحابہ کا بفتح علم اور علم کا ماخذ، عمل کا ماخذ بھی تو ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ظاہر بات ہے کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ نبی کریم ہی سے انہوں نے سنا اور دیکھا تب تو وہ کہتے ہیں اس وجہ سے حدیث مبارک میں الفاظ ہیں اصحابی کا النجوم بایہم اقتدیتم اھدیتم یہ میرے صحابہ خیرتین ہیں، ستارے ہیں اور ہدایت کی روشنی دینے والے ہیں۔ اور ان تمام ستاروں کی روشنی سورج سے ماخوذ ہے، تو صحابہ کرام کا جس قدر علم ہے جس قدر روشنی ہے، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے۔ اس لئے وہ بھی حدیث ہے مگر محدثین اس میں کہ جو رسول اقدس سے روایت ہو، منقول ہو اس کو مرفوع کہتے ہیں۔ اور صحابی سے منقول ہو تو موقوف کہتے ہیں۔ اور یہ حدیث بخاری شریف میں ہے جو میں نے تلاوت کی مگر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو جامعیت پائی جاتی ہے۔ جو شانِ جامعیت اس میں ہے یہ اسی سرچشمہ کا معلوم ہوتا ہے جس کو جامع الکلم فرمایا گیا ہے۔ یعنی حضور اقدس کا کلام مبارک اس لئے حافظ ابن حجر

فرماتے ہیں کہ چاہے ہمارے پاس سند نہ ہو مگر مجھے یقین ہے کہ حدیث، حدیث مرفوعہ ہے۔

محدثین کا وجدان باطنی اور نورانیت | اتنی بات یاد رکھیں کہ ان محدثین

دن حضور کے احادیث سے تشنگی کی وجہ سے اس قدر نورانیت ان کے سینوں میں پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ سنتے ہی کسی کلام کو سمجھ لیتے ہیں کہ یہ کس کا کلام ہے۔ جیسا کہ کسی مراف کے سامنے آپ سونا چاندی پیش کر دیں وہ دیکھتے ہی سمجھ لے گا کہ یہ کھوٹا ہے یا گھرا۔ اس طرح ان علماء محدثین کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ عطا فرمایا۔ اور بعض بزرگ تو مشاہدہ ان انوار کا کر کے کم دیتے ہیں۔

شیخ عبد العزیز | شیخ عبد العزیز اپنے زمانہ کے دلی اور بزرگ تھے کہا جاتا ہے کہ

قرآن کی آیتیں پڑھی جاتیں، حدیث پڑھی جاتی، دونوں کو ملا کر پڑھا جاتا تو وہ بالکل امتیاز کے بتلاتے کہ یہ قرآن کا جملہ ہے وہ حدیث کا جملہ ہے، اور یہ کسی اور انسان کا کلام ہے اس طریقے سے وہ امتیاز کرتے تھے، کسی نے تلاوت کی کہ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ

الوسطی و الصلوٰۃ العصری تو ایشیخ نے فرمایا و صلوٰۃ العصر یہ قرآن نہیں بلکہ یہ حدیث

ہے۔ خبر واحد ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کیسے جان لیا تو فرمایا کہ جس وقت قرآن مجید

پر تلفظ کیا جائے تو اس وقت شعاعیں نور آفتاب کی طرح نکلتی ہیں، پھیلتی اور چمکتی ہیں

عرش سے فرش تک نور پھیل جاتا ہے۔ جیسے مارچ کا نور پھیلتا ہے۔ اس طرح جب آپ

کہیں کہ الحمد للہ — تو ہم تو اندھے ہیں کچھ نظر نہیں آتا اور یہ جو آنکھوں

والے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ کتنی روشنی پھیل، تو شیخ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے تلفظ سے

سورج کی طرح نور چمکتا ہے۔ اور جب حدیث پڑھی جائے تو اس کی نورانیت ایسی جیسی

چاند کی ہوتی ہے۔ اور چاند بھی بدر یعنی چودہویں رات کی مانند اور حدیث میں ارشاد

ہے کہ جس مکان میں کوئی مرد عورت یا بچہ قرآن کی تلاوت کرتا ہو تو جیسے ہم زمین والوں کو

آسمان پر ستارے نظر آتے ہیں وہ چاند ہے وہ سورج ہے وہ نہ ہر مہر ہے وہ مریخ ہے وہ عطارد ہے۔ اسی طرح اوپر آسمانوں کی مخلوق کو فرشتوں کو نیچے زمین پر وہ گھرا اور

مکان جہاں تلاوت ہوتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ستارے چمک رہے ہوں وہ وہاں سے معلوم کرتے ہیں کہ یہاں قاری حافظ تلاوت کر رہا ہے۔ چلے ہم بھی وہاں پہنچیں تو ساتویں چھٹے آسمان پر وہ چمک ستاروں کی مانند نظر آتی ہے۔ یہاں کا نور انہیں وہاں نظر آتا ہے امام سیوطیؒ نے ایک بزرگ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ اس کا بیٹا جب والد کی قبر کی زیارت کو جاتا تھا۔ تو اس کا طریقہ یہ تھا کہ سورہ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی تلاوت میں لگ جاتا۔ اور بتنا بھی ہو سکے قبر کے پاس کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر تلاوت کرنی چاہیے۔ اور نیت اگر صاحب قبر کو ایصالِ ثواب کی کرے تو اللہ تعالیٰ ثواب پہنچانے والا ہے تو وہ شخص آتے ہی تلاوت کرنے لگتا۔ تو ثواب میں صاحب قبر نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹے تم جب میری قبر پر آتے ہو تو غوطہ ڈیر رک کر تلاوت شروع کیا کرو۔ جب تم آتے ہی تلاوت شروع کرتے ہو تو تمہارے چہرے پر تلاوت کے انوار اتنے پھیل جاتے ہیں جیسے سورج کوئی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔ اس طرح تمہارا چہرہ انوار و تجلیات میں ڈھک جاتا ہے۔ اور تم میری نظروں سے غائب رہتے ہو، میں دیکھنے نہیں پاتا۔ تو قرآن کے انوار دیکھنے والے دیکھ لیتے ہیں تو شیخ دباغ فرماتے ہیں کہ گویا قرآن کا ہر لفظ ایسا ہے جیسا اندھیرے میں بین دباہیں تو فوراً روشنی پھیل جاتی ہے۔ جب آپ زبان سے کہیں۔ الحمد للہ۔ اس کلمہ کے کہتے ہی عرش سے قرش تک نور پھیل جاتا ہے۔ سورج کی روشنی کی طرح اور حجبِ حدیث پڑھی جائے جیسا آپ پڑھتے ہیں دارالعلوم میں تو بدر کے چاند جیسی روشنی پھیلتی ہے۔

گنج مراد آبادی کی وصیت | حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صوفی گذرے ہیں انہوں نے وصیت

کی جب مجھ پر نزع کی حالت طاری ہو جائے تو اس وقت بخاری شریف میرے پاس آکر بیٹھ کر پڑھتے رہیں تاکہ اس کے انوار و برکات سے نزع کی تکالیف اللہ تعالیٰ آسان کرے مولانا نے وصیت کی اس لئے کہ موت کے وقت احادیث کی عبارت پڑھنے سے اس کے انوار ہوتے ہیں چاند کی روشنی کی طرح۔ اور دوسرے کسی شخص کے کلام میں خواہ وہ

اسلامی طوائف اور ارسطو کیوں نہ ہو۔ وہ نورانیت نہیں ہوتی بالکل۔ تم لوگوں نے اس کا شجرہ کیا ہوا ہے۔ یہ اللہ کی ایک مہربانی ہے۔ فضل ہے کرم ہے جس پر ہو جائے۔

اسی شیخ عبدالعزیز دہلوی کا ایک اور قصہ کتابوں میں نقل ہوا ہے کہ وہ خود کتابیں پڑھتے ہوئے نہیں تھے۔ مگر بڑے بڑے مشکل مسائل ان سے

حل کیا کرتے تھے تو چند لوگوں نے آکر ان کے سامنے ایک مسئلہ رکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ایک حدیث آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب راستہ پر تشریف لے جاتے تھے تو کانینحط من صلب جیسا کہ فراز سے نشیب کی طرف کوئی جاتا ہو جیسے بیڑھی سے آپ اتریں تو سر جھکا ہو گا۔ اور احتیاط سے پاؤں رکھیں گے۔ اور آج تو لوگ اٹنشن ہو کر جاتے ہیں سینہ تان کر چلتے ہیں۔ اس تکبر نے تو شیطان کو غرق کر دیا شیطان نے بڑی عبادت کی بڑا عالم ہے۔ جو علماء کو اب بھی درغلا تا ہے۔

امام رازی کا سفر سلوک | امام رازی کتنے بڑے عالم اور محقق گذرے ہیں۔ عجیب واقعہ ہے ان کا۔ امام رازی عالم عظیم تفسیر

منطق اور فلسفہ کے بہت بڑے امام تھے، مگر روحانیت اور تصوف اور قلب کی صفائی کے لئے ضرورت ہوتی ہے ایک رہنمائی، ایک استفادہ کی۔ اور اسلاف کا اس کے لئے یہی طریق رہا ہے کہ وہ بیعت کسی کامل کے ہاتھ پر کرتے ہیں۔ اس نیت سے کہ اصلاح ہو جائے۔

بیعت کی حقیقت | آج کل ہم بیعت کرتے ہیں تو اس نیت سے کہ دکان کا کام چل جائے تجارت میں نقصان نہ ہو مقدمہ سر پر ہے، اس میں

بکری ہو جائے، کوئی تو نذیر یا وظیفہ پیر سے مل جائے تو ہم پیر کو اس لئے پکڑتے ہیں، ٹھیک ہے مگر یہ تو ایک انکسار ہے وہ تو قرآن کی حدیث کی خاصیت اور تاثیر ہے۔ مگر بیعت

کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے قلب کو درست کر دو، اپنے اخلاق باطنیہ اخلاق ظاہرہ کو درست کر دو۔ آج کل کی بیعت کا الگ مقصد بنالیا گیا۔ مگر اس وقت یہ بات نہ تھی امام رازیؒ کہتے بڑے عالم، تفسیر کبیر کے مصنف فلسفہ کے امام جب انہوں نے ارادہ بیعت کا کر لیا تو اسی زمانہ کے ایک عالم شیخ نجم الدینؒ کی لوگوں میں شہرت تھی بڑے متقی بڑے پارسا انسان تھے۔ تو امام رازیؒ اصلاح نفس کی نیت سے ان کے پاس آئے۔ اب عالم کی جوشان ہے اور امام تو تمام دنیا میں مشہور تھے تو اس تمام عالمانہ شان کو چھوڑ بیٹھے، قبہ اور صاف کو اتار کر ایک ملنگ بن گیا۔ فقیر اور مسکین بنے اور شیخ نجم الدینؒ کی مسجد اور خانقاہ کے دروازے پر بیٹھ کر استنجاء کے ڈھیلے بنانے لگے اسے جم پر پل پل کر صاف کرتے پھر کبھی کبھی منہ پر بھی اسے رگڑتے کہ ہموار ہو جائیں۔ لوگ آتے جاتے دیکھتے ہیں کہ کوئی فقیر بیٹھا ڈھیلے بنا رہا ہے، ماؤٹ دماغ ہو گا کوئی۔

چند دن گزرے کہ ایک عیسائی آیا اور آکر شہر میں اعلان کر دیا کہ اسلام پر میرے کچھ اعتراضات ہیں اور اگر اسلام حق مذہب ہے تو ان اعتراضات کا جواب کوئی مولوی کوئی عام مسلمان دیدے چیلنج دے دیا کہ یہاں کے علماء اور مشائخ جواب دیں۔ یہ لوگ شیخ نجم الدینؒ کے پاس آئے کہ پادری بازار میں چلا چلا کر اشکالات پیش کر رہا ہے اس کا جواب تو نظر نہیں آتا۔ شیخ نے فرمایا کہ بھائی اس کا جواب تو امام رازیؒ ہی دے سکتے ہیں۔ امام رازیؒ کے پاس پہنچ کر انہیں یہ اشکال پیش کر دیں کہ وہ جواب لکھ دیں۔ اور کوئی ایسا محقق اور فلسفی اور ماہر ریاضی تو اس زمانہ میں ہے نہیں۔ امام رازیؒ دروازے پر ملنگ بنے بیٹھے ہوئے ہیں اصلاح نفس کے لئے آئے ہیں سب بزرگی علمی شان ذکاوت اور تجربہ الگ رکھ دیئے ہیں۔ عالم تھے سمجھ رہے تھے کہ نفس کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ تو شان بان کیسی؟

آج کل ہم میں یہ بڑا عجیب ہے کہ یہ زعم ہے کہ میں خود داریوں معلوم نہیں یہ خود داری کے نام سے انانیت کہاں سے آئی کہتے ہیں ہم اپنے حقوق کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ہم خود داری ہیں۔ تو یہ شیطان کے جملے ہیں، اچھا ہم تو غلام ہیں اللہ کے۔ بھائی غلام کی کیا خودی

ہے۔ غلام کی خودی کچھ بھی نہیں، آقا جو کچھ بھی کہے وہ غلام کی خودی ہے۔ بہر تقدیر امامؑ نے باتیں سنیں کہ ایک قاصد بھیجا جا رہا ہے میری طرف تو قاصد کو راستہ میں روک لیا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ اُس نے ڈانٹا کہ دیوانے تجھے کیا۔ کہا بتا دو۔ کیا حرج ہے، اس نے کہا امام رازیؒ کے پاس پادریوں کے اعتراضات نے کر جا رہا ہوں تاکہ وہ انکے جواب دیدیں، امام رازیؒ نے کہا کہ مجھے تو بتلا دو، کیا حرج ہے، سوالات دیکھ کر کاغذ پسل لیا اور کھڑے کھڑے جوابات لکھ دیئے اور قاصد سے کہا کہ یہ لے کر شیخ نجم الدینؒ کو بتلا دے اگر وہ اسے ناپسند کرے تب امام رازیؒ کے پاس چلا جا۔ شیخ نجم الدینؒ نے جب وہ جوابات دیکھے تو سمجھ گئے کہ ایسا جواب تو امام رازیؒ کے بغیر اور کوئی لکھ نہیں سکتا۔ پوچھا کس نے لکھے ہیں یہ جوابات کہا وہ استنجا کے ڈھیلے بنانے والے فقیر اور مسافر نے۔ کہا اسے بلاؤ۔ بلائے گئے شیخ نے مصافحہ کیا۔ بٹھایا، تنہائی میں لے جا کر کہا تو امام رازیؒ تو نہیں کہا ہوں۔ فرمایا کیسا عجیب آدمی ہے۔ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ کہا حضرت ہیں اپنے نفس کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ مولوی ہوں اور مولوی کا نفس بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ دنیا مجھے قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ تو اس نیت سے چلا آیا کہ اپنے نفس کی اصلاح کروں اور آپ تک بغیر اصلاح و نفس کشی کے رسائی مناسب نہ سمجھی، پھر شیخ نے پوچھا بیعت کرنا چاہتے ہو۔؟ کہا اسی لئے تو آیا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ مراقبہ ہوئے تو بد دی۔ امام رازیؒ تھوڑی دیر مراقبہ کے بعد اچھل پڑے۔ شیخ نے پوچھا کیوں۔؟ کہا میرے دل و دماغ میں پہاڑ گر رہے ہیں۔ ٹوٹ رہے ہیں، نکل رہے ہیں۔ تحمل نہیں کر سکتا۔ شیخ نے فرمایا ٹھیک ہی تو ہے۔ جب نیا مکان آباد کرنا ہو تو پرانی عمارت گرائی جاتی ہے۔ توڑ پھوڑ ہوتی ہے بنیادیں اکیڑنی ہوں گی تب دوسری تعمیر ہوگی، اب تم تصوف و سلوک کے میدان میں آئے ہو، معرفت و حکمت کے علوم حاصل کرنا چاہتے ہو اب اپنے منطق و فلسفہ کو نکالنا ہوگا علوم معقولہ کو نکالنا ہے وہ جو علم کلام کے جھگڑے ہیں یہ ختم ہو رہے ہیں۔ ٹوٹ رہے ہیں۔ یہ علوم نکل رہے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا، حضرت بوڑھا ہو گیا ہوں ان علوم میں اور اب جی نہیں چاہتا کہ اب ان علوم سے عاری ہو جاؤں شیخ نجم الدینؒ نے فرمایا بہت بہتر اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت اور حفاظت کے لئے تم جیسے علماء کو پیدا کیا ہے تم لوگ

ظاہر دین کے محافظ ہو۔ آج اگر روئے زمین پر تم جیسے علماء نہ ہوتے تو دشمنوں کا توڑ کون کرتا تمہاری منطق و فلسفہ اور علم کلام کی مہارت آج کام آئی۔ اللہ کو یہی منظور ہے بس آپ چاکر پڑھتے پڑھاتے رہیں آپ کام میں لگے رہیں، تمہاری بیعت ہو گئی۔

امام صاحب چلے گئے، مدت گزری، کہا جاتا ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو کتنے سودا لائل امام نے اپنے ذہن میں تجویز کئے تھے کہ جان کنی اور نزع کے وقت جب شیطان اگر انسان کے ساتھ مناظرہ کرتا ہے۔ تو ان دلائل سے اسے شکست دوں گا۔ تو امام نے اللہ کے وجود و وحدانیت کے دلائل مستحضر کر رکھے تھے۔ تو جب نزع کا وقت طاری ہوا امام پر تو شیخ نجم الدین نے سینکڑوں میل دور اپنا نک جبکہ وہ وضو فرما رہے تھے وضو کا ٹوٹا پھینک کر فرمایا: ”گو من خدا را بلا دلیل شناختیم“ اور یہ اتفاقاً اس وقت شیخ کو کشف ہو گیا تھا۔ یہ علم غیب نہیں جو خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ کسی خبر کی بات کا علم خدا کے دیتا ہے۔ تو شیخ کو کشف ہوا کہ امام رازی ابلیس کے ساتھ مناظرہ میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اسے دلائل پیش کرتے جا رہے ہیں اور ابلیس ان کا مقابلہ اور جرح کر رہا ہے۔ تو شیخ نجم الدین نے امام رازی کے مرشد نے انہیں لاکار کہ دلائل میں مت پڑو، شیطان کے ساتھ مناظرہ مت کرو، بس کہہ دو کہ میں بلا دلیل خدا کو مانتا ہوں، تجھے کیا — ہم چھوٹے تھے تو یہ قصہ سنا کرتے تھے کہ کسی شہر میں ابلیس آیا کسی کے پاس اور کہا تو مانتا ہے خدا کو؟ کہا، ہاں، کہا کہاں ہے دکھاؤ؟ اس نے ایک لالچی لی اور ایک ماری دوسری ماری تیسری ماری اور کہا یہ آسمان یہ ستارے یہ دریا۔ یہ زمین یہ میرا وجود کیا تیرے باپ نے پیدا کئے ہیں۔ اس قدر مارا کہ ابلیس نے کہا خدا کے لئے چھوڑ دو، تمہاری دلیل سب سے مضبوط ہے۔

ایمان محکم | تو یہ عوام کا ایمان بہت حکم ہوتا ہے، بس کوئی دلیل نہیں چاہیے۔ ایمان ہے کہ خدا ایک ہے، اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ شیطان سے مناظرہ مت کرو۔

میں خود دیوبند میں تھا ایک بنگالی طالب علم نزع کی حالت طاری تھی وہ بولتا جا رہا تھا، دلائل پیش کر رہا تھا، کچھ دیر بعد کہنے لگا وہ بھاگا وہ بھاگا، سالہ بھاگ گیا ہم سمجھ گئے کہ شیطان مناظر میں شکست کھا گیا۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ابلیس سے کبھی مضامین نہ بیٹھنا۔

امام مالک اور سکرات موت | امام مالک کتنے بڑے بزرگ ہیں بڑے

محدث اور امام دارالہجرت ہیں۔ نزع کی حالت میں امام مالک اپنا چہرہ کبھی اس طرف پھرتے تھے کبھی اس طرف، لوگ سمجھے کہ تکلیف اور پریشانی ہے، تو کہا حضور آپ نے تو ساری عمر حدیث کی خدمت کی، آپ پر تو اللہ کا بڑا کرم ہوگا۔ آپ کیوں پریشان ہیں، تو انہوں نے جواب دیا، پریشانی اور کچھ نہیں، ابلیس سامنے کھڑا ہے اور ہاتھ مل رہا ہے کہ یہ بیڈھا ایمان سلامت لے کر کیوں جا رہا ہے۔ تو جب ادھر منہ پھیر لوں تو وہ ادھر آ جاتا ہے۔ ادھر پھیر لوں تو ادھر سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ تو میں ابلیس سے منہ پھیرا ہوں اور اسی طرح ایک اور عالم کا قصہ ہے، بزرگ شخص تھے موت کا وقت جب آیا تو ابلیس نے آکر کہا کہ شکر کرو اب تمہاری موت کا وقت ہے مگر تو میرے پھندے سے بچ گیا۔ اور تجھ سے محفوظ رہا۔ اللہ رحم کرے اس عالم پر اس نے کہا ابلیس یہ بھی مجھوٹا بولتے ہو۔ میں تیرے پھندوں سے اب تک محفوظ نہیں ہوں، تیری شرارت جانتا ہوں۔ پھر کہا کہ میری ایک دو منٹ کی زندگی دنیا میں ہے، اب شیطان چاہتا ہے کہ میں اطمینان سے رہوں کہ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ تو ایک منٹ میں بھی میرا کام خراب کر دے اور دو آدمی جب کشتی لڑتے ہیں تو ایک کو شش کرتا ہے کہ مد مقابل دو ایک منٹ بھی غافل ہو جائے تو میں اپنا کرتب دکھا کر اسے بچھاڑ دوں گا۔ تو ابلیس کا بھی یہی حال ہے کہ ایک منٹ کی غفلت سے بھی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے وہ کہتا ہے اب مطمئن ہو جا۔ عالم نے کہا نہیں اب بھی میں تیری شرارت جانتا ہوں۔ تیری تاک میں ہوں کہ اس ایک دو منٹ میں بھی مجھے گمراہ نہ کر دو۔

الغرض ابلیس نے خودی کا دعویٰ کیا کہ میں بھی کچھ ہوں خلقتی من نار و خلقتہ من طین اور اکھڑ فون چلتا ہے منکبرانہ چال اور ابلیس کا یہی طریقہ ہے۔ جب اُسے آسمان سے زمین پر پھینک دیا گیا۔ تو اس نے اپنے ہاتھ خاصہ پر رکھے ہوئے تھے، انٹشن کھڑا تھا جیسا کہ اب بھی ایسا کرتے ہیں کہ دشمن کو خوشی نہ ہو کہ میں خفا ہوں۔ جیسا کہ فوجی چال ہوتی ہے، تو کافر کے سامنے تو انٹشن کھڑا رہنا کمال ہے۔ مگر مسلمانوں کے سامنے اللہ کے سامنے جھکا رہنا کمال ہے۔ تو تکبر کی وضع شیطان کی وضع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چلنے پھرنے اٹھنے

بیٹھنے میں تواضع اختیار فرماتے تھے چلنے میں بھی تواضع، چال ایسی کہ آگے جھکے ہوئے۔ کانفا
 ینحطقی صیب سربارک آگے جھکا ہوتا تھا، قدم مبارک مضبوطی سے اٹھاتے اور
 رکھتے تھے جیسا کہ کوئی ادب سے فراز سے نشیب کی طرف جاتے، توشیح عبدالعزیز دیاغ
 سے طلباء نے شمائل کی اس حدیث کے بارہ میں دریافت کیا۔ توشیح عبدالعزیز نے فرمایا
 بھائی کل میں بتلاؤں گا کل صبح کے وقت یا کسی اور وقت ساتھیوں کو لے کر صحران کی طرف
 نکلے جب وہاں گئے تو ساتھیوں سے مریدوں سے کہا کہ کل تم نے کانفا ینحطقی صیب
 حدیث کا مطلب پوچھا تھا۔ حضور کی چال اور رفتار کے بارہ میں معلوم کیا تھا۔ تو مجھے معلوم
 نہ تھا تو رات میں مراقبہ ہوا اور اللہ نے مجھ پر فضل کیا۔ حضور کی خدمت میں کشف کے ذریعہ
 حاضر ہوا اور عرض کیا کہ طلباء رفتار مبارک کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں کہ وضع اور ہیئت
 کیسی تھی تو حضور اقدس نے فرمایا دیکھ میں چلتا ہوں تو حضور نے چند قدم خود لئے کہ میں ایسا
 چلتا ہوں۔ توشیح نے مریدوں سے طلبہ سے کہا کہ دیکھو اب میں حضور کی رفتار
 کی نقل اُتارتا ہوں۔ حضور نے میرے سامنے جو قدم مبارک اٹھائے وہ اس طرح تھے۔ اب
 جب شیخ چلنے لگے تو سب کے اوپر گریہ طاری ہوئی، غشی طاری ہوئی، سب رونے لگے وہ
 تو حضور اقدس کی رفتار مبارک کی نقل تھی اس کا اثر سب پر ہوتا تھا سب رونے لگے، خوشی
 سے رونے لگے۔

القرض دل کی نورانیت جس کو حاصل ہو جائے اس کو اللہ تعالیٰ علم اور مکاشفہ کے ذریعہ
 منور کر دیتے ہیں۔ یہ الگ بحث ہے کہ کشف کے ذریعہ جو بات پیش ہو وہ حجت ہوگی یا
 نہیں؟ حجت تو قرآن شریف ہے، حجت تو حدیث ہے، حجت تو اجماع اور قیاس ہے
 بہر تقدیر اس روایت عمار بن یاسر میں ایسے کمالات اور خوبیاں ہیں کہ علماء نے کہا کہ بظاہر
 موقوف ہے مگر ہمارا وجدان یہ ہے دل گواہی دیتا ہے کہ حدیث مرفوع ہوگی۔ اب وقت ختم
 ہو گیا ہے اس لئے حدیث کی تشریح نہیں ہو سکتی البتہ مختصر اچھ عرض کرتا ہوں۔ حضرت عمارؓ نے
 فرمایا کہ تین باتیں جس شخص میں جمع ہوئیں گویا اس نے اپنا ایمان مکمل کر دیا۔
افصاف الانصاف من نفسک ہر شخص اپنے بارہ میں دوسرے سے انصاف کا

مطالبہ کرتا ہے، ہم خدا سے سب کچھ مانگتے ہیں جب معمولی بات میں بھی دیر ہو جائے تو خدا سے گلے شکوے کرتے ہیں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتے کہ ہزاروں کروڑوں حقوق ہم نے ادا نہیں کئے۔ اپنا نفس ہی باعثِ خسران ہوتا ہے۔ اس طرح آپس میں معاملات کا حال ہوتا ہے۔ اگر ہر شخص اپنے ساتھ انصاف کرتا اپنے نفس کو ملامت کرتا تو کوئی شرفِ نفس نہ ہوتا جو چیز اپنے لئے عیب جانے تب دوسرے کے لئے بھی عیب جانے جب کہے کہ فلاں بڑا بخیل ہے۔ تو یہ بھی خیال کرے کہ میں کہاں کا حاتم ملائی ہوں یہ عیب مجھ میں تو نہیں یہ ہے انصاف۔ الانصاف جامع لفظ ہے۔ اس میں یہ سب کچھ آگیا، حقوق کا مطالبہ کرتا ہے تو فرائض کا بھی سوچے دوسرے سے بدل کا طلبگار ہے تو اپنی حالت کو بھی دیکھے۔ انصاف سب سے پہلے خود اپنے ساتھ کرے گا۔ تب اوروں کے انصاف اور عدل کا بھی امیدوار ہوگا۔ آگے فرمایا وبذل السلام للعالم اس میں تواضع کے ساتھ ساتھ خلقِ خدا سے ہمدردی بھی آگئی احترامِ انسانیت بھی آگیا۔ کافر کو بھی جلبِ قلوب اور تکالیف و میلانِ قلب کی بناء پر سلام کہنا مناسب ہے اس طرح بچوں پر بھی سلام کرنا چاہیئے اپنے گھر اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی اگر چہ خالی ہو سلام مناسب ہے جو موجبِ منفعت و برکت ہے۔ اسلام نے دیگر مذاہب کی طرح سلام کا طریقہ رائج نہ رکھا مگر اس کے معنی میں جو جامعیت ہے وہ کہیں دوسرے دعائی جملہ میں نہیں پائی جاتی کوئی صبحاً اللہ بالحقیر۔ مساءً اللہ بالحقیر کہتا ہے۔ انگریز گڈ مارٹنگ، ہندوستانی آداب عرض پٹھان سترے مہ شئی خہ چارے ان سب میں جامعیت نہیں کسی خاص دعا اور خاص وقت سے تعلق ہے یا دعا ہے ہی نہیں مقصد سب کا احترام اور خبر گیری ہے مگر اسلام کی دعائے سلام بہترین جامع مانع ہے فی کل وقت من الاوقات دنیا و آخرت کی برکت کی ظاہری و باطنی روحانی اور جسمانی عیوب و آفات سے سلامتی ہو تو اسلام کی ہر بات کی طرح یہ مختصر کلمہ بھی عجیب شانِ امتیاز رکھتا ہے۔

النفاق آگے فرمایا: الانفاق من الاقنار۔ فقر و احتیاج کے باوجود اللہ کی راہ میں

خرین کرے۔ دیوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصلۃ یہ غایتہ درجہ کرم ہے بہ نسبت
اس کے کہ لاکھوں روپے کا مالک ہو تو اس میں سے کچھ دے دے صحابہؓ کی حالت یہ
ہوتی کہ گھریں۔ مد۔ صاع کے برابر بھی کچھ ہوتا وہ خدا کے نام پر دے دیتے۔ اللہ
تعالیٰ ہمیں مرضیات خداوندی پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

والآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

باب

ہجرت شہادت اور جہاد

حقیقت ہجرت و شہادت

(خطبہ جمعۃ المبارک عرم ۱۳۰۵ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
محترم بزرگو! مسلمانوں کے حساب کتاب کے لحاظ سے سنہ ہجری کا آغاز محرم الحرام کے مہینہ
سے ہوتا ہے۔ تو گویا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ کی راہ میں خوشی و اقارب اور ملک
چھوڑنے کے تیرہ سو پچاس سال گزر گئے۔

مسلمانوں کے قومی اور انفرادی کارنامے | مسلمان کا ہر کام اللہ کے لیے ہوتا ہے۔ اس
کے قومی کارنامے ہوں یا انفرادی خوشی

ہو یا غمی، دین کے کام ہوں تو بھی اللہ کی رضا کی خاطر دنیا کے ہوں تب بھی اعلا کلمۃ اللہ کے مقصد سے
گویا مسلمان کی ساری زندگی اللہ کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔ اسلام اسے زندگی کے ہر موقع پر غمی
اور خوشی میں دنیاوی اور معاشی امور میں غرض ہر عمل میں خدائی تعلق سکھاتا ہے۔ مثلاً عید دنیا کی
تمام اقوام مناتی ہیں لیکن بعض تو موسم بہار کے آمد کے موقع پر کہ موسم اچھا ہے میلہ لگانا چاہیے۔
بعض اس وجہ سے کہ انہیں اس دن اپنے دشمن پر فتح نصیب ہوئی کسی قوم و ملک کو قبضہ کرنے کا
اتفاق ہوا۔ بعض لوگ قومی تہوار کے طور پر کہ وہ دن ان کے کسی رہنما، لیڈر اور نجات دہندہ
کا یوم پیدائش ہوتا ہے۔ مگر اسلام نے ہمیں سال بھر میں دو عیدیں دیں اور دونوں کی بنیاد عبادت
اور بندگی پر رکھی گئی ہے۔ عید الاضحیٰ یا عید الفطر دونوں میں جذباتِ عبادت کا اظہار ہے۔
یہی حال مسلمانوں کے سنوی نظام اور قومی حساب کا ہے۔ ہر قوم نے اپنا حساب و کتاب رکھنے
پچھلے ۱۹۵۰ سال کے حساب سے

کے لیے ایک تاریخ مقرر کی ہے اور ایک خاص واقعہ سے اپنے نئے سال کا آغاز کیا جاتا ہے مثلاً ہمارے ملک میں عیسوی سنہ کی مقبولیت ہے اور انگریزوں کے اثرات کی وجہ سے انگریزی سنہ رائج ہے۔ جس کا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کا بکرہ می حساب بھی رائج ہے۔ مگر مسلمانوں کا نیا سال ”ہجرت“ سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس مناسبت سے اس کا نام بھی ”ہجری“ رکھا گیا ہے۔ دنیا کی اقوام اپنے حساب اور سن میں ان امور کا لحاظ رکھتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں دن پیدا ہوا۔ یا فلاں بادشاہ تخت نشین ہوا جس کی خوشی میں اس دن کو اہمیت دے دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے ہاں بھی ایسے انقلابی ایام اور فتوحات و کامیابیوں کی کمی نہ تھی جس دن حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی۔ وہ تاریخ کا ایک انقلابی دن تھا اور اللہ کی طرف سے انسانیت پر انعام کا سب سے بڑا مظاہرہ۔ مگر مسلمانوں کے سنہ کے لیے واقعہ ہجرت کا انتخاب کیا گیا کہ حضورؐ کی پیدائش تو انعام کا سب سے بڑا مظاہرہ۔ مگر مسلمانوں کے سنہ کے لیے واقعہ ہجرت کا انتخاب کیا گیا کہ حضورؐ کی پیدائش تو ایک تکوینی انعام ہے۔ بندوں کے اختیار میں نہیں۔ مسلمان کی زندگی کے ہر نئے سال کا آغاز تو ایسے وقت سے ہونا چاہیے کہ اسے سال کے بارہ مہینے عمل اور قربانی، بے لگ اور جان سپردگی کا ایک سہن ملتا رہے۔ گویا اسلام نے اس میں بھی عمل کا اعتبار کیا جو اختیاری چیز ہے تکوینی نہیں۔ سال کے نئے ہونے کے ساتھ ہی ہمیں ہجرت کا درس دیا گیا۔ جو پورے سال میں ہر تاریخ کو ہجری کی صورت میں دہرایا جاتا ہے۔

ہجرت کا معنی | تو ہجرت کہا ہے، اس کا معنی و مقصد کیا ہے؟ اس کے ظاہری اور معنوی مطلق کیا ہیں؟ ہجرت کا معنی کسی چیز کو ترک کر دینا اور اس سے جدائی اختیار کر لینا ہے۔ تو اسلامی ہجرت اللہ کی رضا اور اس کے دین کی خاطر اپنی جان و مال، ملک اور جائیداد و دست احباب اور اہل و عیال کو چھوڑ دینا ہے۔ اور اسلام کا پہلا سبق پہلے دن سے یہی ہے کہ ہر چیز کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے اور کسی نعمت، شے اور آرزو پر اپنا اختیار نہ رہے۔ اسلام کا معنی ہی سپردگی اور تفویض ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لِّمُحَمَّدٍ الْجَنَّةُ ۖ
اللہ تعالیٰ ہم سے ہماری جان اور مال (سب کچھ) جنت کے بدلے خرید چکا ہے،

اسلام کے تقاضے | ایک شخص جو دائرہ اسلام میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہے کہ اے اللہ میری عزت، میری آبرو، میری مال و دولت، حکومت

و سلطنت تیرے سپرد ہے تو مجھے اس کے عوض بہت دے، ظاہر ہے کہ جب ایک چیز کسی پر فروخت کر دی جائے تو بائع (فروخت کرنے والا) کو اس میں تصرف کا کوئی حق باقی نہیں رہتا خریدنے والے کی مرضی ہوتی ہے کہ جہاں چاہے اب اسے کام میں لگا دے۔ اگر امانتاً عارضی طور پر بائع کے ساتھ چھوڑ دیا ہے تو جب چاہے بائع انکار نہیں کر سکتا اور اسے واپس کر دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے بھی تقاضے ہیں۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ مگر اسے نباہنا مشکل ترین کام ہے کیونکہ اس دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں اس کی مرضی کی خاطر فروخت کر دیا پھر یہ بھی اللہ کی شان کہ یہی ہے کہ جو چیزیں ہم نے بیع دیں وہ بھی ہماری نہیں بلکہ اس کی دی ہوئی ہیں اور اگر ہم نے یہ سب کچھ اس کی راہ میں قربان کر بھی کر دیا تو اسی کا تھا ہمارے پاس تھا کیا کہ اس کے بدلے جنت کے طلبکار ہوں۔

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا،

خداوند کریم کی نشانِ کریمی | اگر ہماری زمین و دولت ہے، جان و جسم ہے۔ روح اور زندگی ہے۔ سب کچھ اس کا عطا کردہ ہے اور یہ اس کا کمالِ کریم ہے

کہ اس کے مانگنے کے وقت اسے بیع اور خرید و فروخت کا نام دیا ہے۔ یہ بیع و شراء حقیقی کب ہو سکتی ہے جگہ یا البسی مثال ہے کہ معصوم بچے کو مٹھائی اور کھلونے دیئے جائیں پھر اسے پیسے دے کر اس کے عوض اس سے مانگے جاتے ہیں۔ وہ خوش ہوتا ہے کہ میں نے انہیں کوئی چیز دے کر پیسے حاصل کر لیے۔ غرض اللہ نے ربا، پھر فرمایا کہ مجھ پر فروخت کر دو۔ میں تمہیں جنت دے دوں گا۔ اب جو ہوشیار ہو وہ فانی اور ناپائیدار چیزوں کو ابدی نعمت جنت پر بہ ہزار خوشی قربان کر دے گا۔ غرض عمل کا تقاضا جو ہوتا ہے۔ اس کا میدان خداوند کریم خود تیار کر رہے ہیں اس ہجرت میں بھی عمل کی تعلیم ہے۔ وہ عمل جو ہجرت کی شکل میں سید اکائیات سرور دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے با عظمت صحابہؓ نے اختیار کیا۔ وہ صحابہؓ کہ روئے

پر انبیاء کے بعد خدا نے اُن جیسی بہترین مخلوق پیدا نہیں کی۔ اور انبیاء کے بعد انسانیت میں ان سے افضل ہستیاں پیدا نہ ہو سکیں۔ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی وغیرہم رضی اللہ عنہم ان سب نے ہجرت کی شکل میں انسانی خواہشات کی قربانی دی اور اللہ کی راہ میں تمام موانع توڑ ڈالے۔

ایشیاء اور قربانی کا سبق | محرم الحرام کے آغاز سے ہی ایک مسلمان سوچ میں پڑ جاتا ہے۔ اور اس کا فہم اس تاریخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ اللہ کی راہ

میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا۔ مال و اولاد، اعزہ و اقارب کو خیر باد کہا۔ اللہ کے دین کی خدمت و اشاعت کے لیے نہ ہو سکی کہ کفار کا غلبہ تھا۔ اپنے پرائے سب مقابلہ میں آئے مکہ کے ارد گرد طائف، جدہ، حنین کا بھی یہی حال تھا۔ تیرہ برس کیا کیا تکلیف اٹھائیں اور جب یقین ہوا کہ اس علاقہ میں دین کا پورا پورا پھل پھول نہیں سکتا۔ زمین شوریدہ ہے تو اللہ کے حکم سے اپنے جائے پیدائش اور آبائی شہر کو الوداع کہہ دیا۔ اور دو ڈھائی سو میل دور مدینہ طیبہ کو دین کی خدمت کا مرکز بنا ڈالا۔

بظاہر ایشیاء و قبربانی کا یہ مظاہرہ کہ اپنا قبیلہ و کنبہ چھوڑ کر ایک اجنبی مسافر اور نووارد بن جائے بہت مشکل ہے مگر مسلمان کو اس کے پیغمبر نے عملی نمونہ سکھایا کہ تمہارا رے لیے تو یہ سب کچھ آسان ہے کہ سارا ملک خدا کا ہے تمہاری مال و متاع اس کی چند روزہ امانت ہے اور جب اس کی راہ میں اس سے دست بردار ہونے کا موقع آتا ہے تو ہمیں کیا مجال دم ہے۔ عرض حضورؐ کے اس ایک عمل ”ہجرت“ میں دین کا سارا خلاصہ سمٹ آیا ہے۔ آج کل بعض لوگوں کو دین کے سنت نکالنے کا خط ہے کیونکہ سائنس اور فلسفہ کا زمانہ ہے ہر چیز کا جوہر تلاش کیا جاتا ہے۔ مگر اسلام سارے کا سارا جوہر اور ست ہے۔ اس کے ظاہر و باطن دونوں میں جوہر ہی جوہر ہے۔ فلسفہ اور زائد کوئی چیز نہیں۔ اگر اسلام کا ایک جزء لایعجزی بھی چھپانا جائے تو ناممکن ہے کہ اس میں سے کوئی زائد اور غیر ضروری چیز نکل سکے۔ دین سراسر خلاصہ اور ست ہے۔

گناہوں سے اجتناب کا سبق | محرم جو ہجرت کا مہینہ ہے ہمیں یہ سبق بھی دیتا ہے کہ جب ایک مسلمان اپنا گھر بار، ملک و وطن اللہ کی راہ میں چھوڑ سکتا

ہے تو ناممکن ہے کہ ان سارے اعمال و افعال سے کنارہ کش نہ ہو جو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف ہوں ناممکن ہے کہ ایک مسلمان، مسلمان بھی ہو جو شراب نوشی، ہaram کاری، ظلم و عدوان گناہ اور معصیت بھی کرے۔ بلکہ اسے تو ان سب چیزوں سے ہجرت کرنی ہوگی جب ایک شخص اللہ کی مرضی کی خاطر اپنی ساری کائنات چھوڑتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ بے نمازی، بد عملی، بے حیائی کو ترک نہ کرے۔ عرض حضور اقدس اور ان کے صحابہؓ نے ہجرت کی شکل میں یہ درس دیا کہ یہ مال و متاع آخرت کا ذریعہ ہے۔ اصل چیز دین ہے۔ دنیا نہیں۔ اور جو دنیا، جو قبیلہ، جو قوم اللہ کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ اسے ابدی مسرت اور دائمی مرضیات الہی حاصل کرنے کی خاطر چھوڑ دیا جائے کہ دنیا تو درس اور امریکہ کا مقصد ہے۔ مسلمان کا نہیں مسلمان تو اس دنیا پر جو دین کا ذریعہ نہ بنے لعنت بھیجتا ہے اور ایسی ہی دنیا مراد ہے اس حدیث میں کہ فرمایا حضورؐ نے کہ ”دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے۔ مگر اللہ کی یاد (ذکر اللہ) اور جو چیزیں اس کا ذریعہ ہیں“ دوسری نصیحت ہمیں اس مہینے شہادت سیدنا حسینؑ کی شکل میں حاصل ہو رہی ہے۔

۱۳۔ (یہاں سے بعد کا خطبہ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ کو ارشاد فرمایا گیا)

اس مہینے کا دوسرا سبق | اس مہینے کا دوسرا سبق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی اللہ کے راہ جان کی قربانی دینا ہے۔ سیدنا حسنؑ و سیدنا حسینؑ دونوں حضور اقدس کی دختر مبارک خاتونِ جنت فاطمہ الزہراءؑ کے بیٹے اور حضورؐ کے جگہ گوتے ہیں نواسے ہیں جن کے ساتھ حضورؐ کی خاص محبت و شفقت تھی۔ ایک مرتبہ حضور اقدسؐ خطبہ جمعہ دے رہے تھے یہ بچے جو تین چار سال کی عمر کے تھے۔ کھلتے کودتے سامنے آئے۔ اپنے نانا کے پاس منبر کی طرف آنے لگے۔ اور چلنے میں گرتے پڑتے، تمام صحابہ کادل پریشان ہے کہ کہیں گم نہ ہو چڑھ جائے۔ ادھر خطبہ کی طرف دھیان ہے حضور اقدسؐ منبر سے اتر کر ان کے پاس تشریف لائے۔ گود میں اٹھایا اور فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ سیدنا ابی اہل الجنت حضرت حسنؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے اس بچے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں کو نوزیری سے بچائیں گے۔ یہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ ان کے صلح کرنے اور خلافت سے دستبردار ہونے کی طرف اشارہ تھا چنانچہ یہی پیشگوئی تھی کہ فوجیں آئے سامنے تھیں اور طرفین خونریزی کے

یہ تیار تھے کہ حضرت حسنؑ نے حضرت معاویہؓ کے ہاتھ نہایت کی اور صلح کو آمادہ ہوئے کہ حضور اقدسؐ کی امت کا خون بہنے سے بچ جائے۔ حضرت کے ساتھیوں کو اس فیصلہ سے ناگواری ہوئی۔ مگر انہوں نے اپنے نانا مبارک کی یہی پیشگوئی ان کو اور انہیں مطمئن فرما دیا۔ الغرض حضورؐ کی ان کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ خطبہ کے دوران ان کو اٹھایا کہ کہیں انہیں تکلیف نہ ہو جائے خطبہ کی حالت ایک خاص حالت تھی اور مسئلہ یہ ہے۔

سلام کرنا کہاں مناسب نہیں | کہ خطبہ کے دوران سلام بھی نہ کیا جائے اور نہ سلام کا جواب دیا جائے۔ اسی طرح کوئی اذان دے رہا ہو یا تلاوت

قرآن ہو رہی ہو تو سلام نہیں کرنا چاہیے نیز اگر کوئی شخص جو اکیلے یا دوسرے کسی گناہ میں مشغول ہو اس کو بھی سلام نہ کریں۔ پیشاب یا رفع حاجت کے دوران پاخانہ میں سلام اور رد سلام مناسب نہیں کسی شخص کے برہنہ ہونے (یعنی بدن کا وہ حصہ کھلا ہو جس کا چھپانا واجب ہے) وہ گناہ میں مبتلا ہے تو اس کو بھی سلام کرنا جائز نہیں۔

کھیلوں میں بے حیائی | آج کل مردوں میں یہ دبا دعام ہے کہ وہ رانوں کو نگار کھتے ہیں حالانکہ مرد کے بدن کاناٹ سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ اور غورتوں

کا سارا حصہ عورت ہے۔ اور اس کا چھپانا واجب ہے۔ بدقسمتی سے آج کل تمام نوجوان کرکٹ، فٹ بال اور کبڈی وغیرہ کھیلتے ہوئے اپنی رانوں کو کھلا رکھتے ہیں جو ناجائز ہے۔

شرم و حیا کا سرے سے وجود ہی نہیں رہا اور مسلمانوں پر دین کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں گراں گذرتی ہیں۔ یہ شک مسلمان ورزش کرتا رہے جنگ و جہاد کے لیے ہر وقت تیار کرے مگر گناہ کے طریقوں سے نہیں کہ مخلوط میچ ہوں اور ستر کے واجب اعضاء کا لوگوں کے سامنے مظاہرہ کریں یہ نہ تو ورزش ہے اور نہ جہاد کی تیاریاں بلکہ بے حیائی اور نفس پرستی کے مظاہرے ہیں۔

عرض اس مہینہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی قربانیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس مہینہ اور اس کے آغاز ہی کے ساتھ سیدنا حضرت حسینؑ نے ترساتھیوں سمیت دین کی حفاظت اور ایک سنت کے بقا کی خاطر مال و دولت ملک اور وطن کو چھوڑا۔ خانوادہ رسالت کے معصوم بچے اور دیگر افراد ساتھ میں اور بالآخر کربلا کے میدان میں حق کی خاطر جان کی بازی

لگاتے ہیں۔

یوم عاشورہ کی فضیلت | حضرت حسینؑ کی یہ قربانی اور شہادت کا واقعہ ساری امت کے لیے قابل رشک اور قابل فخر کارنامہ ہے۔ دسویں محرم کو پیش

آیا حضور اقدسؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ پر پچھلی امتوں پر بھی رجوع بالرحمت فرمائی آئندہ بھی بعض اقوام پر اسی دن رحمت فرمادیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ پر اسی دن ٹھہری۔ فرعون مع لاؤ لشکر اسی دن بحیرہ قلزم میں غرق ہوا اور حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے آزادی ملی۔ علماء تاریخ نے انبیاء کے تقریباً تمام واقعات کا اس دن ظاہر ہونا نقل کیا ہے۔ دنیویوب فیہ علی قوم انصوین اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جو بھی اس دن برے اعمال سے تائب ہوا، روزہ رکھا، عبادت کی، بد عملی ترک کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس دن ایک روزہ کی فضیلت اتنی آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض پچھلے تمام سال کے وہ گناہ معاف کر دے گا جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ یعنی حقوق العباد کے علاوہ جو بغیر ادا کرنے کے معاف نہیں ہو سکتے۔ حدیث کے اس ظاہری مطلب کے علاوہ علماء فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت حسینؑ کی شہادت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بہت بڑا احسان و کرم کیا کہ انہیں شہادت کا مقام دیا۔ اپنے جان خویش و اقارب کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کی توفیق دی۔ امت میں ان کے ذریعہ اعلا حق کے لیے قربان کی ایک مثال قائم کر دی کہ جان قربان ہو مگر دین کے دامن پر کسی ایسے عمل کا دھبہ نہ لگ جائے جس کا ثبوت حضور اقدسؐ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں نہ ہو تو اس ماہ کا یہ عبرت انگیز واقعہ ہمیں جہاد کی تعلیم دیتا ہے جس طرح ہمیں ہجرت کا سبق دکھاتا ہے۔

جہاد اور ہجرت | کہ جہاد اور ہجرت دونوں ایک ہی قسم کی چیز ہیں۔ اللہ کی راہ میں ملک، وطن

گھر بار کی قربانی اور دوسری جان کی قربانی اور جہاد میں ایک گونہ ہجرت بھی ہے۔ اور ہجرت میں جہاد نفس موجود ہے حضرت حسینؑ نے اپنے عمل سے سکھایا کہ اللہ کی راہ میں قربانی کے لیے تیار ہو۔ اگر وہ دنیاوی عزت اور دولت و منصب پسند کرتے تو سب کچھ پالیتے اور کوئی تکلیف نہ اٹھاتے۔ مگر ایک نظریہ اور اصول کی خاطر کہ اس کی صداقت

پران کا یقین تھا۔ جان کو قربان کر دیا۔ اور اپنے مقصدِ شہادت و اعلا حق کو پایا جو خوشی اور
فخر کا مقام ہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو
روئے پیٹنے کا یا فخر کا مقام | یہ تو روئے پیٹنے کا مقام ہے اور نہ افسوس و ماتم کا یہ بزدلیوں
مسلمانوں کو روئے پیٹنے کا درس دے رہی ہیں۔ یہ یہودیانہ
سازشیں تھیں کہ قربانی کے عظیم اور قابل فخر کارنامے کو روئے دھونے اور ماتم کی سیاہی میں
چھپا دیا گیا۔ شہادت اور پھر حضرت حسینؑ کی شہادت۔ اتنا اونچا مقام اور سعادت مندی اور پھر اس
پر روزِ نابھتینا اور ماتم کرنا ایک مسلمان کا ہرگز شیوہ نہیں ہو سکتا۔ حضورِ اقدسؐ نے خود نمٹا کی کہ کاش
میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔ پھر زندہ ہو جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں۔ پھر زندہ ہو جاؤں پھر
شہید ہو جاؤں اسی طرح بار بار شہادت کی لذت لیتا رہوں۔ شہادت تو صرف کپڑے بدلنا ہے
کھدر کے خراب اور ناپائیدار کپڑے بدل کر خبث کا بدی اور دائمی لباس پہننا ہے۔ ولا تقولوا
ملن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔

غرض اسلامی سنہ ہجری کے آغاز ہی میں جس طرح ہمیں اللہ کی راہ میں ہجرت کا درس
دیا گیا۔ اسی طرح اس واقعہ شہادت سے ہمیں تعلیم دی گئی کہ مسلمان اللہ کی راہ میں دین کی قربانی
بھی سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ اور مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات
نہیں ہو سکتی۔

صحابہ میں شہادت کا عجیب و غریب ذوق و شوق | صحابہ کرامؓ میں قربانی کا عجیب و دلور
تھا اور عجیب طرح انہوں نے

جذربہ قربانی کے مظاہرے کے تاریخ و سیر و احادیث کی کتابیں ان کا ناموں سے بھری پڑی ہیں
حضرت حنظلہؓ کے والد ابو عامر راہب منافقوں کے اونچے لیڈر تھے۔ حضرت حنظلہؓ کی نئی شادی
ہوئی ہے۔ کانوں میں جہاد کی آواز پڑتی ہے غسل جنابت بھی نہیں فرما سکے اور اسی حال میں
جہاد میں شریک ہو کر شہادت پائی حضورؐ نے لاشوں کا معائنہ کیا دیکھا کہ اس کی لاش فرشتوں
نے اٹھائی ہے اور سونے کے تخت پر اسے غسل دیا جا رہا ہے۔ تانین کے بعد حضورِ اقدسؐ

نے اس کی بیوی سے معاملہ کی حقیقت دریافت کی معلوم ہوا کہ ابھی غسل بھی نہ کر نے پائے تھے کہ کانوں میں جہاد کی دعوت پہنچی اور اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے یہ حال تھا صحابہ کے اللہ کی راہ میں قربانی کے ذوق کا غروب نہ ہو چکا تھا۔ معذور ہیں، جہاد کا موقع آیا چار بیٹے تھے اور سب کے سب جہاد میں شریک ہیں۔ انہیں بھی جہاد جانے کا شوق ہوا۔ ان کے چار بیٹوں نے منع کرنا چاہا کہ ہم سب موجود ہیں اور آپ معذور ہیں حضور اقدس کی خدمت میں آکر فریاد کی بیٹے مجھے جہاد جانے سے روکتے ہیں اور میری تمنا ہے کہ لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھر وہ حضورؐ نے چاروں بیٹوں کو فرمایا کہ کیا ہر جہ ہے اگر ان کا شوق جہاد پورا ہو اور شہادت

انہیں نصیب ہو۔ اور اس کو فرمایا تم پر جہاد معاف ہے کہ معذور ہو۔ مگر جب تیری خواہش ہے۔ تو بہتر ہے۔ اجازت ملی تو خوشی سے سرشار جہاد میں حصہ لیا اور شہادت پائی گھر سے نکلتے وقت دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھے تیری راہ میں شہادت ملے اور پھر میں گھرنے نہ آسکوں جہاد میں اس کا بیٹا حضرت غلام حضرت جابر کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی شہید ہوئے۔ آپ کی بیوی جن کا نام ہندہ ہے نے چاہا کہ شوہر بیٹے اور حضرت عبداللہ بن عمرو تنیوں کی لاشیں مدینہ جا کر دفن کروں۔ اونٹ پر لاش لادی گئی مگر اونٹ کا رخ مدینہ کی جانب نہیں ہو رہا تھا۔ اور وہیں بیٹھ جانا۔ احد کی جانب رخ کرتا۔ حضور اقدس کو یہ واقعہ بیان کیا گیا اور گھر سے نکلنے کے وقت ان کی دعا کا بھی ذکر کر دیا گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے بندے جو خدا سے چاہیں خدا سے قبول فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہیں احد کے دامن میں دفن کر دیئے گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جنگ احد سے ایک روز قبل حضرت عبداللہ بن جحش نے مجھے فرمایا کہ کل جہاد ہو گا آئیے! دونوں کل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور دونوں ایک دوسرے کی دعا پرائیں کہیں چنانچہ ایک طرف جا کر دعا کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ پہلے میں نے دعا کی کہ یا اللہ میدان جہاد میں ایک مضبوط اور قوی کافر سے میرا مقابلہ ہو اور میں بالآخر اسے قتل کر ڈالوں اور اس کے اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لوں۔ اس طرح اسلام کا نام اونچا ہو۔ حضرت عبداللہ نے میری دعا پرائی کہ

کہا۔ پھر حضرت عبداللہ بن جحش نے دعا کی جس کے الفاظ یہ تھے۔

اللّٰهُمَّ ارزقني عدا رجلا شديداً
 يا سُدَّ شديداً حرزك اقاتله
 فيك ويقاتلني فيقتلني ثم ياخذني
 فيجده انفي واذا في فاذا القيتك
 قلت يا عبد الله فيما جدع انك
 واذا تلك فاقول فيك وفي رسولك
 فتقول صدقت۔

اے اللہ! جب لڑائی ہو تو میرے مقابل مضبوط اور
 طاقتور کافر آئے میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے پھر
 مجھ پر غالب ہو کر مجھے قتل کر دے پھر اک اور کان کاٹ
 ڈالے پھر جب میں تجھ سے ملوں تو آپ پوچھیں اے
 عبد اللہ تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے ہیں۔ تو میں
 کہوں کہ اے اللہ تیری اور میرے رسول کی راہ میں
 ایسا ہوا تو آپ فرمائیں کہ تو نے سچ کہا۔

سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعا کی میں نے آمین کہا۔ کل لڑائی میں ایسا ہوا
 حضرت عبد اللہ اس کیفیت سے شہید ہوئے۔ ان کے اعضاء اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے ان کی
 دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ حضرت عبد اللہ کی تدفین حضرت امیر حمزہ سید الشہداء کے ساتھ ایک
 قبر میں ہوئی۔ دو ضعیف العمر بوڑھے صحابہ کو بھی رسول اللہ نے جہاد سے روک دیا جن میں ایک
 حضرت حذیفہ کے والد یمانؓ تھے۔ دونوں چپکے سے مجاہدین کے پیچھے گئے اور جہاد میں شریک
 ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید کی زندگی جہاد اور کفار کی سرکوبی میں بسر ہوئی بدن کا کوئی حصہ تلوار
 خنجر اور تیروں کے وار اور نشان سے خالی نہیں تھا۔ مگر موت بستر پر آئی تو روئے لگے کہ اے اللہ
 تمام زندگی میری کفار کے مقابلہ میں گزری اب میں چار پائی پر مر رہا ہوں۔ غم انہیں یہ ہے کہ میرا
 جسم اللہ کی راہ میں شہید ہو کر کیوں خمر خور شہوا کہ جو چیز اپنے مصرف و محل میں خرچ ہو جائے تو
 حقیقی کامیابی و خوشی ہوتی ہے۔ بے جا استعمال ایک پیسہ کا بھی ہو جائے تو اس پر افسوس ہونا
 چاہیے۔ تو حضرت حسینؑ بھی اللہ کے دین اور اپنے نانا کی ایک سنت کی احیاء کی خاطر میدان
 کربلا میں شہید ہوئے اور حق تعالیٰ کی دی ہوئی جان اور جسم کو اپنے موقعہ و محل میں لگا دیا۔
 بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما آتاهم الله من فضله
 وليست بشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف عليهم ولا
 ربكهم وہ زندہ ہیں اپنے رب سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں
 دیا ہے خوش ہونے والے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان

کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے اس لیے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے،
شہادت کی لذت ایسی ہے کہ شہادت پانے کے بعد شہید کو بار بار زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہونے
کی تمنا ہوتی ہے۔“

حدیث شریف میں آیا ہے۔ الجہاد ما ضیٰ الی یوم القیامۃ

جہاد کی فرضیت | ایک روایت میں آتا ہے کہ خواہ بادشاہ عادل ہو یا ظالم مگر تم کفار سے جہاد
کرتے رہو۔ اسلام اور دین کی حفاظت تمام مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے
تو جہاد بادشاہ کے عادل ہونے پر موقوف نہیں۔ حاکم فاسق ہو یا عادل جہاد میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔
کہ بادشاہ اور حکام تو اتے جاتے رہتے ہیں مگر اسلامی مملکت کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت ہر حال
میں ضروری ہے۔ فاسق امیر کو بدلایا جاسکتا ہے۔ لیکن جب کافروں کو غلبہ حاصل ہو جائے تو پھر ان سے نجات
مشکل کام ہے۔ اس لیے اگر ایک بالشت زمین پر بھی کافروں کا قبضہ ہو تو ساتھ دے مسلمانوں پر جہاد فرض
ہو جاتا ہے۔ اگر ان سے نہ ہو سکے تو جو نزدیک ہوں ان پر مدافعت لازم ہے۔ اسی طرح روئے زمین
کے سرے سے دوسرے سرے تک رہنے والے مسلمانوں تک اس کی فرضیت پہنچ جاتی ہے۔ پھر مسلمانوں
کے جہاد کا مقصد ملک گیری اور غیروں پر حکومت نہیں بلکہ اللہ کی سر زمین کو ظلم و ستم اور کفر و شرک سے
خالی کر کے سلطنت خداوندی کا قیام اور نظام عدل جاری کرنا ہے۔ ہمیں زمین کا قبضہ مقصود نہیں بلکہ
اللہ کے دین کی اشاعت مطلوب ہے۔ حضرت حسینؑ بھی دنیاوی اعراض اور اقتدار کے لالچ میں
نہیں پڑے۔ لتھون کلمۃ اللہ ہی العلیا۔ (تا کہ اللہ کا نام اور دین سر بلند ہو)
تزکیہ نفس اور جہاد | ایمان کی جلا اور نفس کی صفائی جہاد ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ نیز
حضرت اقدسؒ نے ایک جہاد سے واپسی کے دوران صحابہؓ سے

ارشاد فرمایا کہ تم جس وادی سے گذرتے ہو اس حال میں مسلمانوں کی دعائیں اور مہم درمیاں
تمہارے شریک رہتی ہیں۔ جو ضعف یا دوسرے اعذار کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ
ہو سکے۔ وہ لوگ جہاد کے ثواب اور فضیلت میں بھی تمہارے شریک ہیں۔ غرض اسلام کی
سر بلندی اور دین کی اشاعت کی خاطر ہر وقت جہاد کے جذبے سے متاثر رہنا چاہیے۔ آج
اگر ہمیں فکر ہے تو کارخانوں کا، دنیاوی ترقیات کا، کافرا قوام کی تقلید و اتباع کا لیکن اسلام کا

نام بھی نہیں لیا جاتا۔ سوائے اپنی اعراض کے۔۔۔۔۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مسخ
 شدہ قلوب کو اسلام کی جانب پھیر دے اور اسلام کا جھنڈا اس ملک اور دیگر ممالک میں
 سر بلند ہو۔ اے اللہ تو نے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری آبرورکھی اور رحمت کے
 پردوں سے ہمارے محبوب کو دشمن پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ اب ہمیں توفیق دے کہ تیرے
 شکر گزار بنیں اور خدمت دین اور اشاعت اسلام کی توفیق عطا فرما اور عالم اسلام کو کفار کے
 شر و فساد سے محفوظ رکھ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ
 وَآلِهِ وَاصْحَبِهِ اَجْمَعِیْنَ۔



نگاہِ مومن میں جہاد اور شہادت کا مقام

خدا کی راہ میں جان و مال کی قربانی پیش کیجئے

(خطبہ جمعہ - ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۸۵ھ)

خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا۔

محترم بھائیو! دو سو برس بعد مسلمانانِ پاکستان کو خدا نے موقع دیا ہے کہ اللہ کے دین کی بلندی کے لیے علمِ جہاد بلند کریں۔ اس وقت ہمارے مسلمان بھائی محاذوں پر کفر سے برسرِ پیکار ہیں گوانگیزیوں سے بھی طویل عرصہ تک مسلمانوں نے جنگِ آزادی لڑی اور جہاد کیا مگر وہ عدم تشدد کی لڑائی تھی۔ تلوار اور بندوق سے باطل سے ٹکڑے لینے کا موقع خدا نے عطا فرمایا ہے اس نعمتِ غلطی کا موقع میسر ہونے اور توفیقِ جہاد پر ہمیں خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

مسلمان کی دنیا اور آخرت اور آخرت کی کامیابی عزت اور وجاہت جہاد ہی میں ہے جنت تک پہنچنے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین اور آسان طریقہ جہاد ہی ہے۔

بارگاہِ خداوندی میں شہید کا مقام | شہید کو موت آتے ہی ابدی آرام سرخروئی اور بارگاہِ خداوندی میں قرب عطا فرمایا جاتا ہے۔

عام مومنین کے ارواح بعد از موت علیین پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ علیین کی مثال اس مسجد کی طرح ہے کہ پاؤں ہاؤس سے یہاں بجلی آ رہی ہے۔ پنکھے اور بجلی چلتی ہے اور اس ربط و تعلق کی وجہ سے ہمیں آرام و راحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح حدیث میں ہے کہ مسلمان کے لیے قبر اور برزخ یا علیین ہی میں جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور وہاں کے برکات و ثمرات اور جنت کی کیفیات اسے پہنچے لگتی ہیں اس کے بعد روزِ قیامت میں حساب و کتاب وغیرہ کے بعد جنت میں باقاعدہ داخلہ نصیب ہوتا ہے مگر

خدا کی راہ میں شہید ہونے کے بعد فوراً جنت پہنچ جاتا ہے جنت کی حور اور فرشتے اس کے اعزاز و اکرام کے لیے الیتادہ ہوتے ہیں اور ان تھے ارواحِ معرش سے ملنے ہوئے قنادیل میں پہنچا دیئے جاتے ہیں اور سبز پرندوں کی ٹوٹلیوں میں بیٹھ کر جنت کی سیر کرتے ہیں۔ عام مومنین کے لیے بوقتِ نزاع جو شہداء اور تکالیفِ احادیث میں وارد ہیں شہید کی روح اس سے بھی محفوظ رہتی ہے اور اس کو قبضِ روح کے وقت صرف کفِ قصص النملتے (چیونٹی کے کانٹے) کی تکلیف ہوتی ہے اور خوشی خوشی اس کی روح بدن سے جدا ہو جاتی ہے تو اس سے بڑھ کر خوش قسمتی اور سعادت ایک مومن کے لیے کیا ہوگی کہ ابدی زندگی کی سرخروئی اُسے نصیب ہو۔ موت تو لازمی ہے اگر گناہوں سے بھری ہوئی زندگی کے ساتھ ہم اللہ کے سامنے پیش ہوں تو کتنی بڑی شرمندگی اور ندامت ہوگی کہ خدائے ذوالجلال نے ماں، باپ، مالک و آقا ہر ایک سے بہتر ہماری پرورش کی۔ اس کے انعامات کی نظیر نہیں۔ جان اور جسم اس نے دیا۔ دولت و عزت۔ جاہ و مال سب کچھ اس نے دیا اور فرمایا کہ چند روزہ زندگی کو آحضرت کا ذریعہ بنادو کچھ کماؤ مگر ہم نے اللہ کی سب نعمتیں اس کی نافرمانی میں خرچ کیں۔ ساری قوتیں ظلم و معصیت اور خدا سے بغاوت میں لگائیں اب جب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو کتنی ندامت اٹھانی پڑے گی جب کہ اس کا ارشاد ہوگا کہ اے غلام میں نے تجھے کس طرح نوزا اور تو نے کیا کیا؟ ایسے موقع پر دنیا کی کسی عدالت میں حاضری اور پیشی کے ڈر سے تو ہماری جان نکلتی ہے اور بہت سے لوگ خودکشی کر لیتے ہیں کہ بوجہ ندامت اپنے کو پیشی کے قابل نہیں سمجھتے مگر وہاں خدائے احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہونے سے تو ہمیں موت بھی نہیں بچا سکتی۔ اگر کوئی بچ سکتا تو بڑے بڑے سائنسدان بادشاہ اور حکمران بچ جاتے۔

اب جو بندہ اللہ کی راہ میں باوجود گنہگار ہونے کے اپنی جان **شہادتِ ذریعہ نجات** قربان کر دے تو سخی اور کریم آقا اس کو ضرور بخش دے گا اگر

اس نے نام بھی سے مال و دولت اور زندگی گناہوں میں لگائی ہو لیکن جب روح حبیبی متاعِ عزیز اس کی بارگاہ میں قربان کر دی تو اس کی ساری خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں تو شہادتِ ایک مرتبہ کے یہ کتابِ اذریعہ نجات ہے اور سعادت و خوشیِ نجاتی کا مقام ہے یہ جان کو تباہ کرنا نہیں بلکہ گناہوں سے بخشش کا ایک عظیم ذریعہ اور جان کو ابدی زندگی دینی ہے۔ حضورِ اقدسؐ کی خدمت

میں ایک شخص حاضر ہوا اور جہاد میں شرکت کی خواہش ظاہر کی حضورؐ نے فرمایا کہ تم کافر ہو شریک نہیں ہو سکتے وہ بخوشی مسلمان ہوا اور پوچھا کہ اب اگر میں جہاد میں شہید ہو جاؤں تو میری بخشش ہو جائے گی حضورؐ نے فرمایا اسے شہید کا درجہ ملا اور اس کی مغفرت ہو گئی گو اس نے تمام عمر کوئی نیکی نہیں کی مگر ایک شہادت ہی سے آخرت کی کامیابی حاصل کی۔

جہاد ہماری دنیاوی مشکلات کا حل ہے | محترم بھائیو! جو قوم بھی جذبہ جہاد سے محمور ہو تو تھوڑے عرصہ بعد اس کی حالت

بدل جاتی ہے۔ معاشی مسائل بھی مسلمانوں کے حل ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا رزق تلوار اور نیزے کے سائے میں ہے۔ یعنی مسلمان اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی خاطر جہاد کرے گا اور دنیا کی مال و دولت تحت و تاج ان کے قدموں میں ہوگی۔ صحابہ کرامؓ نے حق کی خاطر پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد کیا۔ بدن ڈھانپنے کے لیے ان کے پاس کپڑے نہیں تھے مگر قانون جہاد پر عمل کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد حالت یہ ہوئی کہ ایک مجاہد یعنی حضرت زبیرؓ کا ترکہ بیچا جس کو وڑ روپے سے زائد رہا۔ مدینہ منورہ میں ان کی زمین (غابہ) کا ایک ایک حصہ ایک ایک لاکھ روپے میں فروخت ہوا جہاد کی بدولت اندلس، شام، عراق، کابل و خراسان تک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے آج معاشی مسائل کا حل خاندانی منصوبہ بندی میں ڈھونڈا جا رہا ہے۔ نا سمجھی کی وجہ سے اس غلطی کا ارتکاب کیا جا رہا ہے ورنہ اللہ العظیم ان طریقوں سے معاشی مسائل کو بھی حل نہیں ہو سکتے۔ ایک مجاہد امت کے لیے جہاد ہی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ اور تمام مالی مشکلات کا حل ہے۔

اللہ کی نصرت | مدتوں بعد خدا نے آج یہاں مسلمان قوم کا رخ سیدھے راہ پر لگا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت اور حوصلہ دے۔ الحمد للہ

کہ عام مسلمانوں کے حوصلے بلند ہیں اور ہر خاص و عام سر بکفت جذبہ شہادت سے سرشار اور شہادت کا متمنی ہے۔ اللہ کے ہاں ہمارے اسی جذبہ اور نیت و اخلاص کی قدر ہے۔ ورنہ درحقیقت آج صرف اور صرف امداد خداوندی کام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی لائحہ بند رکھتے ہیں ورنہ ہند کی تعداد اور طاقت و قوت کئی گنا ہم سے زیادہ ہے مگر ہر صبح و شام مسلمان کامیاب ہو رہے ہیں یہ محض اللہ کی نصرت ہے۔

ہمیں اس مقدس جذبہ کو ختم کرنا نہیں بلکہ اس کی پرورش کرنی ہے اور آئندہ کے لیے ہمیں مستعد رہنا ہے اور یہ عزم ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ اسلام کا جھنڈا کفرستان ہند پر لگا کر ہی دم لیں گے۔ خدا نے پاکستان کی شکل میں جہاد کا ایک مرکز ہمیں دیا ہے یہ ہمارے لیے جہاد کی چھاؤنی ہے اور ہمیں یہاں جہاد کی تربیت و ٹریننگ کر کے ساری دنیا و ہند کفر و ظلمت کو اسلام کی روشنی سے منور کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (الآیۃ) یعنی تم خیر امت ہو سارے لوگوں کی ہدایت کے لیے تمہیں بھیجا گیا ہے تو افریقہ و امریکہ چین و جاپان اور بھارت سب للناس میں داخل ہیں۔

جہاد بالمال اور دعا کی ضرورت

مجاہدین کے ساتھ ہمیں جانی تعاون کے علاوہ مالی امداد کی بھی ضرورت ہے اگر کوئی مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے تو جان کی قربانی کس طرح دیگا۔ جو لوگ مال و دولت سے مدد کریں وہ بھی جہاد میں شریک ہیں اسی طرح مجاہدین کی فتح اور اسلام کے غلبہ کے لیے ہر وقت دعائیں بھی جاری رکھیں جو کامیابی کا بڑا روحانی ذریعہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نمازوں کے وقت کے بعد دشمن پر حملہ کرتے تاکہ نماز کے بعد مسلمانوں کی دعائیں مجاہدوں کے ساتھ شامل ہوں اور خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے۔ اس کے علاوہ اپنے تمام اعمال کو اللہ کی تالبعاری اور سنت کے مطابق بنادیں اور غیر اسلامی افعال۔ اختلاط مرد و زن۔ سود۔ جوا۔ فحاشی اور بے حیائی کو یکسر نبذ کر دیں۔ اگر کوئی مسلمان اس وقت دین پر عمل شروع نہ کرے تو اور کب عمل کرے گا ایسے اوقات میں لازمی ہے کہ اللہ کو یاد کریں۔ حسد و بغض باہمی عناد و لفاظی ترک کر دیں۔ تب ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ ہمارے اکابر و اساتذہ جو اولیاء حق تھے انہوں نے پیشین گوئی کی تھی کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ذلت کے بعد عزت اور کامیابی حاصل ہوگی۔

جہاد کی حقیقت

جہاد کا بول بالا کرنا ہے مسلمانوں کے جہاد کا مقصد نہ ملک گیری ہے اور نہ دوسروں کے اموال و ممالک پر قبضہ کرنا۔ بلکہ صرف اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا ہے لشکون کلمۃ اللہ صلی علیہ۔ جہاد کی مثال اپریشن اور مجاہد کی مثال ڈاکٹر کی مانند ہے کہ ڈاکٹر شفقت اور جذبہ علاج

کے ماتحت عضو فاسد کو رکاوٹ دیتا ہے تاکہ باقی یہ بدن محفوظ رہے۔ اسی طرح مسلمان اللہ کی مخلوق کو جہنم سے بچا کر جنت اور ابدی کامیابی کی طرف بلانا چاہتے ہیں اور جو کافر اس کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے اسے ہٹانا جہاد ہے تاکہ اللہ کی دی ہوئی نعمت اسلام اور قانون میں ادوروں کو بھی شریک کیا جائے جس نے یہ نعمت قبول کی اس کے حقوق ہمارے برابر ہو جائیں گے ان کی جان و مال، عزت و اکبر و محفوظ رہے گی۔ آخر جب کوئی ہلاکت کے گڑھے میں گرتا ہے اسے بچانا فرض ہے یہی ہے جہاد کہ اللہ کا پیغام پہنچ جائے۔ اور حق کی فتح ہو اور لوگ جہنم سے محفوظ رہ کر خدا کی رحمت یعنی دین اسلام سے مستفید ہوں۔



شہادتِ حسینؑ - اور - یومِ عاشوراء

(خطبہ جمعۃ المبارک محرم الحرام ۱۳۹۶ھ)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد صیام رمضان صیام یوم عاشوراء وقال علیہ السلام لقد تاب اللہ فیہ علی اقوام و یتوب فیہ علی قوم اخرین (ابو کمال علیہ السلام ۴۸)

محرم بزرگوار محرم کا مہینہ ہے اور مسلمانوں کے سال کی ابتداء اسی مہینہ سے ہوتی ہے سنہ ہجری اسی کو کہتے ہیں اب ۱۳۹۶ھ ہو گیا اسلام کا سال ختم ہوتا ہے قربانی پر جو ذی الحجہ میں ہوا کرتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر مسلمانوں نے عمل کیا مگر ہم نے خداوند کریم سے وعدہ کر لیا تھا قربانی کے وقت کہ ہماری جان مال اور اولاد سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے ہے اور اللہ کی راہ میں قربانی کے لئے میں تیار ہوں قُلْ اِنْ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي بِذِي رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۶) اور اب اس مہینہ میں اس وعدے کا ایک عملی نمونہ پیش ہو گیا۔ بہتر تقدیر اس ماہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت فضیلت عطا فرمائی ہے۔

اور یہ حدیث جو تم نے سنی ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان کے روزوں کے بعد اس

یومِ عاشورہ کے فضائل

محرم کے روزے بہت بڑی فضیلت رکھتے ہیں اس ماہ میں ایک دن ہے وہ محرم کا یومِ عاشورہ کا، اللہ تعالیٰ نے اس دن ایک قوم پر رجوعِ بارحمت کیا ہے اور اللہ بھی اللہ رحمتوں سے نوازیں گے، اس ماہ کی دس تاریخ کو جس نے روزہ رکھ لیا اس کو ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا اور پچھلے سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔

اگر ہم ہر کوئی دنیاوی شے ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں وکیل کتے ہیں

کوشش کرتے ہیں کہ اس دعویٰ سے بچ جائیں، اس کے لئے کتنی سعی کرتے ہیں کتنے حاکموں کے پاس دوڑتے ہیں، وکیلوں کی فیس، بڑوں کی مشیت سماجیت، سفارشیں، اور جب بری ہو جائیں تو سب مبارکباد دیتے ہیں کہ بڑی کامیابی ہوئی۔

تو بھائیو سال کے اندر ہم کسی کیسی نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں اس خدا کی جو بڑا مہربان ہے ایک سال کے گناہ وہ ایک روزہ سے بخش دے تو یہ کتنا بڑا اجر و ثواب ہے، یہ روزہ دس عرم کا جو ہے جسے خدا توفیق دے تو بہتر یہ ہے کہ لوہے کا یا گیارہویں کا بھی ساتھ رکھے۔ جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے تو عاشورہ کا روزہ فرض تھا، جب رمضان کے روزے فرض ہوئے اور آیت فرضیت رمضان شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ الایہ نازل ہوئی تو پھر فرضیت عاشورہ منسوخ ہو گئی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جس چیز کی فرضیت منسوخ بھی ہو جاتی تو استحباب کو باقی رہنے دیتے، ابتداء میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر اُمت کی آسانی کے لئے اس کی جگہ پانچ رہ گئیں، پچاس منسوخ ہو گئیں تب بھی امام الانبیاء پچاس دن رات میں پوری فرماتے، سال میں چھ ماہ روزے رکھتے۔

تو یہ عاشورہ کا جو دن ہے بڑا مبارک دن ہے اس سے قبل یا بعد بھی روزہ رکھ لینا مستحب ہے فرض یا واجب نہیں، پیدائش عالم سے خدا نے اس دن کو ایک منقبت و فضیلت دی ہے۔ علماء نے تفصیلات لکھی ہیں کہ حضرت آدمؑ کی توبہ اسی دن قبول ہوئی، حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے نجات بخدانے اسی دن دی جس طوفان نے سارے عالم کو غرق کر دیا تھا اور کوہ ہمالیہ تک بھی پانی میں ڈوب گیا، زمین پر اونچے سے اونچا پہاڑ بھی چالیس چالیس ہاتھ زمین میں ڈوب گیا، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہر گئی، عاشورہ ہی کا دن تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیرہ قلزم سے سلامت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون کو جمع ساری قوم کے اللہ تعالیٰ نے بحیرہ قلزم میں غرق کر دیا، بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نجات دے دی۔

شہادت رونے پٹینے کا نہیں فخر و مسرت کا مقام ہے | محترم بھائیو! آج ہم لوگ دس محرم الحرام کو صرف اس بہشتیت سے پہچانتے ہیں کہ اس دن حضرت حسینؑ شہید ہوئے، پھر خاص طور سے ایک خاص فرقہ جو اس دن ماتم کرتا ہے، سینہ کو پی کرتا ہے، سینے کھول کر چاقو زنی کرتے ہیں، اسلام نے ہمیں قربانی سکھائی ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قربان ہو گئے شہید ہو گئے وہ زندہ ہو گئے، اللہ پاک فرماتے ہیں وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ حضرت حسینؑ شہید ہو گئے حضرت امام حسنؑ شہید ہوئے ہیں۔ اور شہادت گنی یہ تمنا حضور اقدسؐ نے خود بھی فرمائی ہے، مجاہد کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور اس کے بعد بخاری شریف میں ہے کہ :-

لو ددت ان اموت فی
سبیل اللہ ثم اچی ثم
اقتل ثم اچی ثم
اقتل۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں بھی روایت ہے کہ انہوں نے بھی اس نعت کا اظہار کیا ہے اور حضور اقدسؐ نے بھی میں چاہتا ہوں کہ شہادت کے فضائل و درجات اور اللہ کی راہ میں جان و مال سب کچھ پیش کر دوں، مسلمان ہی ہے بھی یہی کہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهْمُ الْجَنَّةُ رِزْقُہُ اللّٰہ تعالیٰ مومنوں

سے ان کی جان اور مال جنت کے بدلہ میں خرید چکا ہے؟ ہمارا سب کچھ اللہ کا ہے ہمارے ساتھ جو ہے ہمارا نہیں، جو جان ہے جو مال ہے اولاد ہے سب اسی کا دیا ہوا ہے ہم نے جنت کے عوض اللہ پر بیچ دیا ہے اور اللہ سے اُتار دیا مجھے مجازی کہا جیسے معصوم بچے کو کہہ دو کہ لڈو مٹھائی لے لو اور یہ روپیہ مجھے دے دو، مجھ پر بیچ ڈالو، تو یہ لڈو اور روپیہ تو سب والدین کا دیا ہوا ہے بچے کے پاس ہے کیا؟ اسی طرح ہمارے پاس سب کچھ تھا ہی خدا کا مگر یہ سب اسی کا بہت بڑا رحم اور شفقت و مہربانی ہے کہ اسے بیع و اشتراء کا نام دے دیا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عبدیت | بہر تقدیر بھائیو سیدو و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی عبدیت ہے ایسی تو اور کسی کی ہے نہیں شانِ عبدیت غالب ہے سبحن الذی اسریٰ بعیدہ لیلۃ شبِ معراج میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی اور جسمانی دونوں عروج میں ستر ہو گئے، تو اس کی وجہ یہی عبدیت ہے، اسریٰ بعیدہ لیلۃ۔

مزید فرمایا قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا اگر تمہارا شک ہو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے علی رسولنا اور علی نبینا نہیں کہا بلکہ علی عبدنا تو عبدیت علی وجہ الاکمل تھا آپ میں، تو آپ جیسا عبد کامل بار بار اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی تمنا فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ پیغمبر کی تمنائیں اور دعائیں یقیناً اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، مگر یہاں دنیا کے سارے کافر امام الانبیاء کو شہید کرنے کے لئے شب و روز یہی کوشش کرتے تھے یہی ان کا مایہ خو یا تھا کہ امام الانبیاء کو (معوذ باللہ) کیسے قتل کر دیں، ایک کافر نہیں سارے عرب میں تھے، شام و ایران سب دشمن تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوا کہ واللہ یعصمک من الناس، اللہ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچا کرے گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پولیس نہ تھی آج ایک سولہ شخص کے

آگے پیچھے جیب ہوتی ہے، حفاظتی گارڈ ہوتی ہے، بندوق بردار ہوتے ہیں۔ گھر کے باہر چوکیدار اور مصاحب نہ تھے دن کو رات کو کیسے ہی آنا جانا ہوتا نہ ساتھی نہ پولیس نہ محافظ نہ ہٹو بچو کے نعرے لگتے گھر کے دروازے بھی نہ تھے۔ گھر کا ایک دروازہ مسجد پر ہوتا، تختوں کے دروازے نہ تھے بلکہ ٹاٹ اور پوری کا پردہ لٹکا رہتا، مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ حفاظت جو حفاظت کر رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری چوکیداری مت کرو واللہ یعصمک من الناس — شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ اگر حضورؐ کافروں کے ہاتھوں شہید ہو جاتے تو کافروں کو ہنسی کا موقع ملتا کہ مسلمانوں! تمہارے نبی کو ہم نے شہید کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمنوں کے شہادت سے بچا دیا کافروں نے ہر موقع پر امام الانبیاءؑ کو شہید کرنے کی سعی کی مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ عصمت و حفاظت مکمل ہو گیا۔

دوسری بات یہ کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دنیا میں کافروں کے ہاتھوں شہید ہو جاتے تو کافروں کو اس وعدہ خداوندی پر اعتراض ہوتا کہ جب سرکاری آرڈر ہوا، حکم ہوا کہ تمہیں کافروں سے محفوظ کر دیا گیا ہے تو پھر اس کو کون توڑ سکتا ہے؟ شاہ عبدالعزیزؒ تو شاہ عبدالعزیزؒ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے دو شکلوں میں حضورؐ کی تمنائے شہادت کو پورا فرمایا، ایک تو آپ کے دونوں نواسوں حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو شہادت کا درجہ مل گیا، دوسرا یہ کہ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کی کوشش کی اس وقت تو آپؐ بچ گئے مگر کچھ نہ کچھ اثرات زہر کے باقی رہ گئے، مقررہ وقت پر موت کے وقت آپؐ کی رگیں اسی زہر کے اثرات ظاہر ہو جانے پر کٹ گئیں اس طرح آپؐ کی تمنائے شہادت بھی پوری ہو گئی اور کافروں سے بھی حفاظت ہو گئی اور مسلمان کافروں کی ہنسی اور شہادت سے بچ گئے۔

خانہ دان نبوت شہیدوں کا گھرانہ | تو عرض یہ ہے کہ خاندان نبوت تو سارا ہی شہیدوں کا خاندان ہے آپ کو معلوم ہے کہ

اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہو گئے، ریشاروں میں نہ رہ
 کی کڑیاں گھس گئیں، حضور کے عم محترم حضرت حمزہؓ میدانِ اُحد میں شہید ہو گئے اور حضورؐ
 نے اپنے چچا کو اس حالت میں دیکھا کہ دل، جگر، کلیجہ کافروں نے کاٹ کر نکال دیا تھا تو
 آپؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے حضرت صفیہؓ حضرت حمزہؓ کی بہن کا خیال نہ ہوتا کہ عورتوں کے دل
 بڑے نرم ہوتے ہیں تو میں آپ کے باقی جسم کو میدانِ جنگ میں دفنائے بغیر چھوڑ دیتا کہ
 چرند پرند اسے کھا لیتے یہ بھی نفع ہوتا، آج ہم میں سے کوئی دریا میں ڈوب جائے تو کراچی
 تک دریاؤں کو چھانتے پھرتے ہیں نیش مل جائے تو مبارک سلامت ہوتی ہے حالانکہ وہ عزیز
 زندہ نہیں ہونگے بلکہ لاش مل جانے پر بھی خوشی ہوتی ہے کہ قبر میں تو محفوظ ہو جائے گا یہ بھی
 ایک گونہ انتفاع ہوتا ہے ورنہ ہزاروں روپے لاش کے تلاش کرنے پر کیوں خرچ
 کرتے ہیں۔

تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قبریں حفاظت اور دفنانے کا نفع بھی
 میں نہ اٹھاتا اور حضرت حمزہؓ کو دفن نہ کرتا، وجہ یہ ہے کہ ہر غلام آقا کو اپنی خدمات پیش
 کرتا ہے، قیامت کے دن بھی سب آکر اپنے اپنے کارنامے اور خدمات پیش کریں گے
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے
 کھڑا ہوں گا اور میرے کارنامے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو میرے چچا کے
 جسم کی ایک ایک بوٹی درندوں اور حیوانات کے پیٹ سے اکٹھا کر کے لائی جائے گی جس
 سے جسم مبارک بنے گا اور پکارا جائے گا کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں جنہوں
 نے اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے اپنی قربانی دی۔ تو شہادت اللہ کے راہ میں
 یہ حقیقی زندگی ہے، حقیقی مبارک باد اور خوشی کا مقام ہے، حضرت حمزہؓ کی شہادت پر
 کوئی ماتم نہیں کرتا نہ سینہ کو بڑی کرتا ہے۔

عمر و عثمانؓ کی شہادت | حضرت عمر فاروقؓ اپنے دورِ خلافت میں ایک ایرانی
 کے ہاتھوں نماز کی حالت میں منجر سے شہید ہو گئے،
 حضرت عثمانؓ اپنے ہی گھر میں محصور ہیں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں حضرت عثمانؓ

کے ذریعہ کابل اور خراسان تک اسلامی سلطنت کا دائرہ بڑھ گیا، اس وقت جمہور سب اُن کے ساتھ ہیں، ہزاروں مخصوص خادموں اور غلام بھی تھے، چند بلوائی حبیب آتے ہیں تو حضرت عثمانؓ کا اپنی ساری مملکت میں اعلان ہوا کہ میرے خلاف ان چند یورث کر سنے والے مفسدوں کو کوئی بھی کچھ نہ کہے پکڑو حکوتو کیا کچھ کہا بھی نہ جلتے انہیں آئے دو میرے پاس یہ لوگ جلوس چلے کر اتے مدینہ منورہ تک پہنچ گئے مسجد نبویؐ تک پہنچ گئے، حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا آپ کا پانی بند کر دیا، مسجد تک آنا آپ کا بند کر دیا باغیوں کے امام نے مسجد نبویؐ پر قبضہ کر لیا، مسلمانوں نے درخواست کی کہ امیر المؤمنین اہانت دیکھئے کہ انہیں ابھی درست کر لیں، فرمایا نہیں میں اپنی خلافت کے لئے کسی کا خون نہیں بہانا چاہتا، کوئی فساد اور قتال نہیں کرانا چاہتا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو باغی اور مفسد ہو کر مسجد میں نماز پڑھا رہے ہیں، ہم لوگ جماعت کا کیا کریں؟ فرمایا جو وہ بہتر کام کرتے ہیں اس میں ان کی اتباع کرو برا کرتے ہیں تو ساتھ مت دو، نماز تو اچھا کام ہے تم اس میں ان کے ساتھ شریک ہو جایا کرو، حضرت عثمانؓ کے خاص غلام اور ملازمین پھر گئے ہیں کہ ہمیں تلوار اٹھانے دیا جائے اور کیوں نہ ہوتے؟ حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں جتنی خدمت اسلام کی ہوئی ہے اور جتنا اسلام دنیا میں پھیل گیا ہے پھر مسلمانوں ہی کے ہاتھوں جتنا ظلم حضرت عثمانؓ غنیؓ پر ہوا ہے ان دونوں باتوں کی نظیر اور مثال نہیں ملتی۔ حضرت عثمانؓ اپنے غلاموں کو فرماتے ہیں کہ جس غلام نے تلوار رکھ دی وہ آزاد ہے، انہوں نے تلواں رکھ دیں وہ آزاد ہو گئے مطلب امام مظلوم کا یہ تھا کہ کسی کو میری وجہ سے تسکین نہ پہنچے ایسی پاکیزہستی کے ساتھ کیا ہوا، وہ تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہیں، بلوائی گھر کے اندر داخل ہو گئے اور آپ کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

مگر آج اہل سنت میں مسلمانوں
اہل سنت کسی شہید پر ماتم نہیں کرتے | میں ایک بھی حضرت عثمانؓ کا ماتم
کرنے والا نہیں کہ سینہ کو بلی کرے، زنجیروں سے اپنے آپ کو مارے اور زخمی کرے اور

گلی کوچوں میں ہائے ماتم پھریں۔ حضرت علیؑ مسجد میں نماز کے دوران شہید ہو گئے تو دیکھتے یہ گھر تو سارا ہی شہیدوں کا ہے۔ گلاب کے پھول ہیں سرخ پھول، سب شہید ہیں وہ دکھا دو جو شہید نہ ہوئے ہوں۔

شہادتِ حسینؑ کا سبق | تو حضرت حسینؑ کی شہادت نے بھی ہمیں کچھ سبق سکھائے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت حسینؑ یزید کے مقابلہ میں ہیں ایک تو کافر اور مسلمان کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے کہ ہر ایک کو جوش پیدا ہوتا ہے کافروں کے مقابلہ کا، اور ایک مسلمانوں کا باہمی قتل و قتال کہ اس میں وہ جوش و خروش نہیں اٹھتا کہ چلے دو نوں آپس میں مسلمان ہیں تو ایک طرف تو خاندانِ ایک ہے حضرت حسینؑ قریشی النسب اور یزید بھی قریشی النسب ہیں آپس میں بنی العم ہیں، ایک خاندان ہیں اور ایک مکہ مکرمہ کے باشندے ہیں، تو اگر حضرت حسینؑ کوئی عہدہ چاہتے تو یزید بڑے سے بڑا منصب پیش کر دیتا، تو ایک بات یہ ہے کہ جس نے حق کی راہ میں اپنے پر لے کی، دولت اور لالچ کی پرواہ نہ کی اور حق کی تائید کرنی اسے خدا زندگی دے دیتا ہے اور ایک شخص دولت اور حکومت کے نشہ میں بکری کے نشہ میں آجاتا ہے اور باطل پر چمار ہے تو بالآخر جلد یا بدیر وہ ختم ہو کر رہتا ہے اور ہر ایک بعد میں اس کو برا بھلا کہتا ہے۔ یزید کے ساتھ ابن زیاد تھا اور جو بھی تھے خدا نے ان کو اس وقت بھی سزا دی اور آج بھی دلوں میں ان کی نفرت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حق کی تائید کرنی چاہیے، مقابلہ میں اپنا ہو یا پرایا، حکومت ہو یا طاقت، کسی چیز کی حق کے مقابلے میں پرواہ نہیں ہونی چاہیے۔

حضرت امام عالی مقام سیدنا حسینؑ نے کسی بات کی پرواہ نہ کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو حکومت اور اقتدار کے نشہ میں مست ہو، فوج اور طاقت پر غرور کرتا ہو ان کے لئے دو چار روز کی زندگی ہے پھر اس کے بعد نفرت و ملامت کا سزاوار ٹھہر جاتا ہے۔ یہ اس واقعہ کا سبق ہے۔

شیعوں نے منہ پھیر لیا | باقی یہ بات کہ لوگ حضرت حسینؑ کا ماتم کرتے ہیں اور باقی سب شہداء کو بھول چکے ہیں تو یہ ایک لمبی داستان ہے حضرت حسینؑ کو کوفہ کے لوگوں نے اور اپنے ساتھیوں نے ہزار باخطوط بھیج کر طلب کیا میدان میں پہنچ گئے تو انہی خطوط بھیجنے والوں کو مقابلہ میں پایا تو خطوط کی بوری سے خط نکال نکال کر پوچھنے لگے کہ اے فلاں کیا تم نے یہ خط نہیں بھیجا تھا اور مجھے یہاں نہیں بلایا تھا؟ مگر اب وہ لوگ حکومت کا ڈنڈا دیکھ چکے تھے، لالچ دیکھ لیا تھا، انکار کر بیٹھے کہ ہمیں تو بیتہ ہی نہیں، ہم نے تو آپ کو نہیں بلایا، شیعوں نے منہ پھیر لیا۔ شیعہ وہ ہے جو دعویٰ کرے کہ میں سب سے پہلے اہل بیت پر قربان ہوں گا، تو یہ تھی ان کی پہلی قربانی حضرت حسینؑ کے لئے کہ انکار ہی کر بیٹھے، وہاں حضرت حسینؑ کو بھی شہید کرایا، پھر سر مبارک بیزہ میں اٹھا کر دمشق لے گئے، ادھر یزید نے دیکھا تو سٹپٹا گئے اور قاتلوں کو سرزنش کی اور کہا میں نے تو نہیں محصور کر کے زندہ پیش کر دیئے کا حکم دیا تھا قتل کرنے کا تو نہیں کہا تھا۔ ادھر خدا ناراض ادھر حکومت کو راضی کرنے کے لالچ میں سب کچھ کیا تو حکومت کی طرف سے بھی مار پڑی اور یزید نے لعنت ملامت کی کہ یہ جرم کیوں کیا؟ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ مسم

یزیدیوں نے جلوس نکالا | اب مار پیٹ اور سینہ کو بی شروع کر دی کہ بائے یہ کیا کیا، ہم نے، غرق ہو گئے، دنیا بھی گئی اور آخرت بھی ہاتھ سے گئی، حضرت حسینؑ اپنے رفقاء کے ساتھ شہید ہو گئے ایک امام زین العابدین زندہ رہ گئے وہ جلوس کہاں نکالتے؟ یزید کے لوگوں نے اور فوج نے حضرت حسینؑ کے گھوڑے کو پھرایا، سر کو نیزوں پر اٹھا کر اس کا جلوس نکالا کہ جو بھی آئندہ سر اٹھائے گا ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔

آج وہی یزیدیوں کا نقشہ ہے اور طریقہ۔ اسلام نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی اجازت نہیں دی، رونا پینا اہل سنت کا طریقہ نہیں اور اگر رونا جائز ہے تو

پھر ہر روز ماتم و شیعوں کرنی ہوگی کہ ایسا کوئی دن نہیں جس میں یا تو کوئی پیغمبر شہید نہ ہوا ہو یا کوئی صحابی یا کوئی مجاہد، رونے ہے تو پھر سب پر روؤ دنیا کا کوئی اور کام ہی نہ کرو۔

وِثْمَنُوں کی تضحیک کا سامان | ایران میں ایک شاعر تھا بہت مشہور، عاشورہ محرم کے دن کہیں اس نے شیعوں کا یہ ہنگامہ دیکھا کہ ماتم اور سینہ کو بی ہو رہی تھی، اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے غم میں ایسا کر رہے ہیں، اُس نے پوچھا نماز جنازہ کس وقت پڑھی جائے گی؟ لوگوں نے کہا ارے انہیں تو صدیاں ہو چکی ہیں شہید ہو چکے ہیں اُس نے کہا اچھا تو پھر آج ماتم وزاری اور رونا پیٹنا کیوں؟ میں سمجھا کہ شاید آج ہی وصال ہوا ہے۔

بہر حال یہ ایک بہت بڑی پرانی سیاسی سازش ہے جو مسلمانوں کے خلاف کھیلی گئی ہے مگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے اور سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات دور فرماوے۔
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

باب

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

آدابِ علم و عمل

وارثینِ علومِ نبوت کا مقام اور ذمہ داریاں

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ
 أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
 خَبِيرٌ

(مجادلة - ١١)

دعوات
عبداللہ
حق
بہار ترویج اذکار

علم والوں کی قدر و منزلت

محمدة وفضل علی رسولہ الکریم - محترم بھائیو! خداوند تعالیٰ کے ہر انسان اور ہر مخلوق پر غیر متناہی احسانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :
وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ اور اگر گنو احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو۔

(ترجمہ شیخ الحداد)

الآیۃ - (ابراہیم پٹ)

خاص کہ اہل علم طبقہ اور ہم مساکین کے زمرہ طلبہ پر جو فضل و کرم اور احسان ہے اس کی تو حد ہی نہیں، آپ کو علم کی راہ پر چلنے کی توفیق دی اور یہاں تک پہنچایا حضورؐ نے ارشاد فرمایا :

من سلك طريقاً يطلب فيه علماً
سهل الله له طريقاً الى الجنة۔
جو علم کی طلب میں علم کے راستہ پر چلے گا
اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان بنا دیگا۔

علم اور جہاد میں فضیلت | غالباً امام مالکؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے درمیان اس بارہ میں بحث ہے، کہ زندگی کو جہاد میں صرف کرنا بہتر ہے یا علم کی راہ میں لگانا افضل ہے۔ امام مالکؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ دونوں فرماتے ہیں کہ جہاد کے مقابلہ میں علم دین میں قبول ہونے کا درجہ زیادہ ہے۔ گو بعض اوقات کافروں کے حملہ کرنے کے وقت جہاد کی افضلیت اور اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ مگر وہ منقبت عارضی ہے، جب طرح اشرار باہم ریلٹ میں مقام کے تقاضا اور فضیلت عارضی کی وجہ سے اقراء مقدم کیا گیا۔ مگر عام معتدل حالات میں افضل اور بہترین مقام عادی کرنے کے لئے علم ہی ایک بہترین عبادت ہے، حالانکہ جہاد ایک ایسی عبادت ہے کہ ایک مجاہد ہر حال اور ہر وقت عبادت میں مصروف ہوتا ہے۔ مجاہد کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جگانا سب عبادت ہے، یہاں تک کہ اس کے گھوڑے اور اس کے بول دہراؤ کو بھی اعمال صالحہ میں تولد جاتا ہے۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ کوئی شخص جہاد کے بارے میں سنتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، میں جو شخص ہمیشہ صائم ہو دن رات عبادت تہجد

ذکر و اذکار میں لگا ہو۔ شہید وہ شخص ایک غازی کے برابر ہو جائے۔

اب جہاد اور علم کے مقابلہ میں دونوں ائمہ کرام (جو زید و تقویٰ نقاہت اور علم میں اونچا مقام رکھتے ہیں) فضیلتِ علم کو ترجیح دیتے ہیں۔ اتنی عظیم نعمت کی توفیق پر اگر ہم شکریہ ادا کرنا چاہیں تو کس طرح ادا کر سکیں گے اگر ہمارے جسم کا ایک ایک بال بھی زبان بن کر شکریہ میں لگ جائے تو ہم اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کر سکیں گے۔

خلافتِ آدم برجہ فضیلتِ علم | سیدنا آدم علیہ السلام کو خلافت کا عظیم منصب ملا اس کی اولاد کو تمام مخلوقات پر جو فضیلت دی گئی وہ صرف علم ہی کی نعمت ہے وہ علم ہی کی منقبت اور خصوصیت تھی جسکی وجہ سے بنی آدم کو عالم پر درجہ دیا گیا حضرت آدم کو علم کا منظر بنا کر مخلوق پر برتری دی۔ اب حضرت آدم کی اولاد میں وہ مقام خدائے آپ لوگوں کو علم دین کا طالب بنا کر دیا اور اس راستہ پر چلایا خداوند تعالیٰ کی اس عظیم مہربانی فضل و کرم و احسان کا شکریہ کس طرح ادا ہو سکتا ہے۔ خاص کہ مجھ ناچیز عاجز پر تمہاری خدمت کرنے کی توفیق دینے کی صورت میں جو عظیم احسان ہے میں اس کا ذکر کن الفاظ میں کروں۔ اگر میں تمام عمر سجدہ میں پڑا رہوں تو خداوند کریم کا شکریہ ادا نہ کر سکوں گا۔ قاصر ہوں۔ لا احصى ثناء علیہ۔ ہم کیا اور ہمارا شکریہ کیا۔ حضور کی ذات اقدس جو افضل المخلوقات ہیں لا احصى ثناء علیہ انت کما اثینت علی نفسیث۔ کا ورد فرما کر اظہارِ شکر سے عاجزی ظاہر کرتے ہیں۔ خداوند کریم تمہارے درجات بلند فرما کر تمہارے علم و عمل کے ان مساعی میں برکت ڈال دے۔ تمہارا یہاں دارالعلوم میں علم دین کے لئے جمع ہونا اور گھر بار چھوڑ کر آنا ہمارے لئے بہت بڑی سعادت اور فخر کی بات ہے۔ طلبہ علوم دینیہ کا وہ مقام ہے کہ محبت کے فرشتے ان کی راہ میں اپنے پر بچھاتے ہیں۔ حضور اقدس نے وصیت کی اور تاکید بھی کی کہ علم کے طالبین جب تمہارے پاس آئیں تو انہیں مرحبا اور خوش آمدید کہیں ان کے ساتھ کمال درجہ محبت رکھیں۔ اور ان کے بارہ میں میری طرف سے وصیت خیر قبول کریں۔

طلبِ علم کی راہ کے شہائد اور امتحانات | علم کے اس اونچے مقام کے حصول کا پہلا مرحلہ طلب کا مرحلہ اور منزل ہے کہ علم کی تلاش میں گھروں کو چھوڑ کر نکل جانا پڑتا ہے۔ اور چونکہ علم دین کی طلب پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت دونوں میں ہر لحاظ سے بڑی اجر و مرتبت اور عزتیں مرتب کی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ منزل اتنی ہی تکالیف اور امتحانات سے بھری ہوتی ہے، عالم بننے کیلئے پہلی منزل طالب علمی کی ہے۔ جو بہت مشکل اور کٹھن ہے۔ ہر طرح کے امتحانات اس راہ میں ہمارے اکابر پر آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلائے۔ جتنی تکالیف آئیں تو سمجھنا۔ چاہئے کہ اتنا ہی درجہ مقبولیت کا ہے اور اتنی ہی کامیابی اور اونچے شان کی علامت ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں:

العلم عز لا یدخل فیہ یحصل بذل العلم ای عزت ہے جس میں ذلت کا کوئی شائبہ نہیں
لا عز فیہ۔ مگر بڑی تکالیف اور ذلتوں سے حاصل کیا جاسکے گا۔

اس راہ میں جتنی بھی فردنی عاجزی و نواضع اور انکساری کی جائے گی۔ تکالیف پر جتنا بھی صبر و تحمل ہوگا اتنی ہی زیادہ یہ دولت نصیب ہوگی۔ بھوک کی تکلیف آئے گی، کتابوں کے نہ ملنے کی تکلیف آئے گی، کئی قسم کی پابندیاں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تب کامیابی نصیب ہوگی۔ اور یہ تجربہ اور مسلمات میں سے ہے۔ کہ یہ عظیم عزت انتہائی ذیل بننے (تکلیف اٹھانے سے) سے آئے گی۔

صحابہ کرامؓ کی حالت | ہمارے سب کے مقتدا و صحابہ کرامؓ تھے ان کی زندگی اس بارہ میں ہمارے لئے نمونہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مسجد نبویؐ میں تعلیم حاصل کرنے والے اصحاب صفہ بسا اوقات بے طاقتی اور بھوک سے کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر جاتے باہر سے آئے ہوئے بدوی مہمان دیکھ کر یہ سمجھتے کہ ان پر آسیب یا مرگی کی بیماری ہے۔ ہٹلا کر جانوں۔ (کہ یہ تو مجنون ہیں۔) اور غار سے سلام پھیر کر اور ہمیں اس حال میں پا کر ہماری گردنوں پر اپنے قدم گر گرتے، گویا اپنے خیال میں جنات نکالنے کا علاج کرنا چاہتے تھے مگر وہ جنوں نہ تھا۔ ہاں ایک جنوں اور دیوانگی تھی اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے عشق کی دین کی طلب کی جسکی وجہ سے بھوک اور نافتے برداشت کرتے رہتے۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ بھوک نے ایک دفعہ مجھے پریشان کر دیا، مزدوری کا لباس پہن لیا ایک کھالی گلی میں ڈال کر نکلے جو فقی اور مزدور کی خاص نشانی ہے۔ مدینہ سے باہر ایک یہودی کا باغ تھا وہاں گیا اور دیوار کے درہچے سے باغ کے اندر بھاگنے لگا۔ یہودی نے دیکھ کر پوچھا: کیا مزدوری کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں، ایک کھجور پر ایک ڈول نکالنا طے ہوا۔ میں کنوئیں سے ڈول بھرنے لگا۔ اور ایک ایک ڈول کے بدلے وہ میرے ہاتھ میں ایک ایک کھجور رکھتے جاتے تھے۔ جب مٹھی بھر گئی تو چھوٹے کھائے پانی پی لیا اور ڈول چھوڑ کر سیدھا مسجد واپس چلا آیا، حضرت تشریف فرما تھے، پھر اسی تعلیم و تعلم میں لگ گئے۔

صحابہ کرامؓ جب پڑھنے پڑھانے کے مشاغل سے فارغ ہو جاتے تو جگہ چلے جاتے، کھڑے ہاں چن چن کر لاتے اور دو چار پیسوں میں فروخت کر کے اپنی ضروریات کا انتظام کرتے اور پھر اپنے تمام اوقات قرآن و حدیث کے اسباق میں لگاتے۔

اکابر امت کی حالت | امام بخاریؒ نے کس غربت اور تکلیف سے علم حاصل کیا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کبھی حصول علم کے زمانہ میں ناغہ نہ کرتے مگر ایک دن اسباق میں حاضر نہ ہوئے طلبہ نے جاکر معلوم کیا تو فرمایا کہ میرے پاس آج اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ عورت غلیظہ کو اس سے ڈھانک کر باہر نکلتا۔ اور سوال کرنا خود داری اور علم کی شان کے خلاف تھا۔ اس سے اسباق میں حاضر نہ ہوا۔ تب انہوں نے چادر دی اور شریک ہوئے مشہور حکیم ابو نصر فارابی نے درختم کے پتے چبا چبا کر علم حاصل کیا۔ ہمارے اکابرین دیوبند میں حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ اور حجت الاسلام نانوتویؒ کی

مثالیں موجود ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ جن ایام میں یہ حضرات دہلی میں پڑھتے تھے تو مہوک کے مارے حالت یہ تھی کہ سبزی فروش (بقال) جو باسی سبزی رات کو پھینک دیتے تو یہ حضرات اسے صاف کر کے جوشا دیتے اور گندہ اوقات کر لیتے اور رات کو مطالعہ کے لئے مستقل روشنی کا انتظام نہ ہوتا تو علوانیوں کی دوکان کے قریب کھڑے ہو کر دوکان کے بیسپ اور بتی کی روشنی میں مطالعہ فرماتے ابھی ہمارے زمانہ طالب علمی تک علم کی شقیں ایک عام بات تھی، مجھے خود یاد ہے کہ زمانہ حصول علم میں کئی کئی مہینے صرف ایک ایک روٹی پر اکتفا کیا۔ پہلی مرتبہ دیوبند میں میرا جانا ایسے وقت ہوا کہ داخلہ بند تھا۔ میرا داخلہ نہ ہو سکا وہاں سے میرے چلا گیا وہاں استاد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہاں گزارا مشکل ہے اگر ایک وقت کھانے پر صبر کرو تو میں دو چیا توں اور وال کا انتظام کرادوں گا، میں نے اسے بھی غنیمت سمجھا، ایک غزنوی طالب علم نے جوسا تھی تھا، اللہ تعالیٰ اسے رحمتوں سے مالا مال کر دے، نے ایک وقت کا کھانا پیش کر دیا۔ کافی دنوں بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ خود بیمار کر رہا ہے۔ اور دوپہر کا کھانا مجھے دیکر خود بھوکا رہتا ہے۔ دو چار مہینے میرے ٹھکے اس حال میں گزرے، اس اپنے علاقہ کے ایک گاؤں میں ٹھہرے تھے، رمضان کا مبارک مہینہ تھا، گرمی کا موسم تھا، کمی اور گھاس کے پتے اور ساگ کھانے کیلئے ملتا تھا۔ اور سحری کیلئے پاؤ آدھ میرا چھپا، وہ بھی عہد کے لوگ نبردار سب لالتے۔

موسیٰ اور خضر کے واقعہ میں اہل علم کیلئے سبق | قرآن مجید کے سورہ کہف میں تعلیم و تعلم کے آداب اور طلب علم کی شان کے بارہ میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس واقعہ کا تعلق زیادہ تر طلب علم اور اس کے ضوابط و شرائط سے ہے۔ اس لئے حضرت امام بخاریؒ نے بخاری کی کتاب العلم میں اس واقعہ سے کئی مسائل کا استنباط کیا ہے۔ امام بخاریؒ علم تفسیر میں بھی علم حدیث کی طرح بے نظیر ماہر ہیں۔ اگر تفسیر میں بھی بخاری شریف کی طرز کی کوئی کتاب تصنیف فرماتے تو بے مثل چیز ہوتی۔

سورہ کہف کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ سید السادات ہیں، لیکن حصول علم کے لئے رخصت سفر باندھتے ہیں، مسافری و غربت برداشت کرتے ہیں۔ اولو العزم نبی ہیں اور حضرت خضرؑ کے نبوت کے بارہ میں پہلے تو اختلاف ہے کہ نبی تھے یا نہیں، اگر ہوں بھی تو موسیٰ علیہ السلام کی شان کے برابر نہیں، حضرت موسیٰؑ کا درجہ بلند و ارفع ہے، تشریف نبی ہیں۔ جاہ و جلال اور دبدبہ کا یہ عالم ہے کہ بنی اسرائیل جیسی متمرّد قوم کو قبضے میں رکھا، پتھر کو لاٹھی سے مارا یہاں تک کہ جلالی شان ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ اور فرعون جیسے جابر و ظالم کی حکومت کو تہ و بالا کر دیا۔ ایسے ظالم بادشاہ کیلئے آپ کا انتخاب کیا گیا جس نے انا ربکم الاعلیٰ کا اعلان اور دعویٰ کیا۔ مگر حضرت موسیٰؑ کو اتنا عجب و جلال خدا نے دیا تھا کہ بارہ رات فرعون ان پر گرفت نہیں کر سکے اور ایک دن بھی جیل تک کی سزا نہ دے سکے، کہیں بھی اشارہ نہیں کہ فرعون نے انہیں تکلیف پہنچانے کا حکم دیا۔ یہاں تک سمجھا ہے کہ فرعون کے برابر میں جب آپ پہنچ جاتے تو فرعون کو خوف و رعب کی وجہ سے اسہال ہو جاتا۔ حالانکہ

اسی فرعون نے حضرت موسیٰ کی ولادت سے قبل ان کی ولادت کی پیشگوئی سنی تو ستر ہزار بچوں کو قتل کر ڈالا یہ بھون
 ابناءکم ویستحبون لسانکم و فی ذلکم بلائکم من ربکم عظیم۔ الآیہ۔ حضرت موسیٰ کے مقابلے
 میں پیش کئے گئے سارے جب حضرت موسیٰ پر ایمان لائے تو انہیں سولی پر چڑھایا۔

لاصلتکم فی جردع النخل (طہ) اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر (یشعہ)

اور ظلم کا یہ عالم تھا کہ اپنی بیوی کو ایمان لانے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں پر میخ ٹھونک کر چرمینہ طریقہ سے مار ڈالا، ایسی
 نیک اور پاکباز رفیقہ حیات کو اس طریقہ سے قتل کرنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ مگر عجیب ہے کہ حضرت موسیٰ جب سامنے
 آتے اور بحث و مناظرہ ہوتا تو فرعون اور اس کے ساتھی سب لرزہ برانداز ہو کر دب جاتے ہمت نہ ہوتی
 کہ پولیس کو انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیدیتے، ہتھکڑی پہنوا دیتے یا ڈنڈا مار دیتے۔ ہاں خفیہ تائیدیں اور سازشیں
 کرتا رہتا مگر کامیابی نہ ہوتی، یہ تھا حضرت موسیٰ کے جاہ و جلال کا عالم کہ فرعون کو جرأت نہیں، کتنی مقبولیت اور
 وجاہت خداوندی تھی مگر یہی حضرت موسیٰ ہیں کہ اس شان و عظمت کے باوجود پوری عاجزی اور انکساری سے حضرة
 خضر کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے ایک دفعہ حضرت موسیٰ اپنی قوم کے سامنے تقریر کر رہے تھے، بیان فصاحت و
 بلاغت سے برہنہ تھا، لفظ لفظ سے معجزانہ بلاغت و جلالت نمایاں تھی اور سامعین متاثر ہو رہے تھے کہ اتنے
 میں ایک شخص آپ کے علم و حکمت سے متحیر ہو کر پوچھ بیٹھا کہ کیا اس وقت روئے زمین پر آپ سے بڑھ کر کوئی
 عالم موجود ہے۔ اب حضرت موسیٰ حیران ہوئے کہ اگر کہوں کہ ممکن ہے کہ مجھ سے بڑا عالم موجود ہے۔ تو بنی اسرائیل
 ٹیڑھی قوم ہے اب یہی بات اپنے لئے حجت نہ بنالیں کہ تجھ سے بڑھ کر عالم جب موجود ہے تو ہم آپ سے رشد و
 ہدایت کیوں حاصل کریں ہمارے سامنے تو وہی عالم آنا چاہئے۔ اس طرح یہ لوگ علم اور وحی کے فیض سے محروم ہو
 جائیں گے۔ اور یہ ٹھیک بھی ہے کہ پیغمبر اپنے وقت کا بہت بڑا عالم ہوتا ہے جس کے علم کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا اور
 پھر اولو العزم پیغمبر اور ترات سنانے والا تو سیدنا موسیٰ کی زبان سے نکلا کہ میں اس وقت اعلم ہوں۔ ظاہر ہے کہ
 ایک پیغمبر کے دل میں بڑائی کا احتمال بھی نہیں صرف ترغیب مقصد تھی ادعا اور تکبر نہیں کبر کا تصور بھی نہیں مگر صورت
 دعویٰ کی بن گئی۔ حق تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ ہوا اور فرمایا گیا: بللی عبدنا خضر ہوا علم منہ۔ اور حضرت موسیٰ
 کی رہنمائی کی گئی حضرت خضر کی طرف۔ حضرت موسیٰ کو معلوم ہوا کہ مجھ سے بڑھ کر ایک عالم ہے، تو اس وقت علم کا ایک دلوں
 پیدا ہوا اور خود متناظر ہوا کہ یا اللہ ان سے ملنے کا تو انتظام فرما دے اور صرف ملاقات کیلئے نہیں بلکہ تعلیم کے لئے سفر
 اختیار کیا۔ بڑی مشقتوں اور تکالیف کے بعد ان کی خدمت میں پہنچ گئے۔ خادم ساتھ ہے، کھانے کیلئے کئی دن کی
 باسی روٹی اور خشک پھل زادراہ ہے، چلتے چلتے تھک گئے قرآن مجید میں اس سفر علم کی مشقتوں کی حضرت موسیٰ
 کی زبانی ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ آتساءدنا لقد یقینا من سفرنا هذا الضیاء (کہن) (الامارہ)

پاس ہمارا کھانا ہم نے کھائی اپنے اس سفر میں تکلیف۔ (ترجمہ شیخ البند)
جب حضرت خضرؑ کے ہاں پہنچے وہ چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے، حضرت موسیٰؑ نے سلام کیا۔ حضرت خضرؑ
نے جواب دیا اتنی بار صلیٰ السلام۔ یہاں کیا سلام کرتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنا تعارف کیا کہ میں موسیٰ بنی اسرائیل
ہوں، اور بہت نرمی سے درخواست پیش کی کہ میں اس لئے خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ :

هل اتبعك على ان تعلمن
مما علمت ربي -

کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ تو مجھ کو
سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھائی ہے جلی راہ۔

اتباع اور پیروی کی درخواست پیش کرتے ہیں۔ مگر ادھر سے حضرت خضرؑ نے سختی سے جواب دیا۔
انك لن تستطيع معي صبرا -

اور فرمایا کہ میرے پاس جو علم ہے اس کی آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہے اور مجھے تمہارے علم کی۔ مگر پھر بھی حضرت موسیٰؑ
نہایت عاجزی سے درخواست پیش کرتے ہیں۔

ستجد في الشاء الله صابرا ولا اعمى
لو ايسر -

تو پابے گا اگر اللہ نے چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا
اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم۔

ایک بہت بڑے انسان اور اولوالعزم پیغمبر کے منہ سے یہ منت و حاجت معمولی بات نہیں صرف علم حاصل کرنے
کیلئے اتنی عاجزی اور انکساری اس منت و حاجت کے بعد جب حضرت موسیٰؑ کے تڑپ و اشتیاق کا یقین ہوا تو ساتھ
رہنے کی اجازت دیدی مگر داخلہ کیلئے یہ شرائط لگائے کہ تم از خود کسی واقعہ کے بارہ میں سوال نہیں کر سکو گے پوچھنے
کی مانعت ہوگی ایک ذہن اور ذکی طالب العلم پر اگر اتنی کڑی پابندی لگائی جائے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ مگر حضرت
موسیٰؑ نے یہ پابندی بھی قبول کی معمولی پابندی نہیں تھی ایک طالب العلم کا گلا گھٹ جاتا ہے کہ تجسس اور استفہام اور
سوال کرنے کی اجازت بھی نہ ہو۔

فان اتبعني فلا تسألني عن شيء
حتى احدث لك منه ذكرا -

پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھو
مجھ سے کوئی چیز جب تک میں شروع نہ کروں
تیرے آگے اس کا ذکر۔

وہی عظیم پیغمبر جس کے سامنے چوہا لکھ اسرائیلی خاموش رہے ایک لفظ منہ سے نہ نکال سکتے لیکن طلب علم کی شان
میں یہ عاجزی اور منت و حاجت اور یہ اس حال میں جب آزادی مل گئی تھی دولت و سلطنت دی تھی مگر پھر بھی استاذ
کے سامنے کتنے جھکے ہیں شرائط مانتے اور جب شرائط کی پابندی نہ ہو سکی تو معافی مانگتے ہیں۔

قال لا تأخذني بالنسيت ولا تزهقني
من امرى -

کہا مجھ کو نہ بھول میرے بھول پر اور مت ڈال مجھ پر
میرا کام نہ شل۔ (شیخ البند)

دوبارہ جب شرط کی خلاف ورزی ہوئی اور ڈانٹ ملی تو پھر بھی درگزر کرنے کی درخواست پیش کی کہ ایک مہلت اور دے دیجئے۔

قال ان سالت عن شیئی بعدھا کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو
فلا تصاحبی قد بلغت منی عذرا۔ مجھ کو ساتھ رکھو تو اتنا چکا میری طرف سے الزام
اور پھر بالآخر جب مرضی خداوندی پوری ہوئی تو حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو گویا مدد سے علم سے خارج کر دیا۔
هذا فراق بینی و بینک۔ اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ۔

تو حضرت موسیٰؑ کا یہ واقعہ اہل علم اور طلبہ دین کیلئے بہت بڑی عبرت و وعظمت کا واقعہ ہے۔ کہ علم اتنی بڑی عزت ہے۔
کہ ایک پیغمبر بھی بعد از سیادت علم کیلئے یہ سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ مگر حاصل تب ہوتا ہے کہ بہت زیادہ تواضع
اختیار کی جائے۔ بنی اسرائیل یہ مان بھی نہیں سکتے کہ حضرت موسیٰؑ اتنا عجز و لجا خبت اور اسی وجہ سے اس واقعہ کے وقوع
ہی کا انکار کرتے ہیں۔

خشیتہ و تواضع | اور یہ تواضع سب سے پہلے اللہ کے سامنے اختیار کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ علم خدا کی صفت
ہے اور اللہ تعالیٰ یہ صفت عاصی اور نافرمان کو نہیں دیتے۔ تب عالم نہیں گے کہ اللہ کے سامنے عاجزی اور تابعداری
اختیار کریں اللہ کا خوف و خشیتہ پیدا ہو۔ ارشاد فرمایا:

اتما یخشى الله من عباده العلماء۔ اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں

(نظم ۳۳) جنکو سمجھ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تمام بندوں میں صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔ اتما کلمہ حصر ہے کہ مایخشى الله من عباده الا العلماء۔
کہ اگر خدا کا خوف پیدا ہو تو سمجھو کہ عالم ہے ورنہ نہیں اب یہاں اشکال ہوتا ہے کہ اکثر علماء زمانہ خوف و خشیتہ سے عاری
ہیں ان کے اعمال فاسد ہیں۔ اور دوسرے طرف بسا اوقات غیر علماء افراد میں خشیتہ خداوندی موجود ہے۔ اب کلام
خداوندی تواضع و التواضع ہے اسکی کیا توجیہ کی جائے گی۔ تو یہاں سے اس اشکال کا جواب بھی ہو گیا کہ اگر خوف ہو تو عالم ہے
ورنہ جاہل۔

علم کی حقیقت | اس کی تفصیل یہ ہے کہ علم کا ترجمہ و التسنن ہے۔ ہمارے خیال میں عالم وہ ہوتا ہے کہ اس
کے دماغ میں حافظہ میں جو حدیث یا حکم خداوندی ہو وہ زبان ایسے اور لوگوں کو حلال و حرام بیان کرتا رہے۔ حالانکہ
یہ علم نہیں ہے۔ کیونکہ کاغذوں اور کتابوں پر بھی نقوش ہوتے ہیں۔ بلکہ پتھروں پر بھی کلمات حق کبارہ اور محفوظ ہوتے ہیں۔
اگر ان چیزوں کا محفوظ کرنا علم ہے تو یہ چیزیں ہم سے زیادہ عالم ہوں گی۔ مگر کتابوں اور کاغذوں کو عالم نہیں کہہ سکتے اور
آج کل تو ٹیپ ریکارڈ میں تمام مضامین لفظ بلفظ محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اسے بھی عالم کہا جائے گا۔ اس طرح اس شخص کو

جو کاغذات اور کتابوں سے نقوش اور مضامین کو ذہن میں منتقل کر دے عالم نہیں کہہ سکتے بلکہ علم تو - نور تجلی بحال ذکر - کے مطابق ایک نور اور روشنی ہے ایک قلبی شے ہے جس سے دل منور ہو جائے۔ اب بظاہر جو علماء اعمال منہیہ کرتے ہیں اور منکرات میں مبتلا ہوتے ہیں ان کے قلوب علم سے خالی ہوتے ہیں اور بعض غیر اہل علم عوام بظاہر عوام معلوم ہوں لیکن ان کا قلب اس روشنی سے منور ہوتا ہے جسکی وجہ سے درحقیقت وہ لوگ عالم ہیں اور اس کی وجہ سے خشیت ان میں پائی جاتی ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں :

ان الله لم يتخذ جاہلاً ولیاً فان
انخذہ علمہ -
اللہ نے کسی جاہل کو دوست نہیں بنایا اگر بنایا تو
اسے تعلیم دے کر اور علم کی دولت دے کر بنایا۔

علم حقیقی اور بصیرت | ملا نظام الدین سہالویؒ مشہور علامہ تھے درس نظامی ان کے نام سے موسوم ہے۔ علامہ بحر العلوم عبدالحیؒ کے والد ہیں۔ ان کا ایک مرشد تھا، بلکہ عوام جیسا ان پڑھ کتابیں نہیں جانتا تھا۔ لیکن جب مراقبہ ہوتا اور استغراق طاری ہو جاتا تو شرح اشارات وغیرہ کی عبارات اور اصطلاحات زبان پر جاری ہوتیں، جب مراقبہ سے اٹھ جاتے تو فرماتے کہ محقق طوسی کو جہنم کے اسفل الطبقات سے نکالنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ بہت دور ہوتا جاتا ہے معلوم نہیں اس نے کیا لکھا ہے۔ تو گویا ظاہری کتابوں کے علم سے جاہل مگر قلبی بینائی اور بصیرت کا یہ مقام تھا۔

ہمارے شیخ حضرت مولانا مدنی قدس سرہ العزیز اس قسم کے کئی واقعات بیان فرماتے، انہوں نے فرمایا کہ قریبی زمانہ میں ایک صاحب حسن الافغانی گذرے ہیں۔ قرآن مجید نہیں پڑھا تھا، عالم نہیں تھے مگر عارف اور بندہ مومن تھے، ایک طالب العلم نے قرآن مجید اور اسکی شرح جلالین یا بیضاوی شریف کی عبارت دونوں وزن اور لہجہ میں شروع کر دی امتحان لینا مقصود تھا۔ چنانچہ وہ ہر حرف کا سننے میں امتیاز کرتا کہ یہ جملہ قرآن مجید کا ہے، یہ نہیں، بظاہر ایک ہی لہجہ اور ایک ہی قرأت میں سناتے مگر اُسے اندازہ لگتا کہ یہ جملہ بیضاوی کی عبارت اور یہ جملہ کلام الہی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ قرآن مجید کے لفظ کے ادا ہونے کے وقت عرش سے اسفل السافلین تک روشنی کی ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے جو مجھے محسوس ہوتی ہے۔ اور جب دوسرے الفاظ ادا کئے جاتے تو وہ روشنی اور چمک ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارے گاؤں اکوڑہ خشک کے مشہور اور معزز شخص خان اعلیٰ محمد زمان خان خشک مرحوم نے ایک واقعہ سنایا، گو وہ رسمی عالم نہیں تھے، وقائی حقائق سے لاعلم تھے۔ مگر بصیرت اور ذہانت حد درجہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ لاہور میں ایک دفعہ ایک شخص کی تقریر سن رہا تھا عجیب وقائے زیست بیان کر رہا تھا جسکو سن کر حیرانی ہوتی تھی۔ لیکن چہرہ پر نورانیت کا نام نہیں تھا بلکہ نحوست برس رہی تھی۔ اسے سیاہ معلوم ہو رہا تھا۔ ہم نے جب بعد میں معاً یہ تقریر سنی کہ لاہوری مرزا بیوں کے محمد علی لاہوری مفسر قرآن ہیں۔ اب اہل بصیرت سمجھ جاتے ہیں کہ اس کے چہرہ

پر باایں ہمہ علم و دانش تحقیق کے نور ایمان نہیں ہے۔ اور واقعی لوگوں کا خیال ہے کہ اگر محمد علی لاہوری نے قرآن کے بعض مقامات کی تفسیر میں تعریف و تبدیل نہ کی ہوتی اور مرتد نہ ہوتا تو اسکی تفسیر انگریزی زبان میں ایک مفید اور کارآمد تفسیر ہوتی تو علم کا مدار ظاہری فہم و دانش نہیں باطنی چیز ہے اور جس کا باطن اس روشنی سے متصف ہو وہی خشیتہ خداوندی کو بھی جانے گا۔

علم نافع و غیر نافع | اب علم کی کثرت کے باوجود بد عمل عام ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: **اللهم انی اعوذ بک من علم لا ینفع** (الحديث) اسے اللہ میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جس سے قلب میں خوف پیدا نہ ہو، بد عملی نال نہ ہو اور جس سے نفع نہ ہو، کاجوں اور یونیورسٹیوں کا علم تو ہمارے نزدیک علم ہی نہیں لیکن ہمارے قلوب سے بھی خشنوع و خشنوع اٹھ گیا ہے۔ علم ہے مگر خشنوع و خشنوع نہیں، علم نفع نہیں دے رہا۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ علم کے زوال کی ابتدائی علامت یہ ہوگی کہ مساجد میں باکر کسی شخص کے چہرے پر خشنوع و خشنوع کے آثار عکس نہ ہوں گے تو ایسا علم علم نہیں جہل ہے۔ **وان من العلم لجملاً**۔ جس طرح کاجوں کا علم ہے، اس طرح ہمارا علم بے سود بن گیا ہے۔

ایک عالم فرماتے ہیں کہ اتنا علم ان کیلئے کافی ہے جس سے خدا کا خوف پیدا ہو اور اتنا جہل کافی ہے کہ اپنے علم و عمل پر غرور کرے یہ بڑا جاہل ہے۔ اب شیطان سے بڑا جاہل کون ہے کیونکہ وہ اپنے نفس اور علم پر مغرور ہوا خدا کے سامنے فروتنی اور ذلت اختیار نہ کی تو یقینی ہے کہ عالم نہیں بن سکتا۔ غلطی یہ ہوتی کہ علم دین کو مقصود بالذات اور مقصودی چیز سمجھ بیٹھے۔ غیر مقصود اور وسیلہ کو مقصود بالذات بنالیا، حالانکہ علم کی اصافۃ ہے دین کی طرف اور مصناف و مصناف الیہ دونوں میں تغایر ہوتا ہے، علم اس لئے افضل ہے کہ اس کا مصناف الیہ دین ہے۔ اور دراصل افضل اور بہتر یہی دین ہے۔ علم اس کے سمجھنے کا ذریعہ ہے۔ اور دین والا وہ ہے جو تمتع بالدين حاصل کرے۔ تو مقصود دین ہے جو عبارت ہے تعلق اور رابطہ مع اللہ سے جو بندے اور رب کے درمیان ہے جسکی دوسری تعبیر ہے عبودیت اور بندگی ارشاد خداوندی ہے: **وما خلقت الجن والانس۔ (اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو)** **الایعبدون۔ (الذاتیات۔ پٹ)**

پہلی منزل خوف خداوندی | یہ علم وسیلہ ہے اس چیز کے حاصل کرنے کا اور ان طریقوں کے جاننے کا جو عبادت اور علاحی کے راستے ہیں اور یہ چیز حاصل ہوئی ذلت سے تو گویا ذلت اور تواضع کی پہلی منزل خوف خداوندی ہے، اگر یہ نہ ہو تو یہ سفر و غربت اور مشقت و تکلیف سب رائیگاں ہے اور جو فضیلتیں اور منفعتیں ہیں سب بے کار ہیں۔ امام شافعیؒ کو پہلی وصیت اپنے استاد نے ترک معاصی اور گناہوں سے اجتناب کی فرمائی۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی فاوصانی الی ترک المعاصی

اور جب اللہ کے سامنے عاجزی اور تواضع پیدا ہوگی تو اخلاق ناسدہ نکل جائیں گے۔ اللہ کے بندوں کے بارہ میں بھی قلب

سے بکتر اور بڑائی کے خیالات نکل جائیں گے اور علم کی بکتیں ظاہر ہونے لگیں گی۔

تواضع و سادگی | حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ الایچے کا پا جامہ پہنے ایک موٹی لکڑی گنواروں کی طرح کا مذھے پر رکھ کر راستے پر چلتے کئی کئی دن مجلس میں باتیں کرتے جب تک ضروری اور مجبوری نہ ہوتی شان تواضع کا یہ عالم تھا اور علم و حکمت میں کتنی اونچی شان تھی۔ ایک دفعہ حضرت نانوتویؒ کہیں تشریف لے گئے تقریر فرمائی۔ معرکہ الآراء تقریر تھی مگر اپنا نام ظاہر نہ ہونے دیا تقریر کے بعد لوگوں نے ان سے مولانا محمد قاسمؒ کے متعلق پوچھا اور حالات دریافت کرنے لگے تو فرماتے لگے ہاں وضو اور نماز کے مسائل جانتا ہے۔
— تو بایں ہمہ کمالات و حبیبہ اور علوم و دینیہ کے یہ تھی شان اخفاء۔

مولانا مدنیؒ | ہمارے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ (حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کو ہم نے خود دیکھا کہ غریب اور دیہاتی گنواروں یہاں تک کہ غیر مذہب کے بنود وغیرہ کو خود ہاتھ دھلا رہے ہیں۔ مہانوں کی بے خبری میں ان کے پاؤں دبا رہے ہیں۔ سفر میں راہ چلتے ساتھیوں کے لئے گاڑیوں میں پاخانے تک صاف کئے مہانوں کی بے خبری میں ان کو حلیم اور حقہ بھروا کر پیش کیا۔ اتنی شان تواضع اور انکساری، دوسری طرف باطل کے خلاف ایک تنگی تلواریں انگریزی سامراج کے ساتھ ٹکراتے۔

خود داری | مگر خود داری تھی، خلاصہ یہ کہ انگریزی ٹیوشنوں اور غرور و تکبر سے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر علم دین، تواضع اور ذلیل ہونے سے حاصل ہوگا، ٹیوشنوں سے نہیں کہ اساتذہ گھر پر آکر ہمیں پڑھائیں اس کے لئے سفر اختیار کرنا عام مجالس اور حلقوں میں بیٹھنا ہوگا۔ بنجار کے حاکم خالد نے امام بخاریؒ سے اصرار کیا کہ مجھے اور میرے بچوں کو یہاں آکر پڑھایا کرو انہوں نے انکار کیا پھر حاکم نے کہا کہ میرے بچوں کو اپنے ہاں خصوصی مجلس میں پڑھایا کرو۔ لیکن امامؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی ان کے ساتھ درس میں شرکت کرے تو منع نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حاکم ناراض ہوا اور امامؒ کو ملک سے نکال دیا۔ تکالیف برداشت کیں مگر علم کی عزت بچائی۔ مگر اس شان تواضع اور عجز و انکسار کے ساتھ ایک عالم اور طالب العلم کیلئے استفادہ اور خود داری نہایت لازمی چیز ہے۔ اہل علم کی شان تو یہ ہونی چاہیے کہ اگر حکومت و مملکت اس شرط پر ملے کہ علم چھوڑنا پڑے گا۔ تو ہمیں اسے ٹھکرا کر علم کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے اور سچے اہل علم ایسا ہی کرتے ہیں۔ مال و دولت کی کوئی وقعت نہیں۔ اہل دنیا میں مال کی وجہ سے خود داری اور استغناء عن الخلق پیدا ہو جاتی ہے۔ جو فانی چیز ہے۔ تو ہمیں تو علم جیسی اعلیٰ اور غیر فانی دولت اور اشرف و اعلیٰ شے جو کمال احسان اور نعمت خداوندی ہے۔ اسکی وقعت اور اس کا پاس رکھنا نہایت ضروری ہے۔

مخصوص وراثت | نحن معاشر الانبیاء لانورثہ ما ترکناہ صدقہ۔ اور وارث اپنے مورث کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے۔ اور نیابت و قائم مقام ہونے میں فرع کا حکم اصل جیسا ہوتا ہے اور میراث ایسی

اشیاء میں جاری ہوتا ہے جو صورت کے ساتھ مختص ہوں۔ مگر صورت کے ساتھ کسی کی چیز عادت یا امانت یا قرض ہوتا اس میں میراث جاری نہیں ہوتا غیر مخصوص اشیاء میں میراث جاری ہوتا ہی نہیں۔ اب مذکورہ حدیث العلماء الخ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کے ساتھ مخصوص چیز علم تھا، اور علماء کو یہ میراث و نیابت اس مخصوص صفت علم کی وجہ سے حاصل ہوا۔ اموال تو قارون و فرعون کے ساتھ مختص تھے اور عمل کمالات کیلئے بھی کمال علمی موقوف علیہ ہے۔ مگر علم نہ ہوتا تو اعمال کی افضلیت و اہمیت واضح نہ ہو سکتی اس کے لئے امام بخاریؒ نے مستقل باب باندھا۔ کہ العلم قبل القول والعلی۔ کہ علم ذاتی اور زمانی دونوں لحاظ سے مقدم ہے۔ یہ محتاج الیہ اور مقدم اور قول و عمل متاخر و محتاج ہے۔

علم صفت کمال ہے، آئینہ جب منظر شمس ہوا تو اسکی خاصیتیں مثلاً روشنی، تحریک (جلانا) و سلب نظر وغیرہ اس میں متحقق ہو جاتے ہیں۔ اب جب علم منظر اتم صفت خداوندی ہوا تو اس میں ایسے خصائل نہ آنے چاہئیں جو علو، فخر، تعلیٰ اور تکبر پر دلالت کرتے ہوں۔ ہمارے شیخ الشیوخ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ العظیم کہ قاسم اس دیوار سے بھی زیادہ نادان اور جاہل ہے۔ اب طالب العلون کے دماغ میں بہت جلد غرور کا نشہ آ جاتا ہے۔ چند مسائل سے اتنا پندار آ جاتا ہے کہ حد نہیں ہوتی۔ ہمارے استاذ شیخ حضرت مولانا مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مولوی صاحب جب بھی مجلس میں بیٹھ جاتے تو کہا کرتے کہ یہ عوام حشرات الارض میں حالانکہ یہ غلط ہے، لوگوں کو برا نہ سمجھنا چاہئے لوگوں کا کھاتے پیتے ہیں وہ نہیں کھاتے ہیں۔

علمی نخوت و غرور | اب ہم نے علم حاصل کیا یہ غذا کی داغ بوب ہے۔ تو اس میں ہمارا کیا کمال ہے کہ اس پر غرور کیا جائے۔ ارسطو کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ سو جاتا تو نیند کی حالت میں کتے کی طرح بھونکتا اور لوگ اس کے قریب نہ سوتے۔ کہ ساری رات نیند خراب ہوگی، اس کے غرور اور علمی پند کو نیچا کرنے کے لئے یہ غلاب اس پر سدھ لیا گیا تھا۔ جب لوگ اسے نیند کی یہ کیفیت سناتے تو وہ خود رویا کرتا اور کہتا کہ کیا کروں؟ مجھے اتنا علم بھی نہیں ہو سکتا، کہ خواب میں بھونکتا ہوں۔ طلبہ کے غرور اور گھمنڈ کے بارے میں ایک عجیب واقعہ ہے کہ ایک دفعہ عالمگیرؒ مرحومؒ جلدوں راستہ سے گزر رہا تھا، عالمگیر ایک علم دوست شخص تھا، ہزاروں احادیث یاد تھیں، جلیل القدر عالم تھا۔ راستہ میں جلدیں کے ساتھ ایک طالب العلم کتاب لئے پوٹے جا رہا تھا، اور بار بار مسکرا دیتا، منہس دیتا۔ عالمگیر کی نظر اس پر پڑی تو وزیر کے ذریعہ اس سے دریافت کیا کہ سچ کچھ کہو کہ کس خیال کی وجہ سے تم بار بار منہس رہے ہو۔ جیسے کہ کسی کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اس طالب العلم نے جواب دیا کہ سچ تو یہ ہے کہ اس بادشاہ پر منہس رہا ہوں کہ گھوڑے پر کس شان سے چڑھا بیٹھا ہے، لیکن اگر اب کافیہ کی ایک عبارت اس کے سامنے رکھوں تو وہ باب نہ دے سکے گا۔ تو اکثر مولویوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ معمولی چیزیں سیکھ کر گھمنڈ کرنے لگتے ہیں اور لوگوں کو جاہل سمجھ بیٹھتے ہیں۔

علم ضروری و غیر ضروری | بہر حال علم وہ موقوف علیہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام کا ہو۔ سقراط و بقراط
ارسطو اور حکمائے یونان کے علوم نہیں، ہاں ان کا سیکھنا بھی ضروری ہے، مگر مقصود بالذات اس کی اہمیت نہیں
مثلاً گھر میں رہنے پہنے کے کمرے مقصود ہیں۔ لیکن پاخانہ اور غسل خانہ بھی بنا بر ضرورت بنانا پڑتا ہے جس گھر میں نہ ہوں
تو وہ ناقص ہے۔ علوم انبیاء بمنزلہ گھر کے ہیں اور دیگر علوم بمنزلہ بیت الخلا و غسل خانہ کے ہیں۔ مگر آج کل طلباء و علماء
کی اکثر زندگی انہی غیر ضروری چیزوں میں بسر ہو جاتی ہے۔

علم منقولات علم انبیاء علم معقولات علم اشقیاء
علم منقولات بندہ می کند علم معقولات گندہ می کند

تو بہر حال اتنی بڑی نعمت اللہ تعالیٰ نے علماء کو عطا فرمائی، تو علماء کس وجہ سے احساس کمتری و کمتری میں مبتلا ہوں
یہ تو ہلک چیزیں ہیں اور اس کے ساتھ احتیاج اور طمع کا اظہار بھی مہلکات میں سے ہیں۔

ہمارے حضرت شیخؒ فرمایا کرتے تھے کہ علوم آلیہ عقلیہ اور فنون نظامیہ کی حیثیت ایک سیڑھی کی ہے۔ اور
اور اس میں کمال و مہارت حاصل کرنا ایک سیڑھی کا فراہم کرنا ہے۔ اصل چیز تو چھت پر چڑھنا ہے اور علوم قرآن و
سنت بمنزلہ چھت کے ہیں، اس سے زیادہ نا سمجھ کون ہوگا جس کی ساری زندگی سیڑھی ہی پر گزر جائے۔

اجرت علی التعلیم | ہمارے اساتذہ و شیوخ اکابرین دیوبند پچاس، ساٹھ روپے کے مشاہرہ پر
گزر اوقات کرتے رہے اور ان حضرات کو اس زمانہ میں کلکتہ، حیدرآباد وغیرہ سے پندرہ پندرہ سو اور دو دو ہزار ماہوار
کی پیشکش کی گئی مگر انہوں نے ٹھکرا دیا علماء کے لئے یہ بات بہت باریک اور قابل احتیاط ہے، امام ابو حنیفہؒ کے
نزدیک تو اجرۃ علی التعلیم کا سرے سے اجارہ ہی فاسد ہے۔ تاخرین و مشائخ بلخ نے بقدر ضرورت جواز کا فتویٰ
دیدیا ہے۔ لیکن علم کی تعلیم اور دین کی تبلیغ کیلئے ان چیزوں کا موقوف علیہ بنانا تو بالکل غلط ہے، کیونکہ علم کا مقصد تو
کمالی نہیں۔

علم سے مقصد صرف تہذیب نفس و اصلاح اخلاق اور عیال و مہرام کا پہچانا نہیں بلکہ اس کا
مقصد اوروں تک پہنچانا اوروں کو تہذیب بنانا بھی ہے اور ایک عالم کیلئے ابلاغ علم و حدیث
فرض ہے۔

اگر اس طلب علم اور عالم بننے کا مقصد دنیا کا حاصل کرنا ہو تو اس کے لئے یہ راہ کیوں منتخب کی جائے،
جس میں مشقتیں اور تکلیفیں ہیں اور پھر مال کا ملنا بھی مہموم ہے اور پھر زوال علم کے اس دور میں کہ عالم کو دنیا کے لحاظ
سے حقیر سمجھا جاتا ہے، مال کی کمائی اور دنیاوی تعیش کیلئے تو اور بھی کئی طریقے تھے تجارت کرتے زراعت اور مزدوری
کرتے فوج میں بھرتی ہوتے تو قوت اور دولت تو یقیناً حاصل ہو جاتی اب اگر نفس کے ساتھ مشورہ کرو اور اس سے رائے

و تو نفس ہی جواب دے گا کہ :

دنیا کی زندگانی فانی ہے، دین کی بقا و اشاعت اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر چلنے چلانے کیلئے جو ہر چیز سے محبوب ہے اسی کیلئے بھی ایک زمرہ اور جماعت چاہئے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔

اب نفس سے کہہ دو کہ تم نے دین کا نمونہ اور علم دین کا نمائندہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اگر تم اس علم کی لاج نہ رکھو اس کے احکام کی برطاباندی نہ کرو تو اسلام اور دین پر بد نما داغ آئے گا عوام کا دعویٰ دین کے نمائندہ ہونے اور نیابتِ رسول کا نہیں ایک شخص نے عالم اور مولوی کا لباس اختیار کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہوں اس کے لائے ہوئے دین کا سیکھنے والا اور پھیلانے والا ہوں۔ اب اگر اس کی نمائندگی کرنے والے ایسے بھی ہوں جو سال بھر نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام نہ کریں، وادھی کترائیں منڈھائیں اور سنت کی پیروی نہ کریں (حالانکہ علماء کا اجماع ہے کہ قبضہ سے کم وادھی کا متنازعہ تھا اور منڈھوانا ایک ہی حکم ہے اور ایک ہی طرح سنت رسول کی مخالفت ہے۔ گویا بالاجماع فاسق ہے جس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔)

عالم کے مقصدی اثرات | اب اگر کوئی اسلام کا نمائندہ دارالعلوم یا اور کسی دینی مدرسہ کا طالب العلم بن کر اس فن کے بورڈ کو رنگا کر باڈر میں پھرتا رہے اور ایسی حرکات کر رہا ہے جو اسلام کے خلاف ہیں تو وہ تمام طبقہ علماء مدرسہ اور دارالعلوم، اپنے اس تہذہ اور دین کو بدنام کر رہا ہے۔ اور جب اس علم کے ثقافتی پورے نہیں کر سکتا تو کس نے اسے مجبور کیا ہے کہ اس نے اس راستہ کو منتخب کیا اوروں کی غلطی تو ایک لازمی نقصان ہے۔ مگر ایک مقتدا اور پیشوا کی غلطی سے مقصدی نقصان ہوا اوروں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ اس وجہ سے تو علماء نے نکھا کہ شیخ کا ربا بھی اور لوگوں کی عبادت سے افضل ہے ہمارے اخلاق اور عادات کا اثر لامحالہ عوام پر ہوتا ہے۔ اگر اچھے ہوں تو باعثِ تقویتِ دین و دین باعثِ بدنامی دین ہوں گے۔

عالم کی قدر و منزلت کا غیبی نظم | فتنوں کے اس دور میں بھی یہ لوگ جو ہمیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اسی دین کے نام کی وجہ سے کہ ہم نے اس دین کی حفاظت و اشاعت کا دعویٰ کیا ہے جو خدا تعالیٰ نے حضور نبی کریم پر اتارا ہے۔ فتنوں کا زور ہے پھر بھی دیکھو ایک عالم کی عزت ایک وزیر سے زیادہ ہے۔ عزت موثر اور بنگلے اور نوکر دوں سے عبارت نہیں ایک وزیر ہزاروں روپے کی تنخواہیں دیکر نوکر اور خدام رکھے گا، پھر بھی ان کی وفاداری اور ہمدردی صرف ظاہری ہوگی۔ لیکن ایک عالم کے ہزاروں وفادار ہیں، لوگوں کے دلوں کے اندر اس کی قدر و وقعت موجود ہے۔ گو پہلے سے کم ہے مگر پھر بھی جو کچھ ہے علم کی وجہ سے ہے حکومت کو بھی اس کا احساس ہے کہ عالم کی آواز میں جو اثر ہے اس کا دبانا آسان کام نہیں اس طبقہ کی ایک آواز سے حکومت بے چین اور پریشان ہو جاتی ہے۔

مثال کے طور پر یہاں دارالعلوم حقانیہ میں دیکھیے۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے انتظام کر دیا کہ آپ لوگوں کے کھانے پینے اور پڑھنے کا انتظام خود کر دیا۔ لوگوں کے دلوں میں اس طرف توجہ کا خیال ڈال دیا کہ یہاں بیٹھے تنخواہ ملتی ہے۔ روٹی ملتی ہے، گوشت سالن ملتا ہے، یہ ہماری نہیں علم کی قدر ہے، ورنہ بے کار بیٹھنے پر اپنے بھائی اپنے بڑے کو کوئی دو چار دن روٹی نہیں دیتا عوام دن بھر مزدوری کر کے بمشکل پیٹ بھر سکتے ہیں۔ طلب علم کے لئے فراغت بائی، اور اطمینان بہت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہماری طاقتوں کی کمزوری اور بہتوں کی پستی کی وجہ سے اسباب میں سہولت اور فراوانی پیدا کر دی ہے۔

یہ محض اللہ کا فضل ہے اور انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحاظ فظون۔ ارشاد خداوندی کا مظاہر ہے کہ میں بلا اسباب دین کی حفاظت کرتا ہوں اور پھر اس ادارہ کے منتظمین بھی، مجھ جیسے بے سرو سامان، کہ نہ عزت ہے نہ دولت ہے نہ طاقت ہے، اب جب عوام اس علم کی نمائندگی کے دعویداروں کو اس کے خلاف کرتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کے اعتماد کو کتنا صدمہ ہوگا۔

علم سراسر ادب | آج حالت یہ ہے کہ جو طالب العلم مساجد میں رہتے ہیں وہاں ایسا اثر چھوڑ جاتے ہیں کہ اگلے سال پھر وہاں طلبہ کا قیام مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ نہ نماز کے وقت جماعت کا خیال رہتا ہے، عوام اگر غمت پڑھتے ہیں اور طلبہ مجرور میں گھس گھس گاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مسجد میں دو افراد کو دیکھا کہ سنتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ انکی باتیں بھی علم ہی کی ہوں گی مگر انہوں نے ڈانٹا اور فرمایا کہ مسجد نمازیوں کیلئے ہے، اٹھ جاؤ۔ مسجد کے صحن میں چار پائی اور بسترے ڈائے ہوئے ہیں۔ اذان کا وقت ہے مگر اذان دینے میں عار محسوس ہوتی ہے، حالانکہ یہ حضرت بلالؓ کا منصب ہے، موزنین کے لئے حضورؐ نے کتنی دعائیں دی ہیں اور کتنی منقبت بیان کی ہے۔ مساجد کا احترام نہیں اس کے آداب کی رعایت نہیں تو کیا عوام کا اعتماد نہ اٹھے گا۔ علم سراسر ادب ہے اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے مسجد کا ادب ضروری ہے۔ اس کے ساتھ دوسری چیز احترام شیخ اور استاد کا ادب ہے۔ اور پھر کتاب کا ادب۔ ان تین چیزوں کا خیال رکھنا لازمی ہے۔ مساجد کا ادب، استاد کا ادب، کتاب کا ادب۔ سلف میں ایسے بزرگ بھی گذرے کہ انہوں نے بلا و ضرور کسی کاغذ کو چھوا تک نہیں۔

برکاتِ ادب | ایک گنوارہ کرد قبیلے کے دیہاتی نے صرف ایک کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا تھا۔ گندگی سے اٹھایا اس کو صاف دپاک کر کے بادب و احترام رکھا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا ملک عالم بنا دیا۔ صبح اٹھے تو عالم تھے۔ لوگوں کو کہنے لگے، امانیت کرو دنیا و امیت عربیاً۔ شام کو میں ایک کردی تھا اور صبح ایک عربی دان عالم بنا۔ اسی طرح ایک بابل راستہ میں جا رہا تھا، کتاب ساتھ تھی اپنا ملک بارش شروع ہوتی تو کتاب کو دامن کے نیچے کر لیا، اللہ تعالیٰ کو یہ اداسند آئی تو وہ عالم بنے اور جب کتاب دیکھتے تو با وضو ہو کر۔ تو علم و حفظ کیلئے تعلق مع اللہ کے ساتھ ساتھ اساتذہ اور شیخ کی خوشنودی حاصل کرنا بھی ضروری ہے کہ انکی دعائیں موجب ترقی و زیادتی ہوں۔

الْعِلْمُ وَالْعُلَمَاءُ

علم و عمل اور علماء کی ذمہ داریاں

دارالعلوم کے تعلیمی سال کے آغاز اور اختتام میں ختم بخاری شریف کے مواقع پر حضرت شیخ الحدیث، مظاہر طلباء اور علماء سے فضیلت علم اور حصول علم کی راہ کی نزاکتوں اور اہل علم کی ذمہ داریوں پر بصیرت افروز خطاب فرمایا کرتے تھے۔ پیش نظر خطاب میں بخاری شریف کے اختتام پر فارغ ہونے والے طلباء کو خطاب کیا گیا ہے۔

نئی زندگی اور نئی ذمہ داریاں | خوشی ہو سرور کا موقع ہے کہ آپ بخاری شریف اور دورہ حدیث کے پڑھنے سے فارغ ہوئے آج بظاہر آپ علوم دینیہ کی تعلیم سے فارغ ہو چکے۔ مگر درحقیقت آپ کی تعلیمی زندگی اور ذمہ داریوں کا آغاز آج ہی سے ہوتا ہے۔ اب آئندہ آپ لوگوں کو درس و تدریس مطالعہ و تحقیق کا سلسلہ بالالتزام باقاعدہ اور محنت سے جاری رکھنا ہوگا۔ اس کے لئے محنت اور مشقت محمل اور استقلال سے کام لینا ہوگا۔ حضرت امام بخاریؒ نے باوجود اسے تبحر علمی، ذہانت و عظمت و عبادت کے بخاری شریف سولہ سال کے عرصہ میں تصنیف فرمائی۔ آپ نے جو علم حاصل کیا اب اس پر عمل کرتا اور کرنا ضروری ہے۔ آج کے بعد قوم کی رہنمائی و ہدایت جیسا عظیم کام تمہارے ذمہ سپرد ہو چکا ہے۔ اب آپ کا اصل کام ہے اسے اوروں تک پہنچانا جس کے لئے یہ ساری کوشش کی جاتی ہے۔ دین کی نشر و اشاعت کے لئے آپ کو گونا گونا گونے کا لطف برداشت کرنے پڑیں گے۔ ان کا وہ ہر سہیت کے اس طوفانی دور میں تمہاری ذمہ داریاں بہت بزرگ ہیں۔ اور تمہیں تمام مصائب پر صبر کرنا ہو گا۔ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ وَاَصْبِرْ عَلَى مَا اَصَابَكَ (الآیت) کہ بڑے بڑے مصائب اور تکالیف برداشت کرنے ہوں گے۔ دعوت و تبلیغ کے میدان میں بہت مردانہ اور بڑی قربانی کی ضرورت ہوگی۔

ادائے امانت | اس علم کو امانت خداوندی سمجھ کر دوسروں تک پہنچائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رُبَّ مَبْلُغٍ اَوْعَىٰ مِنْ سَامِعٍ بسا اوقات جس حدیث کو پہنچایا گیا وہ ان نسبت سننے والے کے اس سے زیادہ فائدہ لے گا۔

زیادہ حدیث کا حفظ و فہم رکھنے والا ہوگا۔ اگر صحابہ دوسروں کو نہ پہنچاتے تو آج حدیث کا یہ ذخیرہ کہاں موجود ہوتا۔ اور احادیث سے ہزار مسائل کا استنباط کس طرح ہوتا۔ چنانچہ مبلغین حدیث میں تابعین تبع تابعین اور ائمہ کرام وغیرہ نے احادیث سے کتنے باریک مسائل مواعظ و حکم کا استنباط کیا جن کو صحابہ سامعین کی رسائی نہ ہوئی تھی۔

پہلے پریس اور طباعت کا انتظام نہ تھا۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام احادیث کے لکھے ہوئے ٹکڑوں کو دل و جان اور مال و عزت سے زیادہ عزیز سمجھتے اور اپنے مکتوبات اور احادیث کے ذخیروں کو انمول خزانوں کی طرح اس کی حفاظت کرتے۔ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے۔ جب تک اس امانت کو اوروں تک نہ پہنچا دیتے تب تک پریشان رہتے۔ اپنے اخلاق برین خدام پر اس بارہ میں اعتماد نہ کرتے کہ کہیں ان احادیث میں کوئی تغیر و تبدل اور ترمیم نہ کر دے۔ اب آپ لوگوں کے ذمہ اس کا پہنچانا ہے۔ آج سے آپ اس امانت کے بارہ میں یہ عہد کر لیں کہ جو بھی ہو اس امانت کو پہنچانے کے لیے گے تکلیف اور بے عزتی ہونے کے خوف سے قرآن و سنت کی اشاعت کو نہیں چھوڑیں گے۔ چاہے گاؤں میں یا شہر میں، سکول میں یا کالج میں، بڑا مجمع ہو یا دو چار آدمی۔ ہمیں تو دین کی باتیں سنانی چاہئیں۔ لوگوں سے مال و عزت کی طمع نہ کیجئے۔ رزق کے متعلق فکر نہ کیجئے۔ دین کے متعلق فکر نہ کرنا بہت ضروری ہے۔

اگر ہم تمام عمر زندگی کا ایک ایک لمحہ اس دین کی اشاعت میں لگا دیں تب بھی خداوند کریم کے اس عظیم اسماں کا شکر ادا نہ کر سکیں گے جو اس نے ہم پر علم دین اور حدیث نبوی کے تعلیم و تعلم کی صورت میں فرمایا۔ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا پھر ہم پر دین کی نعمت کی۔ پھر علم کی توفیق دی۔ جس کا درجہ بہ نسبت علم کے اونچا ہے پھر علوم کے مختلف انواع و اقسام ہیں۔ بعض دینی علوم ہیں اور بعض دنیاوی۔

علامہ محدثین کو بشارت | سب سے افضل ترین علم قرآن و حدیث کا علم ہے علم حدیث جو قرآن کی شرح ہے اس کے بارہ میں اور محدثین کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

نفس اللہ اسرؤا فی الدنیا والآخرۃ والحیۃ
والقبر و بعد المات، سمع مقالۃ فوجاھا
وحفظھا ثم اداھا کما سمعھا و اکسا قال
علیہ السلام

کہ جس نے میرا ایک حدیث اور قول سنا اور اس کو یاد رکھا۔
اس کی حفاظت کی۔ اور پھر اس کو اوروں تک پہنچایا۔ خداوند
تعالیٰ اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے دنیا و آخرت میں زندگی
اور موت ہر حالت میں۔

اس کی زندگی اچھی رہے گی اور اس کا دل ترقی و تازہ اور سرشار ہوگا۔ اور یہ فائق تجربہ ہے۔ محدثین اور عاملین حدیث کی زندگی اطمینان اور سکون میں ڈوبی ہوئی زندگی ہوتی ہے۔ اہل اللہ اور علماء نے حلیہ لکھا ہے کہ حدیث کے طالب علم کے چہرے سے شعلہ نکلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اس گئے گزرے دور میں بھی ایک بڑے حاکم، فلسفی، انجینئر کی اتنی قدر و منزلت نہیں کی جاتی جتنی کہ ایک محدث اور طالب حدیث و خادم حدیث کی ہوتی ہے۔

احادیث دل کی روشنی اور جلاء | یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اور احادیث کی برکتیں ہیں۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے سننے کی توفیق دی جو اتنا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اگر ساری زندگی اس کے بدلہ سجدہ ریزی میں بسر ہو تب بھی اس کا شکریہ ادا نہ ہو سکے گا۔

ہمیں اپنے دلوں کو روشن رکھنے کے لئے بھی ان احادیث سے رابطہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارے اندر قہاٹ اور عیوب موجود ہیں۔ ہمارے جسم میں بد اخلاقیوں اور برائیوں کے جراثیم دوڑتے رہتے ہیں۔ اور جب مکروہ میں روشنی نہ ہو تو کیڑے مکوڑے ریٹکتے رہتے ہیں۔ اور جب روشنی ہو جائے تو حشرات الارض نہیں نکلتے۔ تو جسم اور نفس کے پچاؤ کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم ان مہلک بیماریوں سے نجات حاصل کر لیں۔ ہم اپنے عیوب چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور مرض کو بدن سے نکالنے کی تدابیر نہیں کرتے۔ اور اگر ایک ایک مہلک جراثیم نکالنا بھی چاہیں تو اس سے علاج نہیں ہو سکتا یہ ایک نہیں کہ ختم ہو جائیں۔ اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ ہم اپنے دل کے مکروہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کے چراغ سے روشن کر دیں۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم ان کی حدیث سے ربط و تعلق قائم رکھیں اس کی صحیح امتاعت کرتے رہیں ہم جو امانت حاصل کیا ہے اس کی قدر کریں اور جو امور اس امانت کے تقاضوں کے خلاف ہوں اس سے اجتناب کرتے رہیں حضرت امام شافعیؒ نے اپنے شیخ امام وکیعؒ سے حافطہ کی کمزوری کی شکایت کی تو فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے ترک معاصی اور اجتناب منکرات کی تاکید کی۔

شکوت الی وکیعؒ سود حنفی فاوصافی الی ترک المعاصی

اپنے آپ کو کبھی عالم نہ سمجھیں اور نہ حصول علم میں غار و شرم محسوس کریں۔ امام مالکؒ سے ہم مسائل کے بارہ میں نیا کیا گیا تو انہوں نے پچھتیس کے بارہ میں لا ادری دیں نہیں جانتا، کہہ کر معذرت ظاہر کر دی۔ طلب علم کی منتہی ایک عالم نے یہ بیان کی ہے:

ما دامت العیبة تحسن بـ - یعنی جب تک زندگی رہے

فضلاء دنیوی مشاغل کے پیچھے نہ لگیں | اپنے اساتذہ خود طلبہ کے پیچھے پڑھانے پھرتے علم کی پڑھنے پڑانے کا دلولہ ہوتا اب ہمارے قابل ترین فضلاء فارغ ہو کر رزق اور معاشی فراخی کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ میوشنوں کی تلاش ہوتی ہے اور جب جلد طلبہ نہیں تو مولوی فاضل وغیرہ کی ڈگریاں لے کر ملازمتوں میں لگ جاتے ہیں۔ تعلیم و تعلم کی تمام قابلیت ضائع ہو جاتی ہے پڑھانے کے لئے عزت مانگتے ہیں مشقت اٹھا نہیں سکتے۔ پہاڑی علاقوں کے علماء مشقتیں اٹھا اٹھا کر پڑھنے کے زیرک۔ ذہین۔ متبحر عالم و مدرس بن جاتے ہیں اور ہمارے ہاں قریبی اضلاع کے لوگ اپنی قابلیت ضائع کر دیتے ہیں۔ علم کی پختگی تدریس سے | دیوبند میں ہمارے ایک مشفق مرحوم سناؤ بڑے بزرگ تھے۔ اپنے لڑکے کو ہر کتاب تین تین سال پڑھانے میں ان صرف سے لے کر آخر تک جب ہدایت دین دفعہ پڑھی۔ اگلے سال پھر کسی نے خواہش ظاہر کی کہ اب اسے

کتاب تبدیل کردادو۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ ابھی اس نے پوری نہیں سیکھی ہے وفات کے وقت مجھے وصیت فرمائی کہ اس کا خیال رکھو اور اسی طریقہ سے انہیں چلائے رکھو۔ اب تو فاسغ ہو کر دوسرے سال بخاری شریف اور صدر شمس بازغ سے کم پڑھا پر راضی نہیں ہوتے۔ حالانکہ علم کی بنیاد خلاصہ میزان سے پختہ ہوتی ہے یہی شے ہے کہ آج کل میزان و صرف میر کے پایہ کا کوئی کتاب بھی نہیں لکھا جاسکتا۔

ہندوستانی علماء میں بھی پڑھانے اور محنت کا بڑا اہتمام ہوتا ہے بلکہ اکثر پڑھنے کے ساتھ ساتھ اوروں کو بھی پہنچاتے ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا طیب صاحب ہتم دارالعلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ میں مشکوٰۃ شریف پڑھا کرتا تھا اور گھر جا کر والدہ صاحبہ اور جدہ محترمہ یعنی حضرت نانوتوی قدس سرہ کی اہلیہ کو سنایا کرتا۔ ہمارے اساتذہ میں سے جناب حکیم صاحب قلی تھے جو موضع اماروڈھی (ضلع مردان) میں ان سے ملا حسن پڑھتے تھے ہمارے استاذ بھی اس جگہ مسافر تھے اور بڑے تکالیف برداشت کرتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ ان سے اس بارہ میں پوچھا انہوں نے فرمایا کہ سردی کے موسم میں ہمارے ہاں پہاڑی علاقوں میں طلبہ ٹھہرتے نہیں اس لئے اساتذہ خود طلبہ کو پڑھانے کے لئے سفر اختیار کر کے یہ مشقتیں اٹھاتے ہیں اور علم کی قدت بڑے کہ پڑانے میں دہارت ہو جائے۔

علم کے لئے سفر | ہمارے اساتذہ نے فراغت کے بعد بھی ایک ایک مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی۔ جزئی جزئی مسئلہ کے لئے سفر اختیار کئے یہی اسادیت جو آپ نے پڑھے صحابہ کرام نے ایک ایک حدیث کے لئے دور دراز سفر کئے۔ حضرت جابرؓ ایک اولوالعزم صحابی اور حضرت انسؓ کے پایہ کے بزرگ ہیں آٹھ سال تک حضورؐ کے خدمت میں حاضر باش خادم رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ سُنی ہوں گی اور سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا ہوگا۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضورؐ کا ایک حدیث حضرت جابرؓ نے کسی سے سنا کہ قیامت کے دن زمین بالکل ایک ہی سطح اور ہموار ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اعلان فرمادیں گے کہ ایک دوسرے سے اپنے حقوق اور مظالم کا عوض لے لے۔ الحدیث الی آخر۔ حضرت جابرؓ کو معلوم ہوا کہ دمشق (شام) میں حضرت عبداللہ بن انیسؓ علامات قیامت کے ذیل میں یہ حدیث سناتے ہیں۔ اس کبرسنی اور ضعف میں اونٹنی لی اور دمشق روانہ ہوئے اور اتنا طویل سفر اختیار کیا صرف علم اور ایک ہی حدیث کے لئے پھر اونٹنی کا تکلیف وہ سفر راستہ کی خرابی کی وجہ۔ جب کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے بسوں میں ہمارا دل گھرا جاتا اور سوچتے کہ وہ بھی مسلمان تھے جنہوں نے اسلام کی خاطر یہ دشوار گزار راستے اونٹنیوں پر طے کئے حضرت جابرؓ جیسے اولوالعزم صحابی اور اتنا لمبا سفر صرف اس لئے کہ ایک حدیث بالمشافہ سُن لیں اور یہ شغف اور شوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل مصاحبت اور استفادہ کے باوجود حالانکہ عبداللہ بن انیسؓ کا درجہ آپ سے بہت کم ہے۔

ہر بڑے چھوٹے سے تحصیل علم | حضرت عبداللہ بن عباسؓ بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے بارہ میں فرماتے کہ:-

ان لہ لساناً وبلغتہ۔ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ کس طرح اتنے بڑے عالم بنے فرمایا کہ میں نے ہر شخص سے پڑھنے اور سیکھنے کی کوشش کی بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہیں کیا خواہ بلال حبشی ہوں یا سدریق و فاروق یا عہدیب رومی۔ عالم دونوں عالم کو نہیں دیکھا بس علم کے حصول کی کوشش کرتا رہا۔ حضرت موسیٰ نے حضرت خضرؑ سے تین مسائل اور بھی نگوینیات کے سیکھنے کے لئے بروبحر کا سفر اختیار کیا۔ علم غیر ضروری کے لئے اتنی مشقت اٹھائی۔ ہمارے اکابر میں ایسے حضرات گزرے ہیں جن کے لاکھوں کی تعداد میں مریدین و معتقدین موجود تھے مگر علم کے بارہ میں کسی تکلف سے کام نہ لیا اور بلا جھجکا اپنے علم کے بڑانے میں لگے رہے۔

علم کی بھوک | دیوبند کے مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مرحوم کو آیتہ کریمہ

وان لیس للانسان الا ما سعی۔ اور انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی۔ اور اس حدیث کے مضمون میں تناقض محسوس ہوا جس میں فرمایا گیا ہے کہ اموات کو اولاد صالح کے اعمال صالحہ اور غیرات و صدقات کا فیض پہنچتا رہتا ہے چار پائی میں لپٹے لیٹے اس مسئلہ کے بارہ میں پریشانی محسوس کی۔ اور خیال ہوا کہ اگر اس رات موت واقع ہوئی تو ایک آیت کریمہ کے بارہ میں شبہ محسوس کرتے ہوئے مرجاؤں گا۔ راتوں رات گنگوہ کے دور دراز سفر کا عزم کیا۔ رات بھر پیادہ چلتے رہے دشوار گزار اور خطرناک جنگل طے کئے صبح سویرے گنگوہ پہنچے حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے۔ مولانا نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حاضر ہوئے حضرت کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ عزیز الرحمن ہیں اور اس مقصد سے حاضر ہوئے ہیں۔ کہ اس اشکال کو رفع فرمایا جائے۔ حضرت گنگوہی عظیم شخصیت تھے اللہ تعالیٰ نے بحیر اور تفقہ کی دولت عطا فرمائی تھی۔ مختصر جواب دے کر اشکال رفع فرمایا کہ آیت میں سعی سے مراد سعی ایمانی ہے۔ پھر اشکال نہیں رہا اور اسی وقت دیوبند روانہ ہوئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے :-

منہو مان لا یشعان طالب الدین و طالب الدنیا

علم و دین کا طالب العلم کبھی علم اور دین سے سیر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ اسے طلب اور بھوک رہتی ہے۔

دیوبند میں ہمارے ایک نر کی عالم و فاضل استاد تھے تدریس کے دوران اگر طالب العلم کا مشبہ زائل نہ ہوتا اور خود ان کو اطمینان نہ ہوتا تو اچھ کر حضرت شاد صاحب مرحوم یا کسی دوسرے بلند پایہ مدرس کی خدمت میں جا کر ان سے پوچھ لیتے اور واپس ہو کر طلبہ سے کہتے کہ فلاں مولانا سے پوچھ کر آیا ہوں انہوں نے بول فرمایا۔ یہ شان بھی کہ طلب علم میں نہ پوچھنے سے عار ہے نہ شرم محسوس ہوتی ہے۔

رفع علم و اشاعت جہل | علامات قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ علم اور ظہور و اشاعت جہل بھی بے بظاہر اس کا سبب یہی ہے کہ علماء مرجائیں گے اور آئندہ نسلوں میں علماء پیدا نہ ہوں گے۔ طالب العلم پڑھے گا اور علم پڑھائے گا نہیں اس لئے آنے والی نسل جاہل بن جائے گی۔ رفع علم کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ علماء کے سینوں سے علم لے لیا جائے

جابل بن جائیں۔ اگرچہ بظاہر کثرت سے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ اس صورت کو قدرت ہونے کے باوجود نہیں متحقق کرتے
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تنوار سس پر لٹکی ہو اور ابھی گرنے والی ہو لیکن میں ایک مسند سیکھ سکوں تو اس
موقوفہ کو غنیمت سمجھوں گا۔ ہمارے حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے وفات کی رات بھر مطالعہ کو نہ چھوڑا۔ ڈاکٹروں
نے بہت منع کیا مگر فرماتے یہ ایک مستقل مرض ہے اس کا کیا علاج کروں؟ تو حرص اگرچہ ممنوع ہے لیکن علم اور
دین کے لئے اس کا ہونا پسندیدہ ہے۔ اس لئے کہ یہاں اسباب و مسببات کا سلسلہ ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر
تعلیم و تعلم کے سب کو عالم بنا دے مگر یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ انما العلم بالتعلم۔ علم تعلیم ہی کے ذریعہ حاصل ہوتا
ہے۔ پہلی صورت کا تحقق عام ہے۔ اشاعت جہل اور علم کے اٹھ جانے کا نمونہ آج ہمارے سامنے ہے اساتذہ پڑھاتے
نہیں طلبہ اس کو ضروری نہیں سمجھتے۔ دنیا کا میلان دوسرے طرف ہے اس لئے علم کی وقعت کہاں رہے گی تمہاری کوشش
ہونی چاہئے کہ قیامت کے آنے کے اسباب دفع کئے جائیں۔ نہ کہ اسے اپنی طرف کھینچیں۔ تقدیر کا معاملہ تو الگ
چیز ہے مگر تقدیر کے باوجود اللہ نے اسباب پیدا کئے ہیں اور تقادیر اسباب سے معلق ہیں۔ تو بظاہر علم موجب تاخیر ساعۃ
اور جہل موجب جذب ساعۃ ہے۔ والعلم یبشّخ بالتعلیم والتعلیم فی الخواص والعوام (بخاری)

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:-

علاء اللہ تعالیٰ کے عہد اور ملازم ہیں ان کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام اوروں تک پہنچانا ہے کوئی سنے یا نہ سنے مانے
یا نہ مانے۔ کوئی اس کی عزت کرے یا نہ کرے ہیں اجر اللہ سے مانگنی ہے علوم سے نہیں۔ عوام عامہ محتاج نہیں ہیں کہ ہماری
عزت کریں ہم تو اللہ تعالیٰ کے لئے تبلیغ کریں گے لوگوں کے لئے نہیں روٹی دیں یا نہ دیں گالی دیں یا نہیں دیں۔ دنیا کا معمولی
عہدہ دار۔ تھانیدار وغیرہ اپنے حاکم کے احکام پہنچانے کے لئے کسی کی گالی گھونچ رہا یا انکی کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ دنیاوی
حکام کے ملازم ہیں اگر لوگ بکتے رہیں مگر انہیں اپنا کام کرنا ہوتا ہے۔ پھر علماء تو احکام الحاکمین کے نائب اور غلام ہیں۔ اُس نے
تمہیں حکم دیا کہ میرے احکام پہنچانے رہو اب لوگ آپ سے درخواست کریں یا نہ کریں۔ اگر مال و دولت نہیں تو کوئی پرواہ
نہیں ساتھی نہیں تو کوئی فسک نہیں جس طرح تمام عالم کا نظام خدا کے ہاتھ میں ہے اسی طرح دین کا نظام بھی اُسی کے
قبضہ میں ہے۔ اگرچہ ہے تو سب کے دلوں کو دین کے طرف پھیر دے مگر یہ اس کی حکمتوں کے خلاف ہے۔

رسول اللہ کی جو محبت و شفقت اپنی امت اور پھر مطلق اُمتہ و عوۃ کے ساتھ ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا
مضرب القاس نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میری امت کی مثال ایسی ہے کہ اندھیری رات میں آگ کا ایک لادہ
جعل رہا ہو۔ اور آگ کا ایک بہت بڑا گھڑا روشن ہو اور دنیا کے کونہ کونہ سے پروانے آکر اس آگ سے خود کو
جلا کر رکھ کر رہے ہوں۔ چاروں طرف سے اس میں کود رہے ہوں اور چاروں طرف اندھیر ہی اندھیر ہے اس حال میں
میں ایک ایک کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور پکار رہا ہوں کہ سامنے آگ ہے اس سے

بچو جتنا بھی کوشش کرتا ہوں مگر بعض پروا نہ ملتی جاتی ہیں۔ اتنی محبت تھی یہاں تک کہ بسا اوقات لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے غم سے کبھی سخت غمگین ہو جاتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لعلک باخع نفسک علی آثارہم ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا و دوسرے جگہ اس طرح تسلی دی لست علیہم بمصیطر انما انت نذیر۔

ایک موقع پر حضور اقدس کو ارشاد فرمایا

سواء علیہم و اندرتہم امر لست نذرہم اگر انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ یہ ان کے حق میں برابر ہے اگر تم لا بومنین۔ انہیں ڈراؤ بھی مگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

لیکن تم اپنا تبلیغ جاری رکھو سواء علیہم فرمایا سواء علیک نہیں کہ تیرے حق میں نصیحت کرنا نہ کرنا برابر ہے بلکہ فرمایا کہ ان کے حق میں تیرا ڈرنا اور نہ ڈرنا برابر ہے مگر تم بیان کرتے جاؤ و عطا کرتے رہو تاکہ ان کے لئے انعام جنت ہوتا رہے آج اگر یہ ہر طرف مایوسی پھیلی ہوئی ہے کہ دین کے باتوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

حالات کی ناسازگاری ایسا وقت ہے کہ تبلیغ کرنے کے اثرات نہ دیکھ کر ایک عالم اور مبلغ کو مایوس ہونا پڑتا ہے کہ بظاہر بالکل پورے زور و شور سے ترقی کر رہا ہے اور تبلیغ کا کوئی فائدہ محسوس نہیں ہوتا۔ ایسے حالات میں حوصلے پست ہو جاتے ہیں اور ہمت کمزور ہو جاتی ہے۔ لیکن ہمارے سامنے حضور اقدس کا نمونہ موجود ہے کہ خدا نے تمام دنیا کی ہدایت کا کام سپرد فرمایا و ما امر سائیک الا کافۃ لئلا یبشیر و یذیرا اور ہم نے تجھے ساری بنی نوع انسانیت کے لئے بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ حضور اقدس کے طرف سے ایک آواز نکلتی ہے تمام دنیا ہے مقابلہ میں باہر بھی خرابی ہی خرابی ہے اور اندر کی حالت بھی خراب ہے حالات ہر طرف سے ناساز ہیں۔ ادھر حضور اقدس کی بے رواسائی کا اندازہ بھی لگائیے کہ نہ دولت ہے نہ طاقت ہے۔ بچے پر اپنے باپ کا سایہ ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی موقع نہ دیا اور یتیم ہو گئے۔ کہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ ان کے والد دولت مند اور طاقتور تھے۔ یا لوگوں کے ہمدرد تھے جس کی مدد سے حضور اقدس نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ ظاہری اسباب کچھ بھی نہیں مگر اسلام کی تبلیغ شروع کی ایک شخص کے گھر جا کہ منت سماجت کی کہ پانی بھردوں کا تم ہاتھ پاؤں دھو کر وضو کر لو۔ کپڑے دے دوں گا کہ پہن کر نماز پڑھ لو۔ تبلیغ و دعوت کے جتنے طریقے ممکن تھے سب آزمائے۔ خدمت کے طریقے، منت سماجت کے طریقے سب آزمائے۔ کفار بھی سمجھے کہ اس طرح حضور اقدس کا میاں سے ہمارے لوگوں کو ایک ایک کر کے اپنا ساتھی بنا رہے ہیں۔ تو مقابلہ کے لئے اٹھے۔ کیونکہ اس طریقہ کی کامیابی ظاہر تھی کہ کن طریقوں سے مکہ کے چودہ سالہ زندگی میں دعوت فر تبلیغ کا کام کیا؟ لوگوں کی مخالفت، گالی غلوج، تو تو میں میں ملک کر اپنا کام نہیں چھوڑا۔ اصلاح کرتے رہے ایک طرف تھکے برس رہے ہیں دوسرے طرف سے پھول کا وار بھی نہیں۔ ابو جہل تک کو بھی اس وقت بددعا کی جب کہ وہ

حضور کے محبوب ترین عمل نمازیں غل انداز ہوا۔ نماز حضور کا طبعی تقاضا تھا اس میں آنکھوں کی ٹھنڈک تھی اپنے رب کے ساتھ مناجات کے حالت میں جب اس نے شہادت کی تو اس کو بد دعا فرمائی۔ کہ جب بدن کا ایک پھوڑا اور ناسور علاج معالجہ سے بالکل ٹھیک نہ ہو سکے تو اس کو کاٹ دیتے ہیں تاکہ سارا بدن اس سے ضائع اور خراب نہ ہو جائے۔ ورنہ ابو جہل کے اس واقعہ کے علاوہ بتنی بھی مخالفت کی جاتی آپ دعا فرماتے کہ اللہم اہد قومی فانہم لا یفلتوا - اللہ میری قوم

نابھجھ رہے ان کو ہدایت دیدے۔

حضور نے بلا اجر خدمت کی اور اس تمام جدوجہد اور قربانیوں کا فائدہ بھرفائدہ اور اجر دنیا میں حاصل نہ کیا۔ نیت رضائے خداوندی اور رضائے اللہ تھی۔ مخلص جان نثار صحابہؓ کو بھی آپ نے یہی تعلیم دی کہ رضائے خدا مطلوب ہونی چاہیے اپنے اور اپنے خاندان کو ذرہ بھر نفع حاصل نہ کیا اپنے اولاد اور خاندان کو میراث سے بھی محروم کر دیا فرمایا نحن معاشر الانبیاء لا فودث ما ترکناہ ہم انبیاء کے جماعت میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ ہوتا ہے صدقہ

وہ صدقہ ہوتا ہے ساری امت پر۔

بوری کے ٹھٹھات پر رات کو آرام فرماتے۔ مگر کہ یہ حالت تھی کہ حسن بصری بعد از بلوغ ایک دفعہ اس کمرہ میں داخل ہوا تو سر جھکا کر داخل ہوئے تاکہ چھت کے ساتھ سر نہ لگے۔ دو دو ماہ تک فلت کرتے رہے۔ گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہیں سٹلگی۔ مرنس وفات میں گہروں کی خواہش ہوئی تلاش کے باوجود دستیاب نہ ہو سکی یہاں تک کہ جب وصال فرمایا تو مات النبی ودرعتہ مرھونہ مع یہودی چند صاع جو کے عوفن زہرہ مبارک ایک یہودی کے ساتھ گرو تھی۔

یہ نہ کہ ہیبت المال میں کسی چیز کی کمی تھی سب کچھ موجود تھا لاکھوں روپے ایک ایک دن میں آئے ۴۰ ہزار بکریاں ۱۲ ہزار اوقیہ ۴ ہزار اونٹ ایک جنگ جین میں آئے جس کے واحد متصرف آپ تھے لیکن اپنی زندگی جس طرح بسر فرمائی اس کا اجمالی ذکر آپ کے سامنے ہوا قناعت اور فقر کا یہ عالم۔

اختیاری فقر خداوند قدوس نے آپ کے لئے پہاڑوں اور بیاں کا سونا بننے کی پیش کش کی کہ اگر آپ چاہیں تو یہ پہاڑ آپ کے لئے سونا چاندی بن جائیں مگر آپ نے پیر پسند نہ فرمائی غربت و فقر کو پسند فرمایا اپنے اولاد کے لئے دعا فرمائی کہ اللہم اجعل رزق الہمد قوتاً

خود دعا فرماتے کہ اے اللہ میری زندگی اور موت کیلئے کی حالت میں گذرے اور مجھے آخرت میں بھی مساکین کے زہرہ میں اٹھا دے اور دعا فرماتے کہ اللہ مجھے ایک دن کھانا دے تاکہ تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور ایک دن بھوکا رکھنا تاکہ تجھ سے سوال کر کے نیچے یاد کرتا رہوں۔ اور آپ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ اصلی سادات میں آج تک وہی توکل۔ للہیت۔ غربت اور سخاوت مال و دولت کی بے وقعتی پائی جاتی ہے ہمارے شیخ حضرت مولانا مانی قدس سرہ العزیزہ کا سارا سرمایہ ان کے

حبیب اور بیٹے ہی میں رہتا تھا۔ سخاوت بے انتہا تھی ساری زندگی میں مکان تک نہ بنوایا تو سادات آمدنی کے باوجود فقیر رہتے ہیں۔ تو حضور اقدس کا منشایہ تھا کہ اس ساری تبلیغ و جدوجہد کا کوئی دنیاوی ثمرہ اپنے اور اپنے اولاد کے لئے حاصل نہ کروں۔

تحمل و بردباری | اور پھر اس تمام تبلیغ کے دوران جس تحمل و بردباری کا ثبوت دیا اس کی نظیر بھی دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اور رحم علی اور شان رحمت کے بناء پر کسی کو جتنی الوسع اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا اس لئے کہ نبی کا مقتول یا نبی کا قاتل عذاب خداوندی کا مستحق ہوتا ہے۔ جہاد کے سارے مواقع بلکہ ساری زندگی میں صرف ایک کافر ابی بن خلف کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا جو بہت شہیر اور سخت دشمن تھا۔ اور حضور اقدس کے قتل کرنے کا نذر اور علت کو چکا تھا۔ حضور کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ اُتی کو آئے دیجئے کہ تندر پورا کر دے کب تک بھوکا پیاسا رہے گا۔ ابٹی اپنے بڑے نیت پر آیا تو حضور نے معمولی سا زخم اپنے نیزے کی اُتی سے اس کے گردن کے ساتھ لگایا جس سے وہ چیخنے اور چلانے لگا۔ اور اندر الناس عذاب کا مستحق ہو کر مر گیا۔ پھر حضور کے شجاعت کا یہ عالم کہ جہاد میں سارے لشکر سے آگے آگے اور بقول حضرت علیؓ اشجع الناس آپ ہی تھے۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد دنیہ خالصتہ ہدایتہ خلق اور رضاے خداوندی تھا اور ان واقعات سے حضور کی حسن نیت واضح ہوتی ہے۔

حسن نیت کا ثمرہ | حضور اقدس کی عمل اور قربانی نے مقبولیت اور بارآوری حاصل کی اور یہ حضور کے عمل کے برکات و فوائد ہیں کہ سارے عالمین اس سے مستفید ہوئے وہ عمل دن بدن بار آور ہو رہا ہے۔ اُتی کو ڈر سے زیادہ مسلمان دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں آج ہم چودہ سو سال بعد بھی محمدؐ شہر پاکستان میں اسلام کا نام لے رہے ہیں ننانوے فی صدی اسلام حضور اقدس کے نام لیوا ہیں۔ یہ چند ٹوڈی لوگ جو انگریزیت کے دہر سے نکلنے لگے امت اسلام کے خلاف لگا رہے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں انگریزوں نے یہاں دو سو سال حکومت کر کے ایک تحریک چلائی مگر ان کے جانے کے ساتھ ہی وہ تحریک بھی زوال پذیر ہو رہی ہے۔ تو گویا ہر تحریک کا یہی انجام رہا۔ سو اُسے حضور اقدس کے مساعی جیلہ کے کہ دن بدن اس قییم ابی طالب کی آواز پھلتی جا رہی ہے جس نے آکر بد علی اور بد اخلاقی کی دنیا بدل ڈالی۔ ہر عمل کی دار نیست پر ہے۔ اور جس ذات کے نیات اور عزائم کا یہ عالم ہو جو بیان ہو اس میں کذب و افتراء اور خود غرضی کا شائبہ تک بھی نہیں آسکتا۔ پیغمبری کا مدار بھی نیت پر ہے اور بقدر نیت داد اور فیضان ہوتا ہے۔ اب آپ کا حسن نیت خاتم النبیاست ہے اس لئے نبوت بھی خاتم النبوت ہے۔ اور جو فیضان ہو وہ بھی خاتم الوحی اور افضل الوحی کے شکل میں موجود ہے۔ حسن نیت ایک ایسی دولت ہے کہ ایک غریب اور بے سروسامان مولوی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد و غربت میں رکھی اور اس کے عمل نے وہ مقبولیت حاصل کر لی کہ ہندوستان بھر میں اس کا فیض پھیل گیا۔

طلباء علوم نبوتؐ کے درجات اور فرائض

۲۵ رشتوال ۱۳۹۷ھ دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کے افتتاح کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی پُر حکمت تقریر۔ ضبط قاضی عبدالحکیم کلاچوی

نحمدہ و نصلى على رسولہ الکریم۔

محترم بزرگو! اس افتتاح کو اللہ تبارک و تعالیٰ تمام وابستگان دارالعلوم اساتذہ عظام طلباء کرام اور تمام معاونین کے حق میں بابرکت بنا دے میں بوجہ بیماری کے تقریر کرنے کا اہل نہیں ہوں۔ صرف خدا کی توفیق پر دو تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

طلباء پر خدا کا احسان | آپ پر اللہ جل جلالہ کا بہت فضل اور کرم ہے، فرشتے سیاہین تمام ملک میں رحمت کی تقسیم کے لئے پھرتے ہیں جہاں طلباء اور علوم دینیہ کا درس ہو وہاں پر فرشتے آسمان تک قطار لگا دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو رحمت ان طلباء پر آسمانوں سے برستی ہے۔ ہم بھی اس کے میزاب اس کے طریق اور اس کے راستہ میں بیٹھ جائیں۔

حق و باطل کی جنگ | دنیا کا نظام ابتداء سے جو روانہ ہے مجموعہ اخلاقیات ہے خیر اور شر حق اور باطل یہ دو نظام ہیں دو سلسلے ہیں دو زنجیریں ہیں جیسے ظلمت اور نور، رات سیاہ ہے دن منور ہے۔ ابتداء عالم سے اسی طرح تقسیم ہے۔ اسی طرح حق اور باطل کا کھراؤ حق اور باطل کی موجودگی ابتداء عالم سے ہے۔ یہ نظام اب بھی موجود ہے۔ حق کے مقابلہ میں باطل خیر کے مقابلہ میں شر۔

انسان دو قسم کے ہیں | انسانوں میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک نے سلسلہ شر کو پکڑا ہوا ہے۔

سلسلہ شترزنا، قتل بے دینی، شرک ہے تو کوئی تو اس کی کڑی ہے، ہر شریر آدمی اپنی جگہ میں شرک کی کڑی مضبوط رکھتا ہے اور ایک انسان وہ ہے کہ جس نے سلسلہ خیر کو اپنایا ہو اسے سلسلہ خیر کی کڑیاں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے اور بھی خیر کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ ہزار ہا افراد خیر ہو سکتے ہیں۔

خیر کی افضل ترین کڑی | مگر خیر کے سلسلہ میں اور خیر کی تمام کڑیوں میں خیر کی بہترین کڑی تعلیم و تعلم ہے۔ یہ تمام سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ اس میں بحث ہے کہ جہاد افضل ہے یا علم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ ترمذی میں اور حدیث کی دوسری کتب میں آپ پڑھیں گے خیر کہ من تعلم القرآن وعلیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تخصیص نہیں کرتے۔ فرمایا خیر کم یعنی جو بھی ہو جہاں بھی جس وقت بھی ہو جس زمانہ میں بھی ہو وہ بہترین ہے کہ جس کا مشغلہ قرآن مجید کا تعلیم و تعلم ہو قرآن مجید کا سیکھنا اور سکھانا ہو۔

علوم مدونہ کی تعلیم بھی قرآن کی خدمت ہے | تم جتنے بھی یہاں علوم حاصل کرتے ہو وہ سب قرآن کی تعلیم ہے۔ اور اس حد کے مصداق ہو۔ اس لئے کہ صرف دنیوی وغیرہ بھی اس لئے تو پڑھا جاتا ہے۔ کہ قرآن مجید کا انرا صحیح ہو منطق بھی قرآن کی خدمت ہے کہ منطق میں صفائی کبریٰ طرز دلیل سیکھ لو اور فلسفہ بھی سیکھ لو کہ قرآن مجید کے خلاف فلاسفہ یونان نے جو کچھ کہا ہے ان کی خرافات کی تردید بھی علمی منطقی اور فلسفی انداز سے کر دو غرض یہ ہے کہ ان سب علوم کا پڑھنا قرآن کی خدمت ہے اور خیر کم من تعلم القرآن وعلیہ میں داخل ہے۔

حضور اقدس کی دعا | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے نصیر اللہ امرأ سمع مقالتي فوعاها وادها كما سمعها او كما قال

علیہ الصلوٰۃ والسلام ترو تارہ رکھے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جس نے میرا مقالہ سنا اور یاد کر دیا۔ پھر یہ عام ہے کہ سینہ میں یاد کر دیا یا کتاب میں دونوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا شامل ہے۔ اس دعا کا مصداق آپ کو اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ بنا دے۔ آمین۔

علماء کا مقام | بھائیو! خدا کا شکر کرو یہ دور تو فتنوں اور الحاد کا ہے۔ ہم طلباء کی معاشی زندگی متوسط عوام سے اچھی ہے۔ عوام صبح سے شام تک اور صبح سے صبح تک سرپٹ دوڑتے ہیں اور بمشکل روٹی کماتے ہیں۔ اور جو علم اور حدیث کے شائقین ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تیار مٹخ دیا ہے۔ تیار روٹی اور سالن ملتا ہے۔ صرف یہ نہیں طلباء علماء محدث کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں میں ہے اور یہ تو طلباء علماء محدثین کا ظاہری مرتبہ ہے۔ اصل قدر و منزلت تو آخرت میں ہوگی۔

دیکھو امام بخاریؒ جس وقت وفات ہوئے ان کے قبر مبارک سے مشک و عنبر سے بھی بہترین خوشبو آنے لگی۔ لوگ مٹی لے جانے لگے۔ شام تک امام بخاریؒ کی قبر ایک گڑھا بن جاتی، پچھ ماہ تک یہ کیفیت جاری رہی اس کے بعد امام بخاریؒ کے متعلقین نے یہ دعا کی کہ اس کو امت کو تحفیٰ فرما دیا جائے۔

تو یہ کیا ہے۔ یہ نصی اللہ امراً۔ والی دعا ہے جو مقبول ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا یا اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما دے صحابہؓ نے دریافت کیا آپ کے خلفاء کون ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلفاء وہ لوگ ہیں جو حدیث پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں۔

حدیث شریف میں علماء کا مقام | بخاری شریف میں آپ پڑھیں گے کہ العلماء وزنتہ الانبیاء یہ مقام طلباء اور علماء کا کتنا اونچا ہے۔ معمولی بات نہیں یہ وارث الانبیاء ہیں درانت اس چیز میں جلتی ہے جو مخصوص ہو اس کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص چیز کیا ہے وہ وحی ہے، متلو ہو یا غیر متلو ہو قرآن میں اور کتب احادیث میں موجود ہے بہر حال بہت بڑا انعام ہے جو آپ کو ملا ہے۔

علماء کی ذمہ داری | اب میں اتنا عرض کروں گا کہ فضیلت کے لحاظ سے تو مقام بہت اونچا ہے۔ اب صحیح طور پر آپ اس کے مصداق تب ہوں گے کہ تمام طرز و طریقہ نشست و برخاست کھانا پینا سونا جاگنا بیٹھنے کی طرح ہو کیونکہ آپ وارث الانبیاء ہیں۔ اہل مکہ کی اصلاح | اہل مکہ کی حالت آپ کو معلوم ہے کہ کیا تھی مگر اصلاح اس طرح ہوتی کہ

فرمایا اصحابی کا انجوم آسمان کے ستارے ہو گئے توجب آپ لوگ انبیاء کے وارث ہیں تو آپ کا کام بھی لوگوں کی اصلاح کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ بنی کے دشمن کو ہر بات میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع کرنا ہوگا جنگ اُحد میں نبی کے دانت مبارک شہید ہوئے تو آپ نے اصلاح یہ فرمائی کہ بجائے غصہ ہونے کے فرمایا اللہم اھد قومی فاتھم ولا یعدمون ہم کو تو کوئی گالی دے ہم پتھر مار تے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین اصلاح کا نتیجہ تھا کہ یہ جو شرک کے بڑے ستون تھے جب اسلام میں داخل ہوئے تو اسلام کے عظیم راہنما بن گئے ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ کی مقدس جماعت پیدا ہو گئی اور تمام دنیا میں اسلام کا بول بالا کیلئے یہ کابل اور پاکستان میرے خیال میں ابوداؤد شریف میں آجائے گا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتح ہوا ہے۔

صحابہ کا مقام | صحابہؓ کا مقام بہت بلند ہے۔ مکہ کے کفار سردار جمع ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ہم آپ کی باتیں سننے کا ارادہ رکھتے ہیں، لیکن یہ شرم کی بات ہے کہ یہ دور دراز کے غریب لوگ یہ جہش کے رہتے دلے یہ پیٹے پیرانے کپڑوں والے لوگ بھی ہوں اور ہم بھی ان کے لئے علیحدہ وقت مقرر ہو اور ہمارے لئے علیحدہ۔ یہ مطالبہ ہوا سرداران مکہ کا۔

اللہ کی نظر میں صحابہؓ کی بہت بڑی شان ہے جہاں صحابی کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے تو وہاں اللہ نے ان کی توصیف کی ہے ﴿رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ رحمانینہم توالہم رُفَعَا سَجْدًا۔ الخ دیکھو ذکر چھڑا تو سارا رُکوع تعریف میں لگا دیا صحابہؓ کی قربانیوں کے پیش نظر اللہ نے فرمایا کہ سرداران قریش کے مطالبہ کو ٹھکرا دو اور داصر نفسک مع الذین یدعون بہم بالغداۃ والعشی جو لوگ صبح و شام اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی درگاہ میں بیٹھ جاؤ بڑے لوگ ہیں اس درگاہ میں ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو بیٹھ جائیں، نہیں بیٹھتے تو نہ بیٹھیں۔

امام بخاریؒ کی نظر میں علم کا مقام | امام بخاریؒ کا اللہ تعالیٰ درجہ بلند کر دے، بخارا کا امیر کہتا ہے میرے پاس تشریف لاؤ اور مجھے حدیث پڑھاؤ، امام صاحبؒ نے جواب میں فرمایا علم لوگوں کے دروازوں پر نہیں جایا کرتا

لوگ علم کے دروازہ پر آتے ہیں، پھر کہا کہ میرا شہزادہ آپ کے پاس آئے گا مگر دوسرے طلباء کے علاوہ اس کو خصوصی وقت دو، آپ نے جواب میں فرمایا یہ رحمت خداوندی ہے اس میں تخصیص نہیں جب سبق شروع ہو جائے تو امیر و غریب تمام اس میں بلا امتیاز شریک ہو سکتے ہیں۔ آپ اور ہم کو بھی ان روایات کو باقی رکھنا ہوگا۔ تب وارث الانبیاء ہوں گے آقا کے طرز پر چلیں گے کیونکہ ہم تو غلام ہیں سنت کی ایسی پیروی کرنی چاہیے کہ دیکھنے والا تعجب میں پڑے۔

جنید بغدادی کا شوق سنت | حضرت جنید بغدادی مرض الوفا میں ہیں وضوء بھی شاگرد کر رہا ہے خلال باقی رہ گیا۔ آپ کی انگلیاں کشادہ تھیں منظم نہ تھیں کہ خلال واجب ہو بلکہ خلال مستحب تھا لیکن فرمایا کہ میرا وضوء دوبارہ کر دو، شاگرد نے کہا کہ خلال تو مستحب ہے۔ فرمایا مستحب کے آداب کی وجہ سے تو اس مقام تک پہنچا ہوں اور اب اللہ سے ملنے والا ہوں۔ تو اگر اللہ پوچھے کہ مستحب کو آخر میں کیوں چھوڑا تو کیا جواب دوں گا۔

مسلمانی کا بیل | ان لوگوں کا یہ حال تھا اور ہم تو بڑی سی بڑی چیز کا بھی لحاظ نہیں کرتے ہر دکان پر ایک بورڈ ہوتا ہے، یہ دائرہ بورڈ ہے مسلمان کا۔ تو مسلمان کی مسلمانی کی نشانی دائرہ ہی ہے کتابوں میں ہے کہ دائرہ کا منڈا تار یا قبضہ سے کم پینچی کرنا دونوں کا ایک حکم ہے دونوں فاسق ہیں۔۔۔۔۔ پھر طلباء کو تو خاص خیال رکھنا ہے۔ والدین نے آپ کو اپنی خدمت سے معاف کر دیا تو قبیلہ چھڑا دیا۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ دین کے محافظ ہیں۔ الحاد زندہ دہ غیر علمی قتلوں کا مقابلہ کریں گے۔ پر دین کے متبعین کا مقابلہ کریں گے کہ حدیث حجت ہے اگر آپ خود اس کی مخالفت کریں تو پر دین کے گاہک خود تو ماننا نہیں اور میرے اوپر منواتا ہے۔

اتباع سنت | اتباع سنت صرف نماز روزہ میں نہیں ہے، تمام زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو دیکھنا ہوگا۔ دنیا آج امام بخاری اور امام ابو حنیفہ کی عزت اس لئے کرتی ہے کہ وہ حضور کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا تھے۔

دنیا حقیر چیز سے اس کے لئے بھی محنت کرتے ہیں۔ تو اتباع سنت کے لئے تو بہت ہی کوشش کرنی ہوگی ورنہ دنیا کا تو یہ حال ہے کہ کل بھٹو کی قدر تھی کل کہتا تھا کہ میری طرح دوسرا نہیں آج پابجولاں ہے۔

قارون کا انجام | دنیا تو قارون کی بہت زیادہ تھی، ابھی قاری صاحب نے تلاوت فرمائی کہ اِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ بڑی دولت تھی، لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ فُتِنَ بِهَا وَبَدَارَ الْاَرْضَ۔ زمین اس کو نکل گئی اور امام بخاریؒ نے اتباع سنت کیا تو چھ ماہ تک قبر سے خوشبو آتی رہی۔ یہ حضورؐ کی وہی دعا ہے کہ نَصْرَ اللّٰهِ اَمْرٌ اَجْسَمُ نے بھی دین کی خدمت کی ہے، اللہ نے ہمیشہ اسے آباد رکھا ہے۔

ادب و احترام شیخ | بھائیو! اس نعمتِ عظمیٰ کے حاصل کرنے کے لئے ادب بہت ضروری ہے۔ کتابوں کا اساتذہ کا مدرسہ کے خدام کا دل میں

ادب و احترام رہے، حصولِ علم و حصولِ فیض کے لئے ضروری ہے کہ یا تو استاد کے عاشق بن جاؤ یا استاد کے معشوق بن جاؤ۔ یا تم کسی کو اپنے دل میں جگہ دے دو یا کسی کے دل میں اپنی جگہ پیدا کر دو۔ اخلاصِ للہیت ادب و احترام میں اگر کمی ہوگی تو پھر کامیابی مشکل ہے۔

مدرسہ کی حقیر خدمات | اس میں شک نہیں کہ اس دارالعلوم کے ساتھ اور اسی طرح دیگر مدارس کے ساتھ حکومت کی کوئی امداد نہیں ہے۔ یہ

خدا کے فضل اور عوام کے چندوں پر چلتے ہیں مدرسہ سے آپ کی جو حقیر خدمت ہو سکتی ہے، اس میں کوتاہی نہ کی جائے گی آپ کو یہ خیال کرنا ہوگا کہ یہ آپ کا اپنا ہی گھر ہے اور گھر میں انسان ہر قسم کی مشکلات برداشت کرتا ہے، تو یہاں بھی آپ کو للہیت اخلاص و صلہ سے کام لینا ہوگا۔ اور خدا نہ کرے اگر کوئی تکلیف آئے بھی تو خندہ پیشانی سے اسے قبول کرنا ہوگا۔

طلباء کی کثرت | آپ دیکھتے ہیں طلباء کثیر تعداد میں ہیں، اب کمروں میں گنجائش نہیں مساجد میں بھی جگہ نہیں اگر ممکن ہو اور مساجد میں کوئی گنجائش نہکل سکے تو مساجد کے ساتھی، یہ قربانی برداشت کریں اور ساتھیوں کو جگہ دیں انشاء اللہ گنجائش

بھی ہو جائے گی اور ویٹرون علی انفسہم پر بھی عمل ہوگا، ایشیا کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ اور ایشیا
پھر طبیعت ثانیہ بن جائے گا۔ اور بعد میں پھر ایشیا کرنے پر تکلیف بھی محسوس نہ ہوگی۔

طلباء کیساتھ عظیم شفقت خدا کی قسم اگر میرے بس میں ہوتا، میری طاقت ہوتی اور گنجائش
نکل سکتی تو میں ایک کم سن طالب علم کو بھی جواب نہ دیتا، لیکن
کیا کیا جائے وسائل محدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرما دے۔

وقت کا تقاضا خط و کتابت اور تجوید و قرأت اس دور میں بہت ضروری ہے آپ کتب
کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ بھی قائم رکھیں ایک طالب علم کابل سے آیا تو والد نے
یا کسی اور نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو تو کہا از قابل آدم۔ اس نے کہا کہ آپ کا امتحان ہو گیا۔
آپ کا علم معلوم ہو گیا علم شمار از قات قابل شناختم۔ آپ جب گھر جائیں گے تو نماز پڑھانی ہوگی،
تقریر بھی کرنی ہوگی، تو ان چیزوں کا خصوصیت سے خیال رکھا جائے۔ قاری صاحب مدرسہ میں
آپ کی خدمت کے لئے موجود ہے، آپ ان سے استفادہ حاصل کریں۔

آخری نصیحت بھائیو! ان چیزوں کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس بہت ضروری ہے اخلاق
ذمہ سے متنفر ہو جاؤ و علمہم الکتاب والحکمة تزکیہ ایک مستقل
چیز ہے۔ قلب کے اوصاف ذمہ بدن کے افعال قبیلہ و ذمہ کو ختم کرنا یہ تزکیہ ہے قلب کی مثال
برتن کی ہے اگر برتن میں گندگی ہو اور آپ اس میں شہد گئی بھی ڈالیں تو پلید ہو جائے گا۔ یہی وجہ
ہے کہ بعض طلباء معاذ اللہ بوبند کے بھی قادیانی ہو گئے۔ ظرف جب پلید ہوتا ہے تو ظروف بھی
پلید ہو جاتا ہے جسد کبر بڑائی یہ تمام دل سے نکال دو۔ آپس میں خلوص محبت اور ہمدردی کیساتھ
رہو، جھگڑے جو ہوتے ہیں وہ زرن زمین کے اشتراک کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ طلباء میں ان
چیزوں کا اشتراک نہیں، پھر جھگڑے کا کیا معنی ہے، چاہے کہ ہم ایک دوسرے پر اپنے آپ
کو قربان کریں۔

نماز کا خیال رکھو نماز کا پورا خیال رکھا جائے ہم پر بوجہ عدم استطاعت حج تکرۃ نہیں
ہے تو اسلام کا یہی ایک عمل ہے۔ اور وہ نماز ہے۔ اگر یہ بھی معاذ اللہ
ختم ہو جائے یا اس میں سستی آجائے تو پھر کیا باقی رہ گیا ہے۔

علم دین

اور

علمائے حق

وہ خطاب کراچی جو آپس نے جامعہ مدینہ کیمپس کے افتتاحی اجلاس میں فرمایا جسے حق پرست پکار دے ترتیب کیا محجرات الحدیثیہ شریعتیہ کیمپس

تَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَلْعُلَمَاءُ بُرُثَةُ الْاَنْبِیَاءِ۔

میرے محترم بزرگو! میں بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے نیز اکابر علماء یہاں موجود ہیں خصوصاً میرے بزرگ محترم حضرت مولانا محمد زاہد الحسنی صاحب دامت برکاتہم اللہ ان کے علم میں عمر میں برکتیں رکھے۔ یہ ان کی ذرہ نوازی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت مولانا کی ہستی اس موجودہ دور کے علماء میں وہ ہستی ہے کہ دریا میں تیرتے ہوئے ان کے کپڑے پانی سے نہیں بھگے اور یہ بڑی مشکل بات ہے۔ یہ چیزیں آپ حضرات نے دیکھی ہوں گی۔ ہمارے بہت سے رفقاء جو فاضل دیوبند بھی ہیں۔ فضلاء حقانیہ بھی جب وہ کالجوں میں سکولوں میں چلے جاتے ہیں۔ تو وہاں کارنگ لے لیتے ہیں۔ نتیجہ ہمیشہ ارذل کے تابع ہوتا ہے۔ منطقیوں کے ہاں مگر حضرت مولانا نے اپنی زندگی بھی انہیں کالجوں میں گزار کر ان کی اصلاح کی اور ان کا نقش نہیں بیا۔ بلکہ اپنا دینی نقش ان کے اوپر بٹھایا یہ ایک بڑی خصوصی شان ہے۔

ایمان اور معنوی زندگی کی حفاظت کا خدائی نظم | اور اس کے علاوہ بھی عرض

کردوں۔ اللہ کا بڑا کرم اور بڑا احسان ہے کہ جس طریقے سے دریا اور سیلاب، پانی کہاں کاہل کے پہاڑوں پر پانی برسا اور گلگت کے پہاڑوں پر پانی برسا تو وہاں سے پانی بننے لگا تو چھپرے کے لوگ۔ سندھ کے لوگ، پنجاب کے لوگ۔ کراچی تک لوگ سیراب ہو رہے ہیں۔ پانی آ رہا ہے۔ دریا کابل بہہ

رہا ہے۔ لوگ سیراب ہو رہے ہیں۔ خشک زمین سیراب ہو رہی ہے اور یہ بھی اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔ ہمارے پاس تو خدا کی نعمتوں کی قدر نہیں ہے۔ حقیقت ہے کہ اس پانی کی ہمارے پاس کوئی قدر نہیں جیسا کہ دین کی قدر آج ہمارے پاس نہیں ہے۔ پانی مدار حیات ہے۔ پانی کو اگر اللہ تعالیٰ صرف گلگت کے پہاڑوں پر برساتا اور ہمیں کہنا کہ ے جاؤ لوٹا وہاں سے لاؤ۔ اب اندازہ لگ سکتا کہ پانی کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اُس رب کریم نے اس پانی کو زمین کے اوپر بہانا شروع کر دیا اور زمین کے اندر رگیں پیدا کیں کہ وہ ہمارے لیے جذب کرے اور پھر ہم کنوؤں اور چشمیوں کے ذریعے سے پانی کو حاصل کریں۔ تو زمین کے اوپر بھی بہہ رہا ہے۔ اور دس بیس گز زمین کے نیچے ہمارے پاؤں تلے بھی پانی بہہ رہا ہے۔ تاکہ ہمیں زندگی گزارنے میں کوئی دقت نہ ہو ہم پیاسے نہ رہ جائیں۔ جیسا کہ یارش کا صاف اور شفاف پانی ہے۔ اوپر سے آتا ہے اسی طریقہ سے دینی تعلیم بھی مدار حیات ہے۔ پانی بھی مدار حیات ہے۔ دین میں بھی کسی قسم کا غل اور غش نہیں ہے لَایِبَ فَبِیْہِ اور آج تک اعلان ہے وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا۔ کسی کو کوئی شبہ ہو تو آج بھی چیلنج ہے فَاتُوا السُّورَةَ قِیَّتَ مِثْلَہِ تو حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ مینے میں ایک اتوار کو ایبٹ آباد درس قرآن دیتے ہیں۔ اور وہ پانی دین کا فیض پہنچاتے ہیں۔ ایک اتوار کو دواہ کینٹ میں اور ایک اتوار کو پشاور میں اور خدا معلوم کہ کہاں کہاں وہ درس دیا کرتے ہیں تو جیسے دریا کا پانی تفتوں کے پاس پہنچ رہا ہے۔

علماء کنواں نہیں دریا بنیں | آج کل ہم لوگ کہتے ہیں کہ کنویں کے پاس پیاسے آتے ہیں۔ ہم مولویوں کے ہاں بھی مثال ہے۔ بھائی کنویں کے پاس لوگ جاتے ہیں۔ کنواں کسی کے پاس نہیں جاتا۔ یہ اچھی مثال نہیں ہے کنواں تو جماد ہے دیوار ہے۔ پتھر ہے۔ حیات اس میں نہیں ہے۔ حیوان بھی نہیں ہے۔ انسان تو گجڑہ تو جماد ہے تم بھی جماد بننا چاہتے ہو؟ تم بھی دیوار بننا چاہتے ہو؟۔ کہتے ہو ہم کنواں ہیں۔ ہمارے پاس لوگ آئیں۔ ہم نہیں ہتے۔ نہیں دریا بنو۔ دریا بنو۔ دریا بنو۔ کابل بنو اور دنیا کو سیراب کرو۔ اور یہ ہے۔ بڑی مشکل چیز۔ انسان کام نہیں ہے۔ بڑی مشکل بہت مشکل۔

علم حقیقی انانیت کا نہیں تواضع کا ذریعہ | لیکن یہ ان کو نصیب ہوگا جن میں انانیت آجائے۔ جن میں اس قسم کی خوداری آجائے یہ خوداری نہیں تکبر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے کہ علم اللہ کی صفت ہے، حیات ہے تو اللہ کے تمام صفات عالیٰ علو کے متعلق ہیں۔ اللہ تو عالی ذات ہے۔ دیکھو! جہاں آگ موجود ہو تو گرمی بھی موجود ہوگی۔ جہاں برف ہو تو ٹھنڈک بھی ہوگی۔ تو جو چیز جہاں ہوگی تو اس کا تقاضا بھی ظاہر ہوگا۔ تو کہیں علم آجائے۔ تو علم ہماری صفت نہیں ہے۔ خدا کی صفت ہے۔ اس کا پرتو پڑا۔ اس کی تجلی ہوئی تو جو نادان ہوتا ہے۔ وہ تو سمجھتا نہیں وہ سمجھتا ہے۔ میں بڑا آدمی ہوں، انانیت آجاتی ہے۔ تو ختم ہو جاتا ہے۔ ابلیس ختم ہوا یا نہیں؟ دیکھو ابلیس بہت بڑا عالم ہے۔ شیطان! جانتے ہونا! اور آپ کہیں گے کیا دلیل؟ تو سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ علماء کو آج بھی گمراہ کرتا ہے یا نہیں تو جو علماء کو گمراہ کرتا ہو۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ وقت ہے نہیں کہ بیان کروں۔

امام رازی اور شیخ نجم الدین کا واقعہ | امام رازی بڑا متکلم فلسفی اور میں ان کے عجیب حالات ہو گئے تھے۔ ان کے زمانے میں شیخ نجم الدین کبریٰ ایک بہت بڑے بزرگ، صوفی اور عالم تھے۔ اس نے یہ چاہا کہ اس سے بیعت کر دوں۔ پرانے زمانے کی بیعت اور آج کل کی بیعت میں بڑا فرق ہے۔ آج کل تو لوگ اس سے بیعت ہوتے ہیں کہ کوئی تعویذ دے دوتا کہ دکان چل جائے۔ اور مقدمہ جیت لیں تو کمری مل جائے اور کوئی وظیفہ بتائیں کہ دس روپے مہینے کے نیچے شیطان رکھا کرے۔ آج کل کی بیعت نہیں وہ تو اخلاق کی درستگی اور اپنے آپ کو مٹانا اور یہ بڑا مشکل کام ہے تو حضرت امام رازی جب بیعت کے ارادے سے آئے تو جہاں مسجد میں ٹھہرے تھے، تنخوا کے لیے تو وہ ملک بن کر وہاں بیٹھ گیا۔ اب ڈھیلوں کو اپنے چہرے کے ساتھ ہموار کر رہا ہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ لوگ آنے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہوگا کوئی دیوانہ بیٹھا ہے ڈھیلے توڑ رہا ہے۔ پھر اس کو ہموار کر رہا ہے۔ لوگوں نے کہا ہوگا کوئی دیوانہ دین دن ای طریقہ سے گزرے۔ ایک عیسائی آیا۔ شہر میں اس نے اعلان کیا کہ میرے ساتھ کوئی مولوی مناظرہ

گھرے میرے اسلام کے اوپر چند اعتراضات ہیں۔ ان کا کوئی جواب دے۔ اب اس نے اعلان کر دیا۔ شہر کے جس قدر علماء میں ان کے پاس جواب تھا انہیں لوگ اور علماء دوڑے شیخ نجم الدین کے پاس کہ حضرت معاملہ بڑا خراب ہے عیسائی اٹے ہیں اور چیلنج کرتے ہیں کہ میرے ساتھ کوئی مناظرہ کرے اور یہ اعتراضات ہیں تو شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ بھی! امام رازی بہت بڑے فلسفی اور علم کلام کے بہت بڑے امام ہیں اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں کسی قاصد کو بھیجتا ہوں کہ وہ جائے اور ان سے جوابات لے کر آئے شیخ نجم الدین نے رقعہ لکھا امام رازی کے نام کہ اس طرح پادری آیا ہے۔ اور اعتراض کر رہا۔ امام رازی تو وہاں بیٹھ کر سن رہا تھا۔ جب وہ قاصد شہر سے باہر نکلا تو یہ بھی اس کے پیچھے دوڑا اور اس سے پوچھا کہ بھی کہاں جا رہے ہو؟ اس سے کہا آرام بیٹھ دیوانے تو کیا پوچھتا ہے؟ اس نے کہا بھی اس میں کوئی ناراضگی کی بات ہے۔ مجھے بتاؤ دو ذرا۔ خیر قصہ یہ کہ اس نے بتا دیا کہ اس طرح پادری آیا ہے۔ اس نے اعتراضات کیے ہیں۔ اور مجھے شیخ نے امام رازی کے پاس بھیجا ہے۔ اب میں اس کے شہر کو جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے کاغذ دکھلاؤ۔ کاغذ لے کر اس کی پشت پر جوابات لکھ دیئے وہیں کھڑے کھڑے اور اس سے کہنا یہ کاغذ شیخ کے پاس لے جاؤ۔ اگر انہیں جوابات پسند نہ آئے تو پھر امام رازی کے پاس لے جانا۔ اگر یہیں سے کام بن جائے تو بہتر نہیں ہے۔ وہ کاغذ لے گیا۔ شیخ نجم الدین کے پاس اسے جوابات دکھائے آپ نے فرمایا یہ جوابات کس نے لکھے ہیں؟ شخص تو امام رازی کے بغیر اور کوئی ہو، نہیں سکتا کون ہے۔ یہ؟

امام مالک کا خواب اور ابن سیرین کی تعبیر

اور ایک بات
کے ضمن میں درج

بات یاد آتی ہے۔ وہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ جانتے ہیں نا؟ مدینہ منورہ کے بڑے امام ہیں وہ حج کے دنوں میں اس ڈر سے حج کو نہیں جاتے تھے (فرض حج تو ادا کیا ہوا تھا) نفل حج کے لیے اس لیے نہیں جاتے کہ انہیں خطرہ تھا کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر نہ مر جاؤں اور مدینہ ہی ہے کہ جہاں آدمی مر جائے وہیں اس کو دفن کر دیا جائے تو یہ عاشق رسول کتنا ہے کہ اگر میں باہر مر گیا یا مکہ مکرمہ میں تو مجھ سے مدینہ منورہ رہ جائے گا۔ اب وہ بے چارہ تڑپ رہا ہے مکہ مکرمہ

کوچ کے لیے جی پاتا ہے اور مدینہ منورہ سے نکل بھی نہیں سکتا۔ ڈر کی وجہ سے تو خواب دیکھا
اس نے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو عرض کیا حضور میں کتنا عرصہ زندہ
رہوں گا؟ اپنے دل کی بات پوچھ رہے ہیں۔ کہ حضرت! میری زندگی کتنی ہے؟ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک کا اشارہ کیا خواب سے بیدار ہوئے۔ تو پتہ نہیں چلتا کہ یہ پانچ دن ہیں
یا پانچ گھنٹے زندہ رہے گا یا پانچ برس تو امام مالکؒ متحیر ہوئے۔ جواب تو ملا۔ لیکن معلوم نہ ہوا کہ میری
زندگی کتنی ہے؟ اس نے اپنی باندی سے کہا کہ دیکھو ابن سیرینؒ ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ تعبیر کے
بیسے ان کے پاس جادو اور ان سے کہو کہ ایک شخص نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا میرا نام نہ لینا اور صرف تعبیر پوچھنا قاصد نے خواب پیش کیا۔
تو اس نے کہا کہ کس نے خواب دیکھا؟ تو قاصد نے کہا حضور! میں نام نہیں بتا سکتا۔ آپ نے فرمایا
یہ بغیر امام مالکؒ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور پھر ابن سیرینؒ نے جواب دیا کہ یہ نہ پانچ منٹ ہیں
نہ پانچ گھنٹے نہ پانچ دن اور نہ پانچ مہینے ہیں۔ بلکہ تم نے خواب دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا تو حضور نے جواب فرمایا۔ **فِي مَخْنَسٍ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ** اس کا جواب
ان پانچ چیزوں میں ہے جو خدا کو معلوم ہیں۔ اور کسی کو معلوم نہیں۔ کیونکہ عالم الغیب تو اللہ ہے اور
زندگی کا بھی اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں۔ تو یہاں بھی شیخ نجم الدینؒ نے فرمایا کہ یہ جواب تو بغیر امام
رازیؒ کے کوئی اور نہیں دے سکتا تو شیخ نے قاصد سے پوچھا کہ یہ جواب کس نے دیا ہے اس نے
کہا کہ جی! یہ جو دیوانہ بیٹھا ہے۔ ڈھیلے ہوا رکھ رہا ہے۔ اس نے جواب دیا ہے اب شیخ نے امام
رازیؒ کو بلایا۔ پھر اندر کمرے میں لے گئے۔ پھر کہا تو امام رازیؒ ہے؟ اس نے کہا کہ جی میں امام
رازیؒ ہوں۔ فرمایا یہ تو کیا کر رہا ہے؟ عرض کیا حضرت! میں بیعت ہو کے لیے آیا ہوں اور پہلے
اپنے نفس کا علاج کر رہا ہوں۔ میں دنیا میں مشہور ہو گیا ہوں کہ بڑا فلسفی ہے۔ بڑا عالم ہے بڑا متکلم
ہے۔ میں اپنے نفس کو نوٹ رہا ہوں اور شیخ کے دروازے پر ایسا ہی کرنا چاہیے۔ پھر شیخ نے
پوچھا کہ کہے آئے ہو؟ اس نے کہا جی بیعت کرنے۔ فرمایا اچھا تو مراقبہ ہو جا۔ امام رازیؒ مراقب
ہوئے۔ مراقب ہونے کے بعد امام رازیؒ اچیل گئے۔ اچھے۔ اچھلنے کے ساتھ شیخ نجم الدینؒ
نے پوچھا کیوں اچھے ہو؟ اس نے کہا حضور! مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے سینے میں پہاڑ

گر رہے ہیں۔ پیار میرے دل میں نکل رہے ہیں۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ تمہارے دل میں جو پڑے
 بڑے پیار منطق، فلسفہ اور علم کلام کے موجود ہیں اور نئی تعمیر تب ہوگی۔ جب پرانی کو دیران کرنا چاہیے
 نئی تعمیر کے لیے پرانی کو دیران کرنا ہوگا۔ اما رازیؒ نے عرض کیا۔ حضور! میں بوڑھا ہو گیا ہوں ان
 فنون میں منطق، ریاضی فلسفہ میں زندگی ختم کر دی۔ اب میں کس طرح ان چیزوں کو چھوڑ دوں میرا
 توجی نہیں چاہتا شیخ نجم الدینؒ نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے۔ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری دین کا
 محافظ بنا دیا ظاہری محافظ بھی تو ہیں کے ہونے چاہئیں۔ کوئی منطقی اور فلسفی بھی تو ہونے چاہئیں تو
 آپ دہریوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ فرمایا اور پھر امام رازیؒ کو رخصت کر دیا۔ دیکھو یہ شیطان
 پر بات بھی ہو گئی۔

استدلال سے نہیں بچنا سکتے | جب امام رازیؒ کو موت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ انہوں

نے سیکڑوں دلائل توحید کے تیار رکھے تھے۔ تاکہ نزع کی حالت میں شیطان سے مناظرہ کر دے گا
 تو اما رازیؒ نزع کے وقت میں بہت پریشان ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا پریشان کیوں ہو؟ انہوں
 نے فرمایا کہ میرے پاس جتنے دلائل ہیں ان سب پر شیطان اعتراض کرتا جا رہا ہے۔ ادھر وہ شیخ
 نجم الدینؒ وضو کر رہے تھے۔ آپ کو سراج تہ میں معلوم ہوا تو آپ نے ٹوٹا زور سے پھینکا اور فرمایا۔
 ”اے گومن خدا را دعا دلائل شناسم تو چہ میگویی ابلیس“۔ پس فقہ ختم کر دے۔ دلائل کو کیا کر دے گئے؟ تو کہہ
 دے کہ میں خدا کو بلا دلائل کے ایک مانتا ہوں۔

دلائل نہیں ایمان کی لاٹھی | وہ ہمارے ہاں ایک علاقہ ہے (نعمان) کہتے ہیں، ابلیس وہاں گیا کہیں جہنم

میں ایک سے پوچھا تو خدا کو مانتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا تیرے پاس خدا کی لیل ہے
 اس نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا ہاں ہے اور کہا اگر ایک راستے سے اونٹ یا سائیکل یا موٹر
 یا آدمی خود پیدل چلا جائے تو دوسرا آدمی دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہاں سے صرر کوئی چیز گزری ہے۔
 جیسی تو یہ نشان ہے اور کیا یہ آسمان وزمین، پیار، شمس، قمر، چھ اور یہ سارا نظام ویسے ہی
 چل رہا ہے؟ اور پھر بڑی ساری کٹھن اٹھا کر دے ماری اور کہا پھر جائیں تجھے دلیل بتاؤں

ابلیس دوڑنے لگا اور کہا کہ بھی تمہاری دلیل سب سے بڑی ہے حقیقت ہے ایسے
عینیتوں کے ساتھ دلائل سے تو کچھ بتائیں۔ بس ان پر لاٹھی چلاؤ تو شیخ نجم الدینؒ نے امام رازیؒ
سے کہا چھوڑو اس کے ساتھ مناظرہ۔

مجھے خود یاد ہے دیوبند میں ایک طالب علم تیچک میں بیمار تھا نزع کی حالت تھی اور
بول رہا تھا اور پھر ہنسنے لگا اور کہا بھاگ گیا ہم نے سمجھ لیا کہ شیطان کے ساتھ مناظرہ ہوا ہے
اور اب شیطان بھاگ گیا ہے۔

تو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ یہ ابلیس اپنے علم پر مغرور ہو گیا اور کہنے لگا خَلَقْتَنِي
مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوود ہو گیا۔ تو ہمارے
اکابرین میں تو اضع اور انکساری بہت تھی۔ حضرت شیخ العرب والجم مولانا السید حسین احمد مدنی
نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ
العزیز فرمایا کرتے تھے کہ میں اس دیوار سے بھی زیادہ نادان فہم ہوں۔

دیکھیں! اب اس دیوار پر روشنی پڑ رہی ہے۔ تو ہم جیسا نادان فہم آدمی سمجھا ہے کہ یہ
دیوار روشن ہے۔ لیکن سمجھدار آدمی کے گمانیں یہ دیوار کی روشنی نہیں سورج کی روشنی ہے۔
تو عالم کے پاس علم کی صفت خدا کی دی ہوئی امانت ہے اس پر غرور اور تکبر نہیں کرنا چاہیے

حفاظت قرآن کے شعبے و علوم | تو میرے محترم بزرگو! اللہ تعالیٰ نے اس،
”قرآن مجید کو نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ ہی

اس کی حفاظت کرتے دے ہیں۔ فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَہٗ
لَٰخَفِظُوْنَ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کلام مجید کے الفاظ کی حفاظت کرنے والے حافظوں
کو پیدا فرمایا۔ کچھ عرصہ پہلے قرآن مجید کے حافظوں کو شمار کیا گیا تو کئی لاکھ ان کی تعداد تھی اور قرآن
مجید کے لب لہجہ کو محفوظ رکھنے کے لیے قرآن کو پیدا فرمایا۔ یہ قاری لوگ اس کے لہجے کو محفوظ
رکھتے ہیں۔ اور قرآن مجید کے صیغے کو زیر، زبر، پیش، اس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے
علم صرف کے ماہرین کو پیدا فرمایا اور اعراب اور بناء یعنی ضمہ پڑھی جائے یا زیر پڑھی جائے یا
زبر پڑھی جائے یا جزم ہو اس کے لیے علماء نحو کو پیدا فرمایا۔ اور اس قرآن مجید میں وجوہ اعجاز یعنی

دنیا اس کے مقابلے سے عاجز ہے۔ ایسی جامع کتاب اس کی نظیر کوئی انسان کیا بلکہ ساری دنیا کی مخلوق جمع ہو جائے۔ تو اس قرآن مجید کی ایک آیت کی نظیر نہیں لاسکتی اس کے اندر فصاحت و بلاغت اور خوبیاں ہیں۔ الفاظ کے لحاظ سے اور اس کے اندر جو لطائف اور نکتے ہیں۔ تو المعانی اس کے لیے الگ فن بنایا۔ قرآن تو اصول اور ایٹمی کتاب ہے۔ اس سے قوانین کا استنباط ہوتا ہے اس سے کلیات معلوم ہوتے ہیں۔ اور پھر ہر سرگزشتی کا حکم معلوم ہوتا ہے ان جزئیات کے حکم کا معلوم کرنا اس کو کہتے ہیں۔ استنباط۔ اس کے لیے الگ اللہ تعالیٰ نے ایک زمرے کو پیدا فرمایا۔ ان کا نام ہے۔ علمائے اصول فقہ جس طرح آپ نے سنا اصول الشاشی اصول بزدوی وغیرہ

تو گویا یہ سارے علوم قرآن مجید کے خادم ہیں۔ ایک علم یعنی علم الاصول یہ تو استنباط کے طریقے بتلاتا ہے۔ اور علوم معانی قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو بتاتا ہے۔ اور علم بخیرہ قرآن مجید کے اعراب اور تراکیب کو بتاتا ہے۔ یہ قرآن مجید کے خادم علوم ہیں اب اس طریقہ سے ہزاروں علوم ہیں یہ خادم علوم قرآن مجید کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیئے۔

میرے محترم بزرگو! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ دین کے محافظ اللہ تعالیٰ خود ہیں۔ لیکن جس محفل اور اجتماع میں آپ یہاں جمع ہیں۔ یہ آپ اس لیے جمع ہوئے کہ یہاں چند علماء بزرگ موجود ہیں اور چند طلباء بھی دین کا علم سیکھنے کے لیے یہاں آئے آپ کہیں گے کہ اس اجتماع سے ہمیں دیوی فائدہ کیا ہوا؟ یا اخروی فائدہ ہمیں کیا ملے گا۔

طالب علم کی قدر و قیمت | میرے محترم بزرگو! اس کی قدر و منزلت تو آپ

جس راستے پر طالب علم جاتا ہے۔ اس راستے پر فرشتے اپنے پڑوں کو بچھاتے ہیں۔ آپ کسی امیر کے استقبال کے لیے قالین بچھاتے ہیں۔ یا پھول نچھاور کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کام کر دیا۔ لیکن ان دینی طالب علموں کے لیے جو علوم قرآنی حاصل کرتے ہیں اور علوم احادیث حاصل کرتے ہیں۔ فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں آپ نے یہاں تشریف لا کر جامعہ کے اساتذہ رفقاء اور دوسرے معاونین کی پشت پر ہاتھ رکھا ان کے سر کے اوپر ہاتھ رکھا فرشتوں

نے پُر بچائے آپ نے ان کے سر کے اوپر ہاتھ رکھا اور یہ بتایا کہ آپ اکیلے نہیں ہیں اور آپ جو دین کا کام کر رہے ہیں یہ صرف آپ کا کام نہیں بلکہ سب مسلمانوں کا دین ہے۔ یہ اکیلا آپ کا فریضہ نہیں بلکہ دینی فریضہ ادا کر کے ہم سب کی طرف سے کفایہ ادا کر رہے ہیں۔

وراثتِ انبیاءؑ

جو یہ پیغمبر کے وارث ہیں۔ دیکھیے کتنا بڑا درجہ ہے۔ وارث ہی شخص بن سکتا ہے جس کی خصوصیت ہو مورث کے ساتھ اور جو چیز مخصوص ہو میت کے ساتھ وہ وارث کو ملتی ہے۔ آج اگر کوئی دولت مند بن جائے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ وارث الانبیاء ہے۔ ہاں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ وارثِ قارون ہے۔ اگر آج کسی کو حکومت ملے صدارت ملے وزارت ملے کرسی ملے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ وارث الانبیاء ہے۔ ہاں! یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ نکسن کا وارث ہے یہ ماؤزے تنگ کا وارث ہے۔ یہ فرعون کا وارث ہے۔ یہ ہامان جو ذریعہ عظم تھا اس کا وارث ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

میرے محترم بزرگو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث میں علم کو چھوڑا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بازارِ شریف لے گئے۔ بازارِ دل میں لوگ بیٹھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ اب لوگ خوش ہوئے اور کہیں نہ خوش ہوئے؛ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تھی لوگ دوڑے کہ آج ہی نبی کریمؐ کے بچہ مبارک کا کوئی ٹکڑا مبارک ہمیں بھی مل جائے گا۔ ٹوپی مبارک کا کچھ حصہ مبارک ہمیں بھی مل جائے گا۔ جو قی مبارک کا کوئی تسمہ مبارک ہمارے ہاتھ بھی آجائے گا۔ تو سب لوگ دوڑ کر آئے دیکھا مسجد میں جس طرح آپ سب لوگ بیٹھے ہیں۔ آپ بھی اس وقت طالب علم ہیں۔ خدا کا شکر ادا کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جہاں طالب علم بیٹھتے ہوں۔ وہاں سے بے کرا آسمان تک فرشتے ایک دوسرے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ جو رحمتِ اوپر سے اترتی ہے۔ طالب علموں پر فرشتے یہ چاہتے ہیں کہ یہ رحمت ہمارے سانسے سے آئے۔ یعنی ہم بھی اس میں نہالیں اور ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں

یہاں اؤ مقصود یہاں ہے۔ اس وقت ہم سب طالب علم ہیں۔ تو لوگ دوڑ کر آئے مسجد میں دیکھا کہ طلباء بیٹھے ہیں۔ قال اللہ اور قال الرسول ہو رہا ہے۔ واپس جانے لگے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سامنے آئے۔ لوگوں نے کہا حضور آپ فرما رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ یہاں تو سبق ہو رہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار اور درہم کو تو نہیں چھوڑا یہی تو حضور کی میراث ہے ات الانبیاء لَعُيُورُ ثَوَادِيْنًا اَقْلَادُهُمْ اَحْضُوْرُ اَكْرَمُ نے ایک دن عصر کی نماز پڑھی۔ جلدی گھر تشریف لے گئے۔ سونے کا ایک ٹکڑا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ گھر سے باہر تشریف لے گئے فرمایا مجھے یاد آگیا کہ ہمارے گھر میں یہ سونے کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے۔ رات آنے والی تھی اور یہ پیغمبرؐ کی شان کے مناسب نہیں کہ رات آئے اور بتی کے گھر میں سونے کا ٹکڑا ہو۔ چاندی کا ٹکڑا ہو۔ اور دیکھو! حضور اکرمؐ نے اپنے پیچھے درہم اور دینار تو نہیں چھوڑے۔ انہوں نے کیا چھوڑا تو جو علم دین کو پڑھے اور جو پڑھائیں۔ وارث بنایا۔ کتنا مرتبہ ہے۔ کتنی قدر ان کی ہونی چاہیئے۔

علم دین اور علماء حق بقائے عالم کا ذریعہ | اور میں یہ بھی عرض کر دوں آپ کہیں گے کہ اس کا دنیا میں کیا فائدہ؟ آپ کو معلوم نہیں حدیثوں میں آتا ہے کہ قیامت سے پہلے علماء کم ہو جائیں گے۔ علم دین کم اور ختم ہو جائے گا۔ اشرار الناس گمراہ اور برے لوگوں کی حکومت ہوگی۔ وہ قاضی ہوں گے مفتی ہوں گے، امام ہوں گے، حاکم ہوں گے ضلوا فضا ضلوا خود بھی گمراہ لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ان پر قیامت قائم ہوگی۔ امام بخاریؒ نے یاب باندھا ہے کہ علماء پڑھاتے رہیں اور طالب علم محنت کریں کہ پڑھیں اور آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ علماء طلباء کو مجبور کریں کہ ٹھیک پڑھیں پڑھائیں۔ ورنہ قیامت آئے گی۔

میرے دوستو! اور بزرگو! میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ دیکھو! اگر ایک آدمی نے کسی شخص کا مکان ہم سے اڑا دیا تو وہ ظالم ہے یا نہیں سب کہیں گے ظالم ہے اور اگر ایک شہر کو تباہ کر دے۔ ایٹم بم سے تو وہ بڑا ظالم ہے نا اور اگر ایک مسجد کو تباہ کر دے اور اگر وہ خانہ کعبہ

کو تباہ کر دے تو وہ بہت بڑا ظالم ہے۔ اور اگر وہ آسمان کی طرف ہائیڈروجن بم پھینک کر ان کو تباہ کر دے تو اس سے بڑا ظالم تو کون ہو سکتا ہے؟ دیکھو! قیامت جانتے ہو کیا چیز ہے؟ قیامت نام ہے۔ اس کا کہ تمام آسمان ٹوٹ جائیں گے۔ ستارے ٹوٹ جائیں گے۔ چاند سورج مٹ جائیں گے۔ زمین فنا ہو جائے گی۔ شہر تباہ ہو جائیں۔ مقبرے، معاہد اور مساجد ختم ہو جائیں گے۔ خانہ کعبہ نہیں رہے گا۔ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اسی کا نام قیامت ہے۔ اس کا ہم کون ہے؟ جب علم دین مٹ جائے گا یہ ہے ہم سمجھے اب آپ اس کا فائدہ دیکھیں اگر علم دین روئے زمین پر ہوگا۔ اور اگر علم دین ہوگا تو دین بھی ہوگا تو آپ نماز پڑھیں گے ایک شخص نماز کرتا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ نماز کیا چیز ہے؟ رکوع کسے کہتے ہیں۔ قیام کسے ہوتا ہے۔ رکوع کیجیہ کیسے ہوتے ہیں الحمد اور قل ہوا اللہ کیسے

پڑھی جاتی ہے؟ تو وہ نماز کیسے پڑھے گا۔ علم ہوگا تو حج کو سمجھے گا۔ علم ہوگا تو زکوٰۃ کو سمجھے گا۔ علم ہوگا تو دین ہوگا اور حیب دین ہوگا تو دنیا بھی باقی رہے گی۔ اللہ کا نام لینے والا ہوگا۔ دنیا باقی رہے گی۔ اور حیب علم نہیں رہے گا۔ سب گمراہ ہو جائیں گے۔ سوائے قل، مقاتلے، شراب، زنا بربادی اور تباہی کے سوا کچھ نہیں رہے گا۔ دین ختم ہو جائے گا۔ تو یہ تمام عالم بھی فنا ہو جائے گا۔ اور دیکھیے اس کا ایک نکتہ اور بھی ہیں آپ سے عرض کروں آپ لوگوں میں سے اکثر زمیندار ہوں گے۔ زمیندار آدمی گائے بھینس کو رکھتا ہے۔ اس کے لیے گھاس، چارہ اور دگر سامان بھی رکھتا ہے اور یہ گائے بھینس اس لیے رکھتا ہے کہ دو دھدے مکھن دے، اب اگر وہ گائے بھینس نہ دو دھدے دیتی ہے نہ وہی ہوتا ہے نہ مکھن ہوتا ہے تو کیا آپ چارے کو اس پر مفت ختم کر دیں گے۔ کبھی نہیں کریں گے، آپ دوسرے دن اس کو لے کر قصاب خانے مذبح خانے لے جائیں گے اور قصاب سے کہیں گے مہربانی کر کے اس کو لے لو۔ اس گرائی کے زمانے میں میں اپنے لیے روزی نہیں پیدا کر سکتا تو اس کو کہاں سے کھلاؤں۔ اسی طرح ہوتا ہے یا نہیں؟

علم دین مقصدین کائنات کے حصول کا ذریعہ | تو میرے بزرگو! بنی آدم پیدا ہوا عبادت کے لیے اور حیب یہ عبادت

نہیں کرتا اور یہ سارا کارخانہ عالم انسان کے لیے اور انسان عبادت کے لیے ہے اور جب عبادت نہیں کرے گا تو انسان ہی نہیں رہے گا۔
تو بارش کیوں برے

گی۔ غلہ کیوں سستا ہوگا؟ آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے ہر چیز ختم ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ دین ہوگا تو دنیا آباد ہوگی۔ اور تمام رحمتیں نازل ہوں گی۔ دین ختم ہوا تو کچھ نہیں اور دین کب ختم ہوگا۔ جب علم دین ختم ہوگا۔ تو امام بخاری نے باب باندھا کہ علماء اگر علم دین کو چھوڑ دیں اور آپ حضرات ان کی پشت پناہی نہ کریں۔ جیسا آج کل ہمارا حال ہے۔ تو فرمایا پھر اس کے لئے تیار ہو جائیے کیونکہ پھر آپ چند برسوں میں یا چند دنوں میں دنیا کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ آپ دنیا کی فنا کا سبب بنے۔ یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ آپ یہ اعتراض نہیں کر سکتے کہ قیامت اپنے وقت مقررہ پر آئے گی اگر یہی بات ہے تو پھر کھانے کا وقت مقرر ہے۔ جب وقت پورا ہوگا آپ کو کھانا مل جائے گا پھر آپ کھانے کی فکر اور تلاش کیوں کرتے ہیں۔ جو وقت جس چیز کا مقرر ہو وہ ملتی ہے۔ لیکن یہ اسباب بھی تو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں تو قیامت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ اسباب پیدا کیے ہیں۔

بہر صورت میرے دوستو اور بزرگوار اسی علم دین کو حاصل کر کے ابو بکر صدیقؓ بنے عمر فاروقؓ بنے حضرت عثمانؓ پیدا ہوئے، حضرت علیؓ پیدا ہوئے۔ اگر آج ہم بھی اسی دین کے دامن کو پکڑیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء اللہ تعالیٰ ہم میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں یہ وہی قرآن مجید مکمل موجود ہے جس نے دور جاہلیت میں انقلاب پیدا کیا۔

میرے بزرگوار اگر آپ سوچیں آج دنیا میں جتنی تعداد مادی مزاج کے یا وہ جو ذروال | مسلمانوں کی ہے۔ اتنی پہلے نہ تھی۔ تقریباً ۱۰ کروڑ

مسلمان ہیں۔ آج مسلمانوں کی جتنی ریاستیں ہیں، انڈونیشیا اور ملائیشیا سے لے کر پاکستان، افغانستان، عراق، شام، لبنان، اردن، سعودی عرب، مصر، یوگنڈا اور دوسری تقریباً چھتیس ریاستیں ہیں۔ آج مسلمانوں کی اور سب ایک قطار میں۔ بالکل متصل لگی ہوئی اور خدا

خدا کی قسم! جتنی دولت آج ہمارے پاس ہے۔ اتنی دولت ساری تاریخ میں کبھی مسلمانوں کے پاس نہیں تھی۔ آپ کو اپنی دولت کی قدر نہیں، چار پانچ مہینے پہلے آپ کو معلوم ہے کہ جب ان عرب ممالک نے پٹرول بند کیا تو یہ تمام یورپ چلانے لگیا یا نہیں؟ آج مشینیں اور سائنسی دور رہے۔ لیکن دو مہینے عرب ممالک نے پٹرول بند کیا تو تمام مشینیں ختم، پھر ایک ایک ریاست کھربوں کی مالک ہے۔ اور آج سعودی عرب میں سونے کی کانیں ہیں لیکن وہ نکالتے اس لیے نہیں کہ وہ کہتے ہیں۔ پٹرول کے پیسے ہم نہیں سنبھال سکتے تو یہ سونے کی رقم ہم کہاں لے جائیں گے؟ اس لیے نہیں نکالتے اور جس قدر اسلحہ کا روح آج مسلمانوں کے پاس ہے اتنا پہلے کبھی نہ تھا۔ آج دولت کے لحاظ سے ہم زیادہ۔ آج تعداد میں ہم زیادہ آج آزادی کے لحاظ سے ہم زیادہ۔ غلام نہیں ہیں آج ہم مجدد اللہ تھوڑے نہیں۔ جیسے ہندوستان میں چند کروڑ ہیں۔ اللہ ان کو بھی آزاد کر دے۔ اکثریت آزاد کی ہے لیکن میرے دوستوں! سب سے زیادہ ذلیل بھی ہم ہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ٹانگیں توڑ رہا ہے۔ ایک حکومت دوسری حکومت کی بڑوں کو کاٹ رہی ہے۔ مسلمان ہی تباہ ہو رہے ہیں۔ کیوں؟ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جزیرہ عرب چاروں طرف دشمنوں کے زرخے میں تھا۔ ایک طرف قیصر روم ہے ایک طرف کسری، ایک طرف نجاشی اور ایک طرف مقوقس اندرون عرب کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نعرہ توحید بلند فرماتے ہیں اور چاروں ریاستوں کو فتح کرتے ہیں اور اسلام کو مشرق و مغرب میں پھیلا دیا۔ آج ہم یہ کیوں نہیں کر سکتے؟ حالانکہ انہیں کے غلام ہیں انہیں کے نام یووا ہیں لیکن ہمارے اندر وہ جذبات نہیں اگر وہ جذبات آجائیں۔

حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو بارہ بیویوں کے کرتے مبارک پر لگے ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں لَا اسْتَلْكُمُ عَلَيْكُمْ أَجْدَانُ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ میں تم سے کوئی تنخواہ نہیں لیتا۔ میری تنخواہ اللہ کے ذمہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ تمام جزیرہ عرب آپ کے زیر نگین ہے لیکن آپ کی ذرہ مبارک ایک یہودی کے پاس ساڑھ ساڑھ کے بدلے میں تھی

اتمامِ حجت | میرے دوستو اور بزرگو! آج یہ دینِ کامل ہمارے پاس ہے۔
 اتما حجت ہو گئی ہے۔ کل ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یا اللہ! ہم کیمیل پور میں
 تھے تو بے دین تھے۔ اور اکوڑہ ٹھک میں بے دین تھے، پاکستان میں بے دین تھے اور اس لیے
 بے دین تھے کہ ہمیں دین بتلانے والے کوئی نہیں تھے۔ خدا کے گالہ کیوں مولانا محمد زاہد صاحب
 ایرٹ آباد پہنچ جاتے تھے، اپنا دروازہ کینٹ پہنچ جاتے تھے اور علماء منبروں پر لاؤڈ سپیکروں
 پر اذانوں میں بھی یہی کہتے تھے۔ دین بتاتے تھے اور تو کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی نہیں
 آیا۔ اتما حجت کے بعد جاؤ جہنم میں۔

آج اگر ہمیں ڈاکٹر کہہ دے کہ اس امرود میں سرطان ہے۔ مت کھاؤ۔ آج اگر کوئی بھنگی بھی
 کہہ دے کہ اس راستے پر بدماش بیٹھا ہے، خطرہ ہے مت جاؤ تو ہم نہیں جائیں گے اور
 اس کی بات مان لیں گے۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ یہ چیز ناجائز ہے۔ سود ناجائز ہے۔ شراب
 حرام ہے۔ مسلمانوں کا باہمی لڑائی جھگڑا کو ناجائز ہے لیکن ان باتوں کا کوئی مسلمان پرواہ ہی
 نہیں کرتا کہ کیا ہے؟۔

دین کی برکات | اور یہ بھی عرض کر دوں حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں کہ طلباء
 کا سبق کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت اور اسفند
 سے عذاب ٹپکتے ہیں۔ یہ ڈیم کی جو مصیبت تھی تربیلا ڈیم کی۔ اس عذاب سے اللہ نے ہمیں بچایا
 یہ گوڈری بیج لعل ہیں۔ اس کے سبب سے ہے۔ اگر آپ جیسے چند نمازی نہ ہوتے۔ چند نیک
 نہ ہوتے۔ چند دین کے طالب نہ ہوتے۔ تو اسلام کیا ہوتا۔

بہر تقدیر بھائیو! دین کی کوشش کرنی چاہیے۔ دین کی خدمت کرنی چاہیے۔ دین کی برکت
 سے ہم زندہ رہیں گے اور اگر دین کی خدمت ہم نے نہ کی تو دین تو زندہ رہے گا۔ لیکن خدا نخواستہ
 ہم نہ مٹ جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو اور تمام دینی مدارس کو ترقی فرمائے۔ اَللّٰهُمَّ
 صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا
 صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

علم کی نعمت اور اس کے تقاضے

(۲۲ شوال ۱۳۸۵ھ)

طلبہ دارالعلوم حقایقہ سے خطاب

عزیز بھائیو! علم کی نعمت فضل خداوندی سے میسر ہوتی ہے جو آپ کو حاصل ہوئی۔ علوم نبوت ہی کی بدولت حضرت بلالؓ جشی کو فضل خداوندی نے یہ مقام دیا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ جنت میں مجھ سے (بطور خادم خاص) آگے آگے جا رہے ہیں صہیب رومی روم سے آکر اس فضل خداوندی کی بدولت صحابہؓ کے محبوب اور حضرت امیر المومنین عمرؓ کے قابلِ فخر و دست بنتے ہیں۔ یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ کے نامہ جنازہ پڑھانے کا شرف بھی انہیں حاصل ہوتا ہے۔

طلبہ دین پر اللہ کی نعمتیں | تو آپ طلبہ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ مسلمان بنایا پھر زمرہ علمائے محسوب کیا۔ اور علم کی خاطر اپنے اوطان

چھوڑ کر یہاں آنے کی توفیق دی کہ جہاں کا سارا ماحول علمی اور دینی ہے۔ اپنوں کے علاوہ کوئی غیر نہیں۔ نہ نئی تہذیب کا ہنگامہ اور شور و غوغا ہے۔ آج دنیا میں علمی اور دینی ماحول ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ دیندار شہروں میں ترستے ہیں کہ دین و علم کا ماحول میسر ہو طلبہ علم کے مقامات و درجات کے کیا کہنے۔ اللہ جل مجدہ نے مدرسہ کائنات کو پیدا فرمایا۔ عابدین و زاہدین کی کمی نہ تھی جو ملائکہ جیسی پاکیزہ مخلوق تھی کہ جن سے معصیت کا صدور ناممکن تھا۔

آدم مدرسہ علم کے پہلے طالب علم | مگر اپنی صفت علم ظاہر فرمانے کے لیے حضرت آدمؑ علیہ السلام خلیفۃ اللہ کو پیدا فرمایا۔ جو اس مدرسہ

علم کے پہلے طالب علم تھے۔ یہ سارا عالم ایک مدرسہ ہے کہ اس میں کمرے درگاہیں، اقامت گاہ، پانی، ہوا، غذا اور دیگر تمام ضروریاتِ تعلیم و معلم کا سامان فراہم کیا گیا ہے اس درس گاہ کے پہلے استاذ و معلم خود اللہ جل مجدہ ہیں۔ و علم آدم الاسماء کلھا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے اس سے مقام علم کی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت ظاہر ہوتی ہے۔

طلبہ کی خصوصیت کیا ہے | اگر آپ کروڑ پتی بھی ہوتے تو زیادہ سے زیادہ ضرورتوں پر ہوتی تو فرعون و مشرک و کوسین جانسن اور دیگر سلاطین کے برابر سہ جاتے۔ جو فخر کا مقام نہیں اور جو کافروں کو بھی حاصل ہے۔ آپ کی خالص خصوصیت و نعمت حضور اقدس اور دیگر انبیاء کی وراثت ہے کہ انہوں نے مال و دولت نہیں چھوڑی بلکہ اپنے ترکہ میں علم کی میراث چھوڑی۔ حضرت ابو ہریرہؓ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے بازار میں جا کس آواز دینے لگے کہ مسجد میں حضور کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور آپ لوگ بے خبر بازار میں گھوم رہے ہیں۔ لوگ مسجد کی طرف دوڑے اور دیکھا کہ علم و ذکر کے حلقے میں قرآن و حدیث کی تعلیم اور مذاکرے ہو رہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ حضور کی میراث یہی ہے۔ وہ نہیں جس میں تم مشغول ہو۔ تو حضور کی مخصوص میراث قرآن و سنت اور علوم نبوت ہیں اور یہ قرآن و سنت اتنی عظیم دولت ہے کہ واللہ العظیم دنیا و آخرت کی ہر خیر و خوبی اس میں پائی جاتی ہے اور ہر نقصان و تباہی سے بچنے کا طریقہ بھی قرآن و سنت ہے۔ جن لوگوں نے دنیا کے کاروبار مشاغل گھر بار چھوڑ کر خالصتہً اللہ اس کے لیے اپنے زانودہ کئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت کے ہر خیر سے مالا مال کر دیا۔

دنیا کی آسودگی | دنیاوی لحاظ سے آج سب سے بے فکر اور مطمئن الحال طبقہ آپ طالب علموں کا ہے۔ اہل دنیا دن رات تلاش رزق و معاش میں سرگرداں

رہتے ہیں۔ اور آپ لوگ بڑے اطمینان سے رزق کی پریشانیوں سے بے خبر حصول علم میں مشغول ہیں۔ یہ علم کی دنیاوی برکات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت دین کے وعدوں کا ظہور ہے کہ آپ کو مسخر کر کے علم کی راہ میں لگا دیا کہ خوب سمجھتے ہیں کہ دنیاوی مناصب اور وجاہت کے مفادات اس راء میں نہیں پھر بھی تمہاری گردن علم کے لیے جھکا دی اور ایسا مسخر کر لیا کہ مثلاً اگر دورہ حدیث کے کسی محتق طالب علم کو مقابلہ میں دنیا کی حکومت پیش کر دی جائے۔ تو

وہ ایسی دس حکومتوں کو علم نبویؐ کے حصول میں ٹھکرا دے گا۔ گویا اس گئے گزرے دور میں اللہ تعالیٰ کا اتمام حجت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے قیامت تک نئے نئے پورے لگاتے رہیں گے۔ ان اللہ یغوس لسن الدین غوسا (المحدث)

ترندی میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے **مرحبا اور خوش آمدید** فرمایا کرتے تھے پاس علم دین کے طلبہ دور دراز کے علاقوں سے اونٹوں اور سواریوں کے جگر مار مار کر مدینہ طیبہ آئیں گے تو آپ لوگ انہیں مرحبا کہیں اس حدیث مبارک کی بنا پر میں بھی آپ کو مرحبا اور خوش آمدید کہتا ہوں۔ دارالعلوم میں آپ حضرات کی آمد ہمارے لیے خدا کی عظیم سعادت ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کی خصوصیت اور اس مدرسہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی تاسیس ہی طلبہ کے ہاتھوں سے ہوئی تھیں ہند کے فوراً ابی طلبہ نے ہی یہاں جمع ہو کر ایسے حالات میں مدرسہ کا آغاز کیا کہ اس ملک میں مدرسہ کا تصور بھی مشکل تھا اس وقت بھی طلبہ کا یہ اخلاص اور عامۃ المسلمین کی امداد اور دعائیں ہیں کہ یہ سب کام ہو رہے ہیں کسی حکومت کی طرف سے ایک پیسہ بھی امداد اہل اللہ کی محبت اور اخلاص اور وعدہ خداوندی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَآنَا لَکُمْ خَافِظُونَ کا ظہور ہے۔

غریبوں کی امداد اور مدرسہ غریبوں اور عامۃ المسلمین کی امداد ایسی بابرکت شے ہے کہ بقول حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اس سے اللہ پر اعتماد اور بھروسہ قائم رہتا ہے مستقل آمدنی اور امر اور حکام کی سرپرستی کی صورت میں یہ دولت اعتماد زائل ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ علوم دین جس کی تمام دنیا کو ضرورت ہے اور جس پر دنیا و آخرت کی کامیابی ہے اسے بہت ہی آسان بنا دیا ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے علم کے حصول میں ہر طالب علم کو تنخواہ، ڈیڑھ روپے ماہوار لگانے پڑتے ہیں۔ اور علم نبویؐ کے طالب علموں کو کوئی نفیس و خیر شرح کے بغیر تمام انتظامات مہیا فرمائیے ہیں اور اپنے بندوں کے دلوں کو آپ کی امداد کی طرف متوجہ کیا۔ اب آپ کا فریضہ کیا ہے؟ اس علم کا تقاضا ہے کہ دین کی حفاظت اور اغیار سے اس کا تحفظ عملی شکل میں کیا جاوے۔

خود اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیں اگر محض تعلیم ہو صورت اور عمل کی
 شکل نہ ہو تو جتنے انعامات اور اکرامات زیادہ ہیں اتنا ہی اس کا عذاب اور وبال بھی ہوگا۔
 وراثت نبوت کا مقام سب سے اونچا ہے مگر اس کے تقاضے اور ذمہ داریاں بھی بہت
 نازک ہیں جو لوگ اپنے پیٹ کو کاٹ کر آپ کی ضروریات پوری کرتے ہیں وہ آپ سے
 بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ آپ وارث نبوت بن کر ان کے سامنے پیش ہوں۔



فضیلتِ علم

(تعلیمی سال کے آغاز شوال المحرم میں خطاب کا ایک حصہ)

(خطبہ سنونہ) دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ نعمت تاج باعث خیر و برکت بنا دے اور اللہ اپنے فضل و کرم سے اپنے کلام اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر سب کو عالم اور عامل بنا دے اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کے بقا و ترقی کے اسباب پیدا فرما دے۔ اس کا اصل روح علم اور تعلیم ہے اور یہ سلسلہ ان اساتذہ کرام سے پہنچا جن کے خدمت میں ہم اور آپ رہے ہیں۔ ان اساتذہ نے اپنے اساتذہ سے طے کیا تا بعین اور صحابہ کرام اور حضور اقدسؐ سے ہم تک وہ ذخیرہ علوم پہنچایا گیا تو روح روان تو وہ اساتذہ سلسلہ ہیں تو پہلے ان کے حق میں دعا اور پھر اس دارالعلوم کی معاونت اور خدمت کرنے والوں کو دعا کریں۔

دین کا پاکیزہ ماحول نایاب ہے | محترم بھائیو! خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے الحمد للہ تم احمد للہ کہ فتنوں اور الحاد کے اس دور میں اللہ نے ہمیں اور آپ کو یہاں ایک ایسا ماحول دیا کہ اگر یہاں تھوڑا سا بھرت کے نگاہ سے زندگی گزارنا چاہیں تو زندگی بدل سکتی ہے یہ ماحول بالکل دینی ماحول ہے۔ اور مجلس کا بہت بڑا اثر اور تاثیر ہے۔ دوست کا اثر دوست پر پڑتا ہے۔ ہمارے ایک مہربان غلص دوست تھے، بنگال کے باشندہ تھے اللہ انہیں بخش دے تو مسلم تھے۔ لاکھ پتی باپ کے بیٹے تھے اسلام لائے تو والد نے ہر چیز سے محروم کر دیا۔ خود بھی محروم تھے کہ المسلم لایرث الکافر وہ تبلیغی جماعت میں بھی بہت حصہ لیتے تھے۔ دیار عرب حرمین وغیرہ بھی آتے جاتے رہے۔ پچھلے سال یہاں آئے اور بخاری و ترمذی کے درس میں بیٹھ گئے۔ بہت ختم ہوا۔ دعا

ہوئی اس سے بھی کہا کہ دیار مقدس اور تبلیغ سے ہو آئے ہوان طلبہ کو علم و عمل کی سعادت نصیب ہونے کی دعا کریں۔ دعا کے دوران وہ بہت روتے گریہ طاری تھا ان پر۔ میں نے سوچا کہ آج خلاف معمول بہت زیادہ روتے۔ اس نے کہا اس لئے رویا کہ میں ایران و عراق اور سال و بیڑ سال دیگر بلاد و ممالک اسلامیہ میں جماعت کے ساتھ گھوما پھرا۔ مگر میرے دل کو خوشی، سرور اور طینان حاصل نہ ہوا۔ کپڑے فرنگیوں کے، کوٹ پتلون فرنگیوں کا۔ طرز ریش، خوراک فرنگی۔ ہر جگہ یہی حال تھا کیا ہو کہ مسلمان کہلاتے۔ سرور کیسے حاصل ہوتا۔ یہاں آیا تو اس درس میں سارے طلباء پر نظر دوڑائی سب کی ڈارھی ہے متشعر ہے شکل و شبابہت حضور اقدس کے سنتوں کے مطابق ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ باللہ اپنے اس سفر میں کم از کم ایک جگہ تو ایسی دیکھ لی کہ سارا ماحول دینی ہے وہ صاحب پھر گھر نہ پہنچ سکا راستہ میں ان کا انتقال ہوا۔

تو عرض کر رہا تھا کہ اس دور میں اللہ نے جو ہم پر احسان کیا ہے کہ ایسا ماحول دیا کہ ملاقات بھی کرو گے تو کسی طالب علم ہی سے۔ تم بخاری شریف پڑھتے ہو وہ مشکوٰۃ شریف اور جلالین پڑھتا ہے۔ تم ترمذی پڑھتے ہو تو وہ ہدایہ اور شرح جامی۔ طالب علم ہی ہے نا۔ تو سارا ماحول الحمد للہ تمہارا دین کا ہے۔

محبت اور ماحول کا اثر

ایک طالب علم دوسرے طالب علم سے یہ اثر نہیں اخذ کر سکتا ہے۔ کہ اس کا کوٹ پتلون بہت شاندار ہے۔ اس کی شکل و شبابہت بہت

و نصاریٰ یا ہنود جیسی ہے۔ میں کیوں ایسا نہ بنوں؟ شیخ ابو علی سینا فرماتے ہیں کہ طبائع انسانی سراق ہیں۔ ایک دوسرے سے سرقہ کرتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایک سیکنڈ کے لئے اگر کسی بے دینی کے ماحول میں بیٹھ گئے تو ضرور اس سے اثر لے گا وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نصف النہار کے دائرے سے چلے ایک مغرب کے طرف چل پڑے دوسرا مشرق کے طرف اور چلتے چلتے انتہائی بعد آگیا مگر متنازعی ہیں۔ اگر کہیں ایک دوسرے کے کراس ہو گئے تو اس ایک سیکنڈ میں ایک دوسرے سے ساتھ گزرنے سے بھی ایک دوسرے سے اخذ کریں گے۔ یہ ماہرین کی

راتے تو بری مجلس اور بری صحبت کی تاثیر لازمی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہم اور آپ پر اس ماحول کا کتنا بڑا احسان کیا۔ دیندار طبقہ پاکیزہ ماحول کے لئے تڑپتا ہے۔ یہ ہمیں معلوم ہے کہ کتنے دیندار انسان ہیں کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے پریشان ہیں کوئی کہتا ہے میرا بچہ آٹھویں پڑھتا ہے۔ کوئی دسویں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے شہروں کے بُرے ماحول میں برباد نہ ہوں اور یہاں دارالعلوم میں ان کی نشوونما ہو جاتے۔ مگر اسباب و وسائل نہ ہوتے کی وجہ سے ہم محذرت کر لیتے ہیں۔ گو ارادہ تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی تو چھوٹے بچوں کی رہائش کے لئے ایک الگ ماحول ہو جس میں بڑے عمر کے لوگ نہ ہوں اس کا تربیت کنندہ نگران اور اساتذہ متدین مع افراد ہوں مگر ہمارے پاس گنجائش نہیں۔ تو اس سے اتنا اندازہ لگتا ہے کہ دین کی ٹرپ جن لوگوں میں ہے وہ بے حد پریشان ہیں۔ شہری ماحول میں وہ دینی ماحول تلاش کرتے ہیں مگر ملتا نہیں۔ اور آپ پر اللہ نے بہت بڑا فضل کیا ہے۔ بھائیو حضور اقدس ﷺ ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ (المحدث)

سکون و اطمینان کا
غیبی انتظام

ہماری اس جماعت کو اللہ تعالیٰ اس حدیث کا مصداق بنا دے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک قوم جو خدا کے کسی گھر میں جمع ہو جائے جیسے مسجد یا یہ مدرسہ جو اللہ کا ملک ہے، وقف ہے۔ اللہ کے گھر میں ہم سب جمع ہیں تو غشیستہم الرحمۃ اس مجلس کو ملا کہ گھیر لیتے ہیں مشکوٰۃ میں ہے صحابی تلامذت فرما رہے تھے دیکھا کہ پاس ہی گھوڑا بند کئے لگا۔ دیکھا تو انوار اور شعاع فضا کو گھیرے ہوئے تھے حضور نے فرمایا یہ سیکنت ہے۔ سکون و اطمینان کی تشریح تو احادیث میں پڑھو گے مگر ہم لوگوں پر اللہ کا جو فضل و کرم سکون کا ہے کہ جب گھروں کو چلے جاؤ گے تو اپنے گھر میں انسان کو جتنی بے اطمینانی ہوتی ہے گو یہ لاکھوں کمرے والے کیوں نہ ہو اور جو مجھ جیسا غریب ہو وہ تو حیران اور سرگردان ہے کہ جو ملک کی کاٹکڑا بھی کہاں سے میسر ہو گا۔ آٹا ہے تو دال کہاں سے آئے گا۔ ذال ہے تو کٹری اور مسالہ کہاں سے لاؤں گا۔ اس ایک نان جویں اور سالن کے ایک چمچہ کے لئے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پریشانی اور فکر دامگیر ہوتا ہے۔ اور ہم اور آپ پر اللہ کا کتنا فضل اور مہربانی ہے کہ

اطمینان سے اپنا سبق پڑھتے ہی غارِ غریب ہو کر مطبخ گئے اور تیار روٹی اور سالن مل گیا۔ یہ عوام اپنے بھائی کو بیٹے کو بھی روٹی نہیں دیتے۔ یہ تین چار سو طلبہ نو دارالعلوم میں رہنے والے ہیں۔ یہ قوم چنہ تنخواہ کھانے پینے کا انتظام بھی کر لیتی ہے۔ مگر یہی قوم اپنے بھائی اور بیٹے کو کھانا نہیں دیتی یہ کیا چیز ہے۔ یہ اللہ نے ان کے دلوں میں القاء کیا ہے کہ دارالعلوم میں ملک کے متعدد طلبہ جمع ہوئے ہیں اور خود کو دین کے لئے وقت کر دیا ہے تو ان کے سکون و اطمینان کے اسباب مہیا کریں اور یہی وہ سکینیت ہے کہ اللہ کا فضل و کرم ہے ورنہ یہ بھی عرض کروں کہ ساری دنیا میں اس وقت مخالفت الحاد اور بے دینی لہر علم دین غلام اور طلباء کے برخلاف انتہائی کوشش ہے۔ باوجود اس انتہائی کوشش کے اللہ کا کرم ہے۔ یہ سب اطمینان سے اس دارالحدیث میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ کوئی اور وجہ نہیں اس کے ظاہری اسباب کچھ بھی نہیں ظاہر تو چاہیے تھا کہ ہم لوگوں سے زیادہ غیر مطمئن دنیا میں اور کوئی طبقہ نہ ہوتا۔ ہم سے زیادہ حاجت مند ہم سے زیادہ پریشان کوئی نہ ہوتا۔ مگر میں ایماناً کہتا ہوں کہ صبح سے شام تک دارالعلوم میں ہوں تو بالکل اطمینان سے اور شام کو گھر گیا تو درسیوں مطالبات اور ضروریات سامنے آجاتی ہیں۔ وہاں احساس ہوتا ہے کہ یہ کتنی بڑی نعمت تھی جو خدا نے میسر فرما دی تھی۔ ہماری زندگی تو بے حد اطمینان کی ہے تو یہ برکت اس کی ہے اسی ماحول کی ہے جس میں اللہ نے ہی اسی مقصد علم پر جمع کر دیا ہے۔

رب کا ممتون | یہ اللہ کی مہربانی ہے اور حضور کا وہ ارشاد ہے کہ ما اجتمع قوم فی بیت ہونا چاہئے | من بیوت اللہ تو محترم بھائیو یہ اللہ کا ایک بڑا فضل و کرم ہے کہ اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے نہ اس کا حق بہر تقدیر آیت یمنون علیک ان اسلموا کے مطابق اللہ پر ہمارا احسان نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارا قوم اور ملک پر مال باپ پر بھی احسان نہیں ہم تو ہر وقت اللہ کا احسان اپنے اوپر سمجھیں کہ یا اللہ تو نے ہمیں اس دین کے سیکھنے کی طرف مائل کر دیا۔ اور اللہ کا احسان ہے کہ اس نے علم کی طرف رخ موڑ دیا تو بھائیو یہ ماحول ایک بہت عجیب ماحول ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ طالب علم کی زندگی بڑی اطمینان کی زندگی ہے۔

اب ہمیں چاہئے کہ اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ خدا کے نزدیک، رسول اللہ کے نزدیک علم کا کیا مقام ہے۔ طلباء، علماء کا کیا مقام ہے اس کی تفصیل کا وقت نہیں ارشاد نبویؐ ہے کہ فرشتے طالب قرآن و حدیث کے گرد گھیر ڈالتے ہیں حفتهم الملائكة انسان کو خلافت کا عہدہ دیا گیا انسان کو اللہ نے خلیفہ بنا دیا

طالب علم اور جہاد کی
فضیلت پر بحث

انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ وعلمہ ادم الاسماء
کلمہ تو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ علم کی برکت ہے
اللہ نے انسان کو منظم علم بنایا تو فضیلت دی تو اس جماعت
انسانی میں جو افراد و اشخاص نے علم کے لئے اپنے گھٹنے ٹیک دئے، علم دین کے لئے تو اختیار
کرے تو اللہ کے ہاں کتنا بڑا مقام ہوگا۔ اختلاف و بحث ہے کہ جہاد جو فرض عین نہ ہو
عام نہ ہو۔ جہاد فرض کفایہ ہو تو ایک جماعت جہاد کرے گی اور ایک جماعت مثلاً دارالعلوم
حقانیہ طلب علم کے لئے آئی۔ تو اس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بحث
ہے، کون افضل ہے۔ غالباً امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ طالب علم کا مقام درجہ و منزلت مجاہد
سے زیادہ ہے۔

مجاہد اور طالب علم
کا ہر خطہ عبادت

بہر تقدیر علماء کا اتفاق ہے کہ مجاہد کا تو بڑا مقام ہے۔ ایک شخص
نے آکر حضورؐ سے دریافت کیا کہ مجاہد کا ہمسر کوئی ہو سکتا ہے
فرمایا کہ اگر کوئی شخص دائمًا صائم الدہر اور قائم اللیل بن سکتا ہو
تو وہ مجاہد کے برابر ہو سکے گا۔ لیکن یہ تو علقیٰ بالاحمال ہے۔ غروب آفتاب سے طلوع تک کون
مستقلًا قائم اللیل رہ سکے گا۔ وھنوا کھانا پینا، استیجا ضروریات تو کرے گا۔ رات بھی مشکل
ہوگا۔ صائم الدہر تو ممکن ہے مگر ایام منہیہ میں تو نہیں رکھ سکے گا۔ پانچ دن سال میں تو رکھ
نہیں سکتا۔ تو حقیقتاً صائم الدہر بن سکتا ہے نہ قائم اللیل۔ تو امامؒ فرماتے ہیں کہ طالب علم کا مقام مجاہد
سے زیادہ ہے تو مباغہ نہیں۔ کہ جب طالب علم گھر سے نکلا تو کھانا ہے، پیتا ہے استیجا کرتا ہے

سوتا ہے۔ یہ سب تیار می ہے حصولِ علم کی تعلیم اور تعلم کی۔ جیسے جی بھر کر آرام کرتا ہے۔ اس سونا کھانا پینا جہاد میں شمار ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ گھوڑے کا لید بھی عمل میں شمار ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حضور اقدسؐ بلکہ تمام انبیاء کا وارث ہے۔ العلماء و رشتہ الانبیاء ساری مخلوقات میں افضل انبیاء اور سارے انبیاء میں افضل سیدائے کائنات ہیں۔

تو آپ اس لئے جمع ہیں کہ حضور اقدسؐ کا وارث اللہ بنا دے۔ اب اتنا اونچا مقصد ہے سامنے تو اسی مقصد کے مقابلہ میں کوئی چیز کیسے ہو جاتے؟ اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

مقام وراثت نبوت | رسول اللہ کا ارث جو علم ہے اس کے حصول کے لئے ہم آپ یہاں جمع ہوئے ہیں اور یہ وہ مقام ہے جس کے ساتھ نہ تخت و تاج نہ بادشاہت برابر ہی و ہمہ ساری کر سکتا ہے اگر وارث نبی کریمؐ بننا ہے تو اس مقصد کے لئے جتنی بھی جدوجہد، کوشش اور بلند حوصلہ ہو تو کم ہے۔ وارث کا کام مورث جس کے میراث حاصل کرے اس کے طرز اور نقش قدم پر چلے گا جب گھر سے نکلے تو نفس کو کہہ دیں کہ اب میں نے تیرے خواہشات کی تکمیل چھوڑ دی مجھے اب رسول اللہؐ کے طریقوں کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ انہی کے علوم حاصل کرنے ہیں۔ تو بھائیوں کے علوم حاصل کرنے آپ آئے ہیں۔ تو ایک بزنس باظرف میں اگر کتنے پیشاب کیا ہے تو وہ گندہ ہو گیا تو اس میں دودھ یا گھی یا پانی ڈال سکیں گے؟ ہرگز نہیں۔

حدیث میں دودھ پیتے خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر علم سے فرمائی تو جو قلب، جو جسم، جو دماغ گندہ ہو اس میں آیت کا ترجمہ تو آسان ہے کہ آجائے لیکن قرآن کی نورانیت اس میں آسکے گی؟ ہرگز نہیں۔ الفاظ الگ چیز ہیں وہ تو کاغذوں پر بھی لکھے ہوتے ہیں بجائے کاغذ کے دماغ بھی ایک کاغذ ہے اس میں بھی سما جائیں گے۔ مگر جسے نور کہتے ہیں فضل کہتے ہیں۔ اس فضل کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ اور زندگی میں جتنی تقویٰ زیادہ ہوگی تو ان شاء اللہ تم ان شاء اللہ محفوظ رہے علم میں بھی بہت خیر و برکت اللہ ڈال دے گا۔

دین کی حفاظت اور علماء کی ذمہ داری

جنوری ۱۹۹۹ء میں آپ نے دیگر علماء و مشائخ کے ساتھ ڈھاکہ کا سفر کیا اس موقع پر سیاسی پارٹیاں بھی ڈھاکہ میں جمعیتیں کانفرنس کے اختتامی نشست پر جمہوری مجلس عمل کی تشکیل ہوئی اس دوران جمعیتہ علمائے اسلام نے ڈھاکہ میں اپنی کانفرنس منعقد کی۔ ۴ جنوری کو آپ نے اختتامی صدارتی خطاب فرماتے ہوئے کہا:-

میرے محترم بزرگو! وقت بہت کافی گزر چکا اب دعا کریں گے۔ ایک واقعہ مجھے یاد آیا دیوبند میں ہم پڑھ رہے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ پڑھا رہے تھے۔ اختتامی پیام میں عصر کے بعد بھی سبق ہو کر تھا۔ اس وقت پاؤں میں بھوڑا بھی تھا۔ کسی دوسرے کو ہوتا تو شاید چارپائی سے بھی نہ اترتا۔ اس وقت جمعیتہ نے غالباً شمارہ ایکٹ یا کسی ایسے مسئلہ پر احتجاجی پروگرام طے کیے تھے۔ وہ تو ایک مسئلہ کی بات تھی۔ اب تو پورے مسلم پرسنل لا کو عالمی قوانین کے آرٹیکلز کے ذریعہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ تو اس وقت دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ نے جمع ہو کر حضرت شیخ سے عرض کیا کہ اس وقت آپ اپنے کسی نائب کو پروگرام میں لگا دیں۔ ہزاروں غلام موجود ہیں۔ اس طرح پڑھائی میں بھی حرج نہ ہوگی شوریٰ والوں نے انہیں منت کی۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ جیل جاؤں تو حدیث پڑھانے کا

ان نظام کون کرے گا، اور پڑھانے کا عذر پیش کرتے ہو۔ تو صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ بھی تو بوڑھے اور ضعیف تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس عمر میں اور کتنے بڑھاپے میں خیمہ کا سفر کیا۔ دین کی حفاظت کے لیے بڑھاپے گرمی، اور دیگر مشاغل کا عذر نہ کیا اور تمام غزوات میں تشریف لے گئے۔ وہاں تو سارے دین کا مدار تھا۔ آپ نے دونوں، مسند اجہاد اور تعلیم حدیث کو سنبھالے رکھا اور پھر فرمایا کہ اگر حسین احمد زندہ نہ رہے تو پھر حدیث کون پڑھائے گا؟

پھر آپ نے کسی کے استدلال ولا تلتقوا بایدیکم الی التملکۃ کی تشریح فرمائی کہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ تم دفاع اور اشاعت کے کام سے ہاتھ نہ روکو۔ آگے بڑھتے رہو۔ اگر جہاد اور دین کے جدوجہد سے ہاتھ روک دیا، پھر کافر اور دشمن کا تسلط ہوگا۔ پھر تمہاری یہ ذراعت اور تجارت کوئی چیز نہ بچ سکے گی اور تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے اس لیے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں یہ نہیں کہ جہاد سے ہاتھ روک کر گھر میں محفوظ بیٹھ جاؤ، الغرض ہمارے اسلاف نے دین کے لیے جو تکالیف اور مصائب برداشت کیے مجاہدے کیے، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم بزرگو! آج آرڈر جاری کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مرزا غلام احمد کے شیطانی لہجہ کی تردید نہیں کر سکتا تو دیکھیے اس ملک کی یہ حالت ہو گئی ہے میرے ایک شاگرد نے جو فوج میں اماں ہیں آئے اور ورنے لگے کہ آیت خاتم النبیین پڑھنے پر مجھے باز پرس کی گئی۔ معاملہ سنبتوں کا نہیں سارے دین کا ہے حضور نے فرمایا کہ فتنہ کے عہد میں کسی ایک سنت زندہ کرنے سے سوشیالوں کا اجماع ملے گا۔ وہاں تو سنت کا لفظ یہاں تو واجیات اور فرائض کا معاملہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے میں سورج دے دیا جائے تو پھر بھی دین کی اشاعت اور سرملندی کے کام میں فرہ یا برتندی اور تعین برداشت نہیں کروں گا۔ قل ما یكون لک ان ابذلک من تلقاء نفسی۔ الآیۃ

سہ اس وقت صدر محمد ایوب نے قادیانیت کے بارہ میں اس قسم کے احکامات جاری کیے تھے۔ اور کئی جہاد کو "ہین" میں ضبط کر دیا تھا۔ مرتب۔

محترم بھائیو! ہمارا نصب العین اور دستور صرف اسلام ہے۔ ہم اسلام کی کسی ایک چیز پر
 میں بھی ترمیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر ہم نے اس دین کے لیے جہاد نہ کیا تو خداوند
 فرماتے ہیں۔ **وَان تَتَوَلَّوْا لَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَلَكُمْ**۔ الآیۃ
 یاد رکھو! یہ امتحان کا دور ہے۔ یہ جنگیں اور ہلاکتیں مسلط کیے گئے ہیں علماء کی سستی بھی اس میں
 شامل تھی۔ تو یس تبدل کا ظہور ہوا اگر قوم اور علماء سب نے دین کو پشت پھیر لی تو خدا کسی اور
 کو لے آئے گا۔ تو وہ تم جیسا نہیں ہوں گے۔ آیت میں خطاب عرب سے تھا۔ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کی طرف اشارہ کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف
 بھی اشارہ تھا کہ لو کان الایمان بالشریاء لتنازل رجال من فارس۔

تو یہ ہمارے موت اور حیات کا سوال ہے۔ خدا نے ہمیں آزادی دی قدرت اور حکومت
 دی تو اب آزادی ملی تو یا تو دین اختیار کر دو گے۔ یا اسلام کو چھوڑ دو کسی اور نعرے کو اختیار کر دو
 عالمگیر کی حالات علم و تقویٰ آپ کو معلوم ہے۔ ایک بہرہ پر یہ نے مذہبی ببادہ اوڑھ کر اسے
 دھوکا دینا چاہا۔ عالمگیر نے بڑی رقم ہدیہ پیش کیا۔ اس نے لینے سے انکار کیا۔ پھر اصل صورت
 میں سامنے آکر انعام مانگنے لگا۔ کہ اب تو تمہیں دھوکہ دے دیا ہے۔ عالمگیر نے کہا کہ اس فتنے
 تو اس سے بڑی رقم ہدیہ کی ضرورت نہ رہی۔ اسے کیوں نہ لیا۔ کہا کہ دل میں آیا کہ فقیروں اور زاہدوں
 کے مصطفیٰ پر بیٹھا ہوں۔ نہ ہر تقویٰ، سجادہ پر میرے وجہ سے دھبہ لگ جائے گا اس کی لاج
 رکھ لی اور بڑی رقم چھوڑ دی۔ وہ شاعر نے کہا ہے کہ

یا مکن بافیلین دوستی

یا بنا مکن خانہ برانداز فیل

یا تو اسلام کا دعویٰ چھوڑ دو۔ اللہ کو تمہاری کوئی پیداہ نہیں کہوڑوں بھی اس خدائی
 کا انکار کریں تو خدا کی خدائی میں ذرہ برابر کمی نہ آئے گی۔

تو اسلام کو چھوڑتے اس لیے نہیں ہو کہ دوٹ بھی تمہارے قبضے میں رہے اور اس
 پڑیل بھی نہیں کرتے کہ وہ تو اچھے لوگوں کے لیے ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسلام اسلام
 کا نعرہ مولوی لکھتا ہے اور پورا ملک جذباتی نعرہ ہے۔ تو بھائی یہ تو جذباتی نعرہ نہیں۔ چودہ

سو سال کا نعرہ ہے۔ اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اگر اسلام جذباتی نعرہ ہے تو اس نعرہ پر قیام پاکستان کے وقت لاکھوں کروڑوں کو قربانی کیوں کر لیا۔ آج ہم تم سے وہی اسلام مانگتے ہیں جو ۲۷ سال پہلے تمہارا بھی نعرہ تھا۔ آج کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں کئی فرقے ہیں۔ کون اسلام نافذ کیا جائے۔ تو کیا اس وقت فرقے نہیں تھے۔ پھر کیوں پاکستان کا معنی اسلام اسلام سے کرتے رہے۔ اگر کرتے ہیں تو تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مانا علیہ واصحابی بناؤ پھر پھر اسلام مانگتے ہیں۔ کیا فضل الرحمان، غلام احمد پیر ویزہ اور غلام احمد امجدیانی کی فرقہ بندیوں کی وجہ سے ہم فرقہ بندی کی اڑے کر اسلام کو چھوڑ دیں۔ ہمارے فرقے اختلاف واسے فرقوں میں بنیادی باتوں پر اتفاق ہے۔ اللہ واحد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ بت پرستی کو کھنسنے، شراب نوشی زنا اور قتل ناجائز ہیں۔ ان پر کیا کسی فرقہ کا اختلاف ہے؟ کون مسلمان ہوگا جو انہیں جائز سمجھتا ہو؟ فرقے اختلافات میں کسی کو دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ کئی پرسنل لائیں کسی کو داخلت کی کیا ضرورت ہے۔ اسلام میں تو اتنی فراخی ہے کہ ہمارے ہاں ذمی بھی رہ سکتے ہیں۔ تو ان کو بھی مراعات شہریت کے ملیں گے جو مسلمانوں کے ہیں۔ لَعَنُ مَا لَنَا جُو ہمارے لیے ہے وہ ان کے لیے بھی ہے۔ جو حقوق ہمارے تحفظ کے ہیں۔ وہ ان کے بھی ہیں۔ تو ہمارے ہاں تو ذمیوں کو آزادی ہے۔ دیگر فرقوں کو جائز آزادی ہوگی مگر فضل الرحمان اور پرویز کا اسلام آخر کون سا ہے؟ وہ تو یہودیت اور عیسائیت کا چہرہ ہے۔ پھر یہ فرقے پاکستان قائم کرتے وقت تھے یا نہیں۔ اگر تھے تو پھر کروڑوں کو ملک بدر کیوں کر لیا اللہ اسلام میں سب کے لئے۔ ہر شخص کے لیے سہولت ہے۔ یس علیکم فی الدین من حرج۔ لوگوں نے اسلام کی بجائیاں لے کر اس سے امن قائم کیا اور ہم اسے اپنے ملک سے نکال رہے ہیں۔ پھر کلاء اور ججوں کا خیال ہے کہ اسلام آیا تو ہماری پریشانی ختم ہو جائے گی۔ پھر تو علماء ہی کریوں پر بیٹھ جائیں گے۔ تو یہ بھی ان کی غلط فہمی ہے۔ بجائی تم اسلامی قوانین نافذ کرو اور خود ہی اسے چلاؤ۔ ہم کرسی پر نہیں آئیں گے۔ علمائے قانون وراثت وغیرہ کا اجراء کر دیا آج وہ قوانین عدالتوں میں ججوں اور وکلاء کے

ڈر لیج چل رہے ہیں۔ علماء کے ذریعہ نہیں خلا کی قسم تم اسلام نافذ کردہ تم ہی فیصلے کرنا تم ہی تنخواہیں دیتے رہو۔ کوئی مولوی عدالت میں نہیں گیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر قوانین وراثت پر عمل کرائیں گے۔ اگر آج اسلام نافذ نہیں تو پھر کیوں طلباء و علماء سب بے چین ہیں۔ پھر کیوں انتشار اور ہنگامہ ہے۔

آج علماء کرام بھی سوچتے ہوں گے کہ بڑے مشکلات ہیں۔ اس وقت بھی کہا جاتا تھا کہ رَاتِ النَّاسِ قَدْ جَمَعُوا لَكَ صَحَابَهُ يَوْمَ يَكْفِيكَ هَٰذَا نِعْمَ الْوَكِيلُ ہم تو ضرور چلیں گے۔ ہمارا بھروسہ ٹھیک اور تو لو پول پر نہیں اتار رہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مولوی کیا کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے مشکلات ہیں مگر سیدنا یوسف علیہ السلام نے خلاف شرع اور منکر و کبیرا سات دروازے بند تھے قفل لگے ہوئے تھے۔ وہ چل پڑے جس قفل کو ہاتھ لگا وہ کھلتا چلا گیا۔ بھاگ پڑے۔ برائی کے قفل تو کھل گئے۔ آج ہمارے ارد گرد بھی مقفل دروازے ہیں مگر کچھ حرکت تو کرنی ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کے مطابق کامیابی ہمارے حصہ میں آئے گی۔ تو اس جیلہ سے کہ طاقت نہیں ہم نہیں چھوٹ سکتے قفل کھولیں۔ دوڑ پڑو کوشش تو کہہ لو کھل گئے تو بہتر نہ کھلا تو جہاد اور شہادت کا درجہ تول جائے گا۔ یہ ملک جو ہے یہاں آپ جیسے فخلص مسلمانوں کی وجہ سے دین کا پرچا ہے یہ مدارس یہ جمعیت العلماء اسلام یہ تبلیغی جماعت وغیرہ برکت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مشائخ کو کامیاب کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

ارشادات حضرت شیخ الحدیث

کراچی میں دو چار ماہ زیر علاج رہنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ علیل و قف کے بعد دارالحدیث میں تشریف فرما ہوئے طلباء کے لئے سرت کا موقع تھا، اظہار عقیدت کے طور پر پشتو اور عربی میں قصیدے اور سپاسنامے طلبہ نے پیش کئے اور شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے دورہ حدیث کے طلبہ نے ترمذی شریف کے اوائل اور اواخر کچھ حصے پڑھ کر سنائے کہ سماعاً شرف تلمذ حاصل ہو اس موقع پر دارالحدیث اساتذہ طلبہ و مشائخ سے بھرا ہوا تھا، حضرت مدظلہ نے اس مجلس میں صنعت کے باوجود حسب ذیل ارشادات سے انوارا۔

محمدؐ و نضلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ گذشتہ دور میں احادیث شریف پڑھنے کے دو طریقے ہوتے تھے، ایک بڑا طریقہ سر الحدیث، حدیث کی عبارت پڑھنا، ان کی درسی زبان عربی متی اور قرآن کے بعد فصاحت اور بلاغت احادیث میں ہے۔ تو ابتدائی دور میں ہمارے ہاں رائج فغلی تحقیقات پر بحث نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ صرف احادیث کا اتصال سند کے لحاظ سے ایک اہم اور ضروری امر تھا۔ تاکہ ہر حدیث کا سند متصل ہو جائے۔ سند کی مثال ایسی ہے جیسے کہ دریا بہتا ہے اور ہمارے دارالعلوم کے سامنے ایک زمین ہے جو اس دریا سے سیراب ہونا چاہتی ہے اس کے سیراب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ درمیان میں سے ایک چھوٹی نہر نکالی جائے جس کے ذریعہ پانی آکر زمین سیراب ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: امانا قاسم واللہ یعطی۔ اللہ جل جلالہ نے آپ اور ہماری ہدایت کیلئے وحی بھیجی: — تنزیل من حکیم حمید لا یأتی الباطل من بین ید یدہ ولا من خلفہ۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کو نہایت حفاظت سے محفوظ بنا کر بھیجا۔ جب وحی آتی ہے تو خود جبرائیلؑ پر بھی شیطان یا اس کے ذریعہ اثر انداز نہیں ہو سکتے جبرائیلؑ کو ایک بنی نے کہا کہ آپ ساتویں آسمان سے وحی لاتے ہیں اور اتار دیتے ہیں تو کیا آپ کو کوئی تکلیف اور مشقت تو نہیں ہوتی تو جبرائیلؑ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی قسم کا تردد اور مشقت محسوس نہیں کیا ہے۔ مگر صرف اس وقت جب یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تو میں ساتویں آسمان پر تھا کہ امر ہوا کہ جابر یوسف علیہ السلام کو پکڑ لو تاکہ پانی میں ڈوب نہ جائے یہ صافست تو دہین گز ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کا امر تھا کہ پانی تک پہنچنے سے قبل پکڑ لوں۔ اسے بقول رسول کریمؐ دی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع شعرا میں۔ جبرائیلؑ علیہ السلام نے انگلی سے قریٰ لوط جس کی چھ لاکھ سے زیادہ آبادی تھی آسمان تک پہنچائی اور پھر اسے پھٹک دیا۔ اولاً تو جبرائیلؑ دی قوۃ اور عند ذی العرش مکین ہے۔ دنیا کے عناصر اربعہ مرکب چیز تو انفعال کا اثر قبول کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ تو قوی اور مضبوط ہے قدرت کا مالک ہے اور جو ذی العرش کے ساتھ مکین ہے وہ منفعل نہیں اس پر کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی۔ متابع

سردار ہے۔ جب جبرائیلؑ کہیں جاتے ہیں تو ان سے آگے پیچے ہزاروں ملائکہ کا ہاڈی گاڑا ساتھ جاتا ہے اس کیلئے ضرورت نہیں لیکن یہ صرف قانونی انتظام ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت وحی کیلئے کیا گیا ہے۔ تو یہ حدیث جو ہے یہ وحی غیر منکوسہ۔ وحی ایک منکوسہ ہے جو کہ قرآن مجید ہے قدیم ہے اور دوسری غیر منکوسہ ہے جو نماز میں نہیں پڑھی جاتی حادثہ ہے اور اس وجہ سے حدیث کو حدیث کہا جاتا ہے الحدیث ما نسب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر القرآن قولاً او فعلاً او تقریراً ونبوتاً۔

احادیث بھی وحی ہے لیکن وحی غیر منکوسہ ہے اور یہ وحی غیر منکوسہ جوامع اور سنن کی شکل میں آپ کو در سگاہ میں پڑھائی جاتی ہے۔ ترمذی شریف جوامع میں ہے اس میں آداب، عقائد، احکام، تفسیر، سنن، اس میں جملہ آٹھوں انواع حدیث جمع کی گئی ہیں۔ اول جوامع میں بخاری شریف ہے۔ دوسرے درجہ میں مسلم شریف، تیسرے درجہ میں ترمذی شریف ہے۔ ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، سنن میں سے ہیں۔ جن احادیث کی کتابوں میں احکام ذکر کئے جاتے ہیں، کتاب الحدود سے دھابا تک اس کو سنن کہا جاتا ہے اور جن کتابوں میں آٹھوں اقسام بیان ہو کم ہوں یا زیادہ جیسا کہ مسلم شریف جوامع میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو یہ مشغولیت فی الاحادیث مبارک بنا دے۔ اور انشاء اللہ اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ نعم اللہ امرأ سمع مقالہ فادھا کما سمعھا۔ تروتازہ رکھے اس آدمی کو جس نے میری بات سن لی جیسا کہ آپ پڑھتے ہیں منوعھا پھر یاد کیا۔ اذھا کما سمعھا۔ پھر پہنچایا، جیسا کہ سننا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت اور قبر میں تروتازہ اور آباد رکھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے میرے خلفائے صحابہؓ نے پوچھا کہ آپ کے خلفاء کون ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خلفاء وہ ہیں جو حدیث پڑھتے ہیں پھر اس کی اشاعت کرتے ہیں۔ رحم اللہ خلفائے۔

— تو یہ ایک بڑی سعادت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرف فرمادیا ہے۔ بد قسمی سے اس دفعہ میں (بوجہ امراض کے) آپ کی خدمت کرنے سے محروم ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علم نافع نصیب فرمادے یہ کمال جو رحمت محبت انشاء اللہ بار آور ہوگی۔ اور آپ کیلئے فریغ انعام و اکرام دنیا اور آخرت میں بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فضلاء دارالعلوم کو بالخصوص اور دیگر علماء کو بالعموم اور اس کے ممدو معاونین کو بہتر کامیابی اور فلاح نصیب فرمادے۔ میرے حق میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کا اہل بنا دے، بینائی واپس کر دے اور بصارت و بصیرت نصیب فرمادے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کے علم باعمل میں ترقی نصیب فرمادے، اور اللہ تعالیٰ دنیا اور عقبیٰ کی کامیابی نصیب فرمادے۔ میں چونکہ کمزور ہوں فی الحال سینہ میں طاقت نہیں کہ آپ کے خدمت میں زیادہ عرض کر سکوں۔ (تقریر دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔)

منہج و ترتیب

ادارۃ الحق

۲۳ رجب کو دار الحدیث میں بخاری شریف کی آخری حدیث
پڑھ کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حسب ذیل ارشادات
سے حاضریں اور فارغ ہونے والے فضلا کو نوازا

ختم بخاری شریف

اما بعد فان اصدق الحديث كتاب الله واحسن الهدي هدي سيدنا
محمد صلى الله عليه وسلم ونشر الامور محدثا نقا وكل محدثة بدعة وكل بدعة
ضلالة وكل ضلالة في النار. وبالسند المنصل الى الامام الحافظ امير المؤمنين
في الحديث ابي عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم بن معوية. باب قول
الله عز وجل ولنفع الرازيين القسط ليوم القيامة وان اعمال بني آدم بيوزن ---
--- كلمتان جيبتان الى الرحمن. الحديث.

محترم بزرگو! جس وقت میری صحت ابھی تھی تو ختم یا افتتاح بخاری کے وقت کچھ معروضات پیش کرتا
تھا۔ الحمد للہ کہ حدیث مبارک کے پاک الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ ---
سبحان اللہ العظیم۔ یہ دو کلمے ہیں کہ رحمان کو جس کی صفت رحمانیت ہے یہ کلمات ان کو بہت قریب ہیں۔
ان کا پڑھنے والا بھی رحمان کے نزدیک بہت محبوب ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔
یہ دو کلمے ہیں بمعنی کلام ہے یا کلمات ظاہر یہ ہے۔ اگرچہ اور بھی توجیہات ہیں اللہ پر عیب سے پاک ہے۔
اور ہر صفت کمال کے ساتھ متصف ہے، اللہ عظمت و بزرگی کا مالک ہے جتنی بزرگیاں عالم میں ہیں
مخلوقات میں ہیں، یہ تمام منجانب اللہ ہیں، مخلوقات کا کچھ بھی نہیں ہے بخشش و مغفرت اس کو محبوب
ہے۔ جب اللہ کو یہ دو کلمے محبوب ہیں تو جب پڑھنے والا اس کا نماز کے بعد یا دلیے راستہ میں جاتے ہوئے
پڑھا کرے تو یہ شخص بھی اللہ کو محبوب ہوگا۔ یہ کلمات میزان میں بہت بھاری ہوں گے۔ وزن میں بھاری
ہوں گے۔ آپ نے وہ حدیث پڑھی ہے کہ ایک قرطاس پر لا الہ الا اللہ ہوگا وہ میزان میں قیامت کے دن
ڈالا جائے گا۔ دوسرے پرٹے میں کتابوں کی بڑی بڑی جلدیں رکھی جائیں گی مگر وہ اس پر بھاری ہوگا، اسی طرح
یہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ اس کا وزن قیامت کے دن بھاری ہوگا۔ انسان کے تمام اعمال قول ہو یا

فعل ہو وہ ترے جائیں گے۔ انسان جو تلفظ کرتا ہے یہ انسان کا فعل ہے۔ تو یہ بھی تو لا جائے گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ محفوظ برمال خود ہو لیکن تلفظ اس کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ حادث ہے وارد حادث ہوتا ہے۔ اور مورد برمال خود قدیم ہوتا ہے۔

ثقیلتان فی المیزان خفیفتان علی اللسان۔ بہت آسان ہیں زبان پر یعنی ان کی ادائیگی زبان پر بہت آسان ہے۔ قراء کے نزدیک اسکی جوادائیگی ہے وہ بہت آسان ہے۔

محترم بھائیو! سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ یہ بخاری کی آخری حدیث ہے بخاری شریف وہ کتاب ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ البخاری۔ قرآن وحی منکوم ہے اور بخاری و دیگر کتب احادیث وحی غیر منکوم ہے۔ وحی دونوں ہیں۔ قرآن وحی منکوم ہے جس کے معانی مضامین ترتیب الفاظ کا مرتب اللہ تعالیٰ خود ہیں تو وہ قدیم اور منکوم ہے۔ اور نماز میں اس کے پڑھنے سے نماز درست ہے۔ اور وحی غیر منکوم کے معانی مضامین من جانب اللہ میں لیکن ترتیب و الفاظ پیغمبر کے ہوتے ہیں، اب روایات میں جس کو ہم دین کہتے ہیں جو کہ پیغمبر سے نقل ہے۔ آج ہم تک دین پہنچا ہے۔ امام بخاری تک پہنچا ہے۔ اور مصنفین تک پہنچا ہے۔ تو امام بخاری نے وہ تمام شرائط اپنی کتاب کے اندر ملحوظ رکھی ہیں۔

ما رواہ عدل تام الضبط بسند متصل خالی عن الشذوذ والعلۃ۔ یہ کہ راوی و شاگرد و استاد کے مابین ملاقات صحیح سے بھی تو معلوم ہوتا ہے اگرچہ ایک دفعہ ملاقات ہو لیکن علماء نے متبع کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں طویل الملازمۃ مع الشیخ ہو۔ ہر شاگرد اپنے شیخ کے ساتھ طویل الملازمۃ ہو۔ امام مسلم بھی یہ کہتے ہیں کہ ما رواہ عدل تام الضبط بسند متصل خالی عن الشذوذ والعلۃ۔ لیکن امام مسلم اسکا ملاقات استاذ شاگرد میں کافی سمجھتے ہیں جب دونوں ہم عصر ہوں۔ اگر ملاقات انکی یقیناً ثابت نہیں لیکن ہم عصر ہیں اسکا ملاقات موجود ہو تو اس کو اتصال پر عمل کرتا ہے۔ اور اس کا اندراج کرتا ہے۔

بہر تقدیر بخاری شریف تمام صحاح اور تمام احادیث کی کتب میں اصح الکتاب بعد کتاب اللہ۔ اور بخاری یہ وہ کتاب ہے کہ امام محمد بن احمد مروزی ایک عالم اور بہت بڑے محدث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں رکن اور مقام ابراہیم کے مابین بیٹھا تھا کہ مجھ پر غزوگی سی طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ بے حد خوشی حاصل ہوئی کہ یا اللہ مجھے یہ موقع ملا۔ حضور نے مجھے فرمایا کہ اے مروزی تم شافعی کی کتاب کب تک پڑھو گے۔ تاکہ اسکو پڑھو گے۔ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے۔ محمد بن احمد مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کی کتاب کوئی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: الجامع الصحیح البخاری۔ امام بخاری کی کتاب جامع صحیح آٹھ انواع حدیث اور اقسام پر مشتمل ہے۔ تو حضور نے اس کو اپنی کتاب کہا۔ اپنی طرف منسوب کیا

یہ کتنی بڑی شرافت ہے۔ کتنی بڑی عظمت اور عزت ہے۔ ٹھیک ہے قول فعل تقریر و قوت احادیث میں یہی بیان ہوتا ہے۔ لیکن صحیح سند کیساتھ جو بیان امام بخاریؒ نے کیا ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اپنے ایک غلام محمد بن احمد مروزی کو فرماتے ہیں کہ تم کب تک امام شافعیؒ کی کتاب پڑھو گے۔ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے۔ تو یہ یقینی شے ہے۔ آپ نے شامل میں پڑھا ہے۔ من رآنی فی المنام فمقد رآنی یہاں فمقد رآنی المحتج۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نے خواب میں دیکھا وہ بالکل صحیح ہے۔ اللہ نبوت کا حافظ ہے۔ خواب اور بیداری میں شیطان آپ کا قاتل نہیں ہو سکتا۔ شکل پیغمبر میں نہیں آ سکتا۔

میرے محترم بھائیو! بخاریؒ کا مقام اتنا بلند ہے۔ تقریباً چھ لاکھ احادیث سے اس کا انتخاب ہوا ہے۔ غالباً سات ہزار دوسو چوبیس (۷۲۷۴) احادیث غالباً امام بخاریؒ نے چھ لاکھ سے انتخاب کر کے اس میں جمع کی ہیں۔ اس میں اگر تعلیقات شمار کی جائیں تو نو ہزار بنتی ہیں۔ کچھ ادپر۔ اور اگر اس سے کمرات نکالے جائیں تو چار ہزار سے بھی کم بنتی ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب اس بڑے ذخیرے سے جو کہ میرے پاس ذخیرہ احادیث تھا یہ میں نے اس سے منتخب کیا ہے۔ سولہ سال میں اس کو مکمل کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ امام بخاریؒ جیسے حافظے کا مالک کہ ابھی بچپن کی عمر ہے، دس حدیث میں شمولیت کرتے ہیں۔ پرانے زمانے میں دس حدیث جہاں ہوتا تھا۔ اس میں مسلمانوں کا جم غفیر جمع ہو جاتا تھا۔ چار چار ہزار افراد امراء و وزراء اور دولتمند جب ان کو یہ پتہ چل جاتا تھا کہ غلام جگہ احادیث کا بیان ہوتا ہے۔ غلام جگہ بخاریؒ کا ختم ہے جیسا کہ آج ہمارے معزز مہمان شاید انہوں نے اخبار میں دیکھا ہوگا۔ اس شوق سے اس گرمی میں آپ کے ملاقات اور بخاریؒ کی ایک حدیث سننے کیلئے آئے ہیں۔ تو اس زمانے میں یہ عام جذبہ تھا۔

— تو امام بخاریؒ دس بارہ سال کے ہیں کہ دس میں شامل ہوئے تھے۔ طلباء ان پر ملتے تھے، کہ جاؤ کھیلو، آپ اس درس میں کیا کرتے ہیں۔ پھر آپ تو لکھتے بھی نہیں۔ آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ تو آپ نے دس کے ساحتوں کو آواز دی کہ آؤ سن لو۔ میں نے سولہ دن شرکت کی ہے اس درس میں اس میں کتنی احادیث ہوتی ہیں۔؟ دس پندرہ ہزار احادیث ہوتی تھیں۔ اب جو طریقہ ہے درس حدیث کا اس میں لفظی تحقیق، فہمی تحقیق، صرف نحوئی تحقیق یہ تمام اس میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہم علم ہیں اور ہماری زیادہ تر مناسبت اور لغت عربی کے ساتھ نہیں۔ مگر وہ تصحیح سند کیا کرتے تھے۔ اتصال سند کیا کرتے تھے، اسے سرحد حدیث کہا جاتا ہے۔ استاد یا شاگرد عبارت حدیث پڑھتے تھے اور اس کو سنتے تھے کہ ہمارا اس حدیث میں حضور اقدسؐ کے ساتھ اتصال آجائے۔ آج میں کہتا ہوں کہ حدیثنا اور رسول اللہؐ سے نقل کرتا ہوں۔ تو میں نے حضورؐ سے کہا کتنا ہے۔ میرے اور حضورؐ کے درمیان تو چودہ سو سال ہیں۔ تو درمیان میں رواقہ ہیں، استاد ہیں، حدیثنا

جولاستے ہیں یہ رداۃ و سائط ہیں اس لئے کہ دریا سے جب آپ اپنے کھیت کو پانی لاتے ہیں تو ندی کھودتے ہیں، نہر کھودتے ہیں تب اس ندی میں پانی آتا ہے۔ اور اس سے کھیت سیراب کرتے ہیں۔
 تو اللہ کا علم وحی آپ سے جبرائیلؑ کو جبرائیلؑ سے رسول اللہؐ کو اور آپ سے حفصہؓ ابوبکر صدیقؓ اور دیگر ایک لاکھ دس ہزار کم و بیش صحابہ کرامؓ موجود جنہوں نے روایت کی ہے، جنہوں نے مجلس میں شرکت کی ہے۔ اور ان سے نیچے جو رداۃ ہیں الیٰ یرمنا هذا۔

تو میرے محترم صاحبو! پندرہ ہزار احادیث سولہ دن میں ہوئی تھیں اور امام بخاری نے فر فر انکو سنا دیں۔ اللہ کو یہ منظور ہے کہ یہ قرآن محفوظ رہے۔ اور احادیث بھی محفوظ رہیں۔ ورنہ اس دور فتن میں جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس سے پہلے دور انگریزوں کا گزر چکا ہے، جو قرآن و حدیث دنیا سے مٹانا چاہتے تھے۔ اس قرآن و حدیث کا ایک حافظ ایک طالب اور ایک محب بھی نہ ہوتا، نہ یہ مدارس ہوتے اور نہ یہ طالب علم ہوتے اور نہ یہ ہمارے مہران صاحبان اور چندہ دہندگان ہوتے اور نہ طلباء کے سرپرست اور طلباء سے محبت رکھنے والے، ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا۔ لیکن اللہ جل مجدہ کو یہ منظور تھا کہ یہ قرآن مجید محفوظ رہے۔ اس کے لئے چودہ لاکھ سے زیادہ حفاظ پیدا کئے اور اللہ کو یہ منظور تھا کہ یہ حدیث محفوظ رہے۔ تو ہزاروں کی تعداد میں اللہ نے حدیث کے فہم اور دفاع کیلئے افراد پیدا کئے۔ اس کے خادمان پیدا کئے اس کے یاد کرنے والے پیدا کئے۔ اس کی اشاعت کرنے والے پیدا کئے اور اس پر جانی و مالی قربانی دینے والے پیدا کئے۔ ہر قسم جان نثاری کرنے والے پیدا کئے۔ اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ پرانے زمانے میں جب ایک پیغمبر ہوتا تھا تو اس کے تشریف لے جانے کے بعد دوسرا پیغمبر آتا تھا۔ تو وہ حدیث یادہ کتاب متغیر اور تبدیل ہوتا تھا۔ حضور اقدسؐ کے بعد تو قیامت تک دوسرا پیغمبر نہیں۔ تو قرآن و حدیث اللہ نے محفوظ کئے۔ تو امام بخاریؒ نے پندرہ دن تک روزانہ ایک ہزار احادیث یاد کیں۔ اور یہ اس وقت دس گیارہ سال کا بچہ تھے۔

تو زمانہ شیخوخت اور کہولت میں کیا حالت ہوگی۔ بیکندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دوست بہمان آیا، حدیث کا سبق پورہ لایا تھا، جب طالب علم چلے گئے تو بیکندی نے ان کو کہا کہ اگر تم ذرا پہلے آتے تو میں آپ کو ایک طالب علم رکھتا کہ ابھی تک اس کی داڑھی نہیں آئی ہے۔ اس کو ستر ہزار احادیث یاد ہیں۔ اور ہمیں ایک بھی حدیث یاد نہیں۔ لیکن ہمارے لئے اللہ جل جلالہ نے جب سینہ کا حفاظت نہ ہوا، دماغ سے حفاظت نہ ہوئی۔ تو کاغذ میں اور کتابوں میں حفاظت کا انتظام کیا طالب علم کے بغل میں بخاری ہے۔ پرانے زمانے میں ایسا نہ تھا۔ بہر تقدیر امام بخاریؒ کا طالب علمی کے زمانہ میں فہم اور حافظہ تھا۔ اور

یہ ذکاوت تھی، اور آپ جب کتاب بخاری کی تالیف و ترتیب کرتے ہیں۔ تو سولہ سال میں۔ ہم تو تین چار مہینے میں اسکو ختم کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم کو سب کچھ آگیا۔ عالم فاضل ہو گئے۔ جب سولہ سال میں آپ نے احادیث اور تراجم باندھے ہیں اور جمع کئے ہیں تو اگر ہم ساٹھ سال تک اس کو بار بار غور سے پڑھیں تب بھی حق ادا نہ ہوگا۔ اس تذہن نے تو ہم کو ایک طریقہ بتلایا کہ حدیث سے مسئلہ ایسا نکلتا ہے، اور تراجم البواب میں ان کو اشارہ ہے۔ لیکن آگے اب یہ ہمارا اور آپ کا کام ہے کہ ہم اس پر غور کرتے رہیں۔

بہر تقدیر بھائیو! امام بخاریؒ جب یہ کتاب لکھتے تھے تو ہر حدیث کے لئے غسل فرماتے، پھر عطر لگاتے، پھر اس کے بعد دو رکعت استسارے کے نفل ادا فرماتے اور مکہ معظمہ میں جب ہوتے تو البواب اور تراجم مقام ابراہیم کے پاس لکھتے۔ دو رکعت پڑھتے پھر مراقبہ ہوتے اس کے بعد اندراج کرتے۔ حدیث کا اندراج اس طریقہ سے ۶ لاکھ احادیث سے انتخاب ہوا۔ اس کتاب کو اللہ جل مجدہ نے بہت شان مقبولیت دی ہے۔

حدیث و قرآن کی برکات و انوار | جہاں پر حدیث اور قرآن پڑھایا جاتا ہو تو دلوں پر انوار و برکات نازل ہوتے ہیں جہاں قرآن مجید پڑھایا جاتا ہو اس جگہ سے انوار شمع شمس کی طرح نکلتے ہیں، سورج کی طرح شمع قاری اور سامع پر پڑتے ہیں۔ اور جہاں حدیث پڑھائی جاتی ہے وہاں انوار چاند کی مانند شمع گرتی ہیں اسی طرح شمع حدیث مبارک جس مجلس میں ہوں، اور حدیث کے پڑھاتے وقت ہوتی ہیں۔ حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ صوفی اور بہت بڑے عالم گزرے ہیں، انہوں نے وصیت کی کہ جب موت کا وقت آئے تو اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ آپ بخاری شریف کی احادیث میرے سامنے تلاوت کرتے رہیں۔ میری نزع کے وقت احادیث کی تلاوت شروع کریں۔ تو میرے ذہن میں اس وقت یہ بات آئی کہ آپ نے کہا کہ میرے پاس حدیث کی تلاوت کریں اور یہ نہ فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کریں تو فوراً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ قرآن پاک کی تجلیات جلالی ہیں۔ جلالی شمع ہیں اور حدیث کی تجلیات جمالی ہیں وہ شمع قرآن کی طرح ہیں۔ اور حالت نزع میں جمال کی ضرورت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ یہ سخت وقت ہے۔ خیر جو بھی لطیف ہو مجھے اس کا کوئی خاص علم نہیں۔ ویسے میرے ذہن میں یہ بات آئی۔

طلب علم کی راہ کا اجر | بھائیو! یہ آپ تمام اور خاص کر اس وقت جو مہمان آئے ہیں گاؤں سے تو بھائیو حدیث ہے کہ من سلك طريق يطلب فيه علماً سهل الله له طريقاً الى الجنة۔ (الحدیث)

کہ جس نے علم کے لئے راستہ طے کیا، علم کے راستہ پر چلا، اس دارالعلوم کو آئے، اپنے کمرے سے آیا، اپنے گھر اور دکان سے آیا۔ اپنے گاؤں سے آیا۔ کھانا کیسی بھی ہو۔ اس نے سلوک طریق کیا۔ تو اللہ اس پر جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ آپ تو ہر روز اور آج ہمارے یہاں بھی اس وقت تمام طالب علم ہیں بخاری شریف کے اور بخاری کی آخری حدیث کے۔ اللہ جنت کا راستہ ان تمام کیلئے آسان کر دے۔

حدیث کے پڑھتے وقت انوار اور برکات نازل ہوتی ہیں۔ قرآن کے پڑھتے وقت انوار و برکات نازل ہوتی ہیں۔ جہاں بخاری کا ختم ہوتا ہے یا ہر بجائے وہاں بہت سے معائب دور ہو جاتے ہیں۔ طاعون جیسی وبا اور بہت سی بیماریاں اللہ تعالیٰ ختم بخاری کی برکت سے دور کر دیتا ہے۔ جب بارش نہیں ہوتی اور ختم بخاری ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ شیخ جمال الدین فرماتے ہیں کہ میرے استاد شیخ اشیر الدین فرماتے ہیں کہ: میں نے ۱۲ دفعہ ختم بخاری شریف کیا اور اللہ نے مجھ کو مقاصد میں کامیابی دی اور اللہ نے میری شکل حل فرمادی۔ پھر خاکہ احادیث کیلئے جنہوں نے تکلیف اٹھائی، بھائیو آج آپ بہت خوش ہیں۔

صحابہ کا ذوق حدیث | حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے دس سال حضورؐ کی خدمت کی ہے حضورؐ کے خادم حاضر باش ہیں مگر آپؐ نے جب حضورؐ کے وصال کے بعد سنا کہ مصر میں ایک صحابی ہے۔ اس کے پاس ایک حدیث ہے جو کہ میں نے اپنے کانوں سے نہیں سنی ہے۔ تو غور سے سن کر حدیث حضرت ابو ایوب انصاریؓ مدینہ منورہ سے مصر روانہ ہوتے ہیں۔ چالیس دن کا سفر طے کرتے ہیں۔ پیدل سفر کیا کہ میں مدینہ منورہ سے ایک حدیث کیلئے آیا ہوں۔ جو آپؐ کے پاس ہے۔ سنا دیجئے تاکہ میری سند متصل اور عالی ہو جائے۔ انہوں نے آپؐ کو وہ حدیث بیان کی اللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیه۔ اللہ اس وقت تک اپنے بندہ کی امداد کرتا ہے جب تک بندہ دوسرے بندوں کی مدد کرتا رہے۔ تم دوسرے بندوں کی مدد کرو۔ دوسرے انسان کی مدد کرو۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ تم اپنے آپ کو بھوکا رکھو، پیاسے رہو۔ اپنے آپ پر تکلیف اٹھاؤ اللہ جل جلالہ آپؐ کی تمام ضروریات پوری کریں گے۔

محترم بھائیو! طالب علم کیلئے ملائکہ اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور طالب علم کس کو کہتے ہیں۔ آپؐ اصطلاحی طالب علم ہیں اور جو ہمارے بزرگ ہیں ہمارے ساتھ امداد کرتے ہیں، ہم سے محبت کرتے ہیں۔ ہمارے لئے گھروں سے آتے ہیں۔ یہ بھی طالب علم ہیں، ان کے لئے بھی ملائکہ پر بچھاتے ہیں احترام کے طور پر انکے لئے بھی یہ خوشخبری ہے۔ من سلک طریقاً یطلب فیہ علماً سہل اللہ لہ طریقاً الی الجنة۔ آپؐ تقریباً سو ڈیڑھ سو طلباء نے ختم بخاری کیا تو یہ گویا تقریباً ڈیڑھ سو ختم جمع ہو گئے۔ تو آپؐ کی دعائیں اپنے حق

اپنے والدین اور ہمدردوں کے حق میں اپنے خیر خواہوں کے حق میں اور دین کے غلاموں کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ اللہ بہت ہریان ہے۔ وہ ہمارے نقائص کو نہیں دیکھتے۔ بہر تقدیر بھائیو! مختصر عرض ہے کہ میرا تو بیماری کی وجہ سے کوئی خاص حصہ خدمت کا اس سال بد قسمتی سے نہیں۔ اور التجا کرتے ہیں، امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت پر دوبارہ کامیاب و مرفراز فرمائے۔

سند حدیث | بہر تقدیر بخاری شریف میں نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجاہد اعظم حافظ الحدیث صدر المدین بدار العلوم دیوبند حضرت مولانا وبالفضل اولنا حضرت مولانا حسین احمد صاحب سے پڑھی ہے۔ بخاری شریف اور ترمذی کا زیادہ حصہ حضرت مدنی سے دیوبند میں پڑھا ہے۔ حضرت مدنی حدیث کے امام تھے حافظ الحدیث تھے، اور صاحب الکلمات تھے، دلی اللہ تھے۔ ان کی کرامت کی بڑی نشانی یہ ہے کہ اس پاکستان میں تقریباً جتنے مدارس ہیں ان میں آپ کے تلامذہ ہی خدمت دین میں مشغول ہیں اور دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ حضرت مدنی مدینہ طیبہ میں درس حدیث دیتے تھے، ان کو معلوم ہوا کہ ان کے استاد حضرت شیخ الہندؒ گھر فار کئے گئے تو اس وقت کی حکومت کو کہا کہ جس دفعہ کے تحت آپ نے میرے اسناد کو گھر فار کیا ہے۔ میں بھی اسی دفعہ کا مجرم ہوں۔ تو اپنے آپ کو ان کے ساتھ مالٹا کی جلی میں شریک کر لیا۔ حافظ ایسا تھا کہ بخاری شریف آپ کو متن سند کے ساتھ یاد تھی۔ لیکن اخفاء کیا کرتے تھے یہ ظاہر نہ کرتے تھے کہ کسی کو معلوم ہو جائے جس وقت بخاری پڑھاتے تھے۔ اپنے سامنے قسط لانی رکھتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: خلق الانسان من عجل۔ آپ جو سب پڑھاتے آپ کی تقریر شریح آپ کی قنات آپ کی سنجیدگی میں فرق نہیں آتا تھا۔ بڑے اطمینان سے آپ حتی حدیث ادا کرتے تھے۔

بہر تقدیر حضرت مولانا مدنی نے حضرت شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود الحسن جن کا قرآن پاک کا ترجمہ اردو میں بھی موجود ہے اور فارسی میں بھی ترجمہ شیخ الہندؒ ہوا ہے بہت بڑا بحر علمی اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا۔ آزادی ہند میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ تو حضرت مدنی نے بخاری شریف اور ترمذی شریف حضرت شیخ الہندؒ سے پڑھی ہے۔ یہ دیوبند کے پہلے طالب علم ہیں۔ استاد کا نام بھی محمود ہے اور شاگرد کا نام بھی محمود حسن جو کہ آگے چل کر حضرت شیخ الہندؒ ہو گئے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے بخاری اور ترمذی حضرت مولانا محمد قاسمؒ بانی دارالعلوم دیوبند سے پڑھی ہیں حضرت مولانا محمد قاسمؒ بانی دارالعلوم دیوبند پاکستان اور ہندوستان بلکہ اسلامی ممالک میں جہاں علوم دینیہ آپ دیکھتے ہیں جہاں علماء آپ دیکھتے ہیں جہاں پر زمرہ اہل حق ہے یہ تمام فیض حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے

ان کا تمام وقت کچھ تو جہاد میں کچھ تدریس میں کچھ مناظروں میں گزرا۔ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددیؒ کو ہاجر مدنی سے بخاری اور ترمذی شریف پڑھی۔ اور ان سے اجازت لی ہے۔ یہ شاہ عبدالغنی مجددی شاہ دلی اللہ کے بیٹے نہیں بلکہ یہ حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے ہیں اور ہاجر مدنی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے بخاری اور ترمذی حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پڑھی ہے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ سے بخاری و ترمذی پڑھی اور شاہ عبدالعزیزؒ نے شاہ دلی اللہ سے اور حضرت شاہ دلی اللہ نے شیخ ابو طاہر مدنی اور شیخ ابو عبد اللہ کی سے ایک استاد مکہ کے ہیں اور دوسرے مدینہ کے آپ نے ترمذی کی ابتداء میں شیخ ابو طاہر کا نام دیکھا ہے۔ اور بخاری کے خطبہ میں جو حاشیہ لکھا ہے اس میں سند لکھا ہے۔ وہاں سے بخاری تک سند چلتا ہے۔ اور بخاری و ترمذی کے بعد سند حضور اقدسؐ تک کتاب میں ہر حدیث کے متن سے پہلے مذکور ہے۔ حضرت نے عام طور سے حضرت جبریل علیہ السلام سے لیا ہے۔ انہ نقول رسول کریم ذی قوتہ جند ذی العرش مکین مطاع ثم آمین۔ اور حضرت جبریل نے اللہ جل مجدہ سے لیا ہے۔ نوا جہ حدیث آپ نے سنی اس کا سند اللہ تک پہنچا۔ کس سے ہم نے سنا؟ کون رادی ہے؟ کس سے یہ بات کرتا ہے کس سے نقل کرتا ہے۔ یہ سند ہے یہ اجازت حضرت مدنیؒ نے شفقت کی بناء پر دی اور اسے مفید کیا تھا کہ جب تک آپ کا یقین نہ آئے، کسی حدیث کا مطلب نہ پڑھائیں۔

زیریں نصائح | اس پر آپ معزور نہ ہوں کہ میں نے دورہ پڑھ لیا میں تو فارغ ہو گیا، مولوی بن گیا۔ امام ابو حنیفہؒ اپنے فضلاء کو فرمایا کرتے تھے کہ آپ لا ادری پر ناراض نہ ہوں۔ کہ کوئی عیب نہیں کہ آپ سے کوئی شخص پوچھے کہ فلاں مسئلہ کیا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ لا ادری مجھے نہیں آتا۔ امام مالک سے چالیس مسائل کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے چھتیس مسائل میں لا ادری فرمایا۔ تو جب تک تمہیں یقین نہ ہو۔ اس وقت تک یہ کہہ سکتے ہیں کہ لا ادری۔ تکلف سے اپنے آپ کو عالم نہ بنائیں۔ جب آپ نے مطالعہ کیا، مشروح دیکھ لیں جو اشی آپ نے دیکھ لیں تو اپنے ذہن ثواب سے آپ پر پسیدہ واضح ہوا تب، تو اس کے بعد ہمیں اور صحاح ستہ مطابین اور طحاوی شریف کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ اجازت حضرت شیخ المکرمؒ کو اپنے اساتذہ اور شیوخ سے ملی تھی وہ انہوں نے ناچیز کو دی اور اب میری طرف سے آپ کو بھی اجازت ہے۔ آپ بڑی تحقیق کے ساتھ پڑھائیں۔ یہ دین ہے تاکہ اس میں کسی قسم کی غلطی نہ آجائے۔

جتنا تقویٰ ہوگا، پرہیزگاری ہوگی اور دینداری ہوگی جتنا حزم اور احتیاط ہوگی اتنا ہی اللہ کا فضل آپ کا شامل حال ہوگا۔ آپ کا عزیز وقت میں نے لیا۔ میرا اتنا خیال نہ تھا۔ انشاء اللہ اب مل کر دعا کریں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

اقادات ختم بخاری شریف

۲۳/رجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۱ جولائی بروز پیر دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث نذکرہ نے ختم بخاری شریف کی تقریب میں علالت کے باوجود حسب ذیل خطاب فرمایا۔ اس سے قبل آپ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی۔ اس خطاب میں دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہونے والے تقریباً ایک سو تیس فضلاء سے ائیدہ کی علمی و عملی زندگی سے متعلق نہایت قیمتی نصائح فرمائے گئے۔

محترم بزرگوار! علماء، اساتذہ، اراکین اور بعض مہمانوں کا اجتماع ہے۔ کل اور پر رسول بھی ختم بخاری کا ارادہ تھا۔ پھر فیصلہ ہوا کہ انشاء اللہ پیر کے دن تمام اساتذہ کی موجودگی میں ختم ہو ایک دو اساتذہ کا انتظار رہا۔ عذر کی وجہ سے میرا ارادہ تھا کہ ختم شریف کے لئے بعض حضرات کا پر کو بلایا جائے۔ پھر خیال ہوا کہ دارالعلوم حقانیہ کے سارے امور بغیر کسی تکلف کے ہیں ۳۰ سال سے نہ افتتاح کے لئے کوئی اہتمام کیا گیا ہے۔ نہ اختتام کے لئے بلکہ اپنے ساتھی جمع ہو کر دعا فرما لیتے ہیں، محض سادگی ہے، اس سادگی کو ملحوظ رکھ کر بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ اگرچہ کمزوری اور بیماری ہے مگر آخری حدیث کی تلاوت کر لوں۔

علماء کے مورث | محترم بھائیو! تقریر کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا اہل ہوں۔ کہ آپ کے سامنے کچھ عرض کروں۔ بخاری شریف اور دیگر کتب آپ نے ختم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آج آپ علماء ہیں اور نئے مقام پر ہیں اور علماء دولت مندوں کے، حکومت کے اور بڑے بڑے لوگوں کے وارث نہیں ہوتے، نہ ہم

میں سے کوئی قارون کا وارث ہے، نہ کوئی نمرود کا وارث ہے، نہ شداد کا۔ اور شکر الحمد للہ کہ بھٹوسے بھی اللہ تعالیٰ نے خلاصی دے دی۔ ایک بھی ہم میں ایسا نہیں مگر آج خدا کے نزدیک آپ لوگوں کا جو درجہ ہے۔ العلماء و رثة الانبیاء معمولی درجہ نہیں، کل مخلوقات میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا درجہ بلند ہے۔ اور پھر انبیاء علیہم السلام میں درجہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کا بلند ہے تفصیل کا موقعہ نہیں اور تفصیلات آپ پڑھ بھی چکے ہیں۔ آج آپ وارث الانبیاء بن گئے، آپ کے سروں پر وراثت انبیاء کا تاج رکھ دیا گیا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا درجہ کل مخلوق میں اونچا ہے، مرتفع ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا تو بہت اونچا مقام ہے حضور کے صحابہ کرام کے بارہ میں کسی نے ایک عالم سے پوچھا، غالباً امام شافعیؒ سے کہ مجدداً اول حدیث کے مدون حضرت عمر بن عبد العزیزؒ بہت بڑی ہستی ہیں۔ ان کا درجہ اونچا ہے، یا حضرت معاویہؓ کا۔ انہوں نے نہایت غصہ میں جواب دیا کہ حضرت معاویہؓ جس گھوڑے پر سوار ہو کر حضور اقدسؐ کے ساتھ جہادوں میں شریک ہوئے اُس گھوڑے کی تمغوں کی گردوغبار بھی عمر بن عبد العزیزؒ سے بہتر اور افضل ہے۔ صحابیت کا بڑا مقام ہے۔ تو نبوت کا تو حد سے بڑھ کر اونچا مقام ہے۔ اور آج آپ لوگوں کو اللہ جل مجدہ نے ان کے وارث کا درجہ اپنے فضل و کرم سے دے دیا۔

بخاری شریف کے لئے مصنف کا اہتمام | یہ اللہ کا کریم ہے کہ ہمیں انسان بنایا، پھر مسلمان بنایا۔ اور پھر

طالب العلم بنایا۔ اور وہ بھی حدیث کی طالب علمی امام بخاریؒ اسی آخری حدیث — سبحان اللہ و بحمدہ — کی شکل میں اس نعمت عظیمہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا فرما رہے ہیں۔ حمد پر مشتمل جملے امام اسی لئے لارہے ہیں کہ شکر یہ ادا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کتاب کی تصنیف کی توفیق دی۔ لاکھ احادیث سے امام بخاریؒ نے انتخاب فرمایا۔ اور ایسے طریق سے کہ ہر ترجمہ الباب کے لئے رکن و مقام کے درمیان مواجہہ شریف میں روضۃ من ریاض الحجۃ کے سامنے استخارہ کر لیتے، غسل کر لیتے، صاف اور تڑپے کپڑے پہن لیتے، خوشبو لگا لیتے، پورا الطینتان ہو جانے کے بعد حدیث درج فرماتے۔ سولہ سال میں یہ کتاب آپ

نے تصنیف فرمائی، آپ تو سال آدھ سال میں پڑھ لیتے ہیں۔ مگر امام جیسی ذہین شخص نے اتنا اہتمام فرمایا۔

امام بخاریؒ کی ذکاوت | بچپن میں درس حدیث سننے کے شوق میں آکر حلقہ درس میں سب سے پہلے بیٹھ جاتے، لوگ احادیث لکھتے، آپ لکھتے بھی نہیں دیکھ ہی خاموش بیٹھے رہتے، بڑے طلبہ مذاق کرتے کہ آپ کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں لکھ بھی نہیں سکتے تو نائدہ کیا ہے؟ جاؤ اپنا کھیل کود کیا کرو لیکن سولہویں دن امام بخاریؒ نے اپنے رفقاء درس سے کہا کہ آپ وقت کی بربادی کا الزام مجھ پر لگاتے ہیں۔ ان پندرہ دنوں میں پندرہ ہزار احادیث استاذ نے سنائی ہیں۔

سرد الحدیث اور سلسلہ سند | اس زمانہ میں درس حدیث میں لغوی اور اعرابی تحقیقات فقہی تحقیقات نہ ہوا کرتی بلکہ عبارت

اور قرأت اور سماع پر اکتفا ہوتا۔ اسے سرد الحدیث کہتے ہیں۔ اور اصل ددرہ بھی یہی ہے۔ مقصد سند کا حضور اقدسؐ سے اتصال ہے۔ یہ علم اللہ بخش ہے۔ واللہ یعطی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم کی تقسیم فرماتے ہیں۔ وہ تقسیم شدہ علم صحابہ کرامؓ کو حاصل ہوا پھر ان سے تابعین کو ان سے تبع تابعین حکذا الی یومنا ہذا اساتذہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ اب ہمارے ان سینوں میں جو علوم ہوں گے، وہی ہوں گے جو اساتذہ سے حاصل ہوئے اور اساتذہ نے تابعین اور تابعین نے صحابہؓ سے اور صحابہؓ نے حضور اقدسؐ سے حضورؐ نے جبرائیل امین علیہ السلام سے اور جبرائیل نے اللہ مجیدؐ سے حاصل کئے۔ فرمایا: انما انا قاسم واللہ یعطی۔ یہ احادیث۔ سرد الحدیث سے سند متصل ہو جاتی ہے جیسے کسی کھیت کو سیراب کرنا ہو تو دریا اور سمندر سے نالہ کھیت کو لے آتے ہیں، اب اس نالے کے ذریعے پانی آکر کھیت کو سیراب کر لیتا ہے اور اگر نالہ نہ ہو پائپ لائن نہ ہو اس دریا لٹڈ کے متصل کوئی کھیت ہو مگر ذریعہ اتصال نہیں تو دریا سے کھیت کوئی نائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ تو اساتذہ کی سند اساتذہ سے لے کر حضور اقدسؐ تک اور اللہ رب العزت نے یہ وحی نازل فرمائی۔

لَا يَأْتِيهِ الْهَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ۔

یہ دہی ذریعہ اتصال ہے۔ یہی سرد الحدیث اصل چیز ہے، آج طلبہ کہتے ہیں کہ چلے اساتذہ نلاں مقام پر تحقیق نہیں کریں گے ویسے عبارت پڑھی جا رہی ہے، جا کر کہیں کمرہ میں آرام کر لیں۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے۔ جو حدیث درس میں استاذ سے نہ سنی کل اُس کے بارہ میں۔ حدثنایا اخیراً نہیں کہہ سکتے کہ جو پڑھنا نہیں اس کی سند استاذ سے متصل نہیں ہو سکتی۔

غرض یہ کہ امام بخاریؒ نے پندرہ ہزار احادیث اگر پندرہ دن میں سن لیں تو تعجب نہیں اس لئے کہ وہ دور سرد الحدیث کا تھا صرف حدیث کی عبارت اور سند سنائی جاتی، تو امام بخاریؒ نے پندرہ ہزار احادیث ساتھیوں کو حافظے سے سنا دیں انہوں نے بھرپور امتحان لیا۔ اس سے امام بخاریؒ کی ذہانت کا اندازہ لگتا ہے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں امام عبداللہ بن مبارک وکیع اور امام ابو حنیفہؒ جیسے ائمہ کے علوم ازبر ہو گئے۔ امامؒ نے اس کتاب کی تصنیف سولہ برس میں فرمائی چھ لاکھ احادیث سے انتخاب اور زیر دست شرائط کے ساتھ کہ۔ مارواہ عدل نام الضبط بسند متصل خالی عن الشذوذ والعلّة۔ پھر طالب اور استاذ کے درمیان ملاقات یقینی ہو، طویل ملاقات طویل الملازمة مع الشیخ۔ کتنی کڑی شرائط امام مسلمؒ نے تو اتنا کہا کہ، ملاقات ہوئی ہو، مگر تنوع علماء کا یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے نہ صرف ملاقات بلکہ طویل الملازمة مع الشیخ راویوں کا بھی التزام رکھا ہے۔

امام بخاریؒ اور آپ کے والدین کا زہد و تقویٰ | امام بخاریؒ کے علم اور

تقی۔ ایک دفعہ آپ بہت بیمار ہو گئے، علماء نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ یہ تو کسی ایسے راہب کا قارورہ ہے جس نے عرصہ سے کوئی سالن نہیں کھایا۔ امام سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک مدت سے سالن کے بغیر بچہ کی روٹی خشک کھا رہا ہوں۔ تو علماء کے اصرار و منت سماجت سے شب و روز میں تین بادام کھانا قبول کر لیا۔ یہ غیبت کی وجہ سے نہیں، وہ خود بھی اور ان کے والد ماجد بھی امراء میں سے تھے۔ کسی نے ۲۵ ہزار روپیہ ان سے چھین لیا۔ یعنی رقم

دیالی کسی نے کہا گورتہ آپ کا مرید ہے، اس کے ذریعہ وصولی کا انتظام کریں۔ فرمایا گورنر کے ذریعہ میں قرض نہیں وصول کرنا یہ حاصل تو ہو جائے گا مگر کل گورنر مجھ سے بھی کوئی توقع رکھے گا۔ اور عالم سے تو یہی طمع ہو سکتی ہے۔ کہ فلاں مسئلہ پر دستخط کر دو، فلاں فتوے دے دو۔ تو فرمایا میں اپنا دین دنیا کے عوض نہیں بیچ سکتا، پچیس ہزار روپے چلے جائیں تو کوئی بات نہیں، والدین بھی اللہ نے ایسے دے۔ حضرت اسماعیل ان کے والد ماجد ہیں ان کے ایک شاگرد ابو حفص ہیں غالباً فرماتے ہیں کہ حضرت اسماعیل نے وفات کے وقت مجھ سے کہا کہ میں جبکہ اللہ کے دربار میں جا رہا ہوں تو مجھے چوٹی کے برابر بھی محاسبہ کا ٹکڑا نہیں کہ اللہ اس کی باز پرس کرے گا۔ وہ اتنے مطمئن ہیں کہ الحمد للہ زندگی میں میرے ہاتھوں ایک چوٹی کے برابر بھی خیانت نہیں ہوئی نہ کسی کی حق تلفی ہوئی کہ اب خدا اس کا حساب مانگے۔

حق العبد اور حق اللہ کے بارہ میں اتنا محتاط تھے۔ امام کی والدہ ماجدہ بھی دلی بقیں، بچپن میں اور پھر جوانی میں ان کی بنیائی زائل ہوئی۔ تو مائیں دعائیں دینیں۔ تو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس قرۃ العین کو لو بھر دیدے، ایسی پاکیزہ ہستی امام بخاریؒ کا گذرا وقتا نشک روٹی اور تین بادام سے ہے۔ یہ روٹی سے اور یہی سالن ہے۔ ان ایام میں طلبہ حدیث پر ۵-۵ سو درہم روزانہ خرچ کر دیتے اللہ کی راہ میں انفاق کا یہ عالم مگر خود نہ بد و تقشف کی ایسی زندگی۔ اور پھر تصنیف ایسی کہ ہر حدیث لکھنے سے قبل غسل اور دو رکعت نفل۔ تقریباً تمام روایات بخاری مقطوعات اور غیر مقطوعات ملا کر نو ہزار بنتے ہیں اور سندات کچھ اوپر سات ہزار کمرات نکالنے کے بعد کوئی دو ہزار بتلاتا ہے۔ کوئی چار ہزار تو کئی لاکھ احادیث میں چار ہزار کا انتخاب، اتنا سخت معیار اور کڑی شرائط، اگر ۹ ہزار احادیث سمجھیں تو گویا اس کے لئے اٹھارہ ہزار رکعت تو نفل ادا کئے گئے۔

بخاری شریف کے شروح | تو اس کتاب کی غلطیوں کی نظیر نہیں، متقدمین کی ۵۳۰۰ زائد شروح ہیں۔ مگر آج بھی علماء کہتے ہیں کہ ابھی بخاری کے ابواب و تراجم کی تشریح کا حق ادا نہیں ہو سکا۔ حضرت شیخ الہند کا ابواب و تراجم

کے بارہ میں ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جب عینی، قسطلانی، فتح الباری اور ایسی بڑی بڑی شروح دیکھ کر پھر شیخ الہند کا وہ مختصر رسالہ دیکھو تب حیرانگی ہو جاتی ہے اور تب پتہ چلتا ہے کہ کتنی نئی باتیں ابھی تک مخفی تھیں۔

اپنے کو عالم نہ سمجھیں | تو کوئی یہ نہ کہے کہ ہم نے بخاری پڑھ لی تو اس کے سارے علوم بھی حاصل کر لئے۔ چھ ماہ کی دوڑ میں ہم فضلاء میں گئے کسی بھی وقت اپنے آپ کو نااضل نہ سمجھیں، جو اپنے آپ کو نااضل اور عالم کہے وہ تو تباہ ہی تباہ ہے اپنے آپ کو عالم کہنا اور مد رک کہنا بڑی جہالت ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا کتنا بلند مقام ہے۔ چالیس مسائل میں ان سے دریافت کیا گیا تو ۳۴ مسائل میں انہوں نے کہا لا ادری (مجھے معلوم نہیں) اور چار مسائل کا جواب دے دیا۔ اور اب تو ملا آں باشد کہ چپ نہ شود دلی بات ہے۔ دو کتابیں پڑھ کر ہر بات میں ٹانگ اڑاتے ہیں۔ اور کوئی جرح کرے تو کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کدو کے اوراق تو نہیں پڑھے کتابیں پڑھی ہیں۔ ہم چوں من دیگرے نیست۔۔۔ تو یہ کتاب جو تقریباً ۳۴۵ متراجم ابواب پر مشتمل ہے، علامہ جزائری نے اتنا تخمینہ لگایا ہے ان عنوانات سے حدیث کا ربط اور مسائل متعلقہ کا استنباط اور مناسبت چند ماہ کے درس و مطالعہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ذکارت اور فہم دے۔ جب امام جیسے ذہین و فہم نے سولہ برس میں اسے مکمل کیا تو ہم اگر ساٹھ سال بھی اس سے مزاد ملے اور مطالعہ کا تعلق رکھیں تو شاید کوئی مناسبت پیدا ہو جائے۔

شیخ الہند اور احادیث | آپ نے دورہ پڑھ لیا، تو الحمد للہ احادیث کا ایک راستہ معلوم کر لیا کہ ائمہ کرام کیسے استنباط فرماتے تھے۔ حضرت شیخ الہند سے ایک دفعہ ایک طالب العلم نے ذکر کیا، آپ مسلم پڑھا رہے تھے تو بیتی میں اُس نے کہا حضرت اس حدیث سے امام نووی نے اتنے مسائل مستبط کئے ہیں، تو حضرت شیخ الہند نے جوش میں آکر فرمایا کہ اب میں اس حدیث سے استنباط کرتا ہوں۔ تو چالیس سے زیادہ توجہات اور مسائل کا استنباط فرمایا۔ یہ اس مطالعہ اور تعلق کا ثمرہ

تھا برکتِ بک کے ساتھ قائم ہو چکا تھا۔

مطالعہ اور باہمی اختلافات سے گریز

کئی اکیلا تو یہ حدیث بخاری شریف، ترمذی شریف، طحاوی شریف، ابوداؤد شریف، مسلم شریف، موطائین سنین الشریفین میں ہم نے صرف راستہ معلوم کر لیا۔ اب تتبع اور استقرار کبھی نہیں چھوڑ دے گے، ایک بات یہ ہے کہ بہت گہرا اور بہت بھروسے مطالعہ کیا کرو۔ بغیر مطالعہ کوئی چیز مت پڑھاؤ۔

دوسری بات یہ کہ حتی الوسع علماء کے باہمی اختلافات اور جھگڑوں سے اپنے آپ کو بچاتے رہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ امام بخاریؒ سے تین دن لوگ بار بار آکر پوچھتے رہے کہ ما تقول فی خلق القرآن۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ تو امام تین دن تک فرماتے ہیں، مائتے رہتے ہیں۔ پھر محمد بن یحییٰ الذہلی نے مجبور کر دیا۔ تو ان زبان سے نکلا کہ لفظی بالقرآن مخلوق جس کی تشریح کے لئے علماء کے مباحث ہیں اور بخاری کے تیسویں پارہ میں آپ تفصیلات پڑھ چکے ہیں۔ بہر تقدیر امام بخاریؒ جیسی بڑی ہستی نے کتنا دامن بچایا کہ اختلافی مسائل میں المجتہد جائیں اور امام ابو حنیفہؒ اپنے تلافی کو رخصت کرتے تو نصائح فرماتے کہ مائتہ کی پابندی کرو گے۔ اور من جملہ نصائح کے یہ بھی فرماتے کہ اگر کہیں گے منم لوگ اور کسی نے پوچھا کہ فلاں مسئلہ میں ابو حنیفہؒ کی کیا رائے ہے، تو تم میری رائے چند مزید علماء کی آراء پیش کرنے کے بعد پیش کیا کرو۔ صرف میری رائے مت بتلایا کرو مثلاً امام مالکؒ وکیع وغیرہ کے ساتھ ابو حنیفہؒ کی رائے بھی پیش کر دی، اسے حق چھپانا نہیں کہا جاتا۔ یہ تبلیغ ہے صلہ وجہ الحسن

مقامی علماء کی قدر کرو

امام ابو حنیفہؒ کا مقصد یہ تھا کہ جب اپنے بلاد و اوطان جاؤ تو وہاں کے علماء و مشائخ کی قدر کیا کرو۔ آپ اگر جا کر وہاں کے علماء کی تحفیر کرنے لگ جائیں کہ ہم تو دارالعلوم کے فضلاء ہیں اور ان لوگوں نے آپ کے نہ علم ہیں تو خلاصہ اور مستخلص سے زیادہ کچھ نہیں پڑھا تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس نے تو عوام میں ایک مقلد قائم کیا ہے، اس کا اعتماد ہے، عوام اس عالم کی قدر کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں اس

سے بگاڑ لیں۔

— تو عوام کب آپ سے وابستہ ہو سکیں گے۔ تو امام ابو حنیفہؒ نے شاگردوں کو یہی فرمایا کہ اگر جاتے ہی میرا مسلک اور رائے پیش کر دی تو جھگڑا اٹھ کھڑا ہو گا۔ وہابی کا حکم لگ جائے گا۔ شیخ الہندؒ سے کسی شاگرد نے کہا کہ حضورؐ میں کچھ نصیحت کیجئے، انہوں نے فارغ ہونے والے طلبہ سے مختصر سی نصیحت فرمائی۔ فرمایا کہ جو پگڑی آپ کی وجہ سے ہمارے سر پر رہ رہی گئی ہے۔ اُس پگڑی کو ہمارے سروں سے نہ چھینیں۔ یہ عزت کی پگڑی طلبہ کی وجہ سے ہے۔ تو تقویٰ زہد احتیاط بہت زیادہ ملحوظ رکھو گے، طالب علمی تو اُنادی کا زمانہ ہوتا ہے آگے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ | بہر تقدیر یہ بخاری شریف اور ترمذی شریف میں نے حضرت مرشد شیخ العرب والعجم استاذ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ استاذ کی خدمت میں مانا میں قید تھے تو اطلاع آئی کہ آپ کی اہلیہ انتقال فرما گئیں، پھر بچوں کی وفات کی پھر والد ماجد کی وفات کی تو کہا گیا کہ اگر آپ مدینہ منورہ جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میرے استاذ شیخ الہندؒ ضعیف ہیں بڑھاپے میں ہیں ان کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ لوگ تو انتقال فرما گئے اب جا کر کیا فائدہ، شیخ کو اکیلے چھوڑ دوں۔

شیخ مدنیؒ کی زبان سے ہم نے ساری زندگی میں کوئی ناشائستہ کلمہ نہیں سنا نا مناسب کلمہ نہیں سنا۔ اسباق میں۔ اور ان کا درس بھی عجیب تھا کبھی عشاء کی نماز کے بعد رات ایک بجے تک نماز عصر کے بعد مغرب تک سبت ہوتا۔ ۲ بجے دوپہر سے دو بجے تک سبت صبح کی نماز کے بعد پہلے گھنٹے تک سبت ہوتا۔ آخری ایام میں بخاری اور ترمذی شریف شیخ ختم فرماتے ایسے حالات میں جتنا کوئی متحمل شخص بھی ہو تو تحمل سے باہر ہو جاتا ہے۔ مگر ہم نے اپنے شیخ مدنیؒ سے غصہ میں۔ اگر کوئی بڑا غصہ فرماتے تو صرف خلق الانسان من عجل۔ کہہ دیتے حضرت حسن بصریؒ کی بھی یہ عادت تھی گویا ناگواری بھی یہ آیت کہ میرے پڑھ کر ظاہر فرما دیجئے اس کے باوجود تحقیق مذاہب فقہی تفصیلات۔۔۔ اور۔۔۔ وجوہ ترجیح میں کوئی کسر نہ چھوڑتے

حضرت مدنی کا درس | حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ

کے درس کا عجیب عالم ہوتا ہے چار مذاہب تو ہیں ہی مشہور باقی وہ مذاہب جو تمدنی میں آپ نے پڑھے اس کی بھی تحقیق کرتے نعت کی بھی، اعراب کی بھی تحقیق کرتے۔ حتیٰ کہ عبارت بھی اکثر خود پڑھتے خوب بہت سوالات طلبہ کرنے لگتے تو فرماتے کیوں جلدی کرتے ہو خلق الانسان من عجل مجھے خوب یاد ہے اتنے استقلال اور اتنی ہمت کے ساتھ پڑھاتے کہ کبھی بھی جلدی اور عجلت ان پر نہ ہوتی۔ کل بخاری کا ختم تھا اور رات کو سبقت ہو رہا تھا۔ ہم طلبہ تھے۔ شوخی سوچھی کہ آج سوالات کریں گے کہ استاذ غصہ ہوں کہ وقت کم ہے اور آپ سوالات میں لگ گئے، کل ختم ہے اور کتاب ختم کرنی ہے تو اس حالت میں بھی تبسم فرماتے اور کہتے کہ خلق الانسان من عجل۔

اخلاق کا عالم | علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، حیات کے بعد، تو ملزم کے ساتھ لازم

ہوتا ہے۔ توحید علم ہو تو کبیر بھی آجاتا ہے۔ مگر ہمارے مولانا مدنی صاحب ایک دن ریل گاڑی میں ایک شاگرد قادم کے ساتھ جا رہے ہیں۔ شاگرد اٹھ کر بیت الخلاء گئے۔ اندر جھانک کر واپس ہوئے، دروازہ بند کیا اور آکر بیٹھ گئے۔ تو حضرت مولاناؒ نے دریافت کیا جو شیخ الحدیث ہیں۔ صدر مدرس ہیں دارالعلوم دیوبند کے، وہ دریافت کرتے ہیں کیوں بھائی جلدی واپس ہوئے اس نے جواب میں کہا کہ حضرت پاخانہ بھرا ہوا ہے۔ گندہ ہے اس لئے واپس ہوا۔ فرمایا: اچھا سو جاؤ۔ حضرت بھی بظاہر سو گئے، کچھ دیر کے بعد اٹھ کر پاخانہ تشریف لے گئے پانی وغیرہ سے جگہ صاف کر دی۔ پھر آکر اپنی جگہ لیٹ گئے۔ جب طالب العلم اٹھا تو فرمایا: اندر پاخانہ تو بالکل صاف ہے۔ یہ گویا خود چپکے سے جا کر صاف کر لیا تھا۔ ہم کسی کے قاز و رات کو دیکھ بھی نہ سکیں۔ مگر اخلاق عالیہ اور خدمت خلق کا عجیب عالم تھا یہ اخلاق کا وہ بلند مقام ہے کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ تو شیخ مدنیؒ میں ایک بڑا کمال ہم نے یہ دیکھا۔ یہ موجودہ وقت میں جو بھی احادیث کا درس آپ دیکھتے ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے اکثر اساتذہ تو ہیں ہی سارے، پاکستان، افغانستان، ایران و عرب میں، جس نے بھی حضرت مدنی قدس سرہ کے سامنے زانو تہ کئے اللہ آگے لے

درس و تدریس کی دولت دی ہے۔ اور وہ درس میں لگے ہوئے ہیں۔

روٹی کا مسئلہ | اور ایک مسئلہ آج اور بھی بتلاؤں تمہیں اب یہ فکر ہے کہ یہاں سے فارغ ہو گئے تو اب روٹی کا کیا ہوگا۔ دارالعلوم دیوبند کے اول

صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مجذوب تھے۔ ایک دن درس میں تشریف لائے تو فرماتے لگے۔ منوال کے چھوڑا، منوال کے چھوڑا۔ طلبہ نے وجہ پوچھی کہ کیا بابت ہے؟ فرمایا ہر رات تہجد کر کے اللہ کے سامنے روتا اور دعا کرتا کہ دارالعلوم کے جتنے بھی ماسک اور فضلاء ہیں ان کو اتنا ملے کہ روٹی اور معاش کی فکر سے فارغ ہوں۔ فرمایا یہ دعا ہر رات کرتا مگر آج رات خدا سے یہ دعا منوالی۔ گویا دستخط اللہ رب العزت سے لے لیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ حضرت مدنی قدس سرہ سے جس کا تعلق ہے۔ خدا نے ایک تو اس کے علمی فیض درس و تدریس کو جاری رکھا ہے۔ دوسرا رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے اس پر تنگی نہیں لائی۔ خدا ہر چیز کا رازق ہے تو آپ علماء بالخصوص حدیث کے علماء پر رزق کے معاملہ میں انشاء اللہ العزیز تنگی بالکل نہیں آئے گی، آپ اسے مقصد زندگی نہ بنا لیں بلکہ حدیث کی اشاعت اور خدمت دین کو مقصد سمجھیں۔ باقی امور اللہ پر چھوڑ دیں۔

میر کا سند حدیث | الغرض یہ ترمذی شریف اور بخاری شریف میں نے حضرت شیخ العرب والعجم مولانا مدنی سے پڑھی ہیں اور مولانا شیخ

العرب والعجم نے بخاری اور ترمذی حضرت مولانا محمود الحسن صاحب سے جو شیخ الہند کے نام سے معروف ہیں اور ان کا ترجمہ قرآن ہر جگہ مروج ہے۔ کابل گورنمنٹ نے فارسی میں بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہ ایک رئیس شخص کے گھر پیدا ہوئے ان کے والد کافی زمین کے اور باغات کے مالک تھے۔ مگر شیخ الہند نے اپنے اساتذہ کی خدمت اور تحصیل علم کے لئے زندگی وقف کر دی۔ انہوں نے باقی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ناٹوئی سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھی حضرت مولانا محمد قاسم کے سند کئی ہیں، مشہور سند یہ ہے کہ انہوں نے حضرت شاہ عبدالغنی مجددی سے پڑھیں۔ شاہ عبدالغنی صاحب ایک تو شاہ ولی اللہ کے فرزند ہیں وہ مراد نہیں یہ مجددی ہیں۔ اور شاہ ابوسعید

فرزند ہیں، وہ شاہ شفیع القدر کے فرزند تھے اور وہ شاہ محمد معصوم صاحب کے جو حضرت
محمد دالف ثانی کے فرزند ہیں۔

تو حضرت نانوتوی نے شاہ عبدالغنی سے بخاری ترمذی پڑھی، شاہ عبدالغنی مجددی
نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی سے بخاری اور ترمذی پڑھی۔ حضرت مولانا محمد اسحاق
دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز کے نواسے ہیں۔ انہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز سے پڑھیں
اور حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی سے
استفادہ کیا۔ اور آج جو کچھ بھی حدیث کے درس دیکھ رہے ہیں یہ سب صدقہ ہے حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب کا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے حرمین الشریفین میں مکہ مدینہ میں حدیث پڑھ
کر ہندوستان آکر اس کی اشاعت کی اور ان کا یہ درس آج ہندوستان اور بیرون پھیلا ہوا
ہے۔ خداوند تعالیٰ اسے اور بھی چارہ دانگ عالم میں پھیلا دے۔ ان سے آگے سند امام بخاری
اور امام ترمذی تک کتابوں کے آغاز میں منقول ہے۔ ترمذی اور بخاری سے حضور اقدس تک
ہر حدیث کی ابتداء میں حدیثنا اور اخیرنا کے ساتھ ذکر ہوتا ہے تو گویا ایک سند تو احقرنا پھر
اور دیگر اساتذہ سے شاہ ولی اللہ دہلوی تک ہے۔ اور اس کا دوسرا سلسلہ شاہ ولی اللہ سے
امام ترمذی اور امام بخاری تک ہے۔ اور تیسرا سلسلہ مصنف کتاب امام ترمذی اور امام بخاری
سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہے۔

خداام حدیث کے لئے بشارتیں اے اللہ کا ایک بڑا کرم ہے کہ آپ کو علم حدیث
کے حصول کی توفیق دی حضور نے دعا فرمائی
ہے نضر اللہ امرأ سمع مقالتي فوعاها ثم اداها كما سمعها۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو
ترقہ ناز دے رکھے۔ اسے خوش و خرم رکھے جس نے میری کوئی حدیث سن لی اور اسے یاد کر لیا پھر
جیسے اسے سنا تھا اسی طرح اور دن تک پہنچا دیا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے
فرمایا: اللھم ارحم خلفائی یا اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما۔ صحابہ کرام نے فرمایا: قلنا
خلفائک یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں۔ فرمایا: الذین یحفظون الحدیث ویبلغونہ
جو لوگ حدیث کو یاد کر کے پھر اسے اور دن تک پہنچائیں گے حضور اقدس نے فرمایا:

من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سهل الله له طريقاً الى الجنة (روى ما قال محمد
جس نے علم کا راستہ کھول دیا، اس پر چل پڑا جیسا کہ آپ حضرات نے اس مدرسہ کا سلسلہ
قائم کیا، اب اسے کوئی چمکے دیتا ہے۔ کوئی خدمت کرتا ہے۔ کوئی پڑھتا ہے۔ اور پڑھاتا
ہے۔ کچھ نہ کچھ تعلق بھی علم سے ہے تو اللہ اسے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔

ختم بخاری کے برکات | بخاری شریف کے اختتام کے موقع پر کی گئی دعائیں تو
اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ شیخ جمال الدین فرماتے

ہیں کہ میرے استاذ شیخ اصیل الدین نے فرمایا کہ میں نے ایک سو اسی مشکلات کے لئے
ختم بخاری شریف کو آزمایا اور خدا نے میری ان مشکلات کو ختم فرمادیا۔ حضرت شیخ فضل الرحمن
کنج مراد آبادی ایک عظیم صوفی اور بزرگ گذرے ہیں انہوں نے اپنی وفات کے وقت
اپنے شاگردوں سے کہا کہ میرے سر ہاتے وفات کے وقت بخاری شریف کی تلاوت کرتے رہو
یہ حدیث جب زبان سے ادا ہوتی ہے تو اس کی روشنی ایسی ہے۔ جیسا کہ آفتاب بدر کی رات
چودھویں چاند کی اور قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کے تلفظ سے ایسا نور نکلتا ہے۔ جیسا کہ
آفتاب عالمیاب کی روشنی۔ اب دعا فرمائیے اس سے قبل دیگر اساتذہ سے بھی گزارش ہے کہ
جنہوں نے دورہ حدیث پڑھانے میں حصہ لیا وہ بھی آپ حضرات کو اپنی سندات اور
اجازت عطا فرمادیں۔ اس کے بعد دعا کی جائے گی۔

دُعَا اللّٰهُمَّ لَا تَدْعَ لَنَا دُنْيَا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً

من حوائج الدنیا والاخرۃ الا قضیتہا ویسرہا یا ارحم الراحمین۔ اللّٰهُمَّ نَدَاوَلَا تَقْصِنَا
وَکُفِّرْنَا وَلَا تَهِنَّا وَلَا تَوَثِّرْ عَلَیْنَا وَافْعَلْ عَلَیْنَا مَا یُرِیْکَ الْغَلِیْمُ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنِ یَا اللّٰهُ اَنْ سَبَّحَ
بخاری شریف کا یہ ختم مبارک کر دے تمام کتابوں سمیت۔ اتنی گزارش ہے کہ حضرت شیخ
نے بخاری شریف ترمذی شریف کے علاوہ بھی تمام صحاح ستہ کی اجازت منجھ دی۔ پھر میں کچھ
بھی نہیں۔ ان اکابر کی وہی اجازت تمام کتابوں کی آپ سب کو منتقل کرتا ہوں۔ پروردگار
سب کی دین و دنیا عقیلی بہتر کر دے۔ یہ دارالعلوم اس پر حقن دور میں ایسی شان سے چل رہا ہے
تو یہ محض اللہ کی مہربانی اور فضل ہے، اللہ کا کرم ہے ورنہ ہم کسی قابل نہیں ہم اللہ کی حمد

اللہ کی ثناء اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ یا اللہ آپ نے ہم اندھوں، بوڑھوں، عاجزوں، بیماروں اور مساکین اور مسافروں پر کتنا عظیم رحم فرمایا۔ اس کے چند راہکین، اساتذہ اور چہودہ ہند گان جو پاکستان اور بیرون پاکستان بھی ہیں ان کے تعاون سے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال و جان اولاد اور عزت و آبرو کو محفوظ رکھے اور رحمتیں اور برکتوں سے نوازے۔ یا اللہ ان سب بیماروں کو صحت دے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس نعمت سے محروم نہ کرے۔ اللہ شفا دے اللہ پروردگار جل جلالہ سب پر رزق کی وسعت دے آئے، پروردگار سب کی مشکلات حل فرمادے، پروردگار سب کا حسن خاتمہ نصیب فرمادے۔

جن لوگوں نے خطوط اور پیغامات کے ذریعہ دعاؤں کے لئے کہا ہے۔ ان کے لئے بھی دعا ہے کہ پروردگار ان کو مقاصد دینی و دنیوی میں کامیاب کرے۔ اور دین اور دنیا کی خوشیاں نصیب فرمادے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ بھلائی کرے سب کی دین و دنیا بہتر کرے۔ اللہ سب کے درجات بلند کرے۔

پروردگار تو ہم سب مساکین کے گناہ معاف فرما، یا اللہ ہمیں ابتلاء اور امتحانات میں نہ ڈال۔ یا اللہ جیسا کہ تو نے امام بخاریؒ کو بصارت اور بصیرت کی دولت دی اسی طرح ہمیں بھی ان کے طفیل نصیب فرمادے یا اللہ صلحاء کی دعائیں ہمارے حق میں بھی قبول فرما، یا اللہ ان سب کو قرضوں سے نجات دے، تجارتوں میں عمر میں صحت میں ہر دینی مقصد میں برکت ڈال دے اور دایرین کی سعادت مندی اور سرفرازی نصیب فرمادے۔ یا اللہ ناموں کی ضرورت نہیں ہمیں یاد بھی نہیں مگر خدا یا سب تیرے علم میں ہیں، چھوٹے بڑے مرد و عورت طلباء، علماء، بیمار اور تندرست سب کی دین و دنیا بہتر کر دے اس بخاری شریف کی برکت سے سب کی مشکلات حل فرما اور سب کے مقاصد پورے فرما۔ شروع سے محفوظ رکھ جن کی اولاد نہیں انہیں اولاد عطا فرما۔ سب کی اولاد کو نیک عمل اور صلح بنا۔ اللھم اھدنا فیمن ھدیت و عافنا فیمن عافیت و تولنا فیمن تولیت و بارک لنا فیما اعطیت وقتا شرمافضیت، و صلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین یرحمک یا ارحم الراحمین۔

برصغیر کے دینی تشخص کے بقائیں

علماء اور مدارس عربیہ کا حصہ

(۱۸ مئی سنہ ۱۹۴۷ء بروز پیر بعد از عصر جامع مسجد مین سنگھ بنگلہ دیش سابق مشرقی پاکستان)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) بھائیو اور بزرگو! جس ملک میں انقلاب آتا ہے تو نہ صرف اعزہ اولہ اور مالدار فقیر ہو جاتے ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے ان الملوک اذا دخلوا قریۃً انفسہم یجھلون اعتراض اہلہا اذلتہ یہ انقلاب کے اثرات ہوتے ہیں اور صرف اتنی بات نہیں ہوتی بلکہ اس محکوم قوم کا مذہب اور تمدن بھی سالم بدل دیتا ہے محکوم حاکم کے نقش قدم پر چلنے لگتے ہیں دلائل کی ضرورت نہیں آپ میں سے جو اکابر یہاں موجود ہیں ان کو معلوم ہے کہ عالم اسلام پر جہاں بھی غیر اقوام کا قبضہ ہوا وہاں کی تہذیب و تمدن بھی بدل دی گئی سب کچھ یورپ کی طرح ہو گیا کھانا پینا چلنا پھرنا بھی بدلا اور جذبات و نظریات بھی خواہ کوئی ملک فرانس کے اقتدار میں رہا یا برطانیہ اور امریکہ کے گرد و ہاں اسلامی آثار تبدیل ہو گئے مگر ایک ملک جو ہمارا ہے برصغیر جو پاکستان اور ہندوستان کے نام سے دو حصے ہوا پہلے متحدہ ہند تھا گیارہ کروڑ مسلمان ہمارے ہاں اور ۵ کروڑ یا اس سے زیادہ بھارت میں تو یہاں جب انگریزی انقلاب آیا تو انہوں نے تلوار کے زور سے دولت سے اور مختلف طریقوں سے اور تعلیمی منصوبوں سے یہ کوشش کی کہ یہ ملک سارے کا سارا عیسائی ہو جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ الحمد للہ اس ملک میں یہ اتنے نورانی چہرے ایک ایک جگہ جمع ہوئے ملتے ہیں۔ الحمد للہ ہمارے اس ملک میں دین محفوظ ہے قرآن کریم اول تا آخر سیکھنے کے لئے اور وہ لہجہ جو حضرت جبریل علیہ السلام سے حضور اقدسؐ تک پہنچا اور حضورؐ سے صحابہؓ نے ان سے تابعین و تبع تابعین نے۔۔۔ اسی یومناہذا حفاظت تک پہنچا دیا۔ قرآن کریم کے لہجہ قرات کے علاوہ قرآن کے زیرِ زبر

تمہارا خالق رازق مالک رب کون ہے؟ آسمان کا زمین کا بنانے والا کون ہے تو کہتے ہیں کہ سب کے ارواح نے حضور اقدس کے روح الہی کی طرف توجہ کی کہ کیا جواب ملتا ہے تو آپ نے فرمایا بلی انت ربنا تو سب نے یک زبان ہو کر یہی جواب دیا۔ یہی مطلب ہے کنت نبیاً و آدم بین الماد و الطین کا۔ ارشادِ ربانی ہے۔ وما ارسلناک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً جن و انس سب کو بشارت دینے والا سب کو ڈرانے والا کون ہے؟ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت و ہی معتبر ہوگی جو حضور اقدس بتلائیں معاملات وہی کریں گے جو حضور کے اسوہ کے مطابق ہوں ہماری شادی غمی زندگی کے تمام امور انہی طریقوں پر ہوں گے جو حضور بتلائیں گے نماز میں جیسا کہ خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا لازمی ہے اسی طرح مسلمان کی ساری زندگی بھی ایک نماز ہے اس میں اس کا سر حضور اقدس کے ذات کی طرف رہے گا تب زندگی درست و بامراد ہوگی نماز میں قصداً قبلہ سے منہ موڑنے کو بعض ائمہ کفر قرار دیتے ہیں اسی طرح حضور اقدس کے سے قصداً روگردانی کا حال ہے اور دیکھئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ ہے کسی اور نبی اور رسول کا محفوظ نہیں کچھ عرصہ قبل ایک بڑا فاضل عیسائی لاہور آیا تو کسی مولوی صاحب سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو اسے لاہور میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مرحوم کے پاس لے گئے وہ اپنی بصیرت سے سمجھ گئے تو فرمایا کہ کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی مگر اتنی بات بتاؤ کہ انجیل کون سی زبان میں اتارا گیا عبرانی میں یا سریانی میں یا کسی اور زبان میں اتنا بتائیے کہ خدا کی طرف سے نازل شدہ زبان کون سی ہے؟ اُس نے جواب میں کہا کہ صاف بات تو یہ ہے کہ اب تک ہمیں صحیح معلوم نہیں کہ کون سی زبان تھی۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا اس لئے کہ حضور اقدس کی سیرت قیامت تک آنے والوں کے لئے تھی آپ خاتم النبیین تھے تو اور چیزوں کے حفاظت کی ضرورت نہ تھی کوئی بات ایسی نہ تھی امارت ہو یا غربت ہو، اقتصادی مسائل ہوں یا معاشی اور سیاسی حکومتیں ہوں یا افراد جس میں حضور کی سیرت کا کوئی گوشہ ہماری رہنمائی نہ کر رہا ہو۔ تو تاریخی حُمران

نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے اور کون اشہدات لا الہ الا اللہ کی آواز سے پکار رہا ہے؟ کیا ابھی تک ملا زندہ ہے؟ اسے معلوم ہوا کہ جیسے دریا برد کرنے کی کیسی ہی کوشش کیوں نہ کریں مگر مولوی جنگل جنگل میں اور صحراؤں میں اللہ کے دین کو بلند کر رہا ہے۔
 — تو دین کی حفاظت چاہو تو ان مدارس کی آبیاری کرو مدارس اور علم دین کی سرپرستی حکومتوں اور قوت و طاقت والوں نے نہیں جیسا کہ عیسائیت کی تبلیغ دولت اور حکومت کی رہن سنت ہے (افسوس کہ اس سے آگے خطاب قلمبند نہیں کیا جاسکا۔ مرتب)

تحفظ و اتحاد مدارس عربیہ

خیال المدارس و ملتان میں اتحاد المدارس العربیہ کی تشکیل کے موقعہ پر کی گئی

خطبہ مسنونہ :- صدر محترم و اکابرین۔ آپ کے سامنے بزرگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت حکومت کا جو ارادہ ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ دین کا استحصال کرے کارخانوں کا زمینوں کا استحصال کر لیا اب وہ دین کو بھی اپنی لونڈی بنانا چاہتے ہیں جیسے اکبر نے دین کے نام سے لادینی تحریک چلائی بالکل یہی مقصد ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں انگریز کے ساتھ اصل جہاد علماء نے کیا ہزاروں علماء پچاسی کے تختے پر لٹکائے گئے بڑے مقدس لوگ شہید ہوئے لیکن اس کے نتیجہ میں عیسائیت اس ملک میں قدم جمانے کے سعی میں کامیاب نہ ہوئی۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے جہاد کے ان مرحلوں کے بعد دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی ایک استاد ملا محمود اور ایک شاگرد محمود جو آگے چل کر شیخ الہند بنے درخت کے نیچے بیٹھ کر۔ اور انگریز نے تشدد سے کام لیا شہدائے جہاد میں۔ اس کے بعد سرسید نے علی گڑھ کی بنیاد رکھی اور بے شمار مشن بھی یورپ سے تبلیغ کے لئے آتے رہے مگر اسلام ان تمام مخالفتوں اور آلات حرب و ضرب کے باوجود باقی ہے۔ دارالعلوم دیوبند اور اس زمانے کے دیگر مدارس عربیہ کی برکت تھی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اس ملک میں چپ تک یہ مدارس ہوں گے اس کے شاطرانہ چالوں کو قطعاً غلبہ نہیں ہو سکتا، ایوب خان جیسے جابر حاکم نے جب دین میں مداخلت کی عائلی قوانین آرڈیننس کے ذریعہ نافذ کئے تو اس موجودہ وزیراعظم (بھٹو) نے اس کو مشورہ دیا تھا کہ جتنے مولوی ہیں ان کو پکڑ کر سولی پر چڑھا دو محمد ایوب خان نے اس دور میں کسی سے کہا تھا کہ ہم ایک

دارالعلوم دیوبند کا وادیلہ کرتے تھے اب تو پاکستان میں گھر گھر میں دارالعلوم بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ دین کی حفاظت فرماتے ہیں اننا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحاظون۔ لیکن وہ ہمارا امتحان بھی لینا چاہتے ہیں کہ ان کی ہمتیں کتنی ہیں بس یہ ہمارا امتحان ہے وان تتولوا يستبدل قوماً غیرکم ثمر لا یكونوا امثالکم۔ اگر ہم نے اس وقت شستی کی کچھ پرواہ نہ کی تو بخارا جیسا انجام ہو سکتا ہے بخارا پر علماء طلبہ کا غلبہ تھا مگر غفلت کا یہ حال کہ چند طلبہ ناچ گانے کے لئے زنبیل لٹے ہیں وہ گاتے ہوئے اشعار میں کہتی ہیں نفس بنو نجشیدم۔ نکاح طلاق تو جہل اور ہزل دونوں سے ہو جاتا ہے ایک طالب علم کو یہ نکتہ سوچا اور اٹھ کر جواب میں ناپچتے ہوئے کہنے لگا قبول کردم، قبول کردم پھر اس پر نکاح کا دعویٰ کیا اور نکاح ہو گیا یہ ایک جھٹک ہے اس دور کے غفلتوں کی۔ جس وقت تاتاریوں نے حملہ کیا عالم اسلام پر تو شوافع اور احناف کے باہمی جھگڑے اس حد تک بڑھ گئے تھے کہ ایک شافعی مسلک حاکم وقت کے سامنے حنفی نماز پڑھاتا ہے بکیر کی جگہ خدائے تعالیٰ بزرگ است کہہ کر کھڑا ہوا پھر جلدی جلدی زمین پر ٹونگے مارے پیٹھ کر کہا یہ ہے حنفی نماز پھر ایک حنفی شخص نے منی سے حرم اور کپڑوں کو پلید کیا اور اس حالت میں نماز پڑھ کر کہا یہ ہے شوافع کی نماز اور اسالۃ دم کی وجہ سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا یہ حالت تھی ایک دوسرے کے توہین و تذلیل کی تو دشمن نے قبضہ کیا کہتے ہیں کہ دریائے دجلہ کتابوں سے بھر گیا اور پانی سپاہی بن گیا عرصہ تک بغداد کی گلیوں میں مسلمانوں کا خون بہتا رہا۔۔۔۔۔ اس وقت ہم میں بھی کوتاہیاں ہیں لیکن آج ہم اس ارادے سے جمع ہوئے ہیں کہ ان حالات کا ایمانی قوت سے مقابلہ کر کے رہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا۔۔۔۔۔ اجتار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام دین کے ایک مسئلہ میں اتنا سخت موقف اختیار کیا اسی طرح فرمایا کہ جن کے ہاتھ ہیں حضورؐ نے جھٹڑا دیا وہ ہیں واپس نہیں لے سکتا یہ فوج اب ضرور جائے گی اس سنت کا احیاء ہو گا اگر درندے اگر مدینے میں ہماری ہڈیاں کیوں نوچنے نہ لگیں مگر دشمن پر شکوکشی ہوگی۔ آج تو ہم فوری اور ہنگامی طور پر یہاں جمع ہو گئے لیکن یہاں سے اٹھنے کے بعد ہر اپنے کاموں میں لگ گئے تو ناکام ہوں گے کامیابی تب ہوگی کہ دل و جان سے تہیہ کر لیں اتفاقاً قائم رکھیں اپنے فردعی اختلافات اور شکر رنجیوں کو ملائے طاق رکھیں یہ نہ سوچیں کہ

صدارت اور نظامت ملی یا نہیں یا نام آیانہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر جسد و اعدا ایک مٹی ہونا ہے اگر کراچی کے کسی مدرسہ پر حملہ ہو تو سرحد والے سمجھیں کہ یہ حملہ ہم پر ہوا ہے اور اگر وہاں کسی دور کے قیدی میں کسی مدرسے پر حملہ ہو تو سب اُس کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اگر ہم اس راہ میں جیل جلتے کوئی کھانے تختہ دار پر چڑھنے کے لئے تیار ہوں گے تب فریضہ ادا ہوگا حضرت ابو بکرؓ تو حضورؐ کے ایک حکم ایک سنت کے تعبیل کے لئے اُس بات پر تیار ہیں کہ دیندے ہماری ہڈیاں بھی نوچ دیں تو کوئی بات نہیں تو ان مدارس میں تو۔ کل دین ہے تو صدق دل سے اللہ کے ساتھ معاہدہ کر کے تیار ہوں اور تیاری کریں۔ اگر یہ اسی وجہ سے صدیوں میں دین کو ختم نہیں کر سکا۔

پاکستان میں ۲۶-۲۷ برس سے مختلف حکومتیں آئیں قیام پاکستان کے بعد ایک وزیر تعلیم سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے ہاں دینی تعلیم کا منصوبہ کیا ہوگا اس نے کہا تم کس دینی تعلیم کو سوچ رہے ہو۔ ہاں ہم یہاں یورپ سے اور ازہر سے علماء لائیں گے اور ایسے علماء تیار کریں گے مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا آزاد جیسے علماء کے شاگرد نہیں۔ مسٹر جناح نے تہیہ کیا تو ملک کو الگ کر کے چھوڑا تو ہم یہ تہیہ کیوں نہ کریں کہ ہمیں دین کی تحفظ ہر حالت میں کرنی ہے اور دین کے لئے مرٹنے والے ہی تیار کرنے ہیں جو حکومتوں کی پیش کش ٹھکرائیں گے ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم سے امداد لے لو ہم دیں گے مگر ہم جھوٹی نیشینوں کا جواب ہونا چاہتے ہیں مت چھیڑو ہم ایک پیسہ لینے کے لئے تیار نہیں۔ آپ سب حضرات علماء اور متبعین ہیں اللہ تعالیٰ دین کا محافظ بنائے مگر ہماری غلطیوں کو تائبیوں کی وجہ سے امتحان سر پر آگیا ہے یہاں ہم انابت الی اللہ کے ساتھ توبہ تائب ہوں کہ جتنا بھی ہو سکے گا جان و مال کی قربانی سے دریغ نہیں ہوگا مناسب ہے کہ چند اہل الرائے کی کمیٹی ہو جو مناسب تجاویز عشاء کے بعد عصر کے بعد سوچ لے تاکہ طریق کار واضح اور منفتح ہو۔

مدارس سے عربیہ اور اُس کے یورپہ نشین

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ بمطابق اپریل ۱۹۶۷ء دارالعلوم میں مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور
کی آمد کے موقع پر۔

محترم بزرگو! ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور اکابر اور اسلاف
کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جیسا کہ ان بزرگوں کی ہمارے اوپر شفقتیں تھیں۔ اسی طرح یہ بھی دعاؤں
میں یاد فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دنیا و عقبیٰ کے بلند درجہ جات
پر انہیں فائز کر دے۔

تقریباً ایک ہفتے کا واقعہ ہے کہ ایک صالح نوجوان نے مجھ سے ایک بات بیان کی
اور غالباً حضرت مولانا کو اس کا علم نہیں، اس نوجوان نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ میں کسی بزرگ
کے ہاتھ پر بیعت کر لوں اس تلاش میں سرگردان تھا کہ خواب میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ میں ان سے لپٹ گیا تو انہوں
نے فرمایا کہ تم لاہور کیوں نہیں جاتے؟ جب تک میرے بچے میری سنت کی پیروی کریں گے
یہ فیوضات جاری رہیں گے۔ تو اس نوجوان نے لاہور جا کر حضرت مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی
میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے حضرت سے ذکر کیا؟ اس نے کہا نہیں۔

مولانا احمد علی لاہوری کا دارالعلوم حقانیہ سے تعلق | اس دارالعلوم کے ساتھ حضرت
لاہوری کو جو قلبی تعلق اور خصوصی

توجہ تھی اور مجھنا چیز کے ساتھ جو شفقت فرماتے تھے۔ میں کیا عرض کروں۔ یہ موجودہ بلڈنگ

جو آپ دیکھ رہے ہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کی پینٹ پر نہ کوئی دولت مند سے نہ حکومت کا تعاون ہے۔ نہ رجالِ کار ہیں۔ بس چند افراد کا خلوص ہے۔ جن کے ظاہری وسائل کچھ بھی نہیں یہ کام اللہ چلا رہا ہے اور ان بزرگوں کی روحانی توجہات اور دعاؤں کی برکات ہیں۔

رمضان المبارک میں اس دارالعلوم کے اکثر مشیر فضلاء حضرت لاہوریؒ کے دورہ تفسیر میں شرکت کرنے کے لیے لاہور جایا کرتے تھے۔ حضرت ہر خطبے میں بڑی عنایت اور شفقت سے دارالعلوم حقانیہ کے بے دعائیں و نایا کرتے تھے۔

جب اس دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی، حضرت تشریف لائے تھے۔ اور سالانہ جلسوں میں میں بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت نے تقریر فرمائی اور کہیں تشریف لے گئے، میں ساری رات ان کی تلاش میں گھومتا رہا، ہجوم زیادہ تھا، آخر معلوم ہوا کہ آپ نے دریا کے کنارے ایک چھوٹی سی مسجد میں آرام فرمایا تھا، نہ بستر نہ چارپائی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب فالج کا اثر تھا، ایک دفعہ یہاں آنے کے لیے ٹکٹ بیا ہوا تھا۔ اور گاڑی بھی تیار تھی مگر فالج کے اثر کے باعث زیادہ بیمار ہو گئے، اور تار دے دیا کہ آنے سے قاصر ہوں مگر دل تمہارے ساتھ ہے۔

اکابر کی جد جہد کا نتیجہ | آج آپ حضرات جو مھوڑے بہت مسلمانوں کے نمونے دیکھ رہے ہیں۔ یہ انہیں اکابر کی شانہ روزِ محنتوں کا نتیجہ ہے۔ جہاں،

جس ملک میں انقلاب آتا ہے۔ وہاں حالات بدل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ مذہب بھی بدل جاتا ہے۔ ہندوستان جب متحدہ تھا ۱۸۵۷ء کے جہاد کے بعد کس قدر مظالم یہاں ہوئے۔ علماء کو ختم کیا گیا، مناظرے کئے گئے۔ ایسی کوئی کمی نہیں جو برطانیہ نے چھوڑی ہو کہ ہندوستان کے اسلام ختم ہو جائے۔ لیکن الحمد للہ اس ایک سو پچاس سال کے عرصہ میں اسلام باقی رہا اور آج بھی پہلے سے زیادہ درخشاں ہے۔

دیوبند علماء و فضلاء نے قرآن پاک کی ایک ایک آیت کی تفسیر اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شرح لکھی ہے۔ کہ اس کی نظیر نہیں ملتی، لیکن اللہ کی شان ہے، اپنے زمانہ کے لوگ بڑے ذہین تھے، وہ اشارے سمجھتے تھے، ماہم غنی ہیں۔ انہوں نے ہمارے لیے جواہر کو نکھار دیا۔

آج اسلام پہلے سے زیادہ درخشاں ہے۔ کسی بھی مسئلہ کو آپ لیں، ان شاء اللہ دارالعلوم دیوبند کے علماء کی وضاحت اور تفاسیر ملیں گی۔ انقلاب ہندوستان پر آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مذہبی انقلاب سے بچا دیا۔ اگر ۱۸۵۷ء کے بعد یہ مدرسہ دیوبند میں قائم نہ ہوتا تو جیسا کہ ایران، عراق، مصر اور دیگر اسلامی ممالک میں اسلام نہیں، ہندوستان میں بھی اسلام ختم ہو جاتا، جہاں الٹ پلٹ ہوتے ہیں وہاں مذہب بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں کہ دین قیامت تک باقی رہے گا۔ کوئی چاہے کتنا بھی اسلام کو مٹانے کی سعی کرے، ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔

ہمارے شیخ حضرت مدنیؒ فرماتے تھے کہ اس وقت وہ طائفہ حق ہندوستان میں ہے لیکن وہ بھی اب رخصت ہو رہا ہے۔

برصغیر میں دین کے حصار | جس وقت پاکستان بنا تھا، اس وقت بزرگوں نے فرمایا تھا کہ ہم غلامی سے آزاد ہو گئے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ مذہب سے بھی ”آزاد“ ہو جائیں۔ اگر دین کے مراکز نہ ہوتو اس ملک سے دین ختم ہو جاتا ہے۔ یہ دینی آجاتی ہے۔ کیونکہ پھیل جاتا ہے۔ یہ ان بزرگوں کی فرمائش تھی۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ اس سے سارا عالم راہ ہدایت دیکھ سکتا ہے۔ ان بوریہ نشینوں، ان بھوکوں اور فقیروں نے امت پر وہ عظیم احسانات فرمائے کہ آج ہماری نظریں فرط ادب سے ان کے مقدس نام بھی لیتے وقت جھک جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کرپڑ ہا رحمتیں ہوں ان قدسی صفات بزرگوں پر جنہوں نے دین احمدؐ کی آبیاری فرمائی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ مالدار تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ”عزت دے“ دو ذیلیوں، کونکالیں گے۔ آج عبداللہ بن ابی، فرعون، اور ابی لہب کا نام و نشان بھی نہیں رہا۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی چار دانگ عالم میں اب تک گونج رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کو بختا رہے گا۔

ابھی ابھی میں نے ایک جملہ سنا کہ پہلے ایک دیوبند تھا، اب ہر شہر میں دیوبند بن گیا ہے۔ خدا یہ بات اس وقت کے صدر جناب محمد ایوب خان نے کہی تھی۔

کرے کہ یوں ہی ہو۔ اب ہم سمجھے کہ حضرت لاہوریؒ فالج کے مارے ہوئے بھی اکوڑہ ٹٹک اتنے تھے کہ ان کی دور بین نگاہیں بھانپ چکی تھیں کہ دین کی حفاظت کرنی ہے۔ تو پھر دین کے حصّہ جگہ جگہ بنانے چاہئیں۔ یہی دینی مدارس ہی تو دین کے قلعے ہیں۔ یہ مدارس اگر ترکی، ایران، کابل میں ہوتے تو یہ حالت وہاں نہ ہوتی۔ آج چلا کر کہا جا رہا ہے کہ یہ کیا کہ ہر جگہ مدرسہ بن گیا ہے اور مولوی جو بات منہ میں آتی ہے کہتا ہے۔ خدا کی بات ہی کہتا ہے۔ مولوی اور کیا کہتا ہے؟ دراصل دکھ اس بات کا ہے کہ مولوی ایسا کئے والوں کے دل کی تمنا نہیں پوری ہونے دیتا۔ اکابرؒ نے آزاد کی کفر البعد اس وادیٰ غیر ذریعہ میں دارالعلوم حقایقہ کی داغ بیل ڈالی ایک دفعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دفعہ حضرت مدنیؒ نور اللہ مرقدہؒ نے ان کو لکھا تھا کہ چاہیے کچھ بھی ہو۔ آپ حقایقہ کی سرپرستی فرماتے رہیں، اس مدرسہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ یہ مدرسہ دین کی حفاظت کے لیے ایک مرکز ہے۔

ہمارے بزرگ صاحبزادہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب العزمؒ اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ ان کے آنے سے ہمارے دلوں کو سرور حاصل ہوتا ہے اور حوصلہ بڑھتا ہے۔ ان کا یہاں آنا ان شاء اللہ ہمارے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ ہمیں اخلاص عطا فرمائے۔ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔ (ضبط، محمد عثمان غنی بی اے)

جہاد اور دینی تعلیم و مدارس کی اہمیت

(۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے تحریری رپورٹ کے تسہیدی نوٹ میں جہاد اور دینی تعلیم و مدارس کی اہمیت پر روشنی ڈالی جسے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ) ۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء

معزز حضرات! ایسے اندوہناک ماحول میں جب کہ مصائب اور خطرات کے سیاہ بادل ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں اور ہمارے مقدس ملک کی سرحدات پر حق اور باطل برسر پیکار ہیں۔ آپ حضرات کا یہاں ایک دینی علمی ادارہ کے استحکام و ترقی پر غور و خوض کے لیے جمع ہونا جہاد ہی کا ایک شعبہ ہے۔ دوران جہاد میں قرآن و حدیث کی اشاعت و حفاظت کے فرائض اور بھی موکد اور مستحکم ہو جاتے ہیں۔ فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیستفقہوا فی الدین ولینذروا قومہما اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون (الآیۃ)

خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ دوران جنگ میں بھی ایک طائفہ علم دین کی تحصیل میں مشغول رہے تاکہ جہاد میں مشغولیت کی وجہ سے دینی بقاء کے تسلسل میں فرق نہ آئے اور مجاہدین کی فتح و کامرانی کے بعد مفتوحہ ممالک میں مغلبین اسلام کے دُورِ علوم و دینیہ اور احکام اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے لیے پھیل جائیں اور اعلیٰ کلمۃ اللہ جس کے لیے شہداء کرام کی جانیں قربان ہو گئی ہیں، کافر لیغۃ ادا ہو سکے یہ حقیقت ہے کہ حقیقی اسلام کی بقا سے پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کی ترقی و استحکام وابستہ ہے۔ مجد اللہ پاکستان میں دینی مدارس کی بدولت قرآن و حدیث کی صحیح ترجمانی ہو رہی ہے اور اسلامی علوم کی نشر و اشاعت سے مسلمانانِ پاکستان رُوحِ اسلام

موجود ہے۔ اور اس اسلامی رشتہ ہی نے پاکستان کے مسلمانوں کو یک جا ہو کر ہر باطل کے ظلم و استبداد کے سامنے سر یکت ہو کر کھڑا کر دیا ہے اور ملتِ پاکستان نے پورے جوش و خروش سے کفر کو لٹکا کر اسے عبرتناک شکست دے دی ہے۔ پاکستان کے علاوہ اکثر دوسرے اسلامی ممالک علیم دینیہ سے نا آشنا اور بیگانہ ہوتی چلی جا رہی۔ اس لیے کہ ان میں دینی درنگاہیں مفقود ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان میں اسلامی رشتہ کا اتنا احساس باقی نہیں رہا۔ اور قومیت کا بہت ان کا معبود بن گیا ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن سے کوسوں دور ہو گئے ہیں مسلمانوں میں جب حقیقی اسلام، قرآن و حدیث کے علوم ناپید ہو جائیں تو وہاں مذہب رہے گا نہ اسلامی رشتہ اور نہ مذہب و ملت کی حفاظت کے لیے جہاد کرنے کا جذبہ۔ پیش شدہ حالات و خطرات سے ایک ہوشیار قوم پر یہ حقیقت آشکار ہوتی چاہیے کہ اگر پاکستان کا استحکام اور بقا و حفاظت مطلوب و محبوب ہے تو ملک و ملت کو اسلامی اقدار و کردار، قرآنی تعلیمات و ارشادات اور سنتِ بنو علی کی روشنی سے معمور و منور کر دیا جائے قرآن و سنت کی تعلیم و تربیت جتنی بھی عام ہوگی مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد، جذبہ جہاد اور بھی بڑھتا جائے گا اور اسلامی روایات زندہ ہوتی جائیں گی۔ اور جب ملتِ اسلامیہ اللہ تعالیٰ کی ایک تابعدار فرمانبردار امت بن جائے گی تو تجارت تو کیا سارے باطل نظام اور استعمار و استبداد کے سارے طاعنات اکٹھے ہو کر بھی پاکستان سے آنکھ تک نہ اڑا سکیں گے۔ اسلام اور مسلمان غالب ہونے کے لیے ہے کلہ۔ حق زیر ہونے کے لیے نہیں بلکہ حق کے لیے ہمیشہ فتح اور کامرانی ہی مقدر ہے۔

یریدون لیطفوا نورا للہ با فواہمہم واللہ متع نورہ ولو کرہ الکفرون اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دارالعلوم حقانیہ اور دیگر مدارس دینیہ کی اہمیت و ضرورت اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام اور اسلامی اقدار اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے لیے یہی ادارے ہیں جو دن رات ملتِ مسلمہ کے دینی، مذہبی، علمی، تبلیغی خدمات سر انجام دینے میں مصروف رہتی ہیں۔ اور امت کی خشک رگوں کو قرآنی تعلیمات اور اسلامی روح سے شاداب و سرشار کر رہی ہیں۔ کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا کہ علوم رسالت کے یہ مراکز علمی جہاد میں مصروف نہ ہوں۔

کرم فرمایا یہ محترم! یہ حقیقت بھی آپ کی نگاہ سے مخفی نہیں کہ باطل سے مقابلہ کرنے
 اگر ایک طرف ہمیں دینی علوم اور دینی اداروں کی اہمیت کا احساس دلایا ہے تو دوسری
 طرف اہل خیر اور دوست تعاون بڑھانے والے اہل درویشانوں کو اقتصادی مشکلات
 اور نوائے اکتوں میں مبتلا کر دیا ہے جو لازمی طور پر ایک دینی ادارہ کے مصارف پر اثر انداز ہوں
 گے۔ ایسے نازک حالات کا سامنا دینی علوم اور دینی ادارہ کے بند کرنے یا اس کے تعلیمی
 مشاغل کو محدود کرنے سے تو نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ نازک وقت ہمیں اور ہمارے مخلص
 سرپرستوں اور سرایا اخلاص اراکین کو زیادہ سے زیادہ توجہ، استعداد اور جوش و خروش
 سے اس دینی مرکز اور دیگر دینی اداروں کی استحکام و ترقی کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت
 کا احساس دلانا ہے۔



شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خشک

اخبار جنگتہ کراچی کو انٹرویو

نظام تعلیم

مدارس عربیہ

شرعیات پنج

ادرا

اجتہاد



شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خشک ملک کے جانے پہچانے ان ممتاز علماء میں سے ہیں جن کا حلقہ فیض نہ صرف پورے ملک بلکہ باہر کے ممالک تک پھیلا ہوا ہے تقسیم سے قبل آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز اساتذہ میں سے تھے تقسیم کے بعد آپ نے اپنے شہر اکوڑہ خشک میں دارالعلوم حقانیہ کے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا جو آج پاکستان کا ایک ممتاز تعلیمی ادارہ ہے۔ مولانا قیام پاکستان سے اب تک اس دارالعلوم میں دورہ حدیث پڑھاتے رہے۔ اب تک یہاں مولانا سے تین ہزار علماء باقاعدہ سند حدیث حاصل کر چکے ہیں۔ آپ ۱۹۷۹ء سے قومی اسمبلی کے رکن چلے آ رہے تھے پچھلے الیکشن میں بھی آپ نے اس وقت کے صوبائی وزیر اعلیٰ نصر اللہ خشک کو

بھاری اکثریت سے شکست دی۔ اور جیت گئے۔ مولانا کی ممتاز تعلیمی، سماجی اور سیاسی و قومی خدمات کے اعتراف کے لئے پچھلے دنوں ایشیائی یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی، مولانا کافی عرصہ سے شوگر و امراض قلب میں مبتلا ہیں جسکی وجہ سے آنکھوں کی بنیائی بھی متاثر ہو گئی ہے۔ اب جب مولانا مدظلہ آنکھوں کے علاج کے لئے کراچی تشریف لائے ہیں تو یہاں کے بشمار علماء فضلاء و وزراء اور عقیدت مندوں نے ملاقات کا موقع غنیمت سمجھ لیا ہے۔ میں نے بھی اس موقع پر مناسب سمجھا کہ مولانا مدظلہ سے قارئین جنگ کے لئے انٹرویو لیا جائے۔ مولانا نے جناح ہسپتال میں میرے دو چار سوالات کا حسب ذیل مختصر جواب دیا۔ صنف اور نقاہت کی وجہ سے مولانا کے لئے مزید کہنا مشکل تھا۔ اور میں نے بھی اسی پر اکتفا کرنا مناسب سمجھا۔ (محمد جمیل۔ جنگتہ کراچی)



پہلا سوال موجودہ نظام تعلیم کے بارے میں تھا۔ اور یہ کہ عصری تعلیم گاہوں کو اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کرنے کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے۔ مولانا نے فرمایا:

اسلامی تعلیمات ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہیں اور اس میں کوئی نقص اور کمی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اب میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل و مکمل کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ اس لئے اسلامی بنیادی

تعلیمات کو تو بغیر کانٹ چھانٹ کے لیا جائے۔ اگر قدیم علوم اور اسلامی علوم کے ماہرین اور جدید علوم کے ماہرین یکجا بیٹھ کر ایسا مجموعہ مرتب کر دیں جسکی وجہ سے قدیم و جدید کا بعد و تنافر کم ہو جائے تو بہتر ہوگا، قدیم اور جدید علوم میں بنیادی طور پر کوئی تنافر اور تضاد بھی نہیں جدید علوم انگریزی زبان میں ہیں اور قدیم اکثر عربی زبان میں۔ قدیم علوم میں منطق، فلسفہ، ریاضی، جغرافیہ، حساب، صرف و نحو اس میں شامل ہیں۔ کچھ طب اور علاج کے علوم بھی ہیں۔ ایسے علوم عصری علوم میں کچھ ترقی یافتہ شکل میں موجود ہیں نئی تعلیم گاہوں کو قرآن و سنت، فقہ و اصول فقہ اور عربی ادب و گرامر کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اگر کوئی کمیٹی ایسی بن جائے جو جدید و قدیم دونوں علوم کے ماہرین پر مشتمل ہو تو اس وقت دونوں علوم کے خلاصہ کو نکال کر دیکھ لیا جائے تاکہ ان میں تنافر اور تباہی نہیں رہے۔

سوال ۱۔ دینی مدارس کے نصاب میں بنیادی تبدیلی اور نئے علوم داخل نصاب کر کے بارہ میں آپ کی کیا

رائے ہے۔؟

دینی مدارس کا اولین اور بنیادی مقصد و مطلع نظر اسلام کے بنیادی اصول قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی ہے باقی علوم عربی ادب و صرف و نحو و صرف بھی اس لئے پڑھائے جاتے ہیں کہ وہ علوم قرآن و سنت کے حصول کا ذریعہ ہیں اگر موجودہ جدید علوم کو بھی ان مدارس میں داخل کر دیا گیا۔ تو پھر یہ خطرہ ہے کہ ان مدارس میں اسلامی علوم کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ جائے گی۔ جبکہ پہلے سے جدید علوم کا تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں پر ملک میں قبضہ ہے۔ یہیں خطرہ ہے کہ ان دینی مدارس میں کہیں فرق نہ آجائے اور یہ خطرہ ہے کہ وہ جدید علوم کے بھی ماہر نہ ہو سکیں گے۔ اور قدیم علوم سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ دینی مدارس کی افادیت کی دلیل یہی ہے کہ اب تک یہ مدارس اسلام کی اصل شکل میں حفاظت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور اب بھی اسلام اپنی صحیح حالت میں ان مدارس کی بدولت باقی ہے۔ اگر ان میں سرکاری عمل دخل شروع ہو تو خطرہ ہے کہ ان میں نہ جدید علوم رہیں گے نہ قدیم اور اس کے مضامین نہ قدیم علوم کے ماہر ہوں گے نہ جدید کے۔

سوال ۲۔ دینی مدارس میں سرکاری اور حکومتی مداخلت کے بارے میں دونوں کی رائے سامنے آرہی ہے۔ مولانا

آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔؟

میری رائے میں دینی مدارس حکومتوں کی سرپرستی سے آزاد رہنے چاہئیں۔ حکومتیں کسی بچانے کی فکر میں رہتی ہیں اور بدلتی رہتی ہیں۔ دینی مدارس کے اکثر فضلاء حق کو تختہ دار پر چڑھ کر بھی نہیں چھوڑتے۔ اگر ان مدارس میں حکومت کا عمل دخل شروع ہو گیا تو یہ مدارس حکومت کی پالیسیوں کی تابع بن کر رہ جائیں گے۔ جو نہایت ہلک ہے۔ البتہ کسی بھی حکومت کو ملک کے تمام شعبوں اور اداروں کے حساب و کتاب چیک کرنے سے روکا نہیں جاسکتا۔ مدارس دینیہ کا حساب کتاب صاف رہے گا تو انہیں محاسبہ کا کیا ڈر ہوگا۔

سوال ۳۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جو کچھ کیا اور کہا جا رہا ہے اس کے بارے میں آپ مطمئن ہیں

موجودہ حکومت نے شریعت بچوں کے قیام کا جو قدم اٹھایا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان بچوں کے رکن ایسے علماء بھی ہونے چاہئیں جو اسلامیات کے ماہر، شریعت کے جزئیات و کلیات پر گہری نظر رکھتے ہوں۔ جید علماء ہوں، عربی زبان پر پورا عبور رکھتے ہوں۔

سوال ۱:- مولانا اس کے لئے اجتہاد کیا جائے گا اور کیا صورت ہوگی؟

شریعت کے اصول و کلیات محفوظ ہیں، ہزاروں، لاکھوں مسائل و جزئیات کی بھی تخریج ہو چکی ہے۔ فقہ اسلامی کا عظیم الشان ذخیرہ ہمارے پاس ہے جو جزئی مسائل سامنے آئے ہیں ان کا انطباق ان اصولوں کے تحت ہر زمانے کے علماء کیا کرتے ہیں۔ بنیادی اصولوں کو ملحوظ و محفوظ رکھا جائے۔ یہ انطباق ہے۔ تخریج ہے، اجتہاد نہیں، اجتہاد کی اہمیت آجکل کہاں؟ اب تو ہر شخص اپنے آپ کو مجتہد سے کم نہیں گردانتا۔ اگر لوگوں کے دعوؤں کو دیکھا جائے تو ایک ایک علم میں تو تواتر مجتہد نکل آئیں گے ہر شخص یہ کہے گا کہ مجھے بھی حق ہے کہ اجتہاد کروں تو ملت میں انتشار اور اختلاف ختم کرانے اور مسلمانوں میں اجتماعیت اور جمعیت برقرار رکھنے کی خاطر اجتہاد کو اہلیت کے شرائط کا پابند کر دیا گیا ہے۔ البتہ اجمال کی تفصیل و تشریح کی جاسکتی ہے۔ موجودہ حوادث و نوازل کے نظائر فقہ اسلامی میں موجود ہیں ہر مسئلے کا مقیاس علیہ (نظیر) موجود ہے یا چر حکم و مصالح کے لحاظ سے اس سے بہتر دوسرا حکم موجود ہوگا۔ ایک حکم نہیں چل سکتا تو متبادل صورت اختیار کر لی جائے گی۔

مولانا عبدالحی صاحب مدظلہ نے اپنی صحت کے بارے میں کہا کہ عام صحت میں قدرے افادہ ہو رہا ہے۔ آنکھ کے آپریشن کی کامیابی کی دعا کرنی چاہئے۔ انہوں نے علاج و معالجہ کے سلسلے میں جناح ہسپتال کی انتظامیہ اور تمام ڈاکٹروں کی گہری دلچسپی اور مخلصانہ جدوجہد پر بے حد اطمینان اور شکر یہ کا اظہار کیا۔ اور ان تمام لوگوں کے لئے دعا کی جو مولانا کی عیادت کے لئے آتے رہے۔

پشاور یونیورسٹی کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری

(نصوصی تقریب کے چشم دید سرپور طے)

۱۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۸ ذیقعدہ کا دن متعلقین دارالعلوم حقانیہ کے لئے خصوصاً اور ملک کے دینی و علمی حلقوں کے لئے عموماً خوشی اور اعزاز و افتخار کا دن رہے گا کہ آج پاکستان کے ممتاز ترین تعلیمی مرکز پشاور یونیورسٹی نے دارالعلوم حقانیہ کے بانی و مہتمم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت میں ان کے شاندار تعلیمی خدمات اور امتیازی کارناموں کے اعتراف کے طور پر ڈاکٹریٹ کی ممتاز ڈگری پیش کی۔ پشاور یونیورسٹی پچھلے سال ڈیڑھ سال سے یہ فیصلہ کر چکی تھی مگر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اپنی طبی افتادگی بنا پر یونیورسٹی کی اس خواہش کو ٹالتے رہے مگر اس دفعہ اصرار کی بنا پر آمادہ ہو گئے۔ یہ تقریب یونیورسٹی کے وسیع اور شاندار جناح کونکیشن ہال میں منعقد ہوئی۔ جو یونیورسٹی کے طلباء و طالبات، ممتاز دانشوروں، سکالروں، پروفیسروں اور حکومت کے اہم شعبوں کے سربراہوں اور معزز مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ تقریب کی صدارت صوبائی گورنر لفٹیننٹ جنرل فضل حق صاحب نے کی۔ جو یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہیں۔ رواج کے مطابق حضرت شیخ الحدیث کو گورنر اور سٹڈنٹ کیٹ کے ممبران کے ساتھ جلوس کی شکل میں ڈائس پر لایا گیا مگر آپ کی ضعف و علالت کی بنا پر پہلے ہی سے آپ کو ڈائس پر بٹھا دیا گیا۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث کے علاوہ ایک نامور جرنلسٹ شرفی خاتون ڈاکٹر اینی میری شل کو بھی ڈگری دی گئی۔ جنہیں مشرقی علوم بالخصوص مولانا رومی اور اقبالیات پر دسترس حاصل ہے۔ ڈگری دینے سے قبل پشاور یونیورسٹی کے علم دوست وائس چانسلر جناب اسماعیل سیٹھی صاحب نے حضرت شیخ الحدیث کے مختلف طبو نہ سوانح اور خدمات سے انگریزی میں روشناس کیا اور کہا کہ

مولانا عبدالحق حقانی نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر اپنے بزرگوں سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ موصوف
مجاہد حاجی صاحب توپنگ زئی سے بھی فیض حاصل کیا۔ درس نظامی کی سند دارالعلوم دیوبند سے
حاصل کی۔ پھر بطور مدرس اپنے مستقبل کا آغاز دیوبند سے کیا۔ اور ہزاروں طالب علموں نے وہاں مولانا
فیض حاصل کیا۔ مولانا صاحب نے ۴۷ برس دارالعلوم حقانیہ کو ژرہ خشک کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے

بہت سی اسلامی کتابیں لکھیں۔ مولانا صاحب سوشل ریفارمر (سماجی مصلح) کی حیثیت سے بھی بہت
 خوب پچھنے جلنے میں مولانا صاحب کی خدمات اسلام کی تدوین و ترمیم کے معاشقہ کی اصلاح اور تعلیمی
 ترقی میں بہت نمایاں ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب کی ان گونا گوں نمایاں فراموش خدمات کو دیکھتے ہوئے
 سٹڈنٹ کیٹ آف پشاور یونیورسٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ مولانا صاحب (DOCTOR OF DIVINITY)
 وکٹوریہ ایلیٹ کی ڈگری پانے کے مستحق شخصیت ہیں۔

اس کے بعد صوبائی گورنر رفیقینٹ جنرل فضل حق صاحب نے مختصر الفاظ میں مبارکباد اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کیا اور مصافحہ
 کے بعد مولانا کو چاندی کے منقش کپس میں ڈگری پیش کی۔ اور ہال حاضرین کے زبردست تالیفوں سے کافی دیر تک گونجتا رہا۔ اس کے
 بعد تنظیم کی خواہش پر مولانا مظہر نے حسب ذیل مختصر تقریر فرمائی۔ اور دعائیہ کلمات سے اختتام کے بعد گورنر صاحب نے تقریب
 کے اختتام کا اعلان کیا۔ مولانا کی تقریر ہے :-

تقریر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔۔۔ محترم بزرگو! ہمیں اس الفاظ نہیں کہ چانسلر صاحب، ہائٹس چانسلر صاحب، سٹڈنٹ کیٹ
 کے ممبران، اساتذہ، طلبہ اور آپ سب حاضرین کا شکریہ ادا کر سکوں کہ مجھ جیسے ادنیٰ ترین طالب علم کو ایسے اونچی جگہ پر چماں
 علماء اور فضلاء کا اجتماع ہے اور جو پاکستان کے ممتاز اور عظیم تعلیمی یونیورسٹی ہے حاضر ہونے کا موقعہ دیا اور ایسے اعزاز
 سے نوازا۔ حضرات یہ علم کا مرکز ہے ہم اور آپ سب طالب علم ہیں اور علم کو اللہ نے بڑی فضیلت دی ہے ہم سب کے دادا
 حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تو علم کی وجہ سے، وہ اپنے وقت کے سائنس کے بھی عالم تھے، علم آدم
 الاسماء کلمہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو حقائق و خواص اشیاء کا علم دیا۔ سائنس بھی حقیقتوں کا موجد نہیں ہے نہ ظہر ہے۔
 مخفی چیزوں سے پردہ ہٹانا اس کا کام ہے انکشاف و ظہور۔ اصل کام تو اللہ تعالیٰ کا ہے جو ہر چیز کے موجد ہیں۔ علماء نے کہا ہے
 کہ موجودہ زمانے کی سائنس سے قرآن کی تائید ہو رہی ہے پہلے جب کہا جاتا تھا کہ حضور اقدس صلی علیہ وسلم شب معراج آسمانوں
 کی طرف گئے تو یہ فلاسفہ مذاق اڑاتے تھے مگر جدید سائنس نے ثابت کر دیا کہ انسان جب چاند ستاروں، زہرہ اور مریخ تک
 پہنچ سکتا ہے تو ایک نبی روحانی اور خدائی طاقت کے ذریعہ آسمانوں سے بھی یقیناً اوپر جا سکتا ہے۔ جب کہا جاتا کہ عرش
 معلیٰ کی بات حضور اقدس سن رہے ہیں تو لوگ مذاق اڑاتے کہ مولوی کیسی بات کرتا ہے مگر اب راکٹ میں سوار فضا کیات کے اونچے
 مقامات پر چاند پر جانے والے افراد کو زمین سے ہدایات دی جاتی ہیں۔

محترم بزرگو! علم ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی اہمیت وحی متلو یعنی قرآن مجید سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا سب سے پہلا لفظ
 اقرا ہے یعنی پڑھ، اللہ کا نام لے کر پڑھ۔ قرآن مجید میں وحدانیت کا مسئلہ بھی ہے، معاشیات کا بھی مسئلہ ہے۔ اخلاقیات بھی ہیں
 مگر اللہ کا پہلا فرمان ہے :- اقرا باسم ربك الذی خلق (آیت)۔ اور اسی علم کی وجہ سے طاقت کا انتخاب ہوا تو مخالفین

نے کہا کہ یہ تو کم تر قبیلہ والا ہے اور میرے سب سے سب سے اس کو خلافت کیسے دی گئی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: **بسطۃ العلم والجسم**۔ علم میں اللہ نے سب سے بڑا فرقہ پیدا فرمایا تھا تو معلوم ہو کہ مدارِ نبوتیست اور مدارِ خلافتیست علم ہے **بسطۃ العلم**۔ خداوند کریم یہیں توفیق دے کہ ہم سب اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی علم حقیقی قرآن مجید سے مل سکیں۔

محترم بھائیو! بڑا گرامر دین آئے آئے کا تو یقیناً ہر چیز مستخرج ہے کی۔ واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ دریائے نیل ہر سال خشک ہو جاتا تھا مسالوں سے قبضہ کیا تو دیکھا کہ ایسے سوچے پر لوگ بنا رہے تھے کہ اس کے مطابق ایک نوجوان خوب صورت کو اچھے کپڑے پہنا کر دریا کی گہرائیوں میں ڈبو دیتے تھے۔ جان کا نذرانہ پیش کر کے کہ بڑا چڑھ جائے۔ حاکم وقت حضرت عمرو بن العاص کو بتایا گیا تو فرمایا ہم تو اسلام کے ماتحت حکومت چلا رہے ہیں مجھے دیکھنا ہے کہ ایسا کرنا اسلام میں جائز ہے یا ناجائز۔ تو حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ یہاں ایسا جالانہ رسم جاری ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ یہ نام ایک مختصر چٹھی لکھ کر بھیج دی لکھا کہ ان کشت تجوی با امر اللہ فاجرو واللہ فلا حاجة لنا ایت اگر اللہ کی مرضی سے چلنا ہے تو بہتے رہو ورنہ ہمیں کوئی حاجت نہیں چٹھی کو دریا میں ڈال دیا تو اسی وقت دریائے نیل میں غیانی آگئی۔ حضرت علاء حضرت میمائی میں نوح کے ساتھ ایسے علاقے میں پھنس گئے جہاں پانی نہ تھا لوگ پیاسے تھے وہم کو انتظام نہیں تھا فرمایا تیمم کر کے نماز پڑھو اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کرو کہ یا اللہ ہم آپ کی راہ میں دین کی اشاعت اور نبیوں کے لئے لڑ رہے ہیں یا اللہ ہمیں پانی عطا فرما۔ اسی وقت زمین سے پانی کے چشمے ال پڑے۔

تو دین محمد ص ہے اور دنیا فادیم ہے اس دین کے لئے اللہ اور اللہ کے احکام اور رسول اللہ کے احکام ماننے کے لئے اللہ نے حضور کو بھیجا اگر اس کی پیروی کی جائے تو یقیناً ہر چیز سدا سے مستخرج ہو جائے گی و سخرکم ما فادایں جمیعاً ہر چیز مستخرج ہوگی۔

محترم بھائیو! ایک وقت وہ تھا کہ علوم دین کو چاہتے تھے مگر حکومت انگریزوں کی تھی وہ نہیں جانتی تھی، ہندو نہیں جانتے تھے کہ دین آجائے یا جو حکمران نہیں جانتے تھے مگر اب تو اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہمارے جنرل ضیا الحق صاحب اور حکومت کے دیگر زعماء اور لیڈر سب اپنی تقاریر کا آغاز بسم سے کرتے ہیں اور اسلام کا ذکر کرتے ہیں۔ استحکام دین اور دین پر چلنے کی ہدایات دیتے ہیں کہ اجتماعی اور انفرادی زندگی میں دین کو اپنایا جائے۔

تو نقصان بہت سا رگڑا ہے اور انتشار، ستر ہی آپ لوگ جو فنکار ہیں اور جو طلباء ہیں اور منتظر ہیں آگے چل کر کیسیوں پر چھیں گے، باگ ڈور سنبھالیں گے تو آپ لوگ دین سے آگے ہو کر دین کی شری خدمت کر سکیں گے۔ اور اگر دین کی خدمت کریں گے تو انتشار اللہ ربہ پاکستان بھی مستحکم ہو گا قہاری بات کا بھی وزن ہو گا اور تو ہم عالم میں قہاری قدر ہو گی۔

آخر میں یہ گناہ گار آپس پر پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہے جس کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کہ مجھ جیسے بوڑھے بچا کلام شخص کو یہاں کچھ کہے اور اتنے بڑے مزار سے نوازا۔ **واللہ اعلم** علی ما ان الحمد للہ رب العالمین۔

تجارت کی اہمیت اور اس کے اصول

یہ تقریر ربیع الاول ۱۳۸۶ھ میں پشاور کے ایک تجارتی
فرم کی افتتاحی تقریب کے موقع پر کی گئی۔ حاضرین
کی اکثریت تجارت پیشہ افراد پر مشتمل تھی۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
فاذا قضیت الصلوٰۃ فانمضوا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ
واذکرو اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ (پس جب نماز ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور
اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم صلاح پاؤ گے)

ایک تجارتی فرم کی افتتاحی تقریب پر ہم اور آپ سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اسلام نے
زندگی کے کسی شعبہ کو تشنہ نہیں چھوڑا وہ جس طرح عبادات اور اعتقادات کی تعلیم دیتا ہے۔
اس طرح معاملات اور تجارت کے طریقے بھی سکھاتا ہے۔ اسلام نے تجارت کو بھی بڑی اہمیت
دی ہے۔ ہمارے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے سے پہلے خود تجارت فرما چکے
ہوئے۔ مضاربیت کے طریقے پر یعنی مال ایک کا اور عمل دوسرے کا ہو۔ اور آمدن و نقصان ثنائی
کے طریقے پر دونوں کو ملے۔

حضرت نے امت کے سامنے ایک نمونہ پیش فرمایا اور تمام امتوں
صحابہ کرامؓ اور تجارت میں افضل امت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے اور

پھر اس امت کے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر الصدیق تجارت ہی کیا کرتے تھے۔ خلیفہ بننے کے بعد کپڑوں کی گٹھڑی کندھوں پر اٹھائے جا رہے ہیں حضرت عمرؓ نے دیکھا تو پوچھا کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا بچوں کے لیے تلاشِ رزق کی خاطر کپڑے فروخت کرنے جا رہا ہوں۔ جو شریعت کا حکم ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب مسلمانوں کے تمام امور خلافت تمہارے ہیں وہی۔ اگر آپ کا سارا وقت امور خلافت کے لیے فارغ ہو جائے تو بہتر ہوگا چنانچہ صحابہؓ کے مشہور اور اصرار پر ان کے لیے آٹھ آنہ یومیہ وظیفہ بیت المال سے مقرر کیا گیا۔ حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ عطار تھے یعنی عطر کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح امیر المومنین حضرت ہدنا عثمانؓ بھی کھجوروں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے غلہ کی تجارت کی خود ہمارے امام اعظم ابو حنیفہؒ جن کے ہم مقلد ہیں بہت بڑے تاجر تھے۔ مشترکہ کمپنی کی شکل میں ان کی تجارت چلتی تھی۔ وہاں کے وقت ۵ کروڑ روپیہ لوگوں کی مقدار بت کا پڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ صفائی معاملات کا یہ حال تھا کہ ایک ایجنٹ کو کپڑا فروخت کرنے کو دیا اور اس میں جو عیب تھا اس کی نشاندہی کرتے ہوئے اسے تاکید کی کہ خبردار کو یہ عیب بتلا دیا جائے۔ اسلام کا حکم ہے کہ بیع کا عیب بتلانا چاہیے۔ وہ ایجنٹ کسی دور دراز شہر میں کپڑا فروخت کر آیا مگر فروخت کے وقت عیب بتلانا بھول گیا غالباً ۲ ہزار منافع ہوا تھا اسے خیرات کر دیا۔

عزیز جن لوگوں کو حلال تجارت کی توفیق ہو جائے وہ ان کی بخیر نشی ہے۔ سب کچھ نیت کی اصلاح پر ہے۔ اگر نماز یا دیگر عبادات بھی خدا کی رضا کے لیے نہ ہوں تو وہ بھی وبالِ جان ہو جاتی ہیں۔

اسلام اور ترقی

سلام ہمارا مذہب نہیں ترقی نہیں دے والا مذہب ہے اگر اس پر پیچ عمل ہو جائے ہاں یہ ترقی نہیں کہ ایک شخص صرف دنیا کا ہو کر

جائے۔ دنیا بھی کا، اگر اس کے ساتھ فرائضِ بندگی سے بھی غفلت نہ ہو۔ آیت بالا جو میں نے پڑھی جمعہ کے بارہ میں ہے تو کبھی اتفاقاً جمعہ ہی کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حسبِ نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں اتباعِ فضل اللہ کے لیے پہلی جاؤ۔ مگر ضرور دُور ہو جاؤ اور خدا سے غفلت کسی حال میں بھی نہ ہو۔ اللہ سے ڈرا کرو۔ آیت میں تجارت کی

جس قوم میں تجارت ہوگی وہ خود بخود پھیلتی اور بڑھتی جائے گی۔ انگلیز تجارت کے نام سے ہندوستان آیا اور دو سو سال تک ہندوستان پر قابض رہا۔ اور آج بھی تجارت کے ذریعے ہی نوآبادیات پر قبضے جملائے جاتے ہیں۔ یہ تمام لڑائیاں اور بین الاقوامی سیاست اس لیے ہے کہ مال کی فروخت اور استحصال زر کے لیے منڈیاں فراہم ہوں۔

تجارت میں کامیابی کا گرہ | حدیث میں ہے کہ:-

التاجر الصدوق الأمين مع التبتين والصدوقين

والشہداء والصالحین و سچا اور امانت دار تاجرانہیاء شہداء اور محدلقین کی معیت میں ہوگا

حضور اقدس نے گڑبلا دیا کہ تجارت کی کامیابی کا گڑ صداقت اور امانت ہے دولت نہیں۔

ان آنکھوں سے دیکھا کہ سرمایہ کے باوجود دوکانیں ختم ہوئیں۔ خیانت کی کاروبار ختم ہوا۔ اگر تاجر نے وعدہ کیا کہ فلاں وقت مال یا پیسے دے دوں گا اور اسے سچا کر دکھایا تو اگر پہلی بار کسی نے اس پر اعتبار نہ کیا ہو تو دوسری دفعہ خود بخود اس پر اس کی صداقت عیاں ہوگی۔ اگر تم نے مال فروخت کرتے وقت اس کی حقیقت سچائی سے بتلا دی تو ناممکن ہے کہ آپ کامیاب نہ ہوں۔

امانت و دیانت کی ایک عجیب مثال | بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے مذکور ہے کہ حضرت رافعہؓ رضی اللہ عنہ

وہاں پہنچا تو حضرت علیؓ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ نبی اسرائیل میں سے ایک شخص دوسرے کے پاس آیا اور اسے کہا کہ مجھے ایک ہزار دینار قرض چاہئیں وہ اسے تمکنے لگا کر یہ کون ہے اور کسی بھروسے پر اسے مال دوں چنانچہ اسے گواہ طلب کرنے کا کہا اس نے کہا کفٰی باللہ شہیداً۔ اللہ ہی میرا گواہ ہے پھر اس کے قرض مانگنے والے کو ضمان پیش کر کے کہا کہ اس نے کہا کفٰی باللہ وکیلاً۔ اللہ تعالیٰ ہی میرا بہتر ضمان ہے چنانچہ اس نے اللہ پر بھروسہ کر کے ایک ہزار دینار دے دیئے اور قرض کی واپسی کا ایک خاص وقت مقرر کیا گیا۔ اس زمانہ میں ریل موٹر اور لاری تو تھیں

نہیں، بیچ میں دریا حائل تھا۔ ادھر سیاح مقررہ سر پہ آئی۔ وہ شخص دریا کے کنارے آیا مگر کوئی کشتی اسے نہ مل سکی تو اس نے ہزار دینار ایک بانس میں بھر دیئے اور ایک رقعہ بھی ساتھ رکھ دیا۔ اس کا سراپند کر کے اس بانس کو یہ کہہ کر دریا میں ڈال دیا کہ اے اللہ میرے پاس گواہ تھے نہ ضامن۔ میں نے آپ کا نام ضامن بنا دیا ہے۔ اور وقت مقررہ تک اب اسے پہنچانے کی کوئی صورت نہیں۔ اب یہ امانت تیرے سپرد کرتا ہوں تو اسے مالک کے پاس پہنچا دیجئے۔ ادھر وہ مالک کی امید میں پریشان دریا کے دوسرے کنارے اس کے انتظار میں ہے کہ اچانک اسے دریا میں ایک بانس بٹھا نظر آیا۔ اسے اٹھا کر گھر لے گیا کہ جلانے کے کام آئے گا۔ وہاں جا کر اسے چیرا تو اس سے ہزار دینار اور رقعہ برآمد ہوا دوسرے دن وہ شخص خود بھی ہزار دینار لیے ہوئے اس کے پاس پہنچا اور معذرت کرتے ہوئے سارا واقعہ سنایا کہ میں مجبوراً نہ آ سکا۔ اس نے جواب میں کہا کہ اللہ نے آپ کی امانت پہنچا دی ہے۔ اور آپ کا فرض خدا نے پہنچا دیا ہے غرض جب ادائیگی کا ارادہ اور اللہ پر اعتماد ہو تو خدا ہر طرح مدد اور دستگیری فرماتا ہے۔ مگر یہاں تو دوسرا حال ہے۔ ہر چیز میں بلاوٹ، بھدی میں مٹی اور چائے میں بھوسہ ڈالتے ہیں شیطان نے عجیب طریقے سکھائے ہیں۔ پھر نتیجہ صفر ہوتا ہے۔ کوئی برکت نہیں ہوتی۔ ملک بھر میں بدنامی الگ اور بے شمار پریشانیوں میں خدا اسے مبتلا کر دیتا ہے حضور کا ارشاد ہے کہ سچا اور دیانتدار تاجر انبیاء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا۔

انشاعت اسلام میں تاجر کا حصہ | میں نے خود طالب علمی میں یہ حدیث سنی تو حیران ہوا کہ ایک سچے اور دیانتدار اور معاملات میں صفائی رکھنے والا مسلمان تاجر چلتا پھرتا مبلغ بن سکتا ہے۔ یہ اسلام دور و دلاز مالک میں جو پھیلا اس میں خدا ترس تاجر کا بھی بڑا حصہ ہے۔ جافا، سماطرا، جواب انڈونیشیا میں شامل ہے میں چند مسلمان تاجر گئے اور اپنی صداقت و امانت اور اعمال صالح سے اسلام پھیلانے لگے۔ مقامی تاجر جو ہر طرح لوٹ کھسوٹ کرتے تھے انہوں نے شور مچایا کہ یہ باہر کے لوگ ہماری تجارت پر قابض ہو رہے ہیں عوام جو ان کے عدل و انصاف اور سچائی کے گرویدہ ہوئے تھے وہ ان کی حمایت میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر مسلمانوں کو نکالا گیا تو ہمارے

غریبوں کے ذریعے پھیلے ورنہ آج کہا جاتا کہ اسلام بھی حکومتوں اور دولت کے زور سے پھیلا ہے۔ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ سچے تاجر کو انبیاء و صدیقین کی معیت حاصل ہو گی تو اس کی مثال ایسی ہے کہ گاڑی میں فٹ، سیکنڈ ایر کنڈیشنڈ، انٹر اور فٹڈ ہر قسم کے ڈبے الگ الگ ہوتے ہیں، مگر جو بھی اس گاڑی میں سفر کر رہا ہے سب اکٹھے منزل مقصود کو پہنچتے ہیں۔ ایسی معیت کی سعادت اور برکت وہاں بھی نصیب ہو گی جو درجہ مختلف ہوں غرض آپ لوگ زندگی کے جس شعبہ کو بھی اختیار کریں، تجارت ہو یا زراعت ملازمت ہو یا کوئی اور کام، اس کے بارہ میں دین سے ہدایت حاصل کریں۔ خود عامل بنیں اور دنیا کو بتائیں کہ اسلامی تجارت اس طرح ہوتی ہے نہ وہ تجارت جو شیطانی طریقوں سے ملوث ہو اور نہ یورپ جیسی تجارت جس نے دنیا کو تباہی، بے توازنی اور بد حالی میں مبتلا کر دیا ہے۔

واخرو دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔